

قطعہ تاریخ

شائع ہوئی ہے جلد زجاجہ کی تیسری
 احکام بوجیفہ کے اسناد اس میں ہیں
 اسناد میں نصوص بھی ہیں اور حدیث بھی
 انھیں کہیں جہاں کی زجاجہ نور
 انجام اس عمل کا نہ ہو کس طرح بخیر
 مقبول بارگاہ نبوت ہو جو کتاب
 اوصاف عالیہ کی میں کس سے مثال دے
 یہ قادری چراغ ہیں اور شمع نقشبند
 آنکھوں میں ہے تجلی شمع جمال ذات
 عالی نہیں ہے یاد الہی سے یک نفس
 تقریریں ہے آپ کی اعجاز کا اثر
 پایا ہے یہ عروج سجود نیاز سے
 رکھ کر امید آپ کے لطف عظیم سے
 ہر تہی کی ہوتی ہیں آسان مشکلات
 عمر طویل ان کو عطا ہو بہ عافیت

عبداللہ شاہ کی یہ ہے تالیف بہا
 چشمہ ہے یہ مل تسنن کی فقہ کا
 اصحاب تابعین کے اقوال ہیں
 جتنے بھی اعتراض تھے سب ہو گئے ہوا
 فرمان شاہ دین سے ہوئی جسکی ابتدا
 کیا پوچھتے ہو اس کے مؤلف کا مرتبا
 ایسا ہے کون منزل عرفان کا رہنما
 انکا بھی نور انیس کی انکی بھی ہے ضیا
 دل انکا آفتاب ہے علم یقین کا
 ہر دم فنا بحق ہے انھیں اور بحق بقا
 کرتی ہے کام آپ کی تحریر سحر کا
 ہے انکے آستانے یہ اک خلق جہا
 ہر شخص لیکے آتا ہے اک خاص دنیا
 حاجت روائے خلق ہر اک ہر اک دعا
 مقبول ہوا الہی یہ میری بھی التجا

تاریخ اس کتاب ہدایت کی لے علیم
 کر عرض یہ زجاجہ ثالث سے رہنما

احقر العنا محمد علیم الدین علیم صدیقی جامع نقشبندی (ایڈووکیٹ) وظیفہ یار ول تعلق دار قارااد

بار اول

۱۹۵۷ء

۱۱۱ مولوی محمد عبداللہ صاحب مدنی اخباری اور شاعر

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

تَعَارُفُ جَابِہِ الْمَصَاحِجِ

مؤلفہ حضرت مولانا ابوالحسن اشرف علیہ الرحمۃ شاہ صاحب دیوبند حنفی ^{مدظلہ العالی}

”جو مشکاة المصابیح کے اسلوب پر حنفی حضرات کے لئے احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک جامع و مستند ذخیرہ“

الحمد للہ کہ آج اس کتاب کی جلد سوم شائع ہو رہی ہے۔ کتاب کی اصلی قدر و قیمت تو مطالعہ سے ہی ظاہر ہو سکے گی۔ تاہم بطور تعارف چند سطور مدیہ ناظرین ہیں۔

واقعہ یہ ہے کہ مؤلف مدظلہ العالی نے مشکوٰۃ تتریف کے منظر غائر مطالعہ کے بعد اس امر کی شدید ضرورت محسوس فرمائی کہ جس طرح مشکوٰۃ تشریف مسائل کے لحاظ سے شافعی حضرات کے لئے احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک بہترین مجموعہ ہے بالکل اسی طرح ان احادیث کو بھی یکجا کیا جائے جو حنفی کی بنیاد اللہ تعالیٰ ان اہل علم حضرات کی سعی مشکور فرمائے جنہوں نے اس موضوع پر قلم اٹھایا اور بہترین انداز سے حنفی احادیث جمع فرمائیں لیکن مشکوٰۃ جیسی جامعیت میں سر نہ ہوئی۔

ایسی عظیم الشان کتاب کی تالیف اللہ تعالیٰ نے حضرت مولانا مؤلف موصوف کے حصہ میں رکھی بھی چنانچہ مولانا ممدوح نے بتائید غلبی جس کا اظہار اسی زیر نظر کتاب کے دیباچہ میں فرمایا ہے اس کام کا بیڑ اٹھایا اور اس کو پایہ تکمیل تک پہنچایا۔ بیش شدہ تالیف کی وجہ سے حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ پر اعتراض کرنے والے بخوبی اس امر سے واقف ہو جائیں گے کہ امام صاحب کا قول علاوہ حدیث کے کسی نہ کسی صحابیؓ یا تابعیؓ کے قول سے ماخوذ ہے۔ اس لئے امام ممدوح پر اعتراض اصحاب ابراہیم و زکریا اختیار رضی اللہ عنہم پر اعتراض کے مائل ہے اور اس طرح یقیناً دنیا کے ایک بڑے حصہ کے امام کی کوئی بات بے سند نہیں۔

کتاب ہذا میں مؤلف مدفع نے حسب ذیل امور کا التزام رکھا ہے :-

- ۱۔ صحیح بخاری کے طرز پر ہر بڑے عنوان کے بعد متعلقہ آیات قرآنی کو جمع کیا گیا۔
- ۲۔ چونکہ اس تالیف سے مقصود اصلی مشکاة کے طرز پر احناف کے لئے حدیثوں کا ایک جامع ذخیرہ مہیا کرنا تھا اس لئے کتاب و باب و عنوان "مشکاة ہی سے لئے گئے۔ البتہ فاضل مصنف مشکاة علیہ الرحمہ نے عنوان میں جن مقامات پر فقہ شافعی کی رعایت رکھی ہے۔ اس کتاب میں بھی ان مقامات پر فقہ حنفی کی رعایت پیش نظر رہی۔
- ۳۔ مشکاة میں ایک مسئلہ کے متعلق احادیث نین فصلوں میں منتشر تھیں جس سے پڑھنے والے میں ایک تو کیفیت تسلسل کا برقرار رہا اور دوسرے مسائل کا بیک نظر تلاش کرنا دشوار تھا۔ اس لئے ہر مسئلہ سے متعلق احادیث بلا لحاظ فصل یکجا کئے گئے۔

۴۔ ظاہر ہے کہ فقہ حنفی ایک ناپید اکنا رہنمادر ہے علامہ موصوف نے اس بحر ذخارتے انمول موتی چن لئے ہیں۔ ہر مسئلہ میں کئی کئی قول ہیں اس وجہ سے اولاً قول مفتی بہ حاصل کیا گیا۔ ثانیاً اس کے موافق حدیث تلاش کی گئی۔ ثالثاً اس حدیث کی جہاں بین کر کے رفع اعتراض کا موقع ہم پہنچایا گیا۔ اسی وجہ سے اکثر احادیث کے آخر میں تنقید و رواۃ مذکور ہے۔

۵۔ فقہ حنفی پر اعتراضات کے مدلل جواب احادیث کی صحیح تعبیر کے بعد حنفی مقاصد کی وضاحت اور حسب ضرورت احادیث سے اور حنفی کنابوں کے حوالہ سے حاشیہ پر مسائل کا اندراج کامل احتیاط سے کیا گیا۔

یہ کتاب پانچ جلدوں پر مشتمل ہے اور یہ تیسری جلد ہے جو (۴۶۴) صفحات پر کتاب القصاص سے شروع ہو کر کتاب الرؤیا پر ختم ہوتی ہے۔ اس کتاب کے اور بھی کئی اہم خصوصیات ہیں جو بوقت مطالعہ ظاہر ہوں گے۔ مختصر یہ کہ جس طرح مشکاة شافعی مذہب والوں کیلئے ایک نعمت ہے۔ بالکل اسی طرح یہ کتاب حنفی حضرات کیلئے ایک بہترین اور نادر تحفہ ہے۔

مجاناب
مجلس ترویج و اشاعت کتاب

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

رُجَّةُ الْمُصَنِّفِ

(أول)

من تأليف حصرة العاقل الأهل في الحساب السيد عبد الله شاه الحيدري أمداد الحق وقته الله تعالى
بدل المؤلف العلامة قصادي محمود في جمع تلك الأحاديث ورتبها التي منها تستنبط مسائل
الفقه الحنفي وبها تؤيد (وحداني ذلك حد ومسكاة المصالح) ودلل صغابها وأما رقيها بهما بروته
التامة وفكرته العامة حتى وجد ما لله المستودة على أحسن ما رام جعل الله أميته ما حكمة مستشقة باهر فاعلم
قال الحمد لله على أن تبصر لنا أن نستخرج أمانات من أحرارها القيمة وسند كرسنة فيما يأتي من
ميراثها السامية بعريفاتها إلى القراء الكرام ليكونوا على بصيرة منها على أن حوهرها الساطع
لا يستطيع تعدد رقيمه إلا بعد الوصول إليه والطهر به وكشف القناع عنه وهي هذه —

لكن القراء اعلم بأن المؤلف العاقل لما تفرغ لدراس المسكاة وعكف عليها واجال فكرته في
كيفية جمعها ودوعه توبيها وتلسيقها وعرف أنها خير دحيه من الأحاديث المنوية التي تؤيد
مسائل الفقه الشافعي وتعضدها صمم بوجهر شعوره على أن تقفوا ترها ويلو بلوها في جمع تلك الأحاديث
التي مأسس عليها الفقه الحنفي ولكم من سعى من قل للمصالح هذه الخدمة الحلي والهي ما فيه وتحلى
لها لكن لو استطع أن تأتي بما تساوى المشكوه وبصا هيها فدر اوصمة ولم يطق أحد بعد أن
يسد هذا الحل ويرأب هذا الثأني

ومما يستر بان الله سبحانه قد أسعد هذه الخدمة الحليلة الهامة هذا المؤلف الحليل
الذي قد جمع بين العلوم مقولها ومعقولها أحصها وحلها والهمة وأنده من وراء الغيب
كما يلوح من بامه في دياجه الكتاب عن سبب المباحث في هذا التأليف الأسبق والتصميم
عليه، ولما كشف العطار عن من قدح في قول الامام الاعظم أبي حنيفة رحمه الله وأثبت
انه ما من قول من أقواله الأولية سيد نعمد عليه ويحتم به وهو إما رواية أحد عن الصحابة الأبرار
وإما قول أحد من التابعين الأحيار

ومما يزداد به العارضي بصيرة أن المؤلف العلامة قد الرم نفسه عدة أمور في تأليفه هذا وهي هذه:

(الاول) مد جمع لكل موضوع كدر من موضوعات الكتب ما يتعلق به من الآداب الفرائد
وقد تلا في ذلك تلو الصحيح البخاري .

(الثاني) قد سلك المؤلف في تنويع هذا الكتاب مسلك المشكاة لأن عاقبته لركب الآن
بأنه خرد حيرة جامعة على أسلوبها نوفي بمقصود اصحاب العقد الحنفى وتنسب علمتهم .

(الثالث) كما ان صاحب المشكاة راعى في التنويع وجهه المقصد السافى ولا حطة فقه به
وتأيد اناء فكد لك اقام العاقل المؤلف مقامه وجهه الفقه الحنفى بتحقيقا اياه وبأكده اعليه .

(الرابع) لا توجد مسئلة في المشكاة الا وقد امتدت احاديثها الى تسدل بها في ثلاثة
فصول وذلك ما يستق على القراء التحصن عنها والوقوف عليها لان العارضى في هذه الصلوة لم يستطع
ان يلوم ما قصد اليه في نظرية حاطفه ولكن العاقل المؤلف احاد فساد من انه جمع لكل مسئلة
كل ما يوسطه من الاحاديث السوية في موضع واحد لا ترى فيها عوجا ولا فصلا .

(الخامس) انصاء في ان الفقه الحنفى يحذر لا يرى ساحة قما من مسئلة من مسائله
الا وفيها احوال يعرفونها الحصر فلهذا تسهلا على القراء الكرام وتقريبا الى الافهام احاد المؤلف
الليبي اول قول افعى به وتاسا شفعها واتبعها بحديث من الاحاديث السوية ، الذي وافقه
ويؤدقه وتالما مهذا السيل الى ردة ما رده عليه من العدم فيه وقد دتل اكبر الاحاديث بالمعد على
الرواة ليستقيم مقام الرب عما هو الحق .

(السادس) لقد رين المؤلف حواشى الكتاب بالاحوية المؤيدة بالتحجج الدامعة وكشف
القناع عن المقاصد الحفصة بعد التعبير الصحيح عن الاحاديث وكتب المسائل على احوط طريق .

(السابع) تشمل هذا التأليف الحليل على خمسة احزاء وهذا جزء ثالث منها ابتد المؤلف
فيه بكتاب القصص وانتهى الى كتاب الرؤيا .

وصفوة ما اقول ان هذا الكتاب قد ارد ان يمر انا به تركشف عليك محاسنها عندما
تطالعها ، فليعلم القراء ان مسكاة المصاييح كما هي بعينه عظمى لمحضرات الشوافع الكرام
فكذلك راحة المصاييح حذر هده اهدت الى السادات الاحناف .

(لجنة الطبع والنشر للكتاب)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

فهرس الكتب والابواب الواقعة في الجزء الثالث من جنة المضايح

الصفحة	الكتب والابواب	الصفحة	الكتب والابواب
١٢٦	باب ما على الولاة من التسير	١	كتاب الفصاح
١٢٨	باب الغلى في القضا والحرف منه	٢١	باب الدياب
١٣٥	باب مراق الولاة وهداياهم	٣٢	باب ما لا يصح من المحامات
١٣٢	باب الاقصية والتهاداب	٣٩	باب الصيامه
١٥٩	كتاب الجهاد	٣١	باب اهل الردة والسعاة بالفساد
١٤٩	باب اعداد آلة الجهاد	٥٤	كتاب الحدود
١٨٩	باب آداب السفر	٨٠	باب قطع السرقة
١٩٤	باب الكتاب الى الكفار ودعائهم الى الاسلام	٩٠	باب التماعه في المحدود
٢٠٣	باب القتال في الجهاد	٩٢	باب حد الخمر
٢١١	باب حكم الاسراء	٩٤	باب ما لا يدعى على المحدود
٢٢٢	بيان سماع الموتى في الكتاب هاشمه	١٠٠	باب التحرير
٢٢٣	باب الامان	١٠٣	باب بيان المحر ووعده تاريها
٢٢٨	باب مسممة النعائرو العلول معها	١١٦	كتاب الامارة والقضاء

الصفحة	الكتب والابواب	الصفحة	الكتب والابواب
٣٤٣	باب <u>المصنع والأشدة</u>	٢٥٥	باب <u>الحدره</u>
٣٤٤	باب <u>يعطيه الاواني وعبرها</u>	٢٦٣	باب <u>الصلم</u>
٣٤٩	كتاب <u>اللباس</u>	٢٦٩	باب <u>احواص اليهود من حرية العرب</u>
٣٩٢	باب <u>الحاجر</u>	٢٤٦	باب <u>القيء</u>
٣٩٩	باب <u>البعال</u>	٢٨٢	كتاب <u>الصيد والدماغ</u>
٢٠١	باب <u>الترحل</u>	٣٠٣	باب <u>دكا الكلب</u>
٢١٣	بيان <u>فصيله الصغرة</u>	٣٠٤	باب <u>ما يحل اكله وما يحرم</u>
٢٢١	باب <u>الصاوير</u>	٣٢٢	باب <u>العصمه</u>
٢٣٠	كتاب <u>الطب والرقى</u>	٣٢٥	كتاب <u>الاطعمة</u>
٢٢٣	باب <u>المأل والطيره</u>	٣٥٠	باب <u>الصياغة</u>
٢٥٠	باب <u>الكهامة</u>	٣٥٢	باب <u>أكل المضطر</u>
٢٥٥	كتاب <u>الرؤيا</u>	٣٥٦	باب <u>الأشتره</u>

— انتهى —

زحاجۃ المصایح کے متعلق

بعض تقریظات

(۱) مولانا عبدالمجید صاحب دربانادنی فاضل مدرسہ صدقہ جدید لکھنؤ نے اس تالیف سے متعلق اپنی اشاعت ثورخہ ۲۹ محرم الحرام ۱۳۳۸ھ ۱۹ اکتوبر ۱۹۱۹ء میں جو رائے ظاہر فرمائی ہے اسکا اقتباس حلیب تبریزیؒ کی مشکوٰۃ المصابیح سے دینداروں میں ہر پڑھا لکھا واقعہ ہے، حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ مستند اور کارآمد اور نسبتاً مختصر ہونیکے باوجود بڑی حد تک جامع مجموعہ صدیوں سے ہندوستان میں چلا آرہا ہے اور عوام و خواص سب کے حق میں شیعہ ہدایہ کا کام لے رہا ہے لیکن صاحب مشکوٰۃ ہمارا وجود اپنی اس جلالت قدر کے بہر حال حنفی المذہب رہے تھے، شافعی تھے اس شافعی مذہب کی رعایت ان کی کتاب میں جا بجا آجنانا بالکل قدرتی تھا اور اسلئے علماء و حنفیہ ایک اس قسم کے دوسرے مجموعہ احادیث کی ضرورت مدت سے محسوس کر رہے تھے جس میں رعایت ان کے مسلک و مشرب کی ہو۔ صدیوں کے بعد اس ضرورت کو عملاً پورا کرنے کی سعادت اس حیدرآبادی فاضل کے حصہ میں آئی ہے۔

کتاب کا نام نو مشکوٰۃ کے جوڑ پر ”زحاجۃ“ ہی ہے، مضامین کی ترتیب بھی اس متأخر نے اپنے ہی مشرب و کے مطابق رکھی ہے۔ دیباچہ میں مولف زحاجۃ المصایح نے اپنے ایک رویا، صالحہ اور نیکار نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کیا ہے۔

”ہر کتاب“ میں ابواب کے تحتانی عموماً مشکوٰۃ کے مطابق ہی ہیں، سوائے اس کے جہاں جہاں مولف کو ضروری معلوم ہوا ہے، تقویہ مذہب امام اعظمؒ کے لئے متن کتاب میں یا حاتیہ پر مضامین کا اضافہ کر دیا ہے، چنانچہ کتاب العلم کے تحت مناقب کی ایسی روایتیں درج کر دی ہیں جن کا اشارہ لکھے خیال میں ابو حنیفہؒ کی طرف کلنا ہے۔ اسی طرح باب قیام رضا کے تحت تراویح کی تاکید اور اسکی تعداد اور رکعات وغیرہ پر حاسبہ اور متین میں اقوال و مباحث درج کئے ہیں، علی ہذا اب عبادت المریض کے تحت زمانہ طاعون میں آبادی چھوڑ کر باہر کل جانے پر وفسن علی ہذا اور جو اسی میں نو کثرت سے مسائل حنفی کی تائید میں دلائل اجمالاً یا تفصیلاً دیدیئے ہیں مشکوٰۃ سے صرف اسلئے کہ اس میں ہر عنوان باب کو تین تین فصلوں میں تقسیم کیا گیا تھا۔ اس میں فصلوں کی تقسیم اٹھا دی گئی ہے۔

مضمون کتاب کی اصل قدر و قیمت کو پہچاننا اور احادیث مندرجہ کو پرکھنا تو اہل فن ہی کا کام ہے، باقی عام ایک ماطر کے لفظ نظر سے تو فاضل مولف نے ایک اہم دینی خدمت انجام دی ہے اور حنفیہ کے ذمہ جو قریط صدیوں سے چلا آرہا تھا اسے ادا کرنے کی سعادت انھیں حاصل ہو گئی ہے۔

قابل رشک ہیں ایسی ہسٹیاں جو اس دور میں بھی کساد بازاری اور کسمپرسی کے ہر پہلو سے آنکھیں بند کئے ہوئے خدمت دین کی دھن میں لگی ہوئی ہیں۔

(۲) مولانا محمد طیب صاحب قاضی مہتمم دارالعلوم رام فصلہ کی رائے اس تالیف کے بارے میں یہ ہے:
 بسم اللہ، الحمد للہ و سلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ، کتاب متطاب زجاجة المصایح احقر کے لئے
 ہے اور باصرہ نواز ہے۔ جسد جسہ مقامات سے استفادہ کی سعادت میسر ہوئی، جس سے قلب نے
 دو وجہوں سے فح و سرور کا اتر لیا، اولاً اس بناء پر کہ کتاب مذکور فن حدیث کی خدمت کا بہترین
 مجموعہ ہے، جس میں مشکوٰۃ المصابیح کے طرز پر فقہی ابواب کی زریب سے ہر باب کی متعلقہ روایات
 پاکیرہ ترتیب کے ساتھ جمع کر دی گئی ہیں اور ساتھ ہی حواشی اور منہیات کے ذریعہ مقصد حدیث کا ماخذ
 قرآن سے پیش کرتے ہوئے مؤید روایات کا ذخیرہ مریدیتس کر دیا گیا ہے جو فن کی عمدہ زریں خدمت ہے
 سانیاً اس بناء پر کہ یہ کتاب مذہب حنفی کے ماحذوں اور موبدات کا ایک رر دست خزانہ ہے
 جس کی فی زمانہ اشد ضرورت تھی

اس کے بعد اس دور کا یہ آخری نقش ہے جو رجاء المصایح کی صورت میں اہل علم کی نگاہوں کے
 سامنے آرہا ہے جس میں فن کی خدمت کے ساتھ ساتھ مذہب حنفی کی حدیثی خدمت حاصل طور سے انجام
 دی گئی ہے، حنفی مسائل کے بنیادی ماحذ اور انکی مایید میں احادیث و آثار اور سنن و فتاویٰ صحابہ کا ایک
 ڈاؤنچیر جمع کر دیا گیا ہے، جس سے وہ تمام خدشات رفع ہو جاتے ہیں جو مذہب حنفی کے بارے میں
 مخالفین مذہب کی طرف سے کئے جاتے ہیں۔

تولف کتاب حضرت مولانا سید عبداللہ شاہ صاحب خلف حضرت مولانا سید منظر حسین رحمۃ اللہ علیہ
 ہیں حواقیقاً، دکن میں سے ہیں، جامع تربعت و طریقت عالم ہیں اور مخلوق کو آب کی ذات سے علمی و
 عملی فوائد و برکات حاصل ہو رہے ہیں، یہ کتاب آپ کی علمی خدمت کا شاہکار ہے۔ اسلئے رجاء المصایح
 اپنے موضوع کی حونی کے ساتھ ساتھ اپنی لسن کے لحاظ سے بھی مال قدر اور لائق استفادہ ہے، کما اچھا
 ہو کہ مدارس دینیہ میں مشکوٰۃ المصابیح کے ساتھ ساتھ با اس کی جگہ زجاجة المصایح بھی رائج ہو جائے
 تاکہ طلباء کے سامنے مذہب حنفی کے حدیثی مسلک ہونے کی شہادتیں نفس کتاب و لصاب سے بھی
 مہیا ہو سکیں واللہ الموفق۔ شرح دستخط مہتمم دارالعلوم دیوبند ۲۸/۴/۷۶ء

(۳) مولانا یوسف الحرمی شریعت شعارفقاہت آثار شہر بہت (افغانستان) کا
 اس تالیف سے متعلق اظہار خیال:-

خط:-

کتاب زجاجة المصایح را بعضی اقرباء خود شروع کردم، امید بود تا خلاصی این دو جلد دو
 جلد دیگر یا یکے اینجا برسد، اکنون ہر دو جلد تمام شد، اصل وحاستیہ را سقاً خواندم بسیار
 کتاب مفید تمام عمیق جامع فقہ و حدیث می باشد از کثرت کتب استغنائی آورد۔

شرح دستخط

مولوی یوسف الحرمی شریعت شعارفقاہت آثار (شہر بہت)

الجزء الثالث

من

زُجَّاجَةُ الْمَصَائِرِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

كِتَابُ الْقِصَاصِ

وقول الله عز وجل وكتبنا عليهم فيها ان النفس بالنفس والعين

له. قوله وكتبنا عليهم الخ هذه الآية حاملة لبيان قصاص النفس وما دونها وما مضى من الآية في البقرة في بيان قصاص النفس فقط وهي اخبار عما شرع الله على موسى عليه السلام وقومه اذ صمير عليهم راجع الى اليهود وضمير فيها الى التورية وطريق الاستدلال بهذه الآية ان شرائع من قبلنا قلوصا اذا قص الله او رسوله من غير انكار يعني ادا بين ان شرائع سابقكم كانت موصوفة

بالعين والاذن بالاذن واللسن باللسن والجرح
 قصاص فمن تصدق به فهو كفارة له ومن لم يحكم بعامل الله فاولئك
 هم الظالمون وقوله تعالى يا ايها الذين امنوا كتب عليكم القصاص
 في القتلى وقوله تعالى فمن اعتدى عليكم فاعتدوا عليه بمثل ما
 اعتدى عليكم عن عبد الله بن مسعود قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم
 لا يحل دما امرئ مسلم يشهد ان لا اله الا الله واني رسول الله الا

بهدء الصفات وسكت على ذلك القدر ولم يامر بتركها يلزم علينا تلك الشرائع
 وهذه هي الصابطة الكلية في علم الاصول وهما كذلك لانه احبنا ما ناكنا
 على اليهود في التوراة ان النفس مقتولة بالنفس الى آخره ولم ينكر علبا
 فيكون لازما علينا هكذا ذكره الامام الزاهد وبالجمللة والآية مستملة على
 قصاص النفس وما دونها فاما قصاص النفس في قوله تعالى ان النفس بالنفس
 وهي ناسخة لقوله تعالى الحر بالحر والعبد بالعبد والاشي بالاشي عند ابي
 حنيفة رحمه الله فيجوز عندهم قتل الحر بالعبد وقتل الذكر بالانثى خلافا
 للشافعي رحمه الله كذا في التفسيرات لاحمد بن

له. قوله لا يحل دما امرئ مسلم الم واسد دل الحافظ الواحس على ب
 الفصل المصري المالكى بهذا الحديث على ان تارك الصلوة لا يقتل اذا كان
 تكاسلا من غير حمد وبه قالت الحنفية ما بارك الصلوة عمدا مجابة اى
 تكاسلا واسن يحس حتى يصلى لانه يحبس لحق العبد فحق الحق الحق وقيل يصبر
 حتى يسيل منه الدم وعبد الشافعي بقتل بصلوة واحدة حدا وقيل كفرا
 عمدة القارئ والدرا المختار ملتقط منهما

ما حدى ثلاث النفس بالنفس والنيب الزاني والمارق لدينه التارك

له. قوله النفس بالنفس المراد به القصاص وقد يستدل به أبو حنيفة وأصحابه على أنه يقتل الحر بالعبد والمسلم بالذمي لما فيه من العهرم والشافعي على خلافه ويؤيد مذهبا أيضا قوله تعالى وكتبنا عليهم فيها أن النفس بالنفس والمفهوم المستفاد من قوله تعالى الحر بالحر والعبد بالعبد غير معتبر عندنا لاسيما عند وجود المطوق مع الاتفاق على أن لا مفهوم في بقية الآية من قوله والانتى بالانتى لأن الرجل يقتل بالمرأة بالاجماع نيل الاوطار والدر المختار والمرقات ملتقط منها وقال في الدر المختار ولنا اطلاق قوله تعالى ان النفس بالنفس فانه ناسخ لقوله تعالى الحر بالحر الآية كما سواه السوطي في الدر المستور عن النجاس عن ابن عباس حلى انه يخص بالذكر لا ينفي ما عداه كيف ولودل لوجب ان لا يقتل الذكرا بالانثى ولا قاتل ده ١٢

له قوله والنيب الزاني والمراد بالنيب المحصن وهو المكلف الحر الذي اصاب في نكاح صحيح ثم ربي فان لما اجمعه وليس لاحاد الناس ذلك هذا مجمع عليه واصا البكر والمكلف غير المحصن فان كان حرا فيجوز مائة وان كان رقيقا فيجوز خمسين نيل الاوطار والمرقات ملتقط منها ١٢

له قوله والمارق لدينه التارك للجماعة ويراد بالمارق لدينه الخارج عنه والتارك للجماعة صفة مؤكده للمارق اى الذى ترك جماعة المسلمين وخرج من جماعتهم وانفرد عن امرهم بالردة التى هي قطع الاسلام قولاً او فعلاً او اعتقاداً يجب قتله ان لم يرتب وتسميته مسلماً محارباً باعتبار ما كان عليه وقد اجمع العلماء على قتل الرجل المرتد اذ الميرجع الى الاسلام واصبر على الكفر واحتلموا في قتل المرتدة فجعلها الشافعي كالحمل المريد وقال أبو حنيفة رضى الله تعالى عنه لا تقتل المرتدة يعنى يستتبي من هذا العموم المرأة فانها لا تقتل عمده لعموم قوله كفى عن قتل النساء والنبيان ويؤيد هذه حديث الطبراني الذي سيدكر في هذا الباب بعد هذا التقطته من المرقات وعمدة القارئ ورحمة الامة ١٢

للجماعة متفق عليه وروى الطبراني في معجمه عن معاذ بن جبل ان رسول
 الله صلى الله عليه وسلم قال له حين بعته الى اليمن ابمارجل ارتد عن
 الاسلام فادعه فان تاب فاقل منه وان لم يتب فاضرب عنقه وايماء
 امرأة ارتدت عن الاسلام فادعها فان تابت فاقل منها وان ابست
 فاستبتها وفي رواية للترمذي والنسائي وابن ماجه عن ابي امامة
 ابن سهل بن حنيف ان عثمان بن عفان اشرف يوم الدار فقال انشدكم بالله
 اتعلمون ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لا يحل دماء مسلم الا باحد
 ثلاث زنا بعد احصا او كفر بعد اسلام او قتل نفس يغير حق فقتل به
 فوالله ما رنيت في جاهلية ولا اسلام ولا ارتدت منذ بايعت رسول
 الله صلى الله عليه وسلم ولا قتلت النفس التي حرم الله فم تقتلونني وعن
 ابن عمر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لن يزال المؤمن في فسحة من
 دينه ما لم يصب دما حراما رواه البخاري وعن ابي الدرداء عن رسول الله
 صلى الله عليه وسلم قال لا يزال المؤمن معنقا صالحا ما لم يصب دما حراما واد
 اصاب دما حراما لم يلم رواه ابو داود وعن عبد الله بن مسعود قال قال رسول
 الله صلى الله عليه وسلم اول ما يقضى بين الناس يوم القيامة في السماء
 متفق عليه وعن عبد الله بن عمرو ان النبي صلى الله عليه وسلم قال لو اهل
 الدنيا اهلون على الله من قتل رجل مسلم رواه الترمذي والنسائي و
 رواه ابن ماجه عن البراء بن عازب وعن ابي سعيد وابي هريرة عن
 رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لو اهل السماء والارض اشتركوا
 في دماء مؤمن لا كبهم الله في النار رواه الترمذي وقال هذا حديث غريب
 وعن ابي الدرداء عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال كل ذنب عصى الله

ان يغفره الا من مات مشركا او من يقتل مؤمنا متعمدا رواه ابو داود و
رواه النسائي عن معاوية وعن ابن عباس عن النبي صلى الله عليه وسلم قال
يجيئ المقتول بالقاتل يوم القيامة ناصيته ورأسه بيده واوداجه تشخب
دما يقول يا رب قتلتني حتى يدنيه من العرش رواه الترمذي والنسائي و
ابن ماجه وعن جندب قال حدثني فلان ان رسول الله صلى الله عليه وسلم
قال يجيئ المقتول بقاتله يوم القيامة فيقول سل هذا فيم قتلتني فيقول
قتلته على ملك فلان قال جندب فاتقها رواه النسائي وعن ابي هريرة قال
قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من اعان على قتل مؤمن شطرك كلمة لقي
الله مكتوب بين عينيه آتش من رحمة الله رواه ابن ماجه وعن المقداد
ابن الاسود انه قال يا رسول الله رأيت ان لقيت رجلا من الكفار
فاقتلنا فضرب احدي يدي بالسيف فقطعها ثم لاذ مني بشجرة
فقال اسلمت لله وفي رواية فلما اهويت لا قتله قال لا اله الا الله
أقتله بعد ان قالها قال لا تقتله فقال يا رسول الله انه قطع احدي

له قوله او من يقتل مؤمنا متعمدا بان قصد قتله لكونه مؤمنا او اراد به تغليطا
او حتى يرضى حصمه او لا ان يغفر له لقوله تعالى ان الله لا يعصم ان يشرك به
ويغفر ما دون ذلك لمن يشاء قال المظهر اي اذا كان مستحلا دمه كذا في
الممرقات والبسط فيه ركناه لطوله ١٢

له قوله لا تقتله يستفاد منه صحة اسلام المكره وان الكافر اذا قال اسلمت
او انا مسلم حكم باسلامه ولو اكره على الاسلام حتى حكم باسلامه ثم راجع
طريقا يمكن شبهه عدم الارتداد وهي دائرة القتل المرفقات والهداية ملتبطة بهما.

يدتي فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا تقتله فان قتلته فانه بمنزلة من قتل
 ان تقتله وانك بمنزلة من قتل ان يقول كلمته التي قال متفق عليه وعن
 اسامة بن زيد قال بعثنا رسول الله صلى الله عليه وسلم الى اناس من جهينة
 فأتيت على رجل منهم فذهبت اطعنه فقال لا اله الا الله فطعنته
 فقتلته فحُت الى النبي صلى الله عليه وسلم فاخبرته فقال اقمته وقد شهد
 ان لا اله الا الله قلت يا رسول الله انما فعل ذلك تعوذا قال فهلا
 شققت عن قلبه متفق عليه وفي رواية جندب بن عبد الله البجلي ان
 رسول الله صلى الله عليه وسلم قال كيف تصنع بلا اله الا الله اذا جاءت يوم
 القيامة قاله مرارا رواه مسلم وعنه عبد الله بن عمر وقال قال رسول
 الله صلى الله عليه وسلم من قتل معاهد الميرج راحة الجنة وان ربحها

له قوله فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا تقتله يستفاد من كفيه عن القتل والتعرض له تأييدا
 بعد ما كروا به قطع احدي يديه ان الحرب اذا جئنا على مسلم ثم اسلم اليؤاخذ بالقصاص
 اذ لو وجب لخص له في قطع احدي يديه قصاصا كذا في المرقاة وقال في التشبيه
 والنظر اما الذي قاله الاسلامي محب عنه ما قبله من حقوق الله تعالى دون حقوق الادميين
 كالقصاص وصمان الاموال الا في مسائل لواجب الكافر ثم اسلم لم تسقط ومنها
 لو زنى ثم اسلم وكان زناه ثابتا بسينة المسلمين لم يسقط الحد باسلامه والاستقطا
 له قوله فهلا شققت عن قلبه فيه دليل للقاعدة المعروفة في الفقه والاصول ان
 الاحكام يحكم فيها بالظواهر كذا في المرقاة ١٢

تم قوله لم يرح راحة الجنة الخ قال علماءنا خصومة الذي اشد من خصومة
 المسلم قاله في المرقاة ١٢

توجد من مسيرة اربعين خريقا رواه البخاري وعن ابي هريرة قال قال
 رسول الله صلى الله عليه وسلم من تردى من جبل فقتل نفسه فهو في نار جهنم
 يتردى فيها خالد المخلد اقيها ابد او من تحسى سما فقتل نفسه فسمه
 في يده بنحسائه في نار جهنم خالد المخلد اقيها ابد او من قتل نفسه بجديدة
 فحديده في يده تتوجأ بها في بطنه في نار جهنم خالد المخلد اقيها ابد امتنع
 عليه وعنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم الذي يحس نفسه نخقها
 في النار والذي يطعنهما في النار رواه البخاري وعن جندب بن
 عبد الله قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم كان بمن كان قبلكم رجل

له قوله فقتل نفسه فهو في نار جهنم الم الظاهر ان المراد من هؤلاء الذين فعلوا ذلك
 مستحلين له وان اريد منه العموم والمراد من المخلود والتأيد الملت الطويل المشترك بين
 دوام الاقطاع له واستمراره يقطع بعد حين بعيد لا تستعما لهما في المعين لذلك
 اجمع الفقهاء واهل السنة على انه من قتل نفسه انه لا يخرج بذلك من الاسلام و
 قال ابو حنيفة وحمل بعسل ويصلي عليه به يعني وان كان اعظم ودر من قاتل غيره
 ورحم الكمال قول ابي يوسف انه يعسل ولا يصلي عليه بما في مسلم انه عليه السلام
 اتى برجل قتل نفسه فلم يصل عليه قال في البحر فقد اختلف التصحيح لكن تأيد الوي
 بالحديث اه اقول قد يقال لادلالة في الحديث على ذلك لانه ليس فيه سوى انه عليه
 الصلوة والسلام لم يصل عليه والظاهر انه امتنع رحرا غيره عن مثل هذا الفعل كما
 امتنع عن الصلوة على المدبون ولا يلزم من ذلك عدم صلوة احد عليه من
 الصحابة ادلا مساواة بين صلاته وصلاته غيره قال تعالى ان صلاتك سكن لهم ثم اعلم
 ان هذا كله فيمن قتل نفسه عمدا اما لو كان خطأ فانه يصلي عليه بلا خلاف كما صرح به

به جرح فجزع فاخذ سكيناً فحزبها يده فمارقاً الدم حتى مات قال الله تعالى بادرنى عبدى بنفسه فحرمته عليه الجنة متفق عليه وعن جابر ان الطفيل ابن عمر والدوسى لما هاجر النبی صلى الله عليه وسلم الى المدينة هاجر اليه وهاجر معه رجل من قومه فمرض فجزع فاخذ مساقص له فقطع بها براجمه فشخت يداه حتى مات فراه الطفيل بن عمرو فى مسامه وهيته حسنة وراه مغطيا يديه فقال له ما صنع بك ربك فقال غفر لى بهجرتى الى نبيه صلى الله عليه وسلم فقال ما لى اراك مغطيا يديك قال قيل لى لى لن نصلح منك ما افسدت فقصها الطفيل على رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم اللهم وليد يده فاغفر له واه مسلم وعن ابن عباس قال قال

في الكفاية وغيرها المرققات وعمدة القارى والدر المختار وورد المختار ملقط
سها ١٢

له قوله فحرمته عليه الجنة قال ابن الملك محمول على المستحل او على ابيه
حرمها اول مرة حتى يذيقه وبال امره ان لم ير حجه بفضله كذا فى المرققات ١٢
ثم قوله اللهم وليد يده فاغفر قال الثوري يستق هذا الحديث وان كان
فيه ذكر سرى يا اريها الصحابي للاعتبار بما يؤل تعبيره فان قول النبی
صلى الله عليه وسلم اللهم وليد يده فاغفر من جملة ما ذكرنا من الاحاديث
الدالة على ان الخلود غير واقع فى حق من اتى بالشهادتين وان قتل نفسه
لأن نبى الله صلى الله عليه وسلم دعا للجاني على نفسه بالمعفرة
ولا يجوز فى حقه ان يستعفى لمن وحب عليه الخلود بعد ان تهيئته
كذا فى المرققات ١٢

رسول الله صلى الله عليه وسلم العمد قود الا ان يعفوا ولي المقتول رواه ابن
 ابي شيبة والدرقطني في سننه والطبراني في معجمه وفي رواية للترمذي
 عن عمرو بن شعيب عن ابيه عن جده مرفوعا وما صاحب الحوا عليه فهو لهم
 وفي المتنق عليه عن انس قال كسرت الربيع وهي عممة انس بن مالك
 ثنية جارية من الانصار فاتوا النبي صلى الله عليه وسلم فامر بالقصاص فقال
 انس بن النضر عم انس بن مالك لا والله لا تكسر ثنيتهما يا رسول الله فقال

له قوله العمد قود واحتلفوا في الواجب بالقتل العمد هو هل معين امر لا فقال
 ابو حنيفة واصحابه ومالك والشافعي في احد قوليه الواجب معين
 وهو القود لا الدية وليس للولي اختيارها فلا يصبر مالا الا سر ضاء القاتل يصح صليا
 ولو بعتل الدية او اكثر يعنى اذا كان القود عندنا هو الواجب في العمد فلا يقد
 مالا الا من جهة الصلح وقال الشافعي في قول له ان القود والدية واحيان على
 التخيير قوله بالخيار بين ان يعفوا ويأخذ الدية او يقص رضى بذلك القاتل او لم
 يرص فانه على قوله لو صالح على اكثر من الدية من حسها لا يصح لانه يصير ربا ويصير على
 قولنا ولنا قوله تعالى كتب عليكم القصاص في القتلى ولم يذكر الدية وايضا لما هذا الحديث و
 حديث انس يا انس كتاب الله القصاص وحديث انس عباس من قتل عمدا فهو قود
 وتأويل حديث التخيير عندنا ان الولي بين حيرتين القصاص والدية ان
 بذلت له احذته من رحمة الامة ونيل الاوطار والدر المختار ورد المختار والمرقا
 وسيأتي تمامه تحت حديث انس يا انس كتاب الله القصاص ان شاء الله تعالى ١٢
 له قوله الا ان يعفوا ولي المقتول لذلك قال في الهداية وموجب ذلك اي
 العمد الحائث والقود الا ان يعفوا ولا ولياء او يصالحوا ١٣-

رسول الله صلى الله عليه وسلم يا أيها الناس كتاب الله القصاص فرضي القوم وقبلوا
الأرش فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم إن من عباد الله من لو أقسم
على الله لآثره وروى أبو داود والنسائي عن ابن عباس عن رسول الله

عليه قوله يا أيها الناس كتاب الله القصاص وقال الطحاوي ولما كان الحكم الذي حكم
به رسول الله صلى الله عليه وسلم على الربيع للمنزوعة ثنيتهما هو القصاص
ولم يحيرها بين القصاص وأخذ الدية وحاجت الناس من التضرع حين أبي ذلك
فقال يا أيها الناس كتاب الله القصاص فعما القوم فلم يقض لهم بالدية شئت
بدلك أن الذي يجب بكتاب الله عز وجل وسنة رسوله في العمد هو القصاص
لأنه لو كان يجب للمجني عليه الخيار بين القصاص وبين العفو مما يأخذه
الجاني إذا أخيرها رسول الله صلى الله عليه وسلم ولا علمها بما لها أن
تختار من ذلك إلا ترى أن حاكمها لو تقدم إليه رجل في شئ يجب له
فيه أحد شيئين فتبت عنده حقه أنه لا يحكم له بأحد الشيئين دون
الأخر وإنما يحكم له بأن يختار ما أحب من كذا ومن كذا فان تعدى ذلك
فقد قصر عن فهم الحكم ورسول الله صلى الله عليه وسلم أحكم الحكماء
فلما حكم بالقصاص وأخبر أنه كتاب الله عز وجل ثبت بذلك أن الذي في مثل
ذلك هو القصاص لا غيره فلما تمت هذا الحديث على ما ذكرنا وحب أن يعطى
عليه حديث أبي شريح وأبي هريرة رضي الله عنهما فيجعل قول رسول الله صلى الله
عليه وسلم فيهما فهو بالخيار بين أن يعفو أو بين أن يقتص أو بأخذ الدية
على الرضا من الجاني لغرم الدية حتى تنقضي معاني هذين الحديثين ومعنى
حديث الناس رضي الله عنه ١٢

صلى الله عليه وسلم قال من قتل في عمية في رمي يكون بينهم بالحجارة او جلد

له قوله من قتل في عمية في رمي يكون بينهم بالحجارة او جلد بالسياط او صرف بعضا الم
والقتل بعثل ذلك تسميه الفقهاء شبه العمد اعلم ان القتل الواقع ابتداء بعير حق
الذي يتعلق به القصاص والدية والكفارة على خمسة اقسام عمد وشبهه وخطأ و
ما آخرى محرره وقتل بسبب وبيان الحصر ان القتل لا يحلوا ما ان يكون بمباشرة او لا
فان لم يكن بمباشرة فهو القتل بسبب ان كان مما شتره فاما ان كان عمدا او خطأ وان
كان عمدا فاما ان كان بسلاح وما شابهه في تعريق الاجزاء او بعير ذلك فالاول عمد
والثاني شبه العمد وان كان خطأ فاما ان كان في حاله اليقظة او في حالة النوم فالاول
الخطأ والثاني جاري مجرى الخطأ وتفصيله ان القتل الذي يتعلق به الاحكام
الآتية من قود ودية وكفارة وانعرو حرمان ارض خمسة والافانواعه
كثيرة كرجم وصلب وقتل حربي الاول عمد وهو ان يعتمد الضرب بما يفرق
الاجزاء كالسيف والليطة والناو وكالمحد من الخشب والجريعي ان آلة القتل
على ضربين آلة السلاح وغير السلاح اما السلاح فكل آلة جارية كالسيف
والسكين ونحوهما فيقتل به وهو عمد محض واما غير السلاح كالليطة والمرفق
والرمح الذي لا سنان فيه ونحوه اذا حرقه فهو عمد محض لانه اذا فرق الاجزاء عمل عمل
السيف واختلفت الرواية عن الامام في اشتراط الجرح في الحديد في ظاهر
الرواية لا يشترط الجرح في الحديد لانه وضع للقتل قال تعالى واسر لنا الحديد به
بأس شديد وكذا كل ما يشبه الحديد كالصخر والرصاص والذهب والفضة سواء
كان يضع او يرض حتى لو قتله بالمتقل من الحديد واشباهه يجب عليه القصاص كما اذا
صر به بعمود من صخر او رصاص وروى الطحاوي عن الامام اعتبار الجرح في

بالسياط او ضرب بعصا فهو خطأ وعقله عقل الخطأ ومن قتل عمدا فهو قود ومن

الحديد ونحوه قال الصدر الشهيد وهو الاصح ورجحه في الهداية وغيرها وفي الدر المنثور
وان قتله بجر نكاح الميم ما يعبد به في الطين يقتض ان اصابه حد الحديد او طهره وجرحه
اجماعا كما نقله المصنف عن المجتبي والآية صبه حدة بل قتله بظفره ولم يجرحه لا يقتض
في رواية الطحاوي وظاهر الرواية انه يقتض بالاجرح في حديد ونحاس وذهب ونحوها
وعزاه في الدرر لقاصي خان لكن نقل المصنف عن الخلاصة ان الاصح اعتبار الجرح
عند الامام لو حوب القود وعليه جرى ابن الكمال انتهى وعلى كل حال فالقتل بالسندقة
الوصاص عند لانها من جنس الحديد وتجرح فيقتض به لكن ادا لم تجرح لا يقتض به
على رواية الطحاوي وحكمه اي العمد الاثر والقود وعليه انعقد اجماع الامة
ولا كفارة في العمد عندنا وعند الشافعي يجب والثاني شبه العمد
عند ابي حنيفة رحمه الله ان يعتمد الضرب بما ليس بسلام ولا ما أجري مجرى
السلام في تصريق الاجزاء وقال ابو يوسف وشيخ وهو قول الشافعي رحمه
الله ادا صابه بحجر عظيم او خشبة عظيمة فهو عمد وشبه العمد ان يعتمد ضربه
بما لا يقتل به غالبا كالعصا والسوط والحجر الصغير لان العمد عندهما ضربه قصدا اما يقتل
غالبا وشبه العمد بما لا يقتل غالبا فلو غرق في الماء القليل ومات ليس بعمد ولا شبه عمد
عندهم ولو القى في بئر او من سطح او جبل ولا يرجي منه الحياة كان شبه عمد عنده وعمدا
عندهما وليفتي بقوله كما في المتمة ولا في حنيفة رحمه الله هذا الحديث و
التمسك به انه عليه السلام لم يفصل بين الصغير والكبير وامر بالاطلاق و
موجب شبه العمد على القولين الاثر والكفارة والدية مغلظة على العاقلة وشبه
العمد فيما دون النفس من الاطراف عمد موجب للقصاص فليس فيما دون النفس شبه

حال دونه فعليه لعنة الله وعصبيه لا يقبل منه صرف ولا عدل وفي رواية ابن
ماحه والبرار عن أبي بكر عن النبي صلى الله عليه وسلم قال لا قود إلا بالسيف وروى

عبد الثالث خطأ وهو بيان لانه اما خطأ في القصد أي خطأ في ظن الفاعل
كان برمي شخصاً ظنه صيداً أو حربياً أو مرتداً فإذا هو مسلم أو خطأ في نفس الفعل كما
يرمي حرماً أو صيداً فأصاب آدمياً والرابع ما يجري مجرى الخطأ كما ثم
انقلب على رجل فقتله وموجبهما أي موجب الخطأ وما جرى مجراه الكفارة
والدية على العاقلة ولا اثم في هذا النوعين قالوا المراد اثم قصد القتل فاما القتل في نفسه
ولا يعرى عن الاثم من حيث ترك العريضة والمبالغة في التتبع وهذا الاثم اثم القتل لأن
نفس ترك المبالغة في التتبع ليس باتماً وإنما يصير به اثمًا إذا اتصل به القتل فيصير
الكفارة لذنب القتل وإن لم يكن فيه اثم قصد القتل والخامس قتل بسبب
كحاف المثل ووضع حجر في غير ملكه بغير إذن من السلطان وموجب به إذا تلف فيه
آدمي الدية على العاقلة ولا كفارة فيه ولا اثم القتل بل اثم الحفر والوضع في غير ملكه
وكل ما تقدم من اقسام القتل العير المأدوم فيه يوجب حرمان الارث ولو الحافي مكلها
الا هذا القتل بسبب لا يتعلق به حرمان الميراث عندنا وقال الشافعي رحمه الله
يلحق القتل بسبب بالخطأ في احكامه المرقاة وعقود الجواهر والدر المختار ورد المختار
والهداية والسناية والكفاية وتتم روح الكرم ملتقط منها ١٢

له قوله لا قود إلا بالسيف وقال الشافعي رحمه الله يفعل به مثل ما فعل إن كان
فعلاً متبرعاً فان مات بذلك الفعل المستروع والاشحر رقتة لأن مبنى القصاص على
المساواة وعندنا لا يقاد إلا بالسيف وإن قتله بغيره ولنا قوله عليه السلام لا
قود إلا بالسيف والمراد به السلاح ولأن فيما ذهب الشافعي اليه استيفاء الريادة

التخاري عن انس بن مالك رضى الله تعالى عنه ان النبي صلى الله عليه وسلم قتل
يهوديا بحارية قتلها على اوصاح لها وعن علي عن النبي صلى الله عليه وسلم
قال المسلمون نتكافؤ دماءهم ويسعى بذمتهم ادناهم ويرد عليهم اقسامهم

= لم يحصل المقصود بمثل ما فعل فيجزيه التخرج عن الزيادة كما في كسر العظم الهداية و
المد المحتار ملتقط منهما ١٣

له قوله قتل يهوديا بحارية الحريمه دليل على ان الرجل يقتل بالمرأة كما تقتل المرأة به
وهو قول عامه اهل العلم كذا في المرقاة ١٢

له قوله يسعى بذمتهم ادناهم الخ قال في مدلل المجهود يسعى بذمتهم اى عهدهم واما
ادناهم اى اقلهم وهو الواحد واما حصر الاربى ههنا بالقل عد اى حذيفة الخ
عن تفسير محمد بن حبيب حصره بالعد لانه جعله من الدماء والعبد ادى المسلمين و
يحجر عليهم على المسلمين اقسامهم اى فى المرتبة كالعبد المأدون فى القتال فالادنى
كالا على امان لمن يتأمر قال فى السدائع ومن شرائط امان العقل والبلوغ ولا يجوز
امان المجنون والصبي عند عامة العلماء وعند محمد بن المنذر ليس بشرط حتى ان
الصبي المراهق الذى يعقل الاسلام ادا آمن يصح امانه ومنها الاسلام ولا يصح امان
الكافرون ان كان يقاتل مع المسلمين قلت قال الحافظ لكن قال الاوزاعي ان عمر الدخلى
مع المسلمين فامن احدا فان شاء الامام امضاء والا فليرده الى مأمنه واما الحرية
فليست بشرط لصحة امان يصح امان العبد المأدون فى القتال بالاجماع وهل
يصح امان العبد المحجور عن القتال اختلف فيه قال ابو حنيفة وابو يوسف
رحمهما الله لا يصح وقال محمد بن يعقوب وهو قول الشافعى رحمهما الله وجه قول محمد
والشافعى قوله صلى الله عليه وسلم فى الحديث يسعى بذمتهم ادناهم والذمة العهد =

وهم بد على من سواهم الا لا يقتل مسلم بكافر ولا ذو عهد في عهده رواه ابو داود

والامان نوع عهد والعبد المسلم ادنى المسلمين فيتناوله الحديث وقال ابو حنيفة
وابو يوسف الحديث لا يتناول المحجور لأن الادنى اما ان يكون من الدناة وهي
الخصاسة واما ان يكون من الدنو وهو القرب والاول ليس بمراد لان الحديث يتناول
المسلمين بقوله المسلمون تتكافأ دمائهم ولا خصاسة مع الاسلام والثاني لا يتناول
المحجور لانه لا يكون في صف القتال فلا يكون اقرب الى الكفرة قلت قال الحافظ في الفتح
واما العبد ما حار المحجور امانه قاتل او لم يقاتل وقال ابو حنيفة ان قاتل جانه
امانه والا فلا قلت ولم يظهري فرق بين مدلولي الحملتين وهو قوله لسعي بد متهم
ادناهم وقوله يحير عليهم اقصاهم والطاهر انهما بمعنى واحد ١٢

له قوله لا يقتل مسلم بكافرا ولا ذو عهد في عهده واتفقوا على ان الكافر اذا قتل مسلما
قتل به واختلفوا فيما اذا قتل مسلم ذميا فقال الشافعي واحمد لا يقتل به وقال
ابو حنيفة يقتل المسلم بالذمي لا بالحربي ومن جملة ما اخرج به الوحيقة عموم
قوله تعالى النفس بالنفس ومن ادلتها اخرجها الدارقطني والبيهقي من حديث
عبد الرحمن بن السلمي ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قتل مسلما بمعاهد وقال اما اكرم من
ووبدته وقال الطحاوي فهذا هو حديث علي رضي الله عنه بتمامه والذي فيه من نفى قتل
المؤمن بالكافر هو قوله لا يقتل مؤمن بكافرا ولا ذو عهد في عهده فاستحال ان يكون معناه
على ما حمله عليه الشافعي لانه لو كان معناه على ما ذكر كان ذلك لحا ورسول الله صلى الله عليه وسلم
عليه السلام ابعد الناس من ذلك وكان لا يقتل مؤمن بكافرا ولا ذي عهد في عهده فلما لم يكن
لعله كذلك وانما هو ولا ذو عهد في عهده علمنا بذلك ان ذا العهد هو المعنى بالقصاص
فصار ذلك كقوله لا يقتل مؤمن ولا ذو عهد في عهده بكافرا وقد علمنا ان ذا العهد كافر

والسائي ورواه ابن ماجه عن ابن عباس وفي رواية للطحاوي عن قيس بن عباد قال انطلقت انا والا شتر الى علي فقلنا هل عهد اليك رسول الله صلى الله عليه وسلم عهد الميرجه الى الناس عامة قال لا الا ما كان في كتابي هذا فاخرج كتابا من قراب سيعه فاذا فيه المؤمنون بتكافؤ دماءهم وليسعي بدمتهم ادناهم وهم يد علي

فدل ذلك ان الكافر الذي منع النبي صلى الله عليه وسلم ان يقتل به المؤمن في هذا الحديث هو الكافر الذي لا عهد له بهذا امالا لا اختلاف فيه بين المؤمنين ان المؤمن لا يقتل بالكافر الحربي وان ذا العهد الكافر الذي قد صار له دمة لا يقتل به ايضا وقد نخذ مثل هذا كثيرا في القرآن قال الله تعالى واللاتي ينس من المحيص من نسائكم ان يرتبتم بعدن ثلثة اشهر واللاتي لم يحص فكان معنى ذلك واللاتي ينس من المحيص واللاتي لم يحص ان ارتبتم بعدن ثلثة اشهر فقدم واحد فكذا لك قوله لا يقتل مؤمن بكافر ولا دوه في عهد في عهد انما مراده به والله اعلم لا يقتل مؤمن ولا دوه في عهد في عهد كافر فقدم واحد والكافر الذي منع ان يقتل به المؤمن هو الكافر غير المعاهد قال التورستق اولان المراد ما ذهب اليه لاصحابنا كان الكلام حاليا عن العائدة لحصول الدماء على ان المعاهد لا يقتل في عهد انتهى وقال علماءنا واداء الامم الاختلاف في الاحاديث على ما احبهم السامعي ومالك واحمد وغيرهم بحديث علي عند البخاري وهو حديث الصحيحة وقد تكلم فيه الطحاوي من جهة المتن وجب المصير الى القياس وهو معنا لان عصمة دماء اهل الذمة واموالهم ثابتة اجماعا ويكثر من الاحاديث الصريحة حتى يقطع السارق منهم ويحد الزاني نسائهم والعاذف لهم فلا يقتل بعصمة دمهم اولى وهذا مذهبنا و قول النخعي والشعبي رحمة الامة والمروقات وتنسيق النظام ونيل الاوطاس وشرح معاني الآثار ملتقط منها

من سواهم لا يقتل مؤمن يكافرو ولا ذوعهد في عهده ومن أحدث حدثا فطلى نفسه ومن أحدث حدثا أو آوى محدثا فعليه لعنة الله والملائكة والناس اجمعين وروى الدارقطني في سننه عن ابن عمر ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قتل مسلما بمعاهد وقال انا اكرم من وفي بذمته هذا روى مسند او مرسل و فيه ابن البيهقي وثقة ابن حبان وذكره في التقات وهو رجل معروف من التابعين وعن جابر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا اعفى من قتل بعد اخذ الدية رواه ابو داود وفي رواية الدارمي فان اخذ من ذلك شيئا ثم عدا بعد ذلك فله النار خالد فيها محمد الدا وعنه ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم

له قوله وثقة ابن حبان وذكره في التقات وهو رجل معروف من التابعين فاذا كان كذلك يكون حديثه صحيحا والمرسل حجة عندنا وعند مالك و احمد واكثر العلماء حتى نقل الطبري اجماع التابعين عليه قال ولم يرل الامر كذلك الى رأس المأتين فحدث رد المرسل حتى قيل رد المرسل بدعة وقال ابن عبد البر من رد المرسل فقد رد اكثر من السنن ومرسل ابن البيهقي المذكور قد روى من طرق عن ابي حنيفة ومالك و التوري ثلاثهم عن ربيعة وكفى بهؤلاء الاثمة قدوه وقد تابعه ايضا بمرسل ابن المسكند و مرسل عبد الله بن عبد العزيز وصار حجة فلا يعيب الحديث الارسال مع تبوته من طرق يقوى بعضها بعضا، اخذته من تسعين السطام وعقود الجواهر ١٢

ثم قوله لا اعفى من قتل بعد اخذ الدية لان حق الولي يسقط رأسا هذا يقهم من الدرا المختار ١٢

لا يقام الحدود في المساجد ولا يقاد بالولد الوالد رواه الترمذي والدارمي
وعن عمرو بن شعيب عن أبيه عن جده عن سراقبة بن مالك قال حضور رسول الله
صلى الله عليه وسلم بقى الأب من ابنه ولا يقيد الأس من أبيه رواه الترمذي وعن
أبي ربيعة قال أتت رسول الله صلى الله عليه وسلم مع أبي فقال من هذا الذي معك
قال ابنى اتهمه به قال أما إنه لا يحكى عليك ولا تجنى عليه رواه أبو داود والنسائي
زاد في شرح السنة في أوله قال دخلت مع أبي على رسول الله صلى الله عليه وسلم فرأى
أبي الذى يظهر رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال دعنى أعالج الذى يطهرك فإنى
طبيب فقال أنت رفيق والله الطيب وعن عمرو بن شعيب عن أبيه عن جده أن
رجلاً قتل عبده منعماً فحلف النبي صلى الله عليه وسلم مائة حللة ونعاه سنة ومحاسنهم من

له قوله لا يقام الحدود في المساجد لأنه إنما هي المساجد للصلاة المكتوبة وتوابعها من التواضع
والذكر وتدرس العلم ذكره ابن الهمام كذا في المرقاة ١٢

له قوله ولا يقاد بالولد الوالد قال في اختلاف الأئمة اتفقوا على أن الأس إذا قتل أحد الوالد قتل
واختلفوا فيما إذا قتل الأب ولده قال أبو حنيفة والشافعي وأحمد لا يقتل به وقال
مالك قتل به إذا كان قتله بمحدد القصد كاصحابه ودمه اهـ والوالدة كالوالد والحد والحد
من الأب والأم كالوالدين نقله أبو حنيفة قاله في المواقات وقال في الدر المختار لا يهمل اسماء في
أحيائه فلا يكون سباً إلا ما يهمل ويحب الدية في مال الأب في ثلاث سنين عند تالان هذا
عند العاقلة لا تعقل العمد وقال الشافعي تحب حالة كسب الصلح وبلغى وجوهه ١٢

له قوله يقاد الأب من أسه أى بأحد قصاصه منه والقود القصاص ولا يقيد الأس من أبيه قالوا
الحكمة فيه أن الولد سب وخود الولد فلا يجوز أن يكون هو سباً لعدم كذا في اللغات ١٢
له قوله أن رجلاً قتل عبداً الحر وهذا هيئتما أن الحر يقتل عبداً غيره دون عبداً منه لأن

المسلمين ولم يقده به وامره ان يجتق رقبة رواه البيهقي في سنته والدارقطني باسناد
وفي رواية للبيهقي عن ابن عباس قال جاءت جارية الى عمر بن الخطاب رضى الله
فقال ان سيدى اتهمى فاقعدنى على النار حتى احترق فرجى فقال لها عمر
رضى الله عنه هل رأى ذلك عليك قالت لا قال فهل اعترفت له بشئ قالت لا
فقال عمر رضى الله عنه على به فلما رأى عمر الرجل قال اتعذب بعد اب الله قال
يا امير المؤمنين اتهمتها فى نفسها قال رأيت ذلك عليها قال الرجل لا قال فاعترفت
لك به فقال لا قال والذى نهى بيده لولم اسمع رسول الله صلى الله عليه وسلم
يقول لا يقام مملوك من ماله ولا ولد من والده لا قدتها منك فيزيره وضربه مائة
سوط وقال للجارية اذهبي فانت حرة لوجه الله وانت مولاة الله ورسوله وروى
ابوداود عن عمر بن شبيب عن ابيه عن جده قال جاء رجل مستصرخ الى النبي

عنده ماله فلا يستحق المطالبة على نفسه لكن عليه الكفارة كما فى الجوزى وحجتنا هذه الاحاديث
وقال الشافعى ومالك لا يقتل الحربى بالعدو وان كان عدو عدوه لقوله تعالى الحربى الحر
والعدو بالعدو هذه مقابلة ومن صرد رتبا ان لا يقتل الحربى بالعدو لان الحربى مالك والعدو
مملوك فلا مساواة بينهما والقصاص يعتمدها ولنا العمومات نحو قوله تعالى وكذا عليهم
ان النفس بالنفس وقوله تعالى كتب عليكم القصاص وقوله عليه السلام العمد فود
لا تعارض مما تلى لان فيه مقابلة مقيدة وبما تلوا مقابلة مطلقة فلا تحمل على المقيدة
على ان مقابلة الحربى المحر لا تنافى مقابلة الحربى بالعدو لانه ليس فيه الا ذكر بعض ما يشمله
العموم على موافقة حكمه وذلك لا يوجب تخصيص ما ينفى الا ترى انه قابل الا بشئ بالاشئ
والذكر بالذكر ولا يجمع ذلك مقابلة الذكر بالاشئ وكذا لا يجمع مقابلة العبد بالحربى حتى يقتل به العبد
بالاجماع فكذا بالعكس ادلومع ذلك لمع العكس ايضا اخذته من المرقاة ورد الخبر وروى الكثر

صلى الله عليه وسلم فقال حارية له يا رسول الله فقال ويحك مالك فقال شراب بصري
 لسيدي جارية له قفار عليها فحبب مذاكيره فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم على
 بالرجل فطلب ولم يقدر عليه فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذهب فانت حر
 فقال يا رسول الله من نصرني قال على كل مسلم او قال على كل مؤمن وعن ابي
 الدرداء قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول ما من رجل يصاب
 بشئ في جسده فتصدق به الا رفعه الله به درجة وحط عنه خطيئة رواه
 الترمذي وابن ماجه وعن سعيد بن المسيب ان عمر بن الخطاب قتل نفرا خمسة
 اوسبعة برجل واحد قتلوه قتل غيلة وقال عمر لو تما لا عليه اهل صنعاء لقتلتهم
 جميعا رواه مالك وروى البخاري عن ابن عمر نحوه وعن ابن عمر عن النبي صلى الله
 عليه وسلم قال اذا امسك الرجل الرجل وقتله الاخر يقتل الذي قتل ويحبس الذي

له. قوله حبب مذاكيره الخ يستفاد منه ان طرف الحولا يقطع بطرف العبد عليه الاتفاق يعني
 لا قصاص فيه عندنا واعد الشافعي ايضا لذلك قال في الهداية ولا قصاص بين
 الرجل والمرأة فيما دون النفس ولا بين الحر والعبد ولا بين العبد بين حلاقا للشافعي رحمه
 الله في جميع ذلك الا في الحولا يقطع طرف العبد ١٢

له قوله لو تما لا عليه اهل صنعاء لقتلتهم جميعا ذلك قال في الهداية واذا قتل جماعة
 واحدا اعدا اقتض من جميعهم ١٢

له قوله يقتل الذي قتل ويحبس الذي امسك والحديث فيه دليل على ان الممسك
 للمقتول حال قتل القاتل له لا يلزمه القود ولا يعد فعله متاركة حتى يكون ذلك
 من باب قتل الجماعة بالواحد بل الواجب حنسه فقط وقد حكى صاحب البحر هذا
 القول عن الفريقين يعني الشافعية والحنفية وقد استدلل لهم بالحديث والاشهر

امسك رواه الدارقطني وروى الشافعي عن علي رضي الله عنه انه قصي في رجل قتل رجلا متعمدا وامسكه آحرق قال يقتل القاتل ويحس الآخر في السجن حتى يموت -

باب الديات

وقول الله عز وجل ودية مسلمة الى اهله الا ان يصدقوا عن ابن عباس عن النبي صلى الله عليه وسلم قال هذه وهده سواء يعني الحصر والانهام رواه البخاري وعنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم الاصابع سواء والامتنان سواء التنيه والضرس سواء هذه وهده سواء رواه ابو داود وعنه قال جعل رسول الله صلى الله عليه وسلم اصابع اليدين والرجلين سواء رواه ابو داود والترمذي وعن ابي هريرة قال قصي رسول الله صلى الله عليه وسلم

= المذكورين ونقوله تعالى فمن اعتدى عليكم فاعتدوا عليه بمثل ما اعتدى عليكم هو الخمس المذكور جعله الجمهور موكولا الى نظر الامام في طول المدة وتقصيرها لان العرص تأديمه وليس بمقصودا سميها الى الموت كذا في نيل الاوطار وايضا يهيم من رد المخار له قوله هذه وهده سواء يعني الحصر والانهام اي هما مسويان في الدية وان كان الانهام اقل مفعلا من الحصر اذ في كل اصبع عسر الدية وهي عشر من الامل في شرح السنة يحكي في كل اصبع يقطعها عشر من الامل واذا قطع امله من امله فيها تلت دية اصبع الامل الانهام فان فيها نصف دية اصبع لانه ليس فيها الا املتان ولا فرق فيه بين امل البدن والرجل واجمع عليه الا ثلثة كذا في المرقاة والهداية ١٢

في جنب امرأة من بني الحبان سقط ميتا لغرة عبدا وامة فمران المرأة التي قضى

له توفه سقط ميتا حال مقيدة لانه اذا ضرب بطن امرأة فالقت حنسا ميتا فعليه غرة وان
القت حيا ثمرات فعليه دية كاملة قال ابن الممدد ولا خلاف في ذلك بين اهل العلم
وانما الخلاف في ان حياته تنبت بكل ما يدل على الحياة من الاستهلال والرضاع والتنفس
والعطاس وغير ذلك وهو مذهبنا و قول المشافعي واحمد لا يثبت الا بالاستهلال
ولنا ان كل ما علمت به حياته من شرب اللبن والعطاس والتنفس يدل على الحياة
كالاستهلال اما لو تحرك عضو منه فانه لا يدل على حياته لان ذلك قد يكون من احتلاح او
خروج من مصيق وان الفت ميتا ثمرات الامر فعليه دية بقتل الامرو غرة بالقائها وقد
صح انه عليه السلام قضى في هذا بالدية والعرة وان ماتت الامر من الصلبة ثم حرج
الحين بعد ذلك حيا ثمرات فعليه دية في الامرو دية في الحين لانه قاتل شخصين وان
ماتت ثم القت ميتا فعليه دية في الامر ولا شيء في الحين وقال المشافعي رحمه الله
تجب الغرة في الحين لان الطاهر مونة بالصوب صار كما اذا القته ميتا وهي حية ولنا
ان موت الامر احدى سبب موته لانه يحنق بموتها اد تنفسه بنفسها فلا يجب الصمان
بالثك اعترض عليه بان السك ثابت فيما اذا القت حيا ميتا الاحمال ان يكون الموت
من الصوب واحتمال ان لم ينفخ فيه الروح ومع ذلك وجب الصمان وهو اول ما ذكره في هذا
الفصل واجيب بان العرة في تلك الصورة قتلت بالص على خلاف القياس كما ذكرنا وليس
ما نحن فيه في معناه لان فيه الاحتمال من وجه واحد وفي ما نحن فيه من وجوه وهي احتمال
عدم نفخ الروح والموت بسبب القطاع العداء والموت بسبب موت الامر فلا يلحق بذلك لا
قياسا ولا دلالة فيبقى على اصل القياس وهو عدم وجوب الصمان والمراد بالعرة نصف
عشر دية الرجل لو كان الحين ذكرا وفي الامتن عشر دية المرأة وكل منهما حسنة درهم

عليها بالعرة توفيق فقضى رسول الله صلى الله عليه وسلم بان ميراثها لبيها وذبحها
والعقل على عصتها متفق عليه وفي رواية ابي داود والنسائي عن عمر بن شعيب
عن ابيه عن جده قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان العقل ميراث بين
ورثة الفتيل وقضى رسول الله صلى الله عليه وسلم ان عقل المرأة بين عصبتها
ولابريث القاتل شيئا وروى ابو داود في سننه عن المغيرة بن شعبه ان امرأتين
كانتا تحت رجل من هذيل فضربت احدهما الاخرى بحمود فقتلتها وقتلت
حبيبها فاحتصما الى النبي صلى الله عليه وسلم فقال احدا الرجلين كيف ندى من

لهما في رواية اس ابي شيبه والبرار وابي داود وهو حجة على من قدرها ستمائة نحو
مالك والشافعي وهي على العاقلة عندنا وعند مالك في مال الضارب لانه بدل
الحرء فصار كقطع اصبع من اصابعه والعاقلة لا تتحمل الا بدل النفس ولنا انه عليه السلام
قضى بالعرة على العاقلة رواه ابو داود والنزدي عن المعبر بن شعبه ورواه اس ابي شيبه عن
جابر ولائها بدل نفس الحيين ولهذا سبها عليه السلام فديته حيث قال ذووه وقالوا اندي
من الاصاح ولا اسهل الحديث ثم وجوب العرة عندنا على العاقلة في ستة واحدة
وقال الشافعي في ثلاث سبين كسائر دييات قتل النفس ولنا ما روى عن محمد بن بلخنا ان
رسول الله صلى الله عليه وسلم جعل على العاقلة ستة ذكوة في الهداية وهو وان لم يحد فخرجوا الخاد
لكن قد ذكر جمع من المتأخرين ان ملاقات محمد في حكم المسندة وله وجه وهو ان دية النفس لها
شبهان ستة بالنفس من حيث انه حي بحياة نفسه وشبهه بالعص من حيث انه متصل بالاول فعملما
بالشبه الاول في حق التوريث وبالتالي في حق التأجيل وبدل العضود اكان نصف العشر يجب في
سنة فكذا هذا وليستوى في وجوب الجسمائة في الحيين الذكور والامهات عامة اهل العلم
لاطلاق الحديث التقطته من المرفقات والهداية والعناية والتعليق للمجد وشروح الكنز ١٢

لاصاح ولا اكل ولا شرب ولا اسنهل مقال أسمع كسمع الاعراب وقضى فيه لعرة و
 جعله على عاقلة المرأة ورواه الترمذي وقال حديث حسن صحيح وفي رواية ابن
 ابي شيبة عن جابر ان النبي صلى الله عليه وسلم جعل في الجين غرة على عاقلة القاتلة و
 في المنع عليه عن ابي هريرة قال ا قتلت امرأتان من هذيل فزمت احدهما
 الاخرى بحرق قتلها وما في بطنها فقضى رسول الله صلى الله عليه وسلم ان دية جينها
 غرة عبد او وليدة وقضى بدية المرأة على عاقلتها وورثها ولدها ومن معهم وفي رواية
 مسلم عن المغيرة بن سعدة قال ضربت امرأة ضرثا بعبود مسطاط وهي حلى فقتلتها
 قال واحداهما الحيانة قال يجعل رسول الله صلى الله عليه وسلم دية المقتولة على عصابة
 القاتلة وغرة لما في بطنها وروى الدرا في مسنده عن عبد الله بن بريدة عن ابيه
 ان امرأة حذفت امرأة فقضى رسول الله صلى الله عليه وسلم في ولدها بخمس مائة
 وهي عن الحذف وفي رواية ابن ابي شيبة عن زيد بن اسلم ان عمر بن الخطاب ققم
 الغرة بخمسين دينارا وكل دينار بعشرة دراهم وروى ابو داود في سننه عن ابراهيم
 الحبي قال العرة خمس مائة يعى درهما وروى عن محمد قال بلغنا ان رسول الله صلى
 الله عليه وسلم جعل على العاقلة ستة وقالوا ان بلاعاب محمد في حكم المسدة وعن
 علقمة والاسود قال قال عبد الله في شه العمد خمس وعشرون حقة وخمس و

له قوله في شه العمد خمس وعشرون حقة الحمد لك قال في الهداية ودية شه العمد عند
 ابي حنيفة وابي يوسف رحمهما الله مائة من الاقل اربعا خمس وعشرون ست
 فخاص وخمس وعشرون ست لبون وخمس وعشرون حقة وخمس وعشرون حدة و
 قال محمد والشافعي رحمهما الله اثلاثا تلتون حدة وتلتون حقة واربعون تدية
 كلها خلقا في بطونها اولادها لقوله عليه السلام الا ان قتل خطأ العمد قتل السوط

عشرون جدعة وخمس وعشرون نبات لبون وخمس وعشرون نبات مخاص رواه
ابوداود وهو كالمرقوع لان المقادير لا تعرف بالرأى وعن عمرو بن شعيب عن ابيه
عن جده ان النبي صلى الله عليه وسلم قال عقل شبه العمد مغلظ مثل عقل العمد ولا
يقتل صاحبه رواه ابوداود وعن ابى بكر بن محمد بن عمرو بن حزم عن ابيه عن جده
ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كتب الى اهل اليمن وكان في كتابه ان من اعتبط
مؤمنا قتل فانه قود يده الا ان يرضى اولياء المقتول وفيه ان الرجل يقتل
بالمرأة وفيه في النفس الدية مائة من الابل وعلى

والعصا وفيه مائة من الابل اربعون منها في بطونها ولادها وعن عمرو بن زيد رضي الله عنهما
تلتشون حقة وتلتون جدعة ولا دية شبه العمد اعط وذلك فيما قلنا ولها
قوله عليه السلام في نفس المؤمن مائة من الابل وما روياه غير ثابت لاختلاف الصحابة
رضي الله عنهم في صفة التعليط وابن مسعود رضي الله عنه قال بالتعليط ارباعا كما
ذكرنا وهو كالمرقوع في عارض به ١٢

له قوله وفي النفس الدية الحاي عند العدول عن القصاص اليها في العمد وهي
متعينة في الخطأ شبه العمد وفي كتاب الرحمة اتفق الاثمة على ان الدية للمسلم الحر
الذكر مائة من الابل في مال القاتل العام اذا عدل الى الدية ثم احتلوا اهل هي حالة
او مؤجلة فقال مالك والشافعي واحمد حالة وقال ابو حنيفة هي
مؤجلة في ثلاث سنين واحتلوا في دية العمد فقال ابو حنيفة واحمد في احدى
روايتيه هي ارباع لكل سن من اسنان الابل منها خمس وعشرون ست مخاص ومثلها
ست لبون ومثلها حقائق ومثلها جداع وقال الشافعي يؤخذ متلثة تلاتون حقة
وتلاتون جدعة واربعون حلقة وهي حوامل وبه قال احمد في روايته الاخرى وامام

أهل الذهب الف دينار وفي الأنف اذا اوجب جدعه الدية مائة من الابل

دية شبه العمل هي مثل دية العمد المحض عند أبي حنيفة والشافعي و
اختلفت الرواية عن مالك في ذلك واما دية الخطأ فقال أبو حنيفة وأحمد
هي خمسة عشر و جدعة وعشرون حقه وعشرون بنت لبون وعشرون ابن محاص و
عشرون بنت محاص كذا في المرقاة ١٢

له قوله وعلى أهل الذهب الف دينار اختلفوا في الدنانير والدرهم هل تؤخذ في الدية
أم لا فقال أبو حنيفة وأحمد بخلافها في الديات مع وجود الابل ثم عنهما
روايتان هل هي اصل بنفسها أم الاصل الابل والذهب والدرهم يدل عليها وقال مالك
هي الاصل بنفسها مقدرة بالسرع ولم يعتبرا بالابل وقال الشافعي لا يعدل
عن الابل اذا وجدت الا بالتراضي فان اعورت فعنه قولان الحديدي الرابع انه
يعدل الى قيمته حين القص رائدة او ناقصة والقدير المعحول به ضرورة انه يعدل
الى الف دينار واتى عشر الف درهم واختلفوا في صلح الدية من الدراهم فقال أبو حنيفة
عشرة آلاف درهم وقال الشافعي وأحمد اشأ عشر الف درهم كذا في اختلاف الأئمة
وظاهر الحديث تؤيد ابا حنيفة حيث قال وعلى أهل الذهب والتقدير مائة من
الابل على أهل الابل والف دينار او ما يقوم مقامها وهو عشرة آلاف درهم على أهل الذهب
كذا في المرقاة ١٢

له قوله وفي الأنف اذا اوجب جدعه الدية مائة الابل والاصل في الاطراف انه
اذا قوت حس منفعته على الكمال او ازال جمالا مقصودا في الآدمي على الكمال يحبس كل الدية لآلاف
النفس من وجه وهو ملحق بالآلاف من كل وجه تعظيما للآدمي دليله قضاء رسول الله صلى الله عليه وسلم
بالدية كلها في اللسان والاذن وعلى هذا ينبغي فروع كثيرة فنقول في الأذن

وفي الاسنان الدية وفي الشفتين الدية وفي البيضتين الدية وفي الذكر

الدية لانه ارال الجمال على الكمال وهو مقصود وكذا اذا قطع المارن او الارسة لما
ذكرنا من ازالة الجمال ولو قطع المارن مع القصبة لا يراد على دية واحدة
لانه عصور واحد كذا في الهداية ١٢

له قوله وفي الاسنان الدية قال الطيبي **فان قلت** كيف يوافق هذا قوله في الحديث
الآتي وفي الاسنان حماسا من الابل قلت اعترف في الجمع هناك احراده وها حقيقة
مثاله في التعريف حقيقة الحنس واستغراقه ولذلك كرر خمس المستوعب الدية الكاملة
باعتبار حماسها قال ابن الحاجب العرب تكرر الشيء مرتين لتسرع تبصيل جميع جسه
باعتبار المعنى الذي دل عليه اللفظ المكرر وفيه ان الاجماس هناك زيادة على الدية
أحدثه من المرققات ١٢

له قوله وفي الشفتين الدية الخ اعلوا ما لا ثاني له في بدن الانسان من الاعضاء او
المعاني المقصودة فيه كمال الدية والاعضاء اربعة انواع اخر اذ هي ثلاثة الانف واللسان
والذكر والمعاني التي هي احراد في البدن العقل والنفس والشم والدوق واما الاعضاء
التي هي ارواج فالعيان والادمان الساحستان والحاحان والشفتان واليدان وثديا
المرأة والانتيان والرجلان فبيهما الدية وفي احدهما نصفها والتي هي ارباع اشفار
العين وفي كل شعر ربع الدية والتي هي اعشار اصابع اليدين والرجلين ففي العشرة
الدية وفي الواحدة عشرها والتي تريد على ذلك الاسنان وفي كل منها نصف عشر الدية
كذا في رد المحتار واما ما رواه ابوداود والسائي ان غلاما لانس فقراء قطع اذن غلام
لانس اغنياء فاقى اهله النبي صلى الله عليه وسلم فقالوا اما اناس فقراء فلم يجعل عليهم شيئا
ففيه دليل لما على ان عمدا لصي خطأ اذ لم تصدر عن اختيار صحيح ولهذا لا يقتض منه في

الدية وفي الصلب الدية وفي العينين الدية وفي الرجل الواحدة نصف الدية و
في المأمومة ثلث الدية وفي الحائضة ثلث الدية وفي المنقطة خمس عشرة من
الايل وفي كل اصبع من اصابع اليد والرجل عشر من الايل

في القتل وفيه الدية على العاقلة وقال الشافعي رحمه الله عبد الصبي عمد حتى تجب الدية
في ماله واستدل الشافعي بهذا الحديث على ان جاية الخطأ لا تلزم العاقلة ان كانوا فقرا
وقال ابو حنيفة تلزم العاقلة الفقراء اذا كان لهم حرفة وعمل لا تطلق حديث العاقلة
التقطته من الهداية والمرقات وسيل الاوطار وقال مولانا التيم محمد المحدث التهانوي
رحمه الله في تأويل هذا الحديث لعلة صلى الله عليه وسلم لم يجعل الدية عليهم بالفعل ولم
يطلب منهم على القوم بل جعل امدده على اليسر والعناوي يحمل على الخصوصية ما دن الشارع عليه
السلام في حقهم خاصة او يكون في اول الامر ثم لسمع هذا الخبر من الحديث يا حواء الدية في
امثال ذلك الامر هذا كله على تقدير كون الحاي حرا واما في صورة كون الحاي عبدا فالتوجيهات
هكذا لكن الحماية تكون على رقعة العبد لا على العاقلة ١٢

له قوله وفي الرجل الواحدة نصف الدية قال التميمي تحب الدية كاملة في اثنين
مما في البدن منه اثنان كالعينين واليدين والرجلين والشفنتين والاذنين و
الانبيين وفي احد اثنين مما في البدن منه اثنان نصف الدية كذا في المرات ١٢
له قوله وفي المأمومة ثلث الدية الخ كذا في الهداية وقال في المرات قال الطيبي
رحمه الله وامثال هذه التقديرات تعبد محض لا طريق الى معرفته الا بالتوقيف ١٢
له قوله وفي كل اصبع الخ كذا قال في الهداية لهذا الحديث ولا في قطع الكل
تفويت جس المصعة وفيه دية كاملة والاصابع عشر فتقسم الدية
عليها ١٢

وفي السن خمس من الابل رواه النسائي والدارمي وفي رواية مالك وفي العين
 خمسون وفي اليد خمسون وفي الرجل خمسون وفي الموضحة خمس وروى
 ابوداؤد والنسائي والدارمي عن عمرو بن شعيب عن ابيه عن جده قال قضى
 رسول الله صلى الله عليه وسلم في المواضع خمسة من الابل وفي الاسنان خمسة
 من الابل وروى الترمذي وابن ماجه الفصل الاول وعن عمر بن الخطاب
 انه قضى في رجل ضرب رجلا فذهب سمعه وبصره ونكاحه وعقله بأربع ديات
 ذكره احمد بن حنبل في رواية اني الحارث وابنه عبد الله وروى ابن ابي شيبة

له قوله وفي السن خمس من الابل او خمسون دينار او خمسة مائة درهم لقوله عليه الصلوة
 والسلام في كل سن خمس من الابل يعني نصف عشر دية لوجرا ونصف عشر قيمه لوعيدا
فان قلت تريد حيد دية الاسنان كلها على دية النفس متلثة اجناسها اي بلاء
 على الغالب من ان الاسنان اثنان وتلاتون فيجب فيها ستة عشر الف درهم وذلك دية
 النفس وتلثة اجناسها قلت نعم ولا بأس فيه لانه ثابت بالنص على خلاف القياس كما
 في العاية وغيرها وفي العاية وليس في اليد ما يجب بتعميته اكثر من قدر الدية سوى
 الاسنان الدر المختار ورد المختار ملتقط مسها ١٢

له قوله وفي العين خمسون اي من الابل وهي نصف دية النفس كذا في الهداية ١٢
 له قوله قضى في رجل الح فيه دليل على انه يجب في كل واحد من الاربعة المذكورة
 دية عندنا وعند الفقهاء وقد استدلل بها صاحب البحر وقال انه لم يذكره
 احد من الصحابة فكان اجماعا التقطه من سبل الاوطار لذلك قال في الهداية ومن
 ضرب عضوا فاداه بسمعه فعيه دية كاملة كاليد اذا شلت والعين اذا ذهب سمعها
 وقال في موضع آخر منه وفي العقل اذا ذهب بالعرب الدية وكذا اذا ذهب سمعه او بصره

نحوه وعن ابن عباس ان النبي صلى الله عليه وسلم ودى العامرين بدية المسلمين
وكان لهما عهد من رسول الله صلى الله عليه وسلم رواه الترمذي وروى ابو داود
في مراسيله عن سعيد بن المسيب قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم دية كل ذي

= او شبهه او دوقه لان كل واحد منها مفعلة مقصودة ١٢

له قوله ودى العامرين بدية المسلمين الحر يعنى دية المسلم والدمي ولو كان مجوسيا سواء و
قال مالك دية اليهودى والنصراني ستة آلاف درهم لقوله عليه السلام عقل الكافر نصف
دية المسلم والكل عندنا عشر الفا وقال الشافعي دية الصراني واليهودى اربعة آلاف
درهم ودية المجوسى ثمانمائة درهم لانه روى هكذا وهذا على قوله القديم وبه قال
اسحق ومالك فى رواية وعلى قوله الجدي ثلث المائة من الابل او قيمة الثلث عند
فقد ما وكذلك فى المجوسى ولنا ما روى عن ابن عباس ان النبي صلى الله عليه وسلم ودى
المعاهدين الذين كانوا على عهد من رسول الله صلى الله عليه وسلم وقتلهم اعمى وابن امية
الصمرى بمائة من الابل وقال عليه السلام دية كل دى عهد فى عهده الف دينار وعن الزهري
ان ابا بكر وعمر رضى الله عنهما كما يابى بجلان دية الدمى مثل دية المسلم لا يقال ان نقص
الكفر فوق نقص الاوتة والرق فوجب ان تنقص دية له ولا الرق اثر الكفر فاد
انتقص بآثره فيه اولى لانا نقول نقصان دية المرأة والعبد باعتبار نقصان الاوتة
والرقية بل باعتبار نقصان صفة المالكية فان المرأة لا تملك الكافر والعبد لا يملك
المال والحر المذكور يملكهما فلهذا اراد ب قيمته ونقصت قيمتهما
والكافر يساوى المسلم فى هذا المعنى فوجب ان يكون بدله كبدله مأخوذة
من شروحه الكثر ١٢

عهد في هذه الف دينار وروى محمد في كتاب الآثار عن الهيثم بن ابي الهيثم
 ان النبي صلى الله عليه وسلم و ابا بكر وعمر وعثمان رضي الله تعالى عنهم قالوا دية
 المعاهد دية الحر المسلم وعن حشف بن مالك عن ابن مسعود قال قضى
 رسول الله صلى الله عليه وسلم في دية الخطأ عشرين بنت مخاض وعشرين ابن مخاض
 ذكرور وعشرين بنت لبون وعشرين جدة وعشرين حقة ورواه الترمذي و ابو
 داود والنسائي والصحيح انه موقوف على ابن مسعود وقال علي القاري وعلى تقدير
 تسليمه لا يصح فان مثل هذا الموقوف في حكم المرفوع فان التقادير لا تعرف من
 قبل الرأي مع ان المقرر في الاصول انه اذا كان الحديث مرفوعا وموقوفا يعتبر المرفوع
 وحشف وثقة النسائي وذكره ابن حبان في الثقات وهو روى عن ابن مسعود و
 عن عمر وعن ابيه فيكون معروفا لان اقل المعروف ان يروى عن اثنين وقال
 الترمذي واجاب الاصحاب عن الذي رواه النبي صلى الله عليه وسلم من ابل الصدقة
 بان النبي صلى الله عليه وسلم تدرع بذلك ولم يجعله حكما وروى البيهقي من
 طريق الشافعي قال قال محمد بن الحسن بلغنا عن عمر انه فرض على اهل الذهب

له قوله قضى رسول الله صلى الله عليه وسلم في دية الخطأ الحاي دية الخطأ مائة من الابل
 احماسا اي عشرون ابن مخاض وعشرون بنت مخاض وعشرون بنت لبون وعشرون حقة وعشرون جدة لهذا
 الحديث والشافعي اجمعهما غير انه قال يجب عشرون ابن لبون مكان ابن مخاض والحنيفة
 عليه ما روينا مأخوذة من التكملة والعيبي ١٢

له قوله فرض على اهل الذهب في الدية الف دينار والح و اعلم ان العلماء اختلفوا في
 الاصل في الدية فقال الشافعي والحنيفة في رواية الاصل فقط وبقية الاصناف
 مصالحة لا تقدر شرعي فيجب قيمتهما العدة ما بلغت و افاد هذا الحديث والحديث

السائق اعني وعلى اهل الذهب الف ديناران كل الانواع الثلاثة من الابل والذهب
والقصة اصول عليه **ابو حنيفة** وان التعيين بالرصاء والقضاء وعليه عمل
القضاء وقيل للقاتل ذكره القهستاني ووجه الاستدلال به ان عمر رضي الله عنه
قضى بذلك بمحصر من الصحابة رضي الله تعالى عنهم من غير تكبير فحل بمحل الاجماع
وقال **ابو يوسف** و**محمد** و**احمد** في رواية الابل والذهب والفضة والبقر مائتا
نقرا والعم القاشاة والحلة مائتا حلة اصول وفائدة الخلاف تطهر في اختيار القاتل
فعند **ابي حنيفة** الخيار من الانواع الثلاثة فقط وعند **هما** من الستة ثمر
فائدة هذا الاختلاف انما يظهر فيما اذا صالح القاتل مع ولي القاتل على اكثر من مائتي
بقر فعند **ابو حنيفة** لا يصالحه على ما ليس من جنس الدية وعلى قول **هما** لا يصالحهما
صالحه على اكثر من مائة من الابل او اكثر من الف دينار **والصحيح** ما ذهب اليه الامام
كما في المضمرات لان **ابا يوسف** و**محمد** رآهما الله تعالى احدا الظاهر حديث عمر وقالوا الدية
من الاصناف الستة فان عمر رضي الله عنه جعلها من هذه الاصناف وقد ركل صف
منه بمقدار ومعلوم انه ما كان يتفق القضاء بذلك كله في وقت واحد فعرفنا ان المراد
بيان المقدار من كل صنف و**ابو حنيفة** قال الدية من الابل والمدراهم والدنانير وقد
استقرت الآثار بذلك عن رسول الله صلى الله عليه وسلم وانما احدهم من البقر والغنم
والحلل في الابتداء لانها كانت اموالهم فكان الاداء منها يسرا عليهم واخذها
بطريق التيسير عليهم فظن الراوي ان ذلك كان منه على وجه بيان التقدير بالدية
في هذه الاصناف فلما صارت الدواوين والاعطآت حل اموالهم الدراهم والدنانير
والابل فقضى بالدية منها ثم لا مدخل للبقر والعم في قيمة المتلفات احلا فهي
بمنزلة الدور والعبيد والجواري وهكذا كان ينبغي ان لا تدخل الابل الا ان

في الدية الف دينار ومن الورق عشرة آلاف درهم وعن عمرو بن شعيب عن أبيه
عن حذافان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال من تطيب ولم يعلم منه طب فهو صامن
مرواه النوداود والنسائي.

في الآثار استمرت فيه عن رسول الله صلى الله عليه وسلم فتوكلنا القياس بذلك في الأمل خاصة
أخذته من المرقاة ونيل الاوطار ورد المختار والساية والهداية والمبسوط ١٢
له قوله ومن الورق عشرة آلاف درهم قال التميمي الدية عند تأمن الذهب الف دينار
ومن الفضة عشرة آلاف درهم ومن الأبل مائة وقال الشافعي من الورق اتعاشر الفاويه
قال مالك وأحمد وإسحاق لما أخرج أصحاب السنين الأربعة عن ابن عباس
أن رجلا من بني عدي قتل فجعل النبي صلى الله عليه وسلم دية أتى عشر الفا ولنا وهو
قول التوري وإني تور من أصحاب الشافعي ما روى البيهقي من طريق الشافعي قال قال محمد بن
الحسن بلصاعن عمر أنه فرض على أهل الذهب في الدية الف دينار ومن الورق عشرة آلاف
درهم وتأويل ما روى الشافعي أن النبي صلى الله عليه وسلم قضى من دراهم كان وربها وزن ستة
أي وزن ستة ميهما ستة متاقل فان في ابتداء عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم كان وزن الدرهم
وزن ستة وكد كانت الدراهم كذلك أي وزن ستة إلى عهد عمر رضي الله تعالى عنه ثم
صار وزن سعة وقال تاجم الشريعة وتأويل ما روى أنه أوجب أتى عشر محمول على أنه
أوجب من دراهم كانت تور ستة وأتى عشر بوزن ستة تلغ عشرة آلاف بوزن سعة
التقطعة من المرقاة والساية ١٢

له قوله فهو صامن أي دية وسقط عنه التصاص لادن المريض وحماية الطبيب عند عامة
الفقهاء على العاقلة اللعاعات والمرقات ملتقط ميهما وقال في بدل المكهود حاصله أن
الطبيب إذا عالج نبت من المعالجة سيده متلا قطع العرق أو شق الجلد أو كواه سكوادة أو سفل

باب ما لا يضمن من الجنايات

عن أبي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم العجماء جرحها حبار والمعدن^١ جبار والبئر حار متفق عليه وعن يعلى بن أمية قال عزوت مع رسول الله صلى الله عليه وسلم

بيده فاجترى فيه فتلف فهو خاية يلزمه الدية وأما إذا وصفت له الداء وبيده للمريض فأكمل المريض بيده فلا ضمان فيه ١٢

له قوله العجماء جرحها حبار واحتمر به أبو حنيفة رضي الله عنه على أن ما أفسدت الماشية^٢ من مال العير إن لم يكن معها مال الكها فلا ضمان عليه ليلا كان أو نهارا وإن كان معها مال الكها فإن كان يسرقها فعليه ضمان ما اتلفت كل حال وإن كان قائدها أو راكبيها فعليه ضمان ما اتلفت نعمها أو يدها ولا يجب ضمان ما اتلفت يرحلها إلا أن يحملها الذي معها على الاتلاف أو يقصده فيشتد يضمن لو حود التعدي منه وقال الشافعي إن ما أفسدت الماشية بالنهار من مال العير فلا ضمان على ربها إذا لم يكن معها مال الكها وإن كان معها فعليه ضمان ما اتلفته سواء كان راكبيها أو سائقها أو قائدها أو كانت واقفة عنده سواء اتلفت يدها أو يرحلها أو فمها أو أجاب أصحاب أبي حنيفة بأن العجماء حار مطلق عام فوجب العمل بعمومه وأما التعدي فحارج عنه عمدة القاري والمسوي ملتقط منهما وقال في التعليق المحدث فلا يخصص الهدر بالحج بل كل الاتلافات ملحق بها وقال عياض انعاسه بالحرم لأنه لا غلب أو هو متال به يد على ما عدا ١٣

له قوله والمعدن حبار والبئر حار معناه أن الرجل يستأجر الرجل لحفر البئر والمعدن يستقط^٣ البئر والمعدن على الحافر فيقتله فذلك هو لا ضمان فيه لعدم التسبب والمباشرة منه^٤ التقطته من موطأ محمد والتعليق المحدث ١٤

جيش العسرة وكان لي اجير فقاتل اسانا فعض احدهما يدا الآخرة فارتفع المعصوض
يده من في العاض فاند رتيته فسقطت فانطلق الى النبي صلى الله عليه وسلم فاهد
ثيته وقال ايدع يده في فيك تقضمها كالنخل متفق عليه وعن ابي هريرة قال
جاء رجل فقال يا رسول الله ارايت ان جاء رجل يريد احذ مالي قال فلا تعطه مالك
قال ارايت ان قاتلني قال قاتله قال ارايت ان قتلني قال فانت شهيد قال ارايت

له قوله فاهد رتيته الم واحلف العلماء فيه فقالت طائفة من عص يد رجل فارتفع المعصوض
يده من قد العاص فقلع شيئا من اسنان العاص فلا شئ عليه في السن روى هذا عن ابي
نكر الصديق وشريح وهو قول الكوفيين والشافعي قالوا ولو جرحه المعصوض
في موضع آخر فعليه صمائه وقال ابن ابي ليلى ومالك هو ضامن لدية السن و
حديث الباب صححه الاولين كذا في عمدة القاري وقال في نيل الاوطار هذا الحديث يدل على
ان الجناية اذا وقعت على المحي عليه بسبب منه كالقصة المذكورة وما ساجها فلا قصاص
ولا برش والله ذهب الجمهور ولكن لشرطان لا يتمك المعصوض متلا من اطلاق يده او
تحرها ما هو ليس من ذلك وان يكون ذلك العص مما يتألم به المعصوض وطاهر الدليل عدم
الاستراط وقد قيل انه من باب التقييد بالقواعد الكلية ١٢

له قوله قال ارايت ان قتلته قال هو في النار فيه جوار قتل القاصد لاحد المال بغير حق سواء
كان قليلا او كثيرا العموم الحديث وهذا قول جماهير العلماء وقال بعض اصحاب مالك
لا يحجر قتله اذا طلب شيئا يسيرا كالتوب والطعام وهذا ليس لشيء والصواب ما قاله الجماهير
وفيه ان القاصد اذا قتل لاديه له ولا قصاص وفيه ان الدافع اذا قتل يكون شهيدا قاله
في عمدة القاري وقال في المرافات وعامة العلماء على ان الرجل اذا قصد ماله او دمه او اهله
فله دفع القاصد بالاحسن فان لم يمتنع الا بالقاتلة فقتله فلا شئ عليه انتهى وفي

ان قتله قال هو في النار رواه مسلم وفي المتنق عليه عن عبد الله بن عمر وقال سمعت
رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول من قتل دون ماله فهو شهيد وروى الترمذي
والبوداود والساقي عن سعيد بن زيد ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال من قتل
دون دينه فهو شهيد ومن قتل دون دمه فهو شهيد ومن قتل دون ماله فهو شهيد
ومن قتل دون اهله فهو شهيد وعن ابي هريرة انه سمع رسول الله صلى الله عليه وسلم
يقول لو اطلع في بيتك احد ولم تأذن له فخذه فقتله بحصاة ففقت عليه ما كان عليك من
جناح متفق عليه فالحديث محمول على ابي حنيفة رحمه الله على من نظرت في باب

الدرا المختار من تعدى على محارم رجل يحد له قتله وان لم يجد اليه فيقتص في احكام الدنيا ولا
خرج عليه في احكام الآخرة وقال في موضع آخر منه ومن دخل عليه غيره ليلا فخرج السرقة
من بيته فانتعه رب البيت فقتله فلا شيء عليه لقوله عليه الصلاة والسلام قاتل دون مالك وكذا
لو قتله قبل التحديد اقصد احد ماله ولم يتمكن من دفعه الا بالقتل صد الشريعة ١٢

له قوله ومن قتل دون ماله فهو شهيد وقال في الدرا المختار ويجوز ان يقال دون ماله وان لم يبلغ
نصابا ويقتل من يقاتله عليه لا يطلق الحديث من قتل دون ماله فهو شهيد حرم ١٣

ثم قوله ففقت عليه ما كان عليك من جناح وفي القية من نظرت في باب دار رجل ففقت الرجل
عنه لا يصح ان لم يمكه تحيته من غير فقها وان امكه صحت وقال الشافعي لا يصح
فيهما ولو ادخل رأسه فرماه الحجر فقتلها لا يصح اجماعا انما الخلاف في من نظرت من خارجها كذا
في الدرا المختار وقال في رد المختار وفي معراج الداراة ومن نظرت في بيت السان من ثقب او شق
باب او نحوه فطعنه صاحب الدار بحسنة او رماه بحصاة ففقت عليه يصح عند ما وعد الشافعي لا
يصح لما روى ابو هريرة رضى الله تعالى عنه انه عليه الصلاة والسلام قال لو ان امرأ اطلع عليك
بعير ادن فخذته فقتله ففقت عليك حاصم ولما قوله عليه الصلاة والسلام في العن

دار رجل ففقا الرجل عينه لا يصح ان لم يمكنه تحييته من غير فقها وان امكنه ضمن
وفي رواية لهما عن سهل بن سعد ان رجلا اطلع في حجر في باب رسول الله
صلى الله عليه وسلم ومع رسول الله صلى الله عليه وسلم مدرى بحك به رأسه فقال لو
اعلم انك تنظرني لطعنت يه في عيني انما جعل الاستئذان من اجل البصر
وروى الترمذي عن ابي ذر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من كشف سترا
فادخل بصره في البيت قل ان يؤذن له فرائى عورة اهله فقد اتى حدا لا يحل له ان
يأتيه ولو انه حين ادخل بصره فاستقبله رجل ففقا عينه ما عيرت عليه وان
مر الرجل على باب لا ستوله غير مغلق فطر فلا خطيئة عليه انما الخطيئة على اهل
البيت وعن عبد الله بن مقبل انه رأى رجلا يخذف فقال لا تخذف فان رسول
الله صلى الله عليه وسلم نهى عن الخذف وقال انه لا يصاد به صيد ولا ينكأ به عدو و
لكنها قد تكسر الس وتفقأ العين متفق عليه وعن ابي موسى قال قال رسول الله
صلى الله عليه وسلم اذا مر احدكم في مسجدنا وفي سوقنا ومعه نمل فليمسك على
نصاله ان يصيب احدا من المسلمين منها يستى متفق عليه وعن ابي هريرة
قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا يتير احدكم على اخيه بالسلاح فانه لا يدري
لعل الشيطان يدرع في يده فيفع في حصرة من النار متفق عليه وعنه قال قال

نصف الدية وهو عام ولأن محمدا بن الطرايه لا سمح الحماية عليه كما لو نظر من الباب المفتوح
وكما لو دخل بيته ونظر فيه وبال من امرأته ما دون العرج لم يحرق قلح عينه ولأن قوله عليه
الصلوة والسلام لا يحل هو امرئ مسلم الحديث يقتضى عدم سقوط عصمته والمراد بما روى ابو هريرة
المبالغة في الحرص على ذلك اهـ ومثله في طعن التميمي وقوله وكما لو دخل بيته لم مخالفت لما ذكره
التاثير صاحب الدر المختار الا ان يحمل ما ذكره على ما اذا لم يكن تحييته بعير ذلك وما هنا على ما
اذا امكن وليا ممل والله تعالى اعلم ١٢

رسول الله صلى الله عليه وسلم من اشار الى اخيه بجديدة فان الملائكة تلعنه حتى يضعها
وان كان اخاه لابيه وامه رواه البخاري وعن ابن عمر واني هديره عن النبي صلى الله عليه وسلم
قال من حمل علينا السلاح فليس منا رواه البخاري وزاد مسلم ومن غشنا فليس منا و
عن سلمة بن الأكوع قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من سل علينا السيف فليس
مننا رواه مسلم وعن ابن عمر عن النبي صلى الله عليه وسلم قال لجهنم سبعة ابواب باب
سها لمن سل السيف على امتي او قال علي امة محمد رواه الترمذي وقال هذا
حديث غريب وعن جابر قال نهي رسول الله صلى الله عليه وسلم ان يتعاطى السيف
مسلولاً رواه الترمذي وابوداود وعن الحسن عن سمرة ان رسول الله صلى الله عليه وسلم
نهي ان يقعد السيريين اصبعين رواه ابوداود وعن هشام بن عمرو عن ابيه
ان هشام بن حكيم مري السام على ناس من الانباط وقد اقيموا في الشمس وصب
على رؤسهم الريت فقال ما هذا قيل يعذبون في الحراج فقال هشام اشهدا سمعت
رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول ان الله يعذب الذين يعذبون الناس في الدنيا
رواه مسلم وعن ابى هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يوشك ان طالت
بك مدة ان ترى قوما في ايديهم مثل اذناب البقر يعذبون في غضب الله ويروحون
في سخط الله وفي رواية ويروحون في لعنة الله رواه مسلم وعنه قال قال
رسول الله صلى الله عليه وسلم صنعا من اهل النار لمارهما قوم معهم سياط كأذناب
المقر يضربون بها الناس ولساء كاسيات عاريات مميلات مائلات رؤسهن كأستمة
البحر المائلة لا يدخلن الجنة ولا يجدن ريحها وان ريحها لتوجد من مسيرة كذا وكذا رواه مسلم

له قوله هي ان يقعد الحم قال اس الملك الهى في هديس الحديثين هي تنزيهه وتسفقه
كذا في المرقاة ١٢

وعنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا قاتل احدكم فليجتنب الوجه فان الله خلق آدم على صورته متفق عليه

باب القسامة

عن الحارث بن الازمع قال قتل قتيل بين وادعة وحتي آخر والقتيل الى وادعة

له قوله القسامة نعت اوله وهي ايمان تقسم على اهل المحلة التي وجد القتيل فيها هذا عندنا وعند الشافعي تقسم على اولياء المقتول المدعين لدمه عند جملة القاتل وسببها وجود القتل في المحلة او ما يقرب مقامها وركنهما قولهم بالله ما قتلناه ولا علمنا قاتلا وشرطها ان يكون المقسم رجلا حرا عا ولا و قال مالك يدخل الساء في قسامة الخطأ دون العمد وحكمها القضاء بوجوب الدية بعد الحلف سواء كانت الدعوى في القتل العمد او الخطأ حديث القسامة اصل من اصول الشريعة وقاعدة من احكام الدين وركن من اركان مصالح العبادية احد العلماء كافة من الصحابة والتابعين ومن بعدهم وان اختلفوا في كيفية الاتحاد واحتلف القائلون بها فيما اذا كان القتل عدا اهل يجب القصاص بها امر لا يقال جماعة من العلماء يجب وهو قول مالك واحمد واسحاق وقول الشافعي في القديم وقال الكوفيون والشافعي في اصح قوليه لا يجب بل تحب الدية واحتلصوا فمن يحلف في القسامة فقال مالك والشافعي والجمهور يحلف الوردية ويجب الحق محلهم وقال اصحاب ابى حنيفة يستحلف حمسون من اهل المدينة ويحرامهم الولي يجمعون بالله ما قتلناه وما علمنا قاتله فادخلوا قصي عليهم وعلى اهل المحلة وعلى عاقلتهم بالدية كذا في المرقاة ١٢

اقرب فقال عمر لو اذعة يحلف خمسون رجلا منكم بالله ما قتلنا ولا نعلم قال لا نثر
اعرموا الدية فقال له الحارث نحلف ونغرم ما فقال نعم رواه الطحاوي وروى
ابن ابي شيبة وعبد الرزاق والبيهقي نحوه وفي رواية للبيهقي عن سليمان بن
يسار ان عمر بدا يايمان المدعي عليهم في القسامة وقال الطحاوي ان عمر بن الخطاب

له قوله فقال عمر لو اذعة يحلف خمسون رجلا منكم اى لا يحلف ولى القتل عندنا وان وجد
اللوث وقال الشافعي ادا كان لوث استحلف الاولياء حمسين يمينيا ويقصى لهم بالدية
على المدعي عليه عما كانت الدعوى او خطأ وهو قوله الصحيح وفي القديمر اذ حلفت انهم
قتلوه عدا له القصاص وبه قال مالك واحمل وان نكل الاولياء عن اليمين استحلف
اهل المحلة فان حلفوا برئوا وان نكلوا حكم عليهم بالدية فالخلاف مع الشافعي في موضعين
احدهما ان المدعي لا يحلف عدا باحلاماله والثاني في براءة اهل المحلة باليمين
واللوث قربة حالية توقع في القلب صدق المدعي بان يكون هناك علامة القتل على احد
بعينه او ظاهر يشهد للمدعي من عداوة ظاهرة او شهادة عدل او جماعة غير عدول ان اهل
المحلة قتلوه وانما شرط اللوث لان مذهبنا عند عدمه كمد هذا الناهضة الاحاديث التي
ذكرت في المتن وايضا لما قوله عليه السلام لو يعطى الناس بدعواهم لادعى باس دماء
رجال اموالهم ولكن اليمين على المدعي عليه فسوى في ذلك بين الدماء والاموال و
حكم بهما بحكم واحد ويمكن لاحد ان يقول ان البخاري موافق لما فاته حرج
قسامة ابي طالب في الحاهلية وقسامة موافق قسامتنا ولعله يسير البخاري الى
ان تلك القسامة نافية على ما كانت في الحاهلية والواقعة في عهده عليه السلام
واحدة والخلاف في تحريمها التقطته من شروح الكروا العرب السدي وفي المقام
تفصيل آخر من شاء الاطلاع عليه فليرجع الى بدل المجهود وشرح معاني الآثار ١٢

رضي الله عنه حكم به بعد رسول الله صلى الله عليه وسلم بحضور من الصحابة من غير
انكار احد منهم فصار اجماعا وروى ابن ابي شيبة عن الزهري ان النبي صلى الله عليه وسلم
قصي في القسامة ان اليمين على المدعى عليهم وفي رواية البزار عن ابي سلمة بن
عبد الرحمن عن ابيه قال جاءت الانصار فقالوا ان صاحبنا ينتحط في دمه فقال
يعرفون فائله قالوا الا ان يهود قتلته فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم اختاروا مني
حسين رجلا فيحلفون بالله جمعا ايمانهم تمر خذوا الدية منهم ففعلوا ويؤيدون
مارواه مسلم عن ابن عباس ان النبي صلى الله عليه وسلم قال لو لخطى الناس بدعواهم
لا دعى ناس دماء رجال واموالهم ولكن اليمين على المدعى عليه.

باب اهل الردة

والسعاة بالفساد

وقول الله عز وجل وما كان الله ليضل قوما بعد اذ هداهم حتى يبين لهم

له قوله اهل الردة يعنى المرتد والمرتدة هو لغة الراجع ونشر عا الراجع عن
دين الاسلام وركن الردة احراء كلمه الكفر على اللسان بعد الايمان وليشترط لصحة
الردة العقل والصحو والطوع فلا تصح ردة مجنون ومعتوه وموسوس وصبي لا يعقل وسكران
ومكره عليها والبلوغ والذكور ليسا لشروط ما حرد من شروط الكفر ١٢

له قوله وما كان الله ليضل الخ اشار بهذه الآية الكريمة الى ان قتلهم لا يحب الابدان
الحجة عليهم واطهار بطلان دلائلهم والدليل عليه هذه الآية لانها تدل على ان الله لا
يؤاخذ عباده حتى يبين لهم ما ياتون وما يدرون احدثته من عمدة القارى ١٢

ما يتقون وقوله تعالى تمتعوا في داركم ثلاثة ايام وقوله تعالى انما جزاء الذين يحاربون الله ورسوله ويسعون في الارض فسادا ان يقتلوا او يصلبوا او تقطع ايديهم وارجلهم من خلاف او ينفوا من الارض ذلك لهم خزي في الدنيا ولهم في الآخرة عذاب عظيم الا الذين تابوا من قبل ان تقدروا عليهم فاعلموا ان الله غفور رحيم عن عكرمة قال اتى على بزنا دقة فاحرقهم فبلغ ذلك ابن عباس فقال لو كنت انا لما احرقهم لنهي رسول الله صلى الله عليه وسلم لا تعذبوا بعذاب الله ولقتلتهم لقول رسول الله صلى الله عليه وسلم من بدل دينه فاقتلوه رواه البخاري وروى مالك عن عبد الرحمن بن محمد بن عبد الله

له قوله من بدل دينه فاقتلوه هذا الحديث عندنا مجهول على انه ان لم يستعمل قتل في الفور في ظاهر الرواية وان استعمل اى طلب المرتد المهلة بعد ما عرض عليه الاسلام للتفكير حسن ثلاثة ايام وان تاب فيها والا قتل هذا اللفظ من الوقاية وايضا من القدودى موجب وجوب الانظار ثلاثة ايام على ما عرفت من الاحار في مثله وطاهر المبسوط ايضا والوجوب فانه قال اذا طلب التأجيل احل ثلاثة ايام لان الظاهر انه دخل عليه شهة فحب عليها ازالة تلك الشهة او انه يحتاج الى التفكير ليتبين له الحق فلا بد من المهلة واد استعمل كان على الامام ان يمهله ومده الطرح جعل في الشرع ثلاثة ايام كما في الحار تم قال في حديث عمر المذكور الدال على الوجوب تأويله انه لعنه طلب التأجيل وايضا ظاهر تكرر عمر رضي الله عنه يقتضي الوجوب والصحيح من قولى المشافعي انه ان تاب في الحال والا قتل الحديث معارضه صلى الله عليه و قوله صلى الله عليه وسلم من بدل دينه فاقتلوه من غير تفصيل بانظاره هو اختيار ابن المديرو حواه قدمي آباء التقطه من عمدة الرعاية والمبسوط والوقاية وفتح القدير وحاصله ما في رحمة الامة انه قال فانه اتفق الائمة على ان من ارتد عن الاسلام وحب عليه القتل ثم احتلوا اهل يتعم قتل في الحال او يوقف على استنائه وهل استنائه واحدة ام مسجلة واد استتب

ابن عبد القاري عن ابيه انه قال قدم على عمر بن الخطاب رضى الله عنه رجل من قبل ابي موسى الاشعري فسأله عن الناس فاخبره ثم قال له عمر بن الخطاب هل كان فيكم من مغيرة خبر فقال نعم رجل كقر بعد اسلامه قال فما فعلتم به قال قربناه فضربنا عنقه فقال عمر افلا حسقوه ثلثا واطعمتموه كل يوم رغيفا واستتبتموه لعله يتوب ويرجع الى امر الله تعالى ثم قال عمر اللهم اني لم احضروا امره ولم ارض اذ يلغى وروى الطبراني في معجمه بسند حسن عن معاذ بن جبل ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال له حين بعته الى اليمن ايما رجل ارتد عن الاسلام فادعه فان تاب فاقبل منه وان لم يئب فاضرب عنقه وايما امرأة ارتدت عن الاسلام فادعها فان تابت فاقبل منها وان ابست فاستبها وعن عمران بن حصين قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يحثنا على الصدقة

لم يئب هل يمهل او لا فقال ابو حنيفة لا تحب استئانته ويقتل في الحال الا ان يطلب الامهال فيمهل ثلاثا ومن اصحابه من قال يمهل وان لم يطلب الامهال استنحاما وللشافعي في وجوب الاستئان به قولان اظهرهما الوجوب وعنه في الامهال قولان اظهرهما انه لا يمهل وان طلب بل يقتل في الحال اذا اصر على ردة ام وفي فتح القدير ايضا تعييت الايام الثلاثة للانظار لانهما مريت لابلاء الاعداء دليل حديث جابر بن مقد في الخيار ثلاثة ايام مريت للتأمل لدفع العيب وقصة موسى صلى الله عليه وسلم مع العبد الصالح ان سألتك عن شئ بعد ما ولا تصاحبي وهي الثالثة الى قوله قد بلغت من لدني عذرا انتهى وقال في التعليل المجد هذا التحديد من قوله تعالى تمتعوا في داركم ثلاثة ايام ١٢

له قوله وان ابست فاستبها وقد اجمع الائمة على قتل الرجل المرتد اذا لم يرجع الى الاسلام واصر على الكفر واختلعوا في قتل المرتدة فجعلها الشافعي كالرجل المرتد وقال ابو حنيفة رضى الله تعالى عنه لا تقتل المرتدة يعنى لست تسمى المرأة من عموم قول النبي صلى الله عليه وسلم من بدل دينه

وينها ناعن المثلة رواه ابو داود ورواه النسائي عن انس وفي المتنق عليه عن انس
قال قدم على النبي صلى الله عليه وسلم نفر من عكل واسلموا واحتروا المدينة فامرهم ان
ياتوا ابل الصدقة فيشربوا من ابوالها والبايتها ففعلوا ففجروا فارتدوا وقتلوا رعائهم
واستاقوا الابل فبعت في آثارهم فأتى بهم فقطع ايديهم وارجلهم وسمل اعينهم ثم
لم يحسمهم حتى ماتوا وفي رواية فسمروا اعينهم وفي رواية امرهم بميرقاتهم
فكحلهم بها وطرحهم بالحرة يستسقون مما يسقون حتى ماتوا وقال البيهقي في

فقتلوه قاتلها لا تقتل عنده لعمري قوله في عن قتل الساء والصبيان ويؤيده هذا الحديث التقطته
من المرقاة وعمدة القاري ورحمة الامه ١٢

له قوله وينها ناعن المثلة قال في المدر المختار وبهيا عن عدو وعلول وعن مثلة بعد الطمر بهم وامسا
قله فلتأس بها اختيار قال الشامي قال الربيعي وهذا حسن وبطيرة الاحراق بالبار وقيد جوارها
قبله في العم بما ادا وقعت قتالا كمار رصب فقطع اذنه تعرضت فعقا عيه تم ضرب فقطع يده وادبه
ومحودك انتهى كذا في بدل المحمود وقال في المرقاة قال ابن الملك انما فعل نفر من عكل صلى الله عليه وسلم
ما فعل مع بهيه عن المثلة اما لانهم فعلوا ذلك بالرعاة واما العظيم حريمتهم فانهم ارتدوا وسقوا الدماء
وقطعوا الطريق واحدوا الاموال والامان يجمع بين العمويات في سياسته ١٢

له قوله فيشربوا من ابوالها والبايتها قال ابن الملك انه ان ابل الصدقة يجر لاساء السيل الشرب من
النامها وحوار التداوى بالمحرم عند الضرورة وفاس بعض التداوى بالحمر عليه ومعه الاكثر لميل الطماع
اليهادون غيرها من النجاسات اه وهو قول ابني يوسف من اثمنا واما على قول ابني حنيفة
فمحس لا يجر التداوى به واما على قول محمد والشافعي في قول ما كول اللحم من الامل والمقر والعم
ومحوا طاهر واجاب عن هذا الحديث غيره يكون الحديث منسوحا المرقاة وعمدة الرعاة ملتقطهما
وقال في نور الانوار في حديث الحاكوف لالة على سمح حكو حديث العريبيين والذي يدل على كون

المعرفة هذا الحديث اما ان يحمل على النسخ كما روى عن ابن سيرين وقناة وبه قال الساقى او
يحمل على انه فعل بهم ما فعلوا بالرعاة وفي رواية للحاكم ان النبي صلى الله عليه وسلم لما فرغ
من دس صحابي صالح اسلى بعد اب القبر جاء الى امرأته فسألها عن اعماله فقالت كان يرعى
العم ولا يتدبره من يوله فحيث قال عليه السلام استنهره من البول فان عامة عذاب القدر
منه قال هذا حديث صحيح وافق المحدثون على صحته وعن عبد الرحمن بن عبد الله عن
ابيه قال كنا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم في سفر فانطلق لحاجته فرأينا حمرة معها
فرحان فاحدنا فخرجها فجاءت الحمرة فحملت تفرش فجاء اليه صلى الله عليه وسلم فقال
من فجع هذه بولد هاردا وولدها اليها ورأى قرية نمل قد حرقها قال من حرق هذه
فقلنا نحن قال انه لا يستحي ان يعذب بالنار الا رب المار رواه ابو داود وعن عبد الله
ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان النار لا يجذب بها الا الله رواه

حديث العرييين مسروحا بحديث الحاكم ان المتلة التي تصيبها حديث العرييين مسروحة
بالاتفاق لانها كانت في استداء الاسلاو ١٢

له قوله او يحمل على انه فعل بهم ما فعلوا بالرعاة فهذا ليس بمتلة والمتلة ما كان استداء من غير
حرائك اى عمدة الرعاية ١٢

له قوله رد وولدها اليها الامر للبدل لان اصطياذ فرج الطائر حائرك اى المرفقات ١٢

له قوله لا يسمي ان يعذب بالنار الا رب المار وقال في الهداية في كتاب الكراهية ويكره ان يحمل الرجل
في عس هذه البراية وهو طوق الحديد الذي يمسحه من ان يجرك رأسه وهو معتاد بين الطلبة لانه
عقوبة اهل النار فيكره كالحراق بالمار وفي رد المختار كيفية القتال من كتاب الجهاد تحت قول
الدر المختار وحرفهم ما نصه لكن حوار التحريق والتعريق مقيد كما في شرح السير بما اذا لم يسمكوا
من الطمير لهم بدول ذلك بلا مشقة عظيمة فان تمكوا فلا يجوز ١٢

البخاري وعنه على قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول يخرج قوم في آخر الزمان
حدث الاستان سفهاء الاحلاق يقولون من خير قول البرية لا يحاوز ايمانهم حناجرهم
يمرقون من الدين كما يمرق السهم من الرمية فايما لقيتموهم فاقتلوه فان في قتلهم

له قوله فاقتلوهما والقتل عندنا التعاوتهم لانيهم مرتدون ثم الحارحون عن طاعة الاما وثلاثة
قطاع طريق ومحني حكمهم وبعاءة هم كما في العثم قرو مسلمون حرجوا على اما والعدل ولم يستبيحوا اما
استباحه الحوارح من دماء المسلمين وسمى دراريهم اهل المراء حرجوا تأويل والاثم قطاع والمالت
حوارح وهم قوم لهم معة حرجوا على الاما وتأويل روى انه على باطل كرها ومعصية يوحسون قتاله
تأويلهم يستحلون دماء اموالنا وليسوا بسايننا ويكفرون اصحاب سيدنا صلى الله عليه وسلم والمراد
تعريف الحوارح الذين حرجوا على رضى الله تعالى عنه لان صراط الفرق بينهم وبين البغاة
هو استباحة دماء المسلمين ودراريهم لسبب الكفر لا تسمى الدراري ابتداء بدون كرها وقوله
يكفرون اصحاب سيدنا صلى الله عليه وسلم هذا غير شرط في معنى الحوارح بل هو بيان لمن خرجوا
على سيدنا صلى الله عليه وسلم الله تعالى عنه والا فيكفي فيهم اعتقادهم كرها من حرجوا عليه كما وقع في رماسا
في اتباع عبد الوهاب الذين خرجوا من لحد وتعلوا على الحرمين وكانوا يستحلون مذهب الجماعة لكهم
اعتقدوا انهم هم المسلمون وان من حالت اعتقادهم مشركون واستباحوا بذلك قتل اهل السنة
وقتل علماءهم حتى كسر الله تعالى شوكتهم وحرب بلادهم وطهر بهم عساكر المسلمين عاوتلات
وتلاتين ومائتين والى وحكمهم حكم البغاة باجماع الفقهاء كما حققه في الهم وفي
الحديث دليل على ما نقله خواهر راده عن اصحابنا اناسدا هم قتل ان يسدوا بالانه لو انتظر حقيقة
قتالهم ربما لا يمكنه الدفع فيدار على الدليل ضرورة دفع شرهم وقل القدرى انه لا يسد اهم
حتى يسدوه وظاهر كلامهم ان المذهب الاول وقال المشافعي رحمه الله لا يجوز حتى يسدوا
بالقتال حقيقة ومن دعاها الاما الى قتالهم ادترض عليه احاطته لان طاعة الاما فيما ليس

اجرا لمن قتلهم يوم القيامة متفق عليه وعن ابي سعيد الخدري والنس بن مالك عن
 رسول الله صلى الله عليه وسلم قال سيكون في امتي اختلاف وحرقة قوم يحسنون القيل و
 يسيئون العمل يقرؤون القرآن لا يجاوز تراقيهم يمرقون من الدين مروق السهم من
 الرمية لا يرجعون حتى يرتد السهم على فوقه هم شر الخلق والخليقة طوبى لمن قتلهم وقتلوه
 يدعون الى كتاب الله وليسوا بما في شئ من قائلهم كان اولى بالله منهم قالوا يا رسول الله ما
 سبهم قال التحليق رواه ابو داود وعن شريك بن شهاب قال كنت اتمى ان التقى رجلا
 من اصحاب النبي صلى الله عليه وسلم اسأله عن الخوارج فقلت ابا رزة في يوم عيدي في نفر
 من اصحابه فقلت له هل سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يذكر الخوارج قال نعم سمعت
 رسول الله صلى الله عليه وسلم مادي ورأيت بعدي اتي رسول الله صلى الله عليه وسلم بمال
 فقسمة فاعطى من عن يمينه ومن عن شماله ولم يحط من وراءه شيئا فقام رجل من وراءه
 فقال يا محمد ما عدلت في القسمة رجل اسود مطمورا الشعر عليه ثوبان ابيضان فغضب
 رسول الله صلى الله عليه وسلم عصا شديدا وقال والله لا تجدون بعدي رجلا هو اعدل
 مني ثم قال يخرج في آخر الزمان قوم كان هدامهم يقرؤون القرآن لا يجاوز تراقيهم
 يمرقون من الاسلام كما يمرق السهم من الرمية سبهم التحليق لا يزالون يخرجون حتى

معصية فرض كيف فيما هو طاعة لو قادرا وان لم يكن قادرا الرواية وعليه يحمل ما روى عن
 جماعة من الصحابة انهم قعدوا في الفتنة ورموا ما كان بعصمهم في تردد من حل القتال والمروى عن
 ابي حنيفة من قوله الفتنة اذا وقعت بين المسلمين فالواجب على كل مسلم ان يعتزل الفتنة و
 يقعد في بيته محمول على ما اذا لم يكن لهم امام وماروي اذ التقى المسلمان لم يصبهما فالقاتل و
 المقتول في النار محمول على اقتتالهما حمية وعصية كما يعق بين اهل فريتين ومحلتيين او لاخل الدنيا
 والمهلك نذل المعهود والذرا المختار ورد المختار والهداية ملتقط منها ١٢

يخرج آخرهم مع المسيح الدجال فاذا القيتموهم هم شر الخلق والمحليقة رواه النسائي
وعن ابي غالب رأى ابوامامة رؤسا منصوبة على درج دمشق فقال ابوامامة كلاب
التار شر قتلى تحت اديم السماء خير قتلى من قتله ثم قرأ يوم تبيض رحوه وتسود رحوه الآية
قيل لابي امامة انت سمعت من رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لو لم اسمعه الا مرة
او مرتين او ثلاثا حتى عد سعاما حدثكموه رواه الترمذي وابن ماجه وقال الترمذي
هذا حديث حسن **وعن** اسامة بن شريك قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ايمان رجل
خرج يفرق بين امتي فاضربوا عنقه رواه النسائي **وعن** ابي سعيد الخدري قال قال رسول
الله صلى الله عليه وسلم يكون امتي فرقتين فيخرج من بينهما مارقة يلى قتلهم اولاهم بالحق
رواه مسلم **وعن** حريز قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم في حجة الوداع لا ترجعن بعد
كفارا يصوب بعصكم رقاب بعض متفق عليه **وعن** ابي بكر عن النبي صلى الله عليه وسلم
قال اذا التقى المسلمان حمل احدهما على اخيه السلاح فهما في جرف جهنم فاد اقبل احدهما
صاحبه دخلاهما جميعا وفي رواية عنه قال اذا التقى المسلمان لسيفيهما فالقاتل و
المقتول في النار قلت هذا القاتل مما مال المقول قال لانه كان حريصا على قتل صاحبه متفق عليه
وعن ابن ابي ليلى قال حدثنا اصحاب محمد صلى الله عليه وسلم انهم كانوا يسرون مع

له قوله فاصروا عنقه قال السوي فيه الامر يقال من حرج على الامام اذا اراد تفريق كلمة المسلمين وبحو
ذلك منعى ان يهوى اولوا ان لو يسه قتل فان لم يبدع شره لا يقتله فقتله كان هذاك في المرات ١٢
له قوله كان حريصا على قتل صاحبه قال ابن الملك فيه ان الحرص على الفعل المحرم مما يؤخذ به وان
قصده كل منهما كان قتل الآخر لا الدفع عن نفسه حتى لو كان قصدا احدهما الدفع ولو يخدمه بدأ الا
بقتله فقتله لم يؤخذ به لكونه مأدوما منه شرعا كذا في المرات وقال في رد المحتار وما روى اذا التقى
المسلمان ليس بينهما القاتل والمقتول في النار محمول على افتتالهما حمية وعصية كما يتفق بين اهل قريتين
ومحلتين او لاجل الدنيا والملك ١٢

رسول الله صلى الله عليه وسلم فامر رجل منهم فانطلق بعضهم الى حل معه فاحده ففرع فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا يحل لمسلم ان يروع مسلما رواه ابو داود وعن ابن عباس رضي الله عنهما انه قال وادع رسول الله صلى الله عليه وسلم اما بردة هلال بن عريعر الاسلمي ف جاء اناس يريدون الاسلام فقطع عليهم اصحاب ابي بردة الطريق فنزل

له قوله فقطع عليهم اصحاب ابي بردة الطريق معني هذا اللط قطع المارة والمسافرين عن الطريق فكون من باب الحدث والاتصال وقيل المراد بالطريق المارة من قبل اطلاق المحل على الحال و قيل الاصابة بمعنى في اي قطع في الطريق وهذا يقال له السرقة الكبرى قال في الساية اعلم لقطع الطريق شرائط الأول ان يكون لهم شركة وقوة بحيث لا يمكن للمارة المقاومة معهم الثاني ان يكون خارج المصر بعيدا عنه الثالث ان يكون في دار الاسلام الرابع ان يكون المأخوذ قد اصاب الخصاص ان يكون القطاع كلهم احاط في حق اصحاب الاموال حتى اذا كان يهمل دورهم محرم لا يجب القطع السادس ان يؤخذ واقل التوبة قاله في عمدة الرعاية وقال في رحمة الامة اختلف الائمة في حد قاطع الطريق فقال ابو حنيفة و الشافعي واحمد هو على الترتيب المذكور في الآية الكريمة وقال مالك ليس هو على الترتيب بل للامام الاحتياط من القتل والصلب و قطع اليد والرجل من خلاف واللعن والحس واختلف القائلون بانه على الترتيب في كفيته فقال ابو حنيفة ان احذ والمال وقتلوا فالامام بالخيار ان شاء قطع ايديهم وارجلهم من خلاف وان شاء قتلهم و صلبهم وان شاء قتلهم ولم يصلبهم وصلة الصلب عنده على المشهور عنه ان يصلب حيا ويضع بطنه برمح الى ان يموت ولا يصلب اكثر من ثلاثة ايام فان قتلوا ولم يأخذوا المال قتلهم الامام وحده او لا يلتفت لامام الى عقول الاولياء وان احذوا امالا لمسلم اودى والمأخوذ لو قسم على جماعتهم اصاب كل واحد عشرة دراهم او ما قيمته عشرة قطع الامام ايديهم وارجلهم من خلاف فان احذوا قتلوا

حبريل عليه السلام على رسول الله صلى الله عليه وسلم ياخذ ان من قتل واخذ المال صلب

عياخذ وامالا ولاقتلوا ساجسهم الامام حتى يحد تواترة او يحد توافقه صفة النفي عند
وقال مالك اذا اخذ المحاربون فعل الامام فيهم ما يراه ويحتهد فيهم فمن كان منهم داراى وقوة
قله ومن كان ذاتة فقط نفاه فحاصله انه يجوز عند الامام قتلهم وصلبهم وقطعهم وان لم
يقتلوا ولعياخذ وامالا على ما يراه اوردع ولا متالهم وصفة النفي عند ان يخرجوا من البلد الذي
كانوا فيه الى غيره ويحسوا فيه وصفة الصلب عند كصفة مذهب ابى حنيفة وقال الشافعي
واحمد اذا اقل واحد او قتل ان يقتلوا نسا او ياخذ وامالا نورا واحتلوا في صفة النفي فقال الشافعي
فيهم ان يطلوا ادا هو باليقام عليهم الحدان اتوا حدا وعن احمد روايتان احدهما كهذا او
الاحرى ان يتروا فلا يتركوا يا ورن في بلد وان احد والمال ولم يقتلوا قال لا تقطع ايديهم و
ارجلهم من خلاف ثم يخلون وان قتلوا واخذ والمال قال لا يجب قتلهم وصلبهم حتما وان قتلوا ولم
ياخذ والمال قال لا يجب قتلهم حتما والصلب عندهما بعد القتل وقال بعض الشافعية
يصلب حيا ثم يقتل ومدة الصلب عند ابى حنيفة ومالك والشافعي ثلاثة ايام وقال
احمد ما يقطع عليه الاسم واختلفوا في اعتنا بالصباب في قتل المحارب فاعتده ابو حنيفة
والشافعي واحمد ولو يعتده مالك ولو اجتمع محاربون فقاتل بعضهم القتل والاحد
كان بعضهم عوبا ورد اهل بحوى عليه احكام المحاربين او لا قال ابو حنيفة ومالك
واحمد للرد احكامهم في جميع الاحوال وقال الشافعي لا يجب على الردع غير التعزير بالحس
والتعزير ونحو ذلك ١٢

له قوله من قتل واحد المال صلب الم قال في مرالا نورا ان الله قد نزل للمحاربين ولساعى الفساد
اعنى قطاع الطريق الرجة اجزية من القتل والصلب وقطع الايدي والارجل من خلاف والى الطريق
الترديد بكلمة او فمالك يقول انها على حالها فتحد الامام بديها وعندنا معنى بل لا ضرر

ومن قتل ولم يأخذ قتل ومن أخذ ما لا ولم يقتل قطعت يده ورجله من خلاف و
من حاء مسلماً هدم الإسلام ما كان منه في الشرك وفي رواية عطية عن ابن
عباس ومن أضاف الطريق ولم يقتل ولم يأخذ المال نفى رواه محمد عن أبي يوسف

لأن حيايات قطع الطريق كانت على أربعة أنواع اعنى احداً المال فقط والقتل فقط والقتل واخذ
المال جميعاً والتخريف فقط من غير قتل واحد مقابل بهذه الحيايات الأربع الاحدية الأربع
وبكى لم يذكر الحيايات في النص اعتماداً على فهم العاقلين وذلك لأن المحزاء انما يكون على
حسب الحماية فعلطها بعاطفه ونصتها بحفته ولا يليق من الحكيم المطلق ان يقابل اعطط
الحماية بأخفها او بالعكس فكان تقدير عبارة القرآن ان يقتلوا اذا قتلوا فقط او يصلبوا اذا ارتكبت
المحاربة بقتل النفس واحد المال بل تقطع ايديهم وارجلهم اذا اخذوا المال فقط بل ينعموا من الارض
اذا حرموا الطريق وقد ورد هذا البيان بعينه عن النبي صلى الله عليه وسلم انه دأب اياً ردة على
ان لا يعيده ولا يعين عليه فحاء اناس يريدون الاسلام فقط اصحاب اى ردة عليهم الطريق
فنزول خيريل عليه السلام بالحّد بهم ان من قتل واحداً المال صلب ومن قتل ولم يأخذ
قتل ومن اخذ المال ولم يقتل قطعت يده ورجله من خلاف ومن اورد الاخافة نفى من الارض
لكن حمل البوحيفة قوله صلب على احتصاص هذه الحالة لا احتصاص هذه الحالة بالصلب
بحيث لا يجوز فيها غيره بل انت للامام الخياط في الاربعة ان شاء قطع ثم قتل او صلب وان شاء
قتل او صلب من غير قطع لأن الحماية تحتل الاتحاد والتعدد فتراعى كلتا المحصنين فيه انتهى
وقال في قهر الاقمار قوله تحتل الاتحاد والتعدد اما الاول فلا الكل قطع الطريق فلذا
يرجّح المحزاء واما الثاني فلاحد المال وقتل النفس فلذا يكون المحزاء متعدد اذا قطع
الاحد المال والقتل للقتل ١٢

له قوله من اخاف الطريق ولم يقتل ولم يأخذ المال نفى وقال في نور الاوار والمراصد من النبي

وروى السافعي في الامر وعبد الرزاق وابن ابي شيبة وعبد بن حميد والبيهقي وغيرهم بحره وجملة ابو حنيفة رحمه الله قوله صلب على احتصاص الصلب بهذه الحالة لا اختصاص هذه الحالة بالصلب بحيث لا يجوز فيها غيره بل اثبت للامام الحيار في الاربعة ان شاء قطع تم قتل او صلب وان شاء قتل او صلب من غير قطع لأن الحماية تحتمل الاتحاد والتعدد فتراعى كلتا الجهتين فيه وروى محمد بن النضر عن ابراهيم انه قال فان لم يأخذ المال ولم يقتل او جع عقوبة وحبس حتى يحدث خيرا وعن عتبة بن مرقد السلمي انه قال لعمر بن الخطاب اني اشتريت ارضا من ارض السواد فقال عمر انت فيها قتل صاحبها رواه البيهقي وقال في كتاب المعرفة قال ابو يوسف القول ما قال ابو حنيفة انه كان لابن مسعود وخباب بن الارت والحسين بن علي وشريح ارض الخراج وعن جرير بن عبد الله قال بعث رسول الله صلى الله عليه وسلم سرية الى حنظل فاعتصم بها من منهم بالسجود فاسرع فيهم القتل قبل ذلك النبي صلى الله عليه وسلم فامرهم بصف العقل وقال

ليس الخلاء عن الوطن كما يوهمه الظاهر بل النبي عن الطهور على وجه الارض بان يحسوا حتى يتوبوا اه يعنى نهي عن عمارة الارض لسيطا وقال في رد المحتار والمراد بالنهي في الآية الحبس لان النبي من جميع الارض محال والى بلدة اخرى فيه ايداء اهلها فلم يبق الا الحبس والمحبوس يسمى مسيما من الارض لانه لا يتفزع بطبيعات الدنيا ولدا قتلها ولا يجمع ما قاربها واحاياه وقال في الكمالين قوله النبي اي من بلد الى بلد على تفسير السافعي والحسن عند ابي حنيفة ورواه عن ابراهيم الملقب له قوله اني اشتريت ارضا من ارض لداك قال في الهداية ويحوران يشتري المسلم ارض الخراج من الذي ويؤخذ منه الخراج وقد صح ان الصحابة رضى الله تعالى عنهم اشتروا اراضى الخراج وكانوا يؤدون خراجها فدل على حوران الترام واحدا الخراج وادائه للمسلم من غير كراهة انتهى ١٢

له قوله فامرهم بصف العقل فيه الخطأ في القصد وهو ان يرمى شخصاً بظنه حربياً فاداه مسلماً

انا ترى من كل مسلم مقيم بين اظهرا لمشركين قالوا يا رسول الله لم قال لا تتراى نارا هما
رواه ابو داود وعن ابي هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم قال الايمان قيد الفتك لا يعلك

عند ثأنيه دية كاملة وبذلك قال الشافعي وقال الخطابي انما لم يكمل لهم الدية في هذا
الحديث بعد علمه عليه الصلوة والسلام باسلامهم لا بهم اعايا على انفسهم بمقامهم بين طهر
الكفار وكانوا مملوكا لهلك بحماية نفسه وحماية غيره وتسقط حصنة جانيته من الدية النقطة من
الهداية ورحمة الامة والمرقات ١٢

له قوله لا تتراى نارا هما قال في العالم الكبرى ولا يترك واحد منهم حتى يشتري دارا او منزلا
في مصر من امصار المسلمين وكذلك لا يترك واحد منهم حتى يسكن في مصر من امصار المسلمين
ويجده الرواية اخذ المحسن من زياد وعلى رواية عامة الكتب يمكن من المقام في دار الاسلام
الا ان يكون مصر امن امصار العرب فوارض الحجر فانهم لا يمكنون من المقام فيها كذا في المحيط
وكان السيم الامام شمس الائمة الحلواني يقول هذا اذا قلوا بحيث لا يعطل بسبب سكناهم ولا
يتقل بعض جماعات المسلمين واما اذا كثروا بحيث يتعطل بسبب سكناهم او يتقل يصعرون من
السكنى فيما بين الناس ويثيرون بان يسكنوا ناحية ليس للمسلمين فيها جماعة وهو محفوظ عن
ابي يوسف رحمه الله في الامالى شفى وقال في الدر المختار قد صرح التمرقاسنى في شرح المحج
الصغير بعد ما نقل عن الشافعي انهم يثيرون بسبب دورهم في امصار المسلمين والخروج عنها
وبالسكنى خارجها فلا يكون لهم محلة خاصة بقلا عن الشافعي والمراد اى بالمع المذكور عن الامصار
ان يكون لهم في مصر محلة خاصة يسكنونها ولهم فيها متعة عارضة كمسعة المسلمين فاما سكناهم
بينهم وهم مقهورون فلا كذا في فتاوى الاسكوتى ١٢

له قوله لا يفتك مؤمن اى كامل الايمان فان الصحابة اذ اوردوا كافرين غافل عنهم فان اى بعد
الدعاء الى الاسلام قتلوه لذلك قال في الهداية واداء دخل المسلمون دارا الحرب محاصروا

مؤمن رواه ابو داود وعن حريز عن النبي صلى الله عليه وسلم قال اذا اتى العبد الى الشرك فقد حل دمه رواه ابو داود وعن علي بن ابي طالب ان يهودية كانت تشتم النبي صلى الله عليه وسلم وتقع

مدينة او حصنا دعوهم الى الاسلام وقال في المرقاة فان قيل قد نعت رسول الله صلى الله عليه وسلم محمد بن سلمة المحرجي في نعر الى كعب بن الاشرف فقتلوه وبعث عبد الله بن عتيك الاوسي فيهم الى رافع وعبد الله بن ابيس الحمصي الى سفيان بن خالد فكيف التوقيع بين هذا الحديث وبين تلك القصايا التي امر بها قلنا يحتمل ان الهوى عن الفتك كان بعد ما هو الاظهر لان اولها كانت في السنة الثالثة والثانية بعد المحدث في الخامسة واسلاماني هرة كان عام حيدر في الساعة ويحتمل ان يكون ذلك حصيصي برسول الله صلى الله عليه وسلم لما ايده من العصمة ويحتمل ان تلك القصايا كانت ما مر سماوي لما ظهر من المقتولين من العبد برسول الله صلى الله عليه وسلم والتعرض له بعا لا يجوز ذكره من القول والمبالغة في الادوية والتحريش عليه قال الطيبي و احتار القاصي هذا الوجه والخصه وقال المعنى ان الايمان مع ذلك وحرمه فلا يدعى للمؤمن ان يفعل لأن المقصود ان كان مسلما فظاهر وان كان كافرا فلا بد من تقديم بديروا استتابة او ليس المقصود بالذات قتله بل الاستكمال والحمل على الاسلام على ما يمكن هذا اذا المريد دعائه ديني فان كان كما ادعاهم انه مصر على كفره فحريص على قتل المسلمين مستهوا الفرصة منهم وان دفعه لا يتيسر الا بهذا اطلاقا حرمه ١٢ له قوله اذا اتى العبد الى الشرك اى ارتد عن الاسلام والى اهل الشرك فاذا اتى الى اهل الشرك فظاهر انه يرجع الى الشرك فالحجاء يرتب عليه وهو حلة دمه وجوار قتله واما اذا كان لقي على الاسلام والظاهر انه محمول على التعليط والتشديد كما انى يدل المحمود ١٢

له قوله فقد حل دمه اى اذا قتله احد لم يصح وان لم يرتد كما انى اللغات وقال في المرقاة اى لا تنفى على قاتله وان ارتد مع ذلك كان اولى بذلك قال الطيبي وهذا وان لم يرتد عن دينه فقد فعل ما يهد به دمه من جوار المشركين وترك دار الاسلام وقد سبق انه لا يتراعى ناراهما ١٢

فيه فحسنتها رجل حتى ماتت ما نطل النبي صلى الله عليه وسلم دمها رواه ابو داود وهذا القتل

له قوله ما نطل النبي صلى الله عليه وسلم دمها قال المطهر وحيه ان الدمى اذ الميكف لسانه عن الله ورسوله و
 ديه فهو حر في مباح الدم وهو نقص عهد الدمة وبه اخذ الشافعي وعند اصحابنا لا
 يتعص عهد به وايضا دليل الشافعي انه لو كان مسلما حسب النبي صلى الله عليه وسلم بطل ايمانه
 فكذا بطل ايمانه به حالة الدمة ونحن نقول ان سب النبي صلى الله عليه وسلم ومحوه كفر وهو باق على
 كفره ولا يمايه عقد الذمة فكما ان كفره القدير لا يقدر في عقد الذمة كذلك كفره الطارى يستهد
 له ماتت في الصحاح ان اليهود كانوا يسمون النبي صلى الله عليه وسلم مشافهة ويقولون السامر عليكم والسمام
 بمعنى الموت واللعنة فلا يلتفت اليهم وايضا حديث دى الحويصرة وفي حديث اليهودية
 هذا ليس دليل على نقص عقد الذمة بل هو محمول على السياسة قال في رد المحتار رأيت في الصارم
 المسلول للمحافظة من تسمية ان من اصول الحنفية ان ما لا قتل فيه عدهم مثل القتل بالثقل والجراح
 في غير القتل اذ اكرر فلا ما وان يقتل ما عله وكذلك له ان يريد على الحد المقدرا اذا رأى المصلحة
 في ذلك ويحملون ما جاء عن النبي صلى الله عليه وسلم واصحابه من القتل في مثل هذه الحرائم على انه رأى
 المصلحة في ذلك ويسمونه القتل سياسة وكان حاصلا ان له ان يعزى بالقتل في الجوارح التي
 تعظمت بالتكرار وشرع القتل في جسد ما ولهذا ائتمن اكثرهم بقتل من اكثر من ست النبي صلى الله عليه وسلم
 من اهل الدمة وان اسلم بعد احده وقالوا يقتل سياسة وقال العيني واختيارى في الست
 ان يقتل هو وتبعه ابن الهمام وبه ائتمن الحيد الرملى تعديرا وقال لا يلزم من عدم النقص عدم
 القتل لان ما يحته في النقص مسلم بمخالفته للمذهب واما ما يحته في القتل فلا اه لما علمته انها
 من جواز التعزير بالقتل فيعبر اذا صدر منه ست النبي صلى الله عليه وسلم لاسيما اذا اعلن او تكرره
 بل صرحوا بوجوب قتله سياسة وبه ائتمن الوالسعود معنى الرومى ائتمن به اكثر الحنفية اذ اكثر السب
 كما قد ساء عن الصارم المسلول وهذا معنى قول ابن الهمام اذا اظهر يقتل به فلم يكن كلامه محالما

محمول على السياسة وليس فيه نقص عقد الذمة لها روى احمد والنخاري عن انس قال
 مزيهوى برسول الله صلى الله عليه وسلم فقال السام عليك فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم
 وعليك فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم اتدرون ما يقول قال السام عليك فالوايا رسول الله
 الانقله قال لا اذا اسلم عليكم اهل الكتاب فقولوا وعلمكم وقد سبق ان ذا النخوصة قال
 يا رسول الله اعدوا له مع من قتله وعن حنبل قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم
 حد الساحر صرية بالسيف رواه الترمذى.

للدهب قال صاحب الشفاء ان جميع من عاب النبى صلى الله عليه وسلم او الحق به نقصانى
 نفسه اولسه او دينه او حمله او سمحه لشي على طريق السب والازدراء والتصعيد لسانه او
 البعض منه او سب اليه ما لا يليق بمصده على طريق الذم واستخف من كلامه او غيره لشي مما جرى
 من الملاء والمحنة عليه واستحق بعض العراض السرية الحائرة علمه فهو ساق له وحكمه ان
 يقتل ولا تقتل توته وهذا كله ما جماع من العلماء وائمة الفتوى من لدن الصحابة الى يومنا هذا انتهى
 ملخصا لتقطعه من المراتق وشرح الوقاية وعمدة الرعاية وسبل الاوطار والدر المختار ورد المختار وغيره
 في قوله حد الساحر صرية بالسيف قال في رد المختار في الفهم السحر حرام بلا خلاف بين اهل العلم واعتقاد
 اناخته كغيره عن اصحابنا ومالك واحمل يكفر الساحر بتعليمه وفعله سواء اعتقد المحرمة او لا
 ويقتل وفيه حديث مرفوع حد الساحر صرية بالسيف يعنى القتل وعنده الشافعى لا يقتل ولا يكفر الا
 اذا اعتقد اناخته وفي الخانية اتحاد لعة يفرق بين المرء وروحه قالوا هو مرتد ويقتل ان كان
 يعتقد لها اترا واعتقد التفرق من اللعبة لانه كافر اه وفي تفسير المدارك قال التيم الوصصور
 الما يؤيد رحمه الله القول بان السحر على الاطلاق كفر خطا بل يجب البحث عن حقيقة وان كان في ذلك
 رد ما لم يردنى شرط الايمان فهو كفر والا فلا ثم السحر الذى هو كفر يقتل عليه الذكر ولا الاناث وما ليس
 بكفر وفيه اهلاك النفس فعليه حكم قطاع الطريق وليستوى فيه المذكور والمؤت وتقتل توته اذا تاب =

کتابُ الحدود

وقول الله عز وجل الرائي والرائي فاجلدوا كل واحد منهما مائة جلدة ولا

ومن قال لا تنقل فقد علط فان سحرة فرعون قُلت توتهم ١٢

له قوله الحدود المحل عقوبة مقدرة لله تعالى الفرق بين العقاب والعقوبة ان ما يلحق
الانسان من الالام في الجناية ان كان في الآخرة يقال له العقاب وان كان في الدنيا يقال له العقوبة
وركن المحل اقامة الامام وراثته وشرطه كون من يقام عليه من اهل الاعتبار سليم
البدن ولا يقام على مجنون وسكران ولا على مريض وضعيف الحلقة الا بعد الصحة وسببه
ارتكاب كبيرة من رثا او قد اوشى به او شرب خمر وحكمته ابرحار من يقام عليه وقيده بقوله مقدرة
احترازا عن التعيير فانه عقوبة غير مقدرة شرعا وتقديره مفوض الى رأى الحاكم وقيد بقوله لله
تعالى احترازا عن القصاص فانه شرع لستعاء الصدور وهو حق العباد والتقدير ان على
اربعة انواع منها ما هو لمنع الريادة والنقصان وهو الحدود ومنها ما ليس بمنع الزيادة والنقصان
كما قال الله تعالى وما تدري نفس ماذا تكسب غدا فانيها لا تعلم ماد انكسب في هذا اليوم وفي
الزمان التامى ولا في بعد عد ومنها ما هو لمنع الريادة دون النقصان وهو خيار الشرط عند
الامام ومنها ما هو لمنع النقصان دون الريادة كمدة السفر مأخوذ من شروح الكمر ١٢

ثم قوله الرابية والراى الم والعذاب على الحرائر والاحرار على نوعين احدهما
الجلد مائة سوط وهو المذكور في هذه الآية وثانيهما الرجم للخصم وهو المذكور في قوله تعالى
في سورة الاحزاب اذ ارى السيف والسيح فادجموهما البتة تكالا من الله والله عز وجل يحكم وفي رواية زيادة
بما قصيا من اللدة بعد قوله البتة وهذا الآية مسروحة التلاوة كما اخرج ابو عبد الرحمن الحاكم وغيرهما
واخرج البخارى ومالك في موطاء ومن طريقه محمد بن موطاء عن عمر بن الخطاب انه قال في خطبته في آخر

تأخذكم بهما رأفة في دين الله ان كنتم تؤمنون بالله واليوم الآخر وليشهد عدايها طائفة
 من المؤمنين وقوله تعالى فلما جاء امرنا جعلنا عاليها سافلها وامطرنا عليها حجارة من
 سجيل منضود مسومة عند ربك وقوله تعالى والذين يرمون المحصنات فعلمن انهن
 بارعة شهداء فاحلن وهم تماين حلة ولا تقبلوا لهم شهادة ابداوا اولئك هم الفاسقون
 الا الذين تابوا من بعد ذلك واصبحوا فان الله غفور رحيم عن عباد بن الصامت قال قال
 رسول الله صلى الله عليه وسلم اقيموا حد ود الله في القريب والبعيد ولا تأخذكم في الله لومة لائم
 رواه ابن ماجة وعن ابن عمر ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال اقامة حد من حد ود الله
 خير من مطر اربعين ليلة في بلاد الله رواه ابن ماجة ورواه السائي عن ابى هريرة وعن
 عائشة قالت لما نزل عذري قام النبي صلى الله عليه وسلم على لسر قد كرك ذلك فلما نزل من المنبر امر
 بالرجلين والمرأة مصرؤوا حدهم رواه الوداود وعن ابن عباس ان رجلا من بني بكر بن ليت اتى

حياته اياكم ان تهلكوا من آية الرجم ان يقول قائل لا نجد حد في كتاب الله فقد رحم رسول الله ورحمنا و
 اتى والذى نفسى سيد لولا ان يقول الناس راد عمر في كتاب الله لكتبتهما السيم والسيعة اذ سا ما رجموها
 اليته فانا قد قرأنا عاودى مالك الصاعه قال الرجم في كتاب الله حق على من رنى اذ احص من الرجال
 والنساء اقامت عليه الياسة او كان الحبل او الاعتراف وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا يحل دم امرأ
 مسلم الا باحدى ثلث رجل زنى بعد احصان فانه يرحم ورجل حرج محاربا لله ورسوله فانه يقتل او يصلب
 او يرمى من الارض ورجل قتل نفسه فانه يقتل بها اخرج الوداود والترمذى وابن ماجة والشافعى و
 غيرهم من طريق محتمل بالفاظ متقاربة وبالجملات تحت الرجم على المحصن بالقرآن والاحاديث المتكثرة
 وآثار الصحابة بل وقع عليه الاجماع كذا في عمدة الرعاية ١٢

له قوله مصرؤوا حدهم يعنى حد القرية والمراد بهما القذف قال في رحمة الامة اتفق الاثمة على ان الحر
 العاقل البالغ المسلم المحار اذا قذف حرا عاتلا بالعاصيها فيها لعين في زنا او حرة بالغة عاقلة مسلمة

النبي صلى الله عليه وسلم ما قرأه رثى بامرأة أربع مرات فجلده مائة وكان بكراتوسأله البينة على

عصية غير ملاحظة لم يحد في رما يصريح الرنا دكان في غير دار الحرب وطلب المقدور بعصية اقامة الحد انه يلزمه تقانون حلة وانه لا يريد على تمايز وحد العدد في القذف نصف حد الحر عند كافة العقول^{١٢} له قوله انه رثى بامرأة وكان بكراتوسأله النبي صلى الله عليه وسلم مائة الح اعلم ان الراية والراية قد يكون محصا وقد يكون غير محصن والحكم المذكور في حد الحديث وهو الحد انما هو لغير المحصن فشر ان حد غير المحصن عندنا هو الحد فقط اى لا يجمع في البكرين الجلد والنهي وهو الاحراج عن البلد والنهي امر ليس بداخل في الحد بل هو سياسة مفروضة الى رأى الامام ان شاء فعل وان لم يتأ لم يفعل وقال المشافعي ان تعاوحد غير المحصن النهي اى تعزيب عام وهو ان يحرم بعد الحد الى موضع سيده وبين الراية مسيرة سفر والنهي جزء من حد الرابوحد مجموعهما ولنا هذا الحديث وآية سورة النور لأن تلك الآية في موقع بيان الحد والسكوت في موضع البيان الحصار والله تعالى قد اوقع ما حد واحدا والحد اسم للكافي فكان تمام حده الحد لا غير والقول تعزيب عام زيادة على الكتاب والزيادة اسم عندنا وهو لا يسم حد الواحد عاية ما في الباب انه يجوز لو سمي سياسة دون ان يسمى حدا كذا وكذا اهل الاصول والمشافعي الاتحادية التي ذكر فيها الجمع بين الحد والنهي ويوافقها ما اخرجته البخاري ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قصي فيمن رثى ولم يحصن سعى عام وما قامة الحد عليه واجاب الحنفية بان ما رواه الشافعي من الاتحادية مسروح وحديث البخاري هذا حكاهم بان النهي ليس بداخل في الحد الواجب بقربة عطفه عليه وهو محمول على انه فعله رجوا سياسة وعليه يحمل ما روى الترمذي وغيره ان ابا بكر وعمر حذا الراية وعمر مائة ويؤيده قول علي كفى بالنهي فتنة اخرجته عبد الرزاق واخرج ايضا عن عمر انه عذب ربيعة بن امية بن خلف بن التراب فلحق به قتل وتصرف فقال به لا اعرف بعده مسلما وبهذا امره ان يعيهم كان لطريق السياسة والتعزير لا بطريق الحد لأن مثل عمر لا يحلف ان لا يقيم الحد وبالجمل لا تشبهه في ثبوت التعزير عن رسول الله صلى الله عليه وسلم وكبار اصحابه

المرأة فقالت كذب والله يا رسول الله تجلد حد الفرية ثمانين رواه ابو داود قلنا ولو كان التعريب واجبا لما اخل به النبي صلى الله عليه وسلم ويؤيده ما رواه عبد الرزاق ومحمد بن الحسن في كتاب الآثار عن ابراهيم النخعي قال قال علي بن ابي طالب رضي الله عنه حسبهما من الفتنة ان ينفيا وفي رواية لمحمد بن الحسن عن ابراهيم النخعي قال حكى بالتقى قنته وروى عبد الرزاق عن ابن المسيب قال عتاب عمر رضي الله عنه ربيعة بن امية بن خلف في الشراب الى خيبر فلحق بهرقل فقتله فقال عمر لا اعرب بعده مسلما و قال محمد بن الآثار بأخذ نقل علي بن ابي طالب وعن سعيد بن سعد بن عباد ان سعد بن عباد اتى النبي صلى الله عليه وسلم برجل كان في الحى مخدح سقيم فوجد على امه من امانتهم تحت بها فقال النبي صلى الله عليه وسلم خذوا له عتكا لاني فيه مائة ثمراخر فاصروه صرية رواه في شرح السنة وفي رواية ابن ماجه نحوه وعن بريدة ان ما عذ

= قولا ومعلنا كن لادلالة لرواياته على انه حرء الحد حتى يكون الحد وحده بعض الحد فالاولى ان يجعل الحد هو الحد وحده كما دلت عليه الآية ويجعل المعنى الثابت بالسبب تعريرا وسياسة ولو حمل عليها حديث الجمع بين الرجم والمجلد للراى المحض ايضا لو كان فيه يعد فيبطل قول المتعصين ان الخنفية خالفوا الاحاديث الصحيحة الواردة في التعريب وظهر ان الخنفية قد عملوا في هذا الباب بكل من الآية والسنة ودفروا حظ كل منهما على ما يتاسبه ومن ظن ان المعنى حرء الحد وان المذكور في الآية بعض الحد قليلا بدليل صريح يدل على ذلك ودونه حرط القنادا لتقطعه من التفسيرات الاحمدية والتعليق المجيد وعمده الرعاية و شروح الكثر ١٢

له قوله خذوا له عتكا لاني فيه مائة ثمراخر فاصروه صرية قال في الدر المختار ورد المختار ويرجم مريض وفي ولا يجلد حتى يدرك الا ان يقع اليأس من برئه فيقام عليه اي بان يصوب صوبا حقيقا يحتمله وفي =

ابن مالك اتى النبي صلى الله عليه وسلم فقال ان الآخر قد زنى فاقم عليه الحد فرده رسول الله

العقم ولو كان المهرض لا يرحى رواله كالسل او كان ضعيف الحيلة فعندنا وعند الشافعي
يصوب بضم كال فيه مائة شبرا حرد وعة ولابد من وصول الكل الى بدنه ولدا قيل لابدان تكون مسوطة
والعتكال والعتكول عسودا المختل ١٢

له قوله ان الآخر اى المتأخر عن مواضع الحير كى به نفسه لوقوعه في الشرك كما في تسيق المطاوع ١٢
له قوله قدرني فاقم عليه الحد فرده رسول الله صلى الله عليه وسلم الح الرماع يثبت بالنيسة والاقترار
والا قرارا ان يقر النالغ العاقل على نفسه بالرماع اربع مرات في اربع محالس من محالس المقر
كلما اقرده القاضي فاستراط اللوع والعقل لان قول الصبي والمحسوس غير معتد وهو غير موجب
للحد واستراط الاربع مذهبنا وعند الشافعي رحمه الله يكفي بالاقترار مرة واحدة اعتبارا
لسائر الحقوق وايضا يحدث العسيف تمسك الشافعي واصحابه ولنا حديث ما عرصى الله عنه
فانه عليه السلام اُخذ الاقامة الى ان تم الاقرار منه اربع مرات في اربع محالس فلو ظهر اقراره
موجبا للحد دون الاربع لما اُخبرها للثبوت والوجوب ولان الشهادة اختصت فيه بزيادة العدد
فكذلك الاقرار اعظاما لامر الرماع وتحقيقا لمعنى الستر التي قطعت من الهداية والماية وقال في تسيق
المطاوع وفي كتب من الروايات دلالة على وجوب الاقرار اربع مرات وكيف يطن برسول الله صلى الله عليه وسلم
عليه السلام تأخيرا فامة الحد وهو واجب والاعراض عنه ورده حتى وقع اربع محالس كما في رواية
مسلم واما عدم ذكره في حديث العسيف صحت لم يقل يا ابنس ان اعترفت اربع مرات فعند
الثبوت والذكر لا يستلزم ثبوت العدم واما **وقال الطحاوي** فثبت بذلك كله ان الاقرار بالرماع الذي
يوجب الحد اربع مرات من اقر كذلك حد ومن اقر اقل من ذلك لم يحد وهذا قول ابى
حنيفة وابى يوسف والحكم وقد عمل بذلك على رضى الله عنه في سراحة الهمدانية
حيث ردها اربع مرات **واجاب الطحاوي** عن حديث العسيف وقوله صلى الله عليه وسلم فيه =

صلى الله عليه وسلم ثم اتاه الثانية فقال له مثل ذلك ثم اتاه الثالثة فقال له مثل ذلك ثم اتاه الرابعة فقال ان الآخر قد زنى فاقم عليه الحد سأله عنه اصحابه هل تنكرون من عقله قالوا الا قال اطلقوا به فارجموه قال فانطلق به فارجم بالحجارة فلما ابطأ عليه القتل انصرف الى

لا ييس اعديا ايس الى امرأة هذا فان اعترفت بارجها حيت لم يدكر فيه اربع مرات ما به يجوز ان يكون ايس قد اعلم الاعتراف الذي يوجب حد الزنا على المعتترف معا عليهم النبي صلى الله عليه وسلم في ما عرو وغيره مخاطبه بعد علمه انه قد علم الالتهاب الذي يوجب الحد ١٢

له قوله فارجموه لأنه كان محصنا والرحم في حق المحصن تابت بالاحار والاحادث المتواترة المعنى وان كانت تفصلها آحاد او مشاهير ويؤيد قراءة التيمم واليتمه اذ اربا الآيات وان كانت مسوحة الملاوة بهذا المجموع يصلح محصنا لعموم قوله تعالى الراية والراى ما حذر واكل واحد منهما الآنة في حق المحصن ويبقى البكر على حاله بل هذا المجموع متواتر قطعا يصلح ما سخاله وقد روى في الصحيح قول عمر رضي الله عنه في خطبه وفيه وايم الله لولا ان يقول الناس راد عمر في كتاب الله لكتبتها تعزيت ما عراس مالك الاسلامي اخرجها اصحاب الصحيح الستة وما الله وغيرهم بالفاطمتوعة ومصامين مختلفة مطولا ومختصرا عن كثر من الصحابة كعبادة بن الصامت وابن عباس وابي هريرة وابي سعيد وبريدة ابن الحبيب الاسلامي وخاريس عبد الله وغيرهم وهو حديث مشهور يجوز بهه الرياسة على الكتاب وقد تطاوت رواياته وتماثلت عامة طرقه في الصحيحين وغيرهما ما يدل على اشتراط اربع شهادات المقر على نفسه في حديث نعيم بن مرثد عن ابي داود وقال النبي صلى الله عليه وسلم انك قد قلتها اربع مرات فمن قال له لانة وهو لتيوا الى هذا الامر ايضا ضروري وواجب كالسؤال عن المربنية ومن اراد ان يوجب اقامة الحد في حديث عبد الله بن يزيد عن ابيه عنه قال كما اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم تحدثت ان العاصدية وما عرس مالك لو رجعا بعد اعترافهما او قال لو لم يرجعا بعد اعترافهما لم يطلبهما واصار جمهما عند الرابعة ومثل ذلك كسرى طرق الصحيح كذا في تنسيق

مكان كثيرا لجمار مقام فيه فأتاه المسلمون ورجعوه بالجارية حتى قتلوه صلح ذلك النبي صلى الله عليه وسلم فقال هلا حليتكم سبيله ما حلف الناس فيه فقال قائل هذا ما عرا هلك نفسه وقال قائل انا ارجو ان يكون توبة ببلغ ذلك النبي صلى الله عليه وسلم فقال لقد تاب توبته لو تابها حثا من الناس لقل

له قوله فقال هلا حليتكم سبيله لذلك قال في الهداية فان رجع المقر عن اقراره قبل اقامة الحد او في وسطه قبل رجوعه وحل سبيله وقال الشافعي رحمه الله وهو قول ابن ابي ليلى يقيم عليه الحد لانه وجب الحد باقراره فلا يبطل رجوعه وانكاره كما اذا وجب بالشهادة ومباركا لقصاص وحد القذف ولنا ان الرجوع حد محتمل الصدق كالاقرار وليس احد يكذبه فيه فيحقق الشهادة في الاقرار بخلاف ما فيه حق العبد وهو القصاص وحد القذف لو حود من يكذبه ولا كذلك ما هو حال الصبي حتى الشروع انتهى وقال في عمدة الرعاية فان رجع المقر عن اقراره قولاً او فعلاً قبل حده او في وسطه حلّ اما قولاً فان يقول كذبت في اقرارى او يقول ما اقررت بالزنا واما فعلاً فمهرته عند رجعه وكذا الصبي رجوعه عن الاقرار باحصائه كذا في البحر والحاشية وحجتها الصا هذا الحديث ١٢

له قوله فقال لقد تاب توبته الخ وقال في تسقى المطامير واما مسئلة كون الحد توبة ومكفر اللبس و
 عادهما الواحدة الاخروية فمن ههنا ان الحدود رواها شرعت للامم حار ويطم العالم واست
 كفارات كما تحت به كتب الاصول وان لم يتعرض له السراح الخفية في الحديث وعامة شراح الهداية
 نعم تعرض له ابن القيم وذلك ساء على ان المصوص القرآنية باطقة لعدم التكفير لقوله تعالى اولئك هم
 المفسقون الا الذين تابوا في حق الحدود في القذف وقوله اولئك لهم حرى في الدنيا ولهم في الآخرة
 عذاب عظيم الا الذين تابوا الآية في حق قطاع الطريق الى غير ذلك من الآيات الكثيرة فيجب تأويل الطي
 لمواضعه القطعي كيف وقد ورد في حديث ما عر عبد مسلم من طريق علقمة بن مرثد عن سليمان بن بريدة
 عن امية بن قيس عن رسول الله صلى الله عليه وسلم وهم جلوس فسلم ثم جلس فقال استعففوا والمعربين ما لك
 قال فقالوا نعم الله لعماء من مالك وفيه فقال ويحك ارجع فاستعفف الله وتب اليه فعلم ان الحد غير التوبة

منهم فلما بلغ ذلك قوما طمعوا فيه مسألوه ما يصنع بجسدا قال اصغروا به ما تصنعون بعمرنا كرم
من الكفن والصلوة عليه والدفن قال فاطل به اصحابه فصاروا رواه ابراهيمة وروى مسلم
بحقه الا انه ذكر ان ماعز بن مالك الاسلمي اتى رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال يا رسول الله انى
قد ظلمت نفسي وزيت وانى اريد ان تطهرنى فردة فلما كان من الغداة اتاه فقال يا رسول الله اتى
قد زيت فرده الثانية وقال الطحاوى قال يزيدة كنا نتحدث سنا اصحاب النبي صلى الله عليه وسلم
ان ماعز بن مالك لو جلس في رحله بعد اعترافه ثلاث مرات لم يطلبه وانما رجمه عند الرابعة
وروى احمد وابن ابى شيبة عن ابي بكر رضى الله عنه قال اتى ماعز بن مالك النبي صلى الله عليه وسلم
فاعترف وانا عده مرة فرده ثم جاء فاعترف وانا عده الثانية فرده ثم جاء فاعترف وانا عده الثالثة
فرده فقلت له ان اعترفت الرابعة رحمت قال فاعترف الرابعة فحسبه ثم سأل عنه فقالوا لا تعلم الا خيرا
فامر به فرجم وروى ابن حبان في صحيحه عن ابي هريرة قال جاء ماعز بن مالك الى النبي صلى الله عليه وسلم

عن يوفى الدب والاستعمار بعد الحد ايضا وفي حديث نص عند ابي داود وغيره فقطع وحيي به فقال
استعمر الله وتب اليه فقال استعمر الله واتوب اليه فقال اللهم تب عليه تلتا وفي حديث طائفة
المحرورية السارقة في الصحيحين وغيرهما من طريق عائشة فماتت وحسنت توبتها فلو كان الحد توبة لم
يحم الى التوبة استيا ما قال ابن الهماوي يجب ان يحمل الحديث على ما اذا تاب في العقوبة لانه هو الظاهر لان
الظاهر ان صبره ورجمه يكون معه توبة منه لدوقه لسب فعله فيتقيد به جميعا ليس الاذلة وتقييد الطي
عدم معارضة العظمى له معيين محلات العكس انتهى ١٢

له قوله قال اصغروا به ما تصنعون بعمرنا كرم من الكفن والصلوة عليه والدفن لذلك قال في الهداية
ويعسل ويكفن ويعلى عليه ١٢

له قوله فرده ثم جاء قال في المرات قصوح بتعداد المحي وهو يستمر عيده ويحسن انما قلنا انه اذا تعيب
تم عاد بهو مجلس آخر ١٢

فقال ان لا بعد رني فقال له ويلك وما يدريك ما الرنام فامر به فطرد فاخرج ثم اتاه الثانية فقال له مثل ذلك فامر به فطرد فاخرج ثم اتاه الثالثة فقال له مثل ذلك فامر به فطرد فاخرج ثم اتاه الرابعة فقال مثل ذلك فقال ادخلت واخرجت قال نعم فامر به ان يرحم وقال الطحاوي وقد عمل بذلك على رضى الله تعالى عنه في شراحة فردها اربع مرات وفي رواية للبخاري عن ابن عباس قال لما اتى ما عزين مالك الذي صلى الله عليه وسلم فقال له لعلك قلت او عمرت او بطرت قال لا يا رسول الله قال اكتبها لا يكنى قال نعم فعبد ذلك امر برجمه وعن ابي هريرة قال اتى النبي صلى الله عليه وسلم رجل وهو في المسجد فناداه يا رسول الله اني زيت فاعرض عنه النبي صلى الله عليه وسلم فتحي لشق وجهه الذي اعرض قله فقال اني زيت فاعرض عنه النبي صلى الله عليه وسلم فلما شهد اربع شهادات دعاه النبي صلى الله عليه وسلم فقال ابيك جنون قال لا فقال

له قوله فقال ادخلت واخرجت قال نعم لذلك قال في الهداية فاذا تم اقراره اربع مرات سأل عن الرنام ما هو وكيف هو ابن رني ومن رني فاذا بين ذلك لرمه الحد ١٢
ثم قوله لعلك قلت او عمرت الخ قال في الهداية ويستحب للامام ان يلقي المقر الرجوع فيقول له لعلك لمست او قلت ١٢

ثم قوله فلما شهد اربع شهادات اي مرات في اربعة محالس بشرط عيونه في كل مرة على ما سبق وبالدليل تحقق فكان الشهادات الاربعة بعد اربعة الشهود الاربعة ويحكم الوحيدة بمحضه من الجواب الاربعة على انه لا يتقرط ان يقرأ اربع مرات في اربعة محالس كذا في المرقا ١٢
ثم قوله انك حنون وفيه اشارة الى ان اقرار المحنون باطل وان الحدود لا تجري عليه كذا في المرقا ١٢

احصت قال نعم يا رسول الله قال اذهبوا به فارجموه قال ابن شهاب فاخبرني من سبيع
 حابر بن عبد الله يقول فرجماه بالمدينة فلما ادلقته الحجارة هرب حتى ادركناه بالحرة فرجناه
 حتى مات متفق عليه وفي رواية للحارثي عن حابر بعد قوله قال نعم فامر به فرجهم بالمصل
 فلما ادلقته الحجارة فرجوا درك فرجهم حتى مات فقال له النبي صلى الله عليه وسلم حيا و صلى عليه
 وعن بريدة قال جاء ما عرس مالك الى النبي صلى الله عليه وسلم فقال يا رسول الله طهرني
 فقال ويحك ارجع واستعمر الله وتب اليه قال فرجع غير بعيد ثم جاء فقال يا رسول الله طهرني

له قوله فارجموه فيه دليل على ان الرجم كاف ولا يخلد قاله في المرات ١٢

له قوله هرب فيه دليل على ان المرحوم لا تستد ولا يربط ولا يجعل في المحبرة لانه لو كان شئ من ذلك
 لم يمكنه الهرب كذا في المرات ١٢

له قوله فرجماه حتى مات قال ابن الهمام واداهرب في الرجم فان كان مقرا لا تنفع ويدرك وان كان متهمدا
 عليه اتسع ورحم حتى يموت لان هربه رجوع طاهر ورجوعه يعمل في اقراره لا في رجوع التهود كذا في المرات
 كنه قوله فرجهم بالمصل لذلك قال في الهداية ويخرج الى ارض قصاء وقال في عمدة الرعاية العصاء هو الصخر
 والمكان الواسع واصله رحم ما عر رضى الله عنه في المصل كما ورد في الصحيحين وغيرهما وكان المصل
 اذ ذاك قصاء واسعا والسرية ان المكان الواسع امكن لرحمه وانعد من احتمال ان يصيب بعض الراحين
 بعضا انتهى وقال الروي والمراد بالمصل في حديث ما عر مصل الحائر ولهذا قال في الرواية الاخرى في
 يقع العرق وهو موضع الحائر بالمدينة اه فقيه دليل على ان مصل الحائر ليس له حكم المسجد اصلا ادلوكا
 له حكم المسجد لا تحتب الرجم فيه لتلطفه بالدماء هذا ما حرد من رد المختار والمقاب وقال في العالمية و
 احتلوا مصل العيد والحجارة الاصح انه لا يأخذ حكم المسجد وان كان في حق حوار الاقتداء كما المسجد لكونه
 مكانا واحدا كذا في التبيين ١٢

له قوله فرج غير بعيد اي رجوعا غير بعيد بمعنى عينة غير بعيدة قاله في المرات ١٢

له قوله ثم جاء الم فان قيل ما بال ما عر والعامدية لم تنفع بالتوبة وهي محصلة لحرصهما

فقال النبي صلى الله عليه وسلم مثل ذلك حتى اذا كانت الرابعة قال له رسول الله صلى الله عليه وسلم
 فيم اطهرك قال من الرءاء قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ايه جنون فاحبر انه ليس بمجنون
 فقال اشرب خمر افقام رجل فاستسكه فلم يجد منه ريح خمر فقال انيت قال نعم فامر
 فرجم فلبث ايامين او ثلاثة ثم جاء رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال استعفف والماعز
 ابن مالك لقد تاب توبة لو قسمت بين امة لوسعتهم ثم جاءته امرأة من عامد من
 الازد فقالت يا رسول الله طهرني فقال ويحك ارجعي فاستعصري وتروني اليه فقالت
 تريد ان يردني كما رددت ما عذب مالك انها حلي من الرءاء فقال انت قالت نعم قال
 لها حتى تضعي ما في بطيك قال وكفلها رجل من الانصار حتى وصعت فاتي النبي
 صلى الله عليه وسلم فقال قد وصعت الغامدية فقال اذ الانرحمها وتدع ولدها صغيرا

= من سقوط الاتم حاصرا على الاقرار مجرما فالجواب ان تحصيل الرءاء بالمحدد متيقن لا سيما مشاهدة
 الرسول صلوات الله وسلامه عليه واما التوبة فيخاف ان لا تكون صوحا وان يحل لشي من شروطها
 كذا في المرات ١٢

له قوله اشرب خمر افقام رجل فاستسكه فلم يجد منه ريح خمر قال الروي واحتم اصحاب مالك
 وجهورا لجازيين انه يجد من وحد منه ريح الخمر وان لم تقم عليه بيعة لشربها ولا
 اقربة ومذهب الشافعي وابي حنيفة وغيرهما لا يجد بمجرد ريحها بل لابد من بيعة
 على شربه او اقراره وليس في هذا الحديث دلالة لاصحاب مالك ١١

له قوله فقال استعفف والماعز بن مالك لقد تاب توبة لو قسمت بين امة لوسعتهم فان قلت فاداما فائدة
 قوله استعفف والماعز قلت فائدة قوله اذ جاء رسول الله الى قوله واستعفف وقوله تعالى اما اتجهم الى تمام ما يعلمك الله ما
 الثاني طلب مريد العمران وما يستدعيه من الترقى والمقامات الثبات عليها ومنه قوله تعالى واستعفف واركنكم ثم توب اليه كذا في المرات
 له قوله قال لها حتى تضعي ما في بطيك فيه ان الحامل لا يقام عليها الحد ما لم تصع الحمل لتلايلها واهلاك

ليس له من يرضعه فقام رجل من الانصار فقال الى رصاعه يا بى الله قال فرجها وفي رواية انه قال لها اذهى حتى تلدى فلما ولدت قال اذهى فارضعيه حتى تطفئيه فلما فطمته ابتد بالصبي في يده كسرة خبز فقالت هذا يا بى الله قد فطمته وقد اكل الطعام فدفع الصبي الى رجل من المسلمين ثم امر بها فحفر لها الى صدرها وامر الناس فرجوها فيقبل خالد بن الوليد بنحرف فرمى راسها فتضم الدم على وجهه خالد فنبسها فقال النبي صلى الله عليه وسلم مهلا يا خالد فالذى نفسي بيده لقد تابيت قوية لوتابها صاحب مكس لعمر له ثم امر بها ففصل عليها ودفنت رواه مسلم وعن يزيد بن نعيم ابن هزال عن ابيه قال كان ما عر ابن مالك يتيما في جرابي فاصاب جارية من الحمي فقال له اني انت رسول الله صلى الله عليه وسلم فاحبره بما صنعت لعله يستغفر لك وانما يريد بذلك رجاء ان يكون له مخرجا فاناه فقال يا رسول الله اني ريت فاقم على كتاب الله فامر من عنده فعاد فقال يا رسول الله اني زيت فاقم على كتاب الله حتى قالها اربع مرات قال رسول الله صلى الله عليه وسلم انك قد قلتها اربع

البرئى نسب المذهب سواء كانت العقوبة لله تعالى او للعباد كذا في المرقاة والهداية ١٢

له قوله قد فطمته وقد اكل الطعام فيه ان رحم الحامل يؤخر الى ان يستعفى عنها ولدها اذا لم يوجد من يقوم بتربيته لأن في التأخير مياة الولد عن الصياغ وبه قال ابو حنيفة في قول وتؤيده هذه الرواية الاخرى وفي قول آخر عنه انه اذا زنت الحامل لم تحدد حتى تصنع حملها ومؤيده الرواية الاولى اخذته من المرقاة والهداية ١٢

له قوله فحفر لها الى صدرها وهو محتمل ان يكون بعد امرته صلى الله عليه وسلم ولهذا قال صاحب الهداية ان ترك المحرم لعريض لان النبي صلى الله عليه وسلم لم يأمر بذلك ام والظاهر انه مأمور او تقريره فيستحب المحرم لها كذا في المرقاة والدر المختار ١٢

له قوله فعاد اى فرجع بعد ما غاب قاله في المرقاة ١٢

مرات فمن قال بفلائة قال هل ضاجعتها قال نعم قال هل باشرتها قال نعم قال هل جامعها
قال نعم قال فامر به ان يرحم فخرج به الى الحرية فلما خرج جيس الحجارة فخرج مخرج يشتد عليه عبد الله
ابن ايس وقد عجز اصحابه فذرع له لوطيف بعير فرماه به فقتله ثم اتى النبي صلى الله عليه وسلم
وذكر ذلك له فقال هلا تركتموه لعله ان يتوب فيتوب الله عليه رواه ابو داود وعنه ان
ما عزا الى النبي صلى الله عليه وسلم فاقه عنده اربع مرات فامر برجمه وقال له زال لوسترته
يتوبك كان خيرا لك قال ابن المنكدر ان هرالا امر ما عزا ان يأتي النبي صلى الله عليه وسلم
فيحبره رواه ابو داود وفي رواية له عن ابي بكر ان النبي صلى الله عليه وسلم رحم الغامدية

له قوله لوسترته يتوبك كان خيرا لك قال ابن الهما واحرم البخاري عن ابي هريرة مرفوعا من نفس
عن مسلم كربة من كرب الدنيا نفس الله عنه كربة من كرب الآخرة ومن ستر مسلها ستره الله في الدنيا والآخرة
والله في عون العبد ما دام العبد في عون ابيه واحرم ابو داود والسائي عن عقبة بن عامر عنه عليه
الصلوة والسلام قال من رأى اى عورة مسترها كان كمن احيى مؤودة فاداك السترممد وباليه ينسج
ان يحكم الشهادة به خلاف الاولى التي مرجعها الى كراهة التبرية لانها في رتبة الدب في حاب الفعل وكراهة التبرية
في حاب الترك وهذا يجب ان يكون بالنسبة الى من لم يعتد الربا ولم يتهتك به اما اذا قل الحال الى اشاعة والتحكك به
بل بعضهم ربما يفتخرون فيمكن الشهادة به اولى من تركها لان المطلوب السارح احلاء الارض من المعاصي والعرا
بالخطات المصيدة لذلك وذلك يتحقق بالتوبة من القاعلين وبالرحلهم فاد اظهر الشرة في الرماضلاو
التراب وعدم المسالاة به واشاعته واحلاء الارض المطلوب حينئذ بالتوبة احتمال يقابله ظهور
عدمها مما انصف بذلك فيجب تحقق السب الآخر للاحلاء وهو الحدود بخلاف من
رأى مرة او مرارا مستترا متخوفا متندا ما عليه فانه محل استحباب ستر الشاهد وقوله
عليه الصلوة والسلام لهرال في ما عر لو كنت سترت بشريك الحديث كان في مثل من
ذكرنا كذا في المرقاة ١٢

فحصر لها إلى التندوة ثم ذكر أسناد آخر زادتم رماها بمحصة مثل المحصة ثم قال امرموا
 واتقوا الروح فلما طمئت أخرجها وصلى عليها وروى ابن أبي شيبة عن عبد الرحمن بن
 أبي ليلى أن عليا كان إذا شهد عبده اليهودي الزنا أمر اليهود أن يرحموا ثم يرحم هو ثم
 يرحم الناس فإن كان ما قرأه أهو فرحم ثم رحم الناس وروى مسلم عن عمران بن حصين
 أن امرأة من جهينة أتت نبي الله صلى الله عليه وسلم وهي حلى من الزنا فقالت يا نبي الله
 أصت حدا فقه على الحديث لطوله إلى أن قال تم أمرها فرحمت ثم صلى عليها فقال له عمر
 تصلى عليها يا نبي الله وقد رمت قال لقد نأت توبة لو قسمت على سبعين من أهل المدينة

في قوله تم رماها بمحصة مثل المحصة إلى قوله وصلى عليها بهذه الأحاديث قال في الهداية ويستدعي اليهود
 يرحمه ثم الامام ثم الناس كذا روى عن علي رضي الله عنه ولأن الشاهد قد يتحاصر على الاداء ثم يستعظم
 الماسة فيرجع فكان في بدايته احتيال للدرء وقال الشافعي رحمه الله لا يترتب دأبه اعتذارا بالحد
 قلنا كل أحد لا يحبس الحد فرما يقع مهلكا وإهلاك غير مسحق ولا كذلك الرحم لانه أتلف فإن
 امتنع اليهود من الاتداء سقط الحد لانه دلالة الرجوع وكذا إذا ماتوا أو عانوا في ظاهر الرواية لغوات
 الشرط وإن كان مقرا ابتداء الامام ثم الناس كذا روى عن علي رضي الله عنه وروى رسول الله عليه السلام
 العامدية محصة مثل المحصة وكانت قد اعترفت بالزنا ويعسل ويكس ويصلى عليه لقوله عليه السلام لعن
 رضى الله عنه اصغوانه كما تصعون بموتاكم ولانه قتل بحق فلا يسقط العسل كالمقتول قصاصا صلى
 النبي عليه السلام على العامدية بعد ما رحمت ١٢

في قوله تم صلى عليها لم احتلعوا في الصلوة على المرحوم وكرهها مالك وأحمد للامام ولا أهل
 الفصل دون باقي الناس وقال أبو حنيفة والشافعي وآخرون يصلى عليه الامام و
 أهل الفصل وغيرهم واتفقوا على الصلوة على الساق والمقتولين في المحاربة والحد ودواؤا للزنا

لوسعتهم وهل وجدت توبة افضل من ان بجادت نفسها الله تعالى وعن عمر رضي الله عنه قال
ان الله نعت محمد بالحق وانزل عليه الكتاب وكان مما امر الله تعالى آية الرجم رحم رسول الله صلى
الله عليه وسلم ورجمنا بعده والرجم في كتاب الله حق على من ربي ادا الحصن من الرجال والنساء

له قوله ادا الحصن يعني الراي والرأية قد يكون محصيا وقد يكون غير محصن وحدث الراي المحصن رحمه ولغير
المحصن حله مائة وسطا وسطا لآفة له ولا جمع بين حله ورحم وهو قول الشافعي لانه عليه الصلوة والسلام
لم يجمع وهذا على وجه القطع في ما عدا العامدية وصاحبة العفيف وتطهرت الطرق عنه عليه الصلوة والسلام
انه بعد سؤاله عن الاحصان وتلقينه الرجوع لم يرد على الامر بالرحم فقال ادهوا به فارجموه وقال اعد يا ابيس
الى امرأة هذا فان اعترفت فارجمها ولم يقل فاحلدها توارجمها وقال في باقي الحديث فاعترفت فامر بها رسول
صلى الله عليه وسلم ورحمت وكذا في العامدية والجهدية ان كانت غيرها لم يرد على الامر برحمها وتكرروا لم يرد
احد على ذلك فقطع ما به لم يكن غير الرجم فقوله عليه الصلوة والسلام محد واعى الى قوله اليك بالتيب حله
مائة ورحم اورمى بالحجارة يجب قطعاً كونه مسوحاً وان امر بغيره خصوص الماسم واما حله على سراحة في رجمها فامالا
لم يثبت عنده احصائها الا بعد حله او هو رأي لا يوافق اجماع الصحابة وما ذكر من القطع عن رسول الله
صلى الله عليه وسلم ثم لا يجمع في التكريم الحد والنفي والشافعي يجمع بينهما وقد مضى تحت النبي آفاق
شأن الخط احصان الرجم سبعة الحرية والتكليف عقل وبلوغ والاسلاق والوطء وكونه سكاك صحيح حال الدخول و
كونهما نصفه الاحصان المذكورة وقت الوطء فاحصان كل منهما شرط لصيرورة الآخر محصيا ولو كان
الحرية عدا احصان الا ان يطأها بعد العتق فيحصل الاحصان به لانما قبله حتى لو ربي وهي مسلمة تمر
اسلم لا يرحم بل يحل ويقتى شرط آخر ذكره اس كمال وهو ان لا يسل احدهما بالارتداد دخولاً اذا اتم اسلمها
لم يعد الا بالدخول بعده ولو بطل المحصن او عته عاديا لا فاحدة قبل الخط بعده واعلم انه لا يجب نقاء المكاح
لمقائه اى الاحصان ولو كان في عمر مرة تنطلق وتبقى مختدا ورني رجم فان لم يكن حراً ولم يكن مسلماً او لم
يكن عاقلاً او لم يقع منه وطى مع امرأته او كان واقفاً ولكن سكاك فاسد فهو داخل في غير المحصن فحكمه

اذا قامت البينة او كان الحمل او الاعتراف متعق عليه وقال ابو حنيفة والشافعي وجمهور العلماء ان مجرد الحمل لا يثبت به الحد بل لابد من الاعتراف او البينة واستدلوا بالحديث الواردة في درء الحديث بالشبهات وروى احمد عن جابر بن سمره ان رسول الله صلى الله عليه وسلم رجم ماعز بن مالك ولم يذكر جلدا وعن حبان بن جلال في امرأة فامر به النبي صلى الله عليه وسلم فجلد الحدا ثم احببته

والحد هذا عند الشافعي الاسلام ليس بشرط الاحصان ولنا قوله عليه السلام من اشرك بالله ليس بمجسس النقطة من التفسيرات الاحمدية وسرح الوقاية والمرقات والدر المختار ١٢

له قوله اذا قامت البينة او كان الحمل او الاعتراف يستفاد منه عن الزنا ويثبت بالبينة والاقراء اما الاقرار فعصى بجمته آفعا واما البينة فان تشهد اربعة من الشهود على رجل وامرأة بالزنا واذ اشهدوا يسألهم الامم عن الزنا معا هو وكيف هو واين رنى ومتى رنى ومن رنى فاداسيوا ذلك وقالوا رأينا وطبها في مرجها كالليل في المكحلة وسأل القاصي عنهم فعدوا في السر والعلانية حكم يشهادتهم واما الحمل وحده فذهب عمر بن الخطاب رضي الله عنه وجمهور المحدثين اذ لم يكن لها رجم ولا سيد وتابعه مالك واصحابه فقالوا اذا حملت ولم يعلم لها رجم ولا سيد ولا عمر ما اكرامها الرجم الحد الا ان تكون عريسة طارية وتدعى انه من رجم او سيد قالوا ولا تقتل دعواها الاكراه اذ لم تقم بذلك مستعينة عد الاكراه قتل ظهور الحمل وقال الشافعي وابو حنيفة وجمهور العلماء لا حد عليها بمجرد الحمل سواء كان له رجم او سيد او لا سواء القيمة وغيرها وسواء ادعت الاكراه او سكنت ولا حد عليها مطلقا الانسية او اعتراف لان الحد ودنس القط بالشبهات والحاصل ان هذا من قول عمر ومثل ذلك لا يثبت به مثل هذا الامر العظيم الذي يقضى الى هلاك العوس الهداية وشرح المسلم للبرقي وسيل الاوطار ملتقط منها ١٢

له قوله فجلد الحدا ثم احببته محض فامر به رجم وقال في رحمة الامة هل يجمع عليهما الحد قبل الرجم او لا قال ابو حنيفة ومالك والشافعي لا يجمع وانما الواجب الرجم خاصة وعن احمد روايتان اظهرهما يجمع ام وليس في هذا الحديث جمع بين الحد والرجم لأنه لم يثبت عند النبي صلى الله عليه وسلم احصائه

محسن فامريه فرجيم رواه النوداود وعن عائشة قالت قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ادرؤا الحدود عن المسلمين ما استطعتم فان كان له مخرج فخرجوا سبيله فان الامام ان يخطئ في العقوبة من ان يخطئ في العقوبة رواه الترمذي وقال قد روي عنها ولم يرفع وهو اصح هذا الا يقدر لأن الموقوف في هذا له حكم المرفوع ورواه الدارقطني والبيهقي باسناد حسن عن علي مرفوعا وعن ابن عمر عن النبي صلى الله عليه وسلم قال من اشرك بالله فليس بمحسن رواه اسحاق بن راهويه في مسنده

في الآخر جلد. بل فيه دليل على ان الاماواد المرشئ من الحدود ودم بان له ان الواجب عليه المصير الى الواجب الشرعي ملتقط من المرات ١٢

له قوله ادرؤا الحدود والحمل معنى هذا الحديث على معنى حديث ابي هريرة في قصة رجل وبريدة في قصة ما هو فيكون الخطاب للامة لقوله صلى الله عليه وسلم للرجل اياك حبس تعزيره احصت ولما عرأه خنوب تعزيره اشرب لأن كل هذا تنبيه على ان الاماوان يدرؤا الحدود بالتبهمات وايضا في اجماع فقهاء الامصار على ان الحدود تدرؤا بالتبهمات كهاية ولد اقال بعض الفقهاء هذا الحديث متفق عليه وايضا تلقته الامة بالقبول في تنوع المروي عن النبي صلى الله عليه وسلم والصحابة ما يقطع في المسئلة فقد علمنا انه عليه الصلوة والسلام قال لما عرأه لعلك قيت لعلك عمرت لعلك لمست كل ذلك يلقيه ان يقول نعم بعد اقراره بالزنا وليس لك فائدة الا كونه اذ اكلها تركه والا فلا فائدة ولم يقل لمن اعترف عداة يدس لعله كان ود بعة عندك وما عت وموه وكذا قال للسارق الذي حثي به اليه اسرقت ما حاله سرق وللعامدية محذورك وكذا قال على لشرحة لعله استكروهك لعله وقع عليك وامت باثعة لعل مولاك روجاك منه وانت تكتميه وتنفع مثله عن كل احد يوحطوا بالحاصل من هذا كله كون الحد يمتثال في درته بلا شك ومعلوم ان هذا الاستفسارات المصيدة لقصد الاحتياط الذي كلها كانت بعد الثبوت لانه كان بعد صريح الاقرار به والتبوت وهذا هو الحاصل من هذا الآثار ومن قوله ادرؤا الحدود بالتبهمات فكان هذا المعنى مقطوعا بثبوت من جهة السمع فكان لتك فيه شك لا ينفقت اليه ولا يعز على كذا والمقام له قوله من اشرك بالله فليس بمحسن هذا صريح في ان الاسلام شرط في الاحتضان كما ذهب اليه ابو حنيفة

ورواه الدارقطني في مسنده موقوفا وقال على القاري نحكم برفعه على ما هو المختار في علم الحديث من ابداننا من الرفع والوقف حكم بالرفع وفي رواية للدارقطني عن ابن عمر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا يحصن المشرك بالله شيئا وفيه عيب بن سالم الموصلي قال ابن القطان في كتبه وهو ثقة قاله ابن معين وابو حاتم وادارفته الثقة لم يضره وقف من وثقه وروى الدارقطني وابن أبي شيبة وابن عدي في الكامل عن كعب بن مالك انه اراد ان يتروح يهودية فقال له النبي صلى الله عليه وسلم لا تتروحها فانها لا تحصنك وقال محمد بن الاصل لا يحصن الرجل المسلم الا المرأة المحصنة اذا دخل بها ثم قال بل بعد ذلك عن عامر وابراهيم الهضي وعن مسلم بن يسار انه قال كان رجل من الصحابة يقول الركوة والحدود والفئ والجمعة الى السلطان رواه

ومحمد بن الشافعي رحمه الله بحاشا في اشتراط الاسلام وكذا ابو يوسف رحمه الله في رواية ولهما ما روى ان النبي صلى الله عليه وسلم رحم يهوديين ودرسا قلنا ان رحم اليهوديين كان في ابتداء الاسلام يحكم التوراة ولذلك سألهم رسول الله صلى الله عليه وسلم عن حد الربا في التوراة والاحصان لم يكن شرطا في دينهم وكان صلى الله عليه وسلم يجعل محكم التوراة قبل ان يدرل حكم القرآن فلما درل حكم القرآن سمى ذلك ودرل حكم الاسلام بالرحم ما اشتراط الاحصان واشتراط الاسلام فيه وان كان غير متلو علم ذلك من قوله عليه الصلوة والسلام من اسرك بالله فليس محصن وغيره ويؤيده قول ابراهيم الهضي وقد اجاب المحصية عن قول الشافعي باخوة احسنها ما نقه ان اليهود من ان حديث اقامة النبي صلى الله عليه وسلم حد الرحم على اليهود واليهودية دل على عدم اشتراط الاسلام في الاحصان والحديث القولي من اسرك بالله فليس محصن دل على اشتراط الاسلام اذا تعارض ما يطلب التوحيد والقول مقدم على الفعل مع ان في اشتراط الاسلام احتياطا وهو مطلوب في باب الحدود توضيح ان تقديم هذا القول يوجب دواعي الحدود وتقدم ذلك الفعل يوجب الاحتياط في إيجاب الحد والاولى في الحدود ترجيح الدافع عند التعارض النقطة من التعليق المجد والهداية والمراقات وعمدة الرعاية ١٢ له قوله الركوة والحدود والفئ والجمعة الى السلطان يعني لا نقيمها الا الاما وخاصة فليس للمولى ان

الطحاوي وقال لا نعلم له مخالفا من الصحابة وروى ابن أبي شيبة عن عبد الله بن جرير قال
الجمعة والحدود والركوة والهي إلى السلطان وكذا عن عطاء المخراساني وعن عمرو بن شعيب
عن أبيه عن جده عبد الله بن عمرو بن العاص أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال تعاقوا الحدود

يقيم الحد على عبده الأمازيغ قال أبو حنيفة ومحمد هذه الآثار وقال الشافعي للمولى
أن يقيم على عبده الحد لقوله عليه السلام اذنت أمة أحدكم فتب رثاها فليحد ها الحد إلى قوله من
شعروا أجاب أصحابا من هذه الاتحاديت على ما في غاية البيان وغيره بأنها محمولة على النسب
بأن يكون المولى سببا في حد عبده بالمرافعة إلى الأمازيغ المباشرة بغير أدنه وقال العيني إن ذلك
محمول على السبب بأن يكون المولى سببا في حد عبده بالمرافعة إلى الأمازيغ وإنما قلنا ذلك لأن طاهر مترك
بالاجتماع لأنه يقتضي الوجوب ولا يجب على المولى إقامة الحد على عبده بالاجتماع أما على مذهب طاهر وكذا
على مذهب الشافعي لأنه يجوز أن يقيم الحد على عبده ولا يجب عليه فعلها كالحدية مترك الطاهر
حملاه على ما قلنا وقال الكاكي رحمه الله وفائدة تخصيص الماليك أن لا يحملهم المشقة على ملكهم على الامتناع
على إقامة الحد عليهم التقطع من عمدة القاري والعلوي والمحمد والساية وشروحه الكثر

له بوله تعاقوا الحدود وفيما بينكم الح امر من التعاقب والمحطاب لغير الأئمة من عامة المسلمين ودوى الحقوق
ما بهم مأمورون بالسب مطلقا لذلك قال في الهداية والسترمد وب إليه وقال في مجمع البحار تحت هذا
الحدية أي ينبغي أن يعصوا الحد ودفعهم من بعض قبل أن يسلحوا فما يلحق فقد وحب أي وحب على
إقامتها وأما ما قال في الانتباه والمطائر لا تعصم العصى في الحدود ولو كان حد القذف بخلاف القصاص فالمراد
به أن الحد لا يسقط بالعصيان لكن الحدود وإن لم يسقط بعصوه قاذف العاصي لا يكون للأمازيغ أن يستوفيه لما
بقي من الاستيفاء عند طلبه وقد ترك الطلب إلا إذا عاد وطلب تحييد يقيم الحد لأن العصى كان لعوائده
لم يخاصم إلى الآن أحدثه من الموقفات والهداية ومجمع البحار والانتباه والمطائر والبحر الرائق وقال في
المدايح لاجتماع في حد الربا والشرب والسكر والسراقة أنه لا يحتمل العصى الصلح والبراء بعد ما ثبت بالجمعة

يما بينكم فما بلغني من حد فقد وجب رواه البرد او در السائي وعن عائشة ان النبي

دلالة حق الله تعالى خالصا لحق العبدية ولا يملك اسقاطه واما حد القذف اذ اثبت بالحجة فكذلك عنده
لا يجوز التعرض له والايذاء والصلم وكذلك اذ اعفا المقدوف قتل المرافعة او صالح على مال فذلك باطل و
يرد بدل الصلم وله ان يطالبه بعد ذلك وعنده الشافعي رحمه الله يصح ذلك وهو احدى الرايتين
عن ابي يوسف رحمه الله وجهه قوله ان سب وجوب هذا الحد هو القذف والقذف حياية
على عرض المقدوف بالتعرض وعرضه حقه بدليل ان يدل نفسه حقه وهو القصاص في العبد او الدابة
في الخطأ فكان المدل حقه والحرام الواجب على حق الانسان حقه كالقصاص ولنا ان سائر الحدود وانما
كانت حقوق الله تبارك وتعالى على المحلوس لأنها وحيت لمصالح العامة وهي دفع مصادير رجح اليهم ويقع
حصول الصيانة لهم محمد الزنا وحب لصيانة الانصاع عن التعرض وحد السرقة وقطع الطريق وحسب
لصيانة الاموال والانفس عن القاصدين وحد الشرب وحسب لصيانة الانفس والاموال والانصاع في الحقيقة
بواسطة صيانة العفول عن الروال والاستئثار بالسكرو كل حياية برجع مصادرها الى العامة ومصلحة حرائها
يعود الى العامة كان الحرام الواجب بها حق الله عز شأنه على المحلوس تأكيد النفع والدفع كيلا يسقط اسقاط
العبد وهو معنى نسبة هذه الحقوق الى الله تبارك وتعالى وهذا المعنى موجود في حد القذف لان مصلحة
الصيانة ودفع المصادير يحصل للعامة باقامة هذا الحد فكان حق الله عز شأنه على المحلوس كسائر الحدود
انتهى ملخصا وقال في المبيوط واذا قصى القاضي بحد القذف على القاذف ثم عفى المقدوف عنه تعرض
او غير تعرض لم يسقط الحد يعفوه عندنا وذكر عن ابي يوسف رحمه الله انه يسقط وهو قول الشافعي
رحمه الله تعالى واصل المسئلة ان المعلن في حد القذف عندنا حق الله تعالى وما فيه من حق العبد
في حكم التبعية وعنده الشافعي رحمه الله تعالى المعلن حق العبد اذ اثبت هذا الاصل فيقول يعفوه لا
يسقط عندنا لأنه انما يملك اسقاط ما يخص حاله فاما حق الله تعالى لا يملك اسقاطه وان كان للعبد
فيه حق كالعدة فانها لا تسقط ما سقط الروح لما فيها من حق الله تعالى وقد روى مثل مد هذا عن علي بن عبيد

صلواته عليه وسلم قال اقبلوا ذوى الهيئات عثراتهم الا الحدود ورواه ابو داود وعن وائل بن حجر قال استكرهت امرأة على عهد النبي صلى الله عليه وسلم مدراء عنها الحد واقامه على الذي اصابها ولم يذكر انه جعل لها مهر ارواه الترمذي وروى محمد بن الاتار عن ابراهيم انه من كان من الناس حرا او مملوكا غضب امرأة نفسها فعليه الحد ولا صداق عليه قال واذا حجب الصداق درى الحد واذا ضرب الحد بطل الصداق وقال محمد اذا استكرهت المرأة فلا حد عليها وعلى من استكرهها الحد فاذا حجب عليه الحد بطل الصداق ولا يجب الحد والصداق في جماع واحد فان درى عنه الحد بسببه وجب عليه الصداق وهو قول ابى حنيفة وابراهيم النخعي والعمامة من فقهاء شافعي رواية للترمذي وابى داود عن وائل بن حجر ان امرأة خرجت على عهد النبي صلى الله عليه وسلم تريد الصلوة فتلقاها رجل فتحللها فقامى حاجبه منها فصاحت واطلق ومرت عصاة من

روى المقلوب تفصيل من ساء الاطلاع عليه فليرجع الى المسوط ١٢

لعله قوله اقبلوا ذوى الهيئات الخ الهيئة صورة الشيء والمراد بها الحالة التي يكون الانسان عليها من الاحلاق والاعمال والمراد ذوات المروءات واصحاب الورع والمخاطب مع الائمة وغيرهم من ذوى الحقوق كأنه عليه الصلوة والسلام حاف تعذر الرمان وميل الناس الى المداهمة مع الاكابر في التجاور والستر الى ان يتركوا اقامة الحدود عليهم وعلى من يلازمهم خوفا منهم او طمعا فيهم فامرهم ان يقيموا الحدود وعليهم كما يقيمون على السوق فان وقع العقوب فليقع فيما لا يوجب الحد اللبغات والمزقات ملتقط منهما ١٢

لعله قوله مدراء عنها الحد الخ وقال في الدر المختار وورد المختار ولا حد بالزنى ما كراه هذا ما يرجع اليه الامام وكان اولا يقول ان الرجل يحد لأنه لا يتصور الا ما تشاء الآلة وهو آية الطواغية بخلاف المرأة فلا تحد اجماعا واطلق فتشمل الاكراه من غير سلطان على قوليهما المعنى به من تحفقه من غيره وهو اختلاف عصر و زمان ١٢

لعله قوله ولم يذكر انه جعل لها مهر او قال في العرف القدي فان الحد والمهر لا يمتنعان ١٢

المهاجرين فقالت ان ذلك الرجل فعل في كذا وكذا واحدا والرجل فأتوا به رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال لها اذهبي فقد عفى الله لك وقال الرجل الذي وقع عليها ارجوه وقال لقد تاب توبة لو تابها أهل المدينة لقتل منهم وعن باقر ان صبغة ست ابي عبيد احترته ان عبدا من رقيق الامارة وقع على وليدة من الخمس فاستكرهها حتى احتضنها فجلده عمر ولم يحلدها من اجل انه استكرهها رواه البخاري وعن عمرو بن العاص قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول ما من قوم يطهر فيهم الرنا الا اُخذوا بالسنة وما من قوم يطهر فيهم الرنا الا اُخذوا بالرعب رواه احمد وعن عكرمة عن ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من وجدتموه يعمل عمل قوم لوط فاقتلوا الفاعل

لأنه قوله فاقتلوا الفاعل والمفعول به وانفقوا على تحريم اللواطه وانه من العواصي العظام واقتلوا في حد اللوطي ذهب الشافعي في اظهر قوله و ابو يوسف ومحمد الى ان حد الفاعل حد الرابي ان كان محصا يرمم وان لم يكن محصا يجلد مائة وعلى المفعول به عند الشافعي على هذا القول جلد مائة وتعريب عام ورجلا كان او امرأة محصا او غير محص لأن المتمكن في الدر لا يحصها فلا يحد حد المحصات وذهب قوم الى ان اللوطي يرمم محصا كان او غير محص وبه قال مالك و احمد والقول الآخر للشافعي انه يقتل الفاعل والمفعول به كما هو ظاهر الحديث وقد قيل في كيفية قتلها هدم سائر عليهما وقيل رصهما من شاطئ كما فعل قوم لوط وقال ابو يوسف ومحمد هو كالرنا وهذه العبارة تعيد احترافهما بأنه ليس من نفس الرنا بل حكمه حكم الرنا فيحد حد الرنا ويرجم ان كان محصا ويجلد ان لم يكن لأنه ملحق بالرنا في المعنى اذا اللواطه قضاء الشهوة في محل منتهى على سبيل الكمال على وجه تخصص حراما وعدا في حذيفة يعدر ولا يحد قال في الدرر يعدر نحو الاخرى بالمار وهدم الحدار والتكس من محل مرتفع باتباع الاحبار وفي الحاوي القدسي وتكلموا في هذا التعريف من المجلد ورصيه من احلى موضع وحسه في اثنى بقعة وغير ذلك سوى الاحصاء والحب والمجلد اعلمهم وفي الغم يعرروا حتى يموت او يتوب ولو اعتاد اللواطه قتل الامام سياسة ام وقال في الرادات والرأي الى الامام فيما اذا اعتاد ذلك ان شاء قتل وان شاع خبره وحسه ام وفي الاشياء من احكام عسيرة الحشمة ولا يحد عند الامام الا اذا تكرر مقتل

والمعقول به رواه الترمذي وابن ماجة وهذا الحديث عندنا محمول على انتعير والسياسة فانه صلى الله عليه وسلم امر بالقتل والقيل ليس بجحد فان الجحد الحلد والرجم وفي رواية ليرين عن ابن عباس ان عليا احرقهما واباكر هدم عليهما حائطا وعن ابن عباس واني هزيمة ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ملعون من عمل عمل قوم لوط رواه رزين وقال التميمي ابن الهمام ولم يذكر الذي صلى الله عليه وسلم فيه القتل وعن جابر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان احواف ما احواف على امتي عمل قوم لوط رواه الترمذي وابن ماجة وعن ابن عباس ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لا يطر الله عز وجل الى رجل الى رجل او امرأة في دبرها رواه الترمذي وقال هذا حديث حسن غريب وعنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من اتى هزيمة فاقبلوه واقتلوهام معه قيل لا ابن عباس ما شأن

على المهقي به انه ولا في حنيقة ان الصحابة قد اختلفوا في حكم اللواط قال بعضهم يحرق بالمار وقال بعضهم يهدم عليه الحدار وقال بعضهم يكس من موضع مرتفع ويتبع بالاحجار فلو كانت مساوية للربا لما اختلفوا لايظن بهم الاختلاف في المسصوص عليه فيعد ربا مثال هذه الامور والرأي الى الاماء وليست هي في معنى الربا لانه ليس فيها اصاعة الولد واستناء الانساب وفساد الفرائض ولانه نادر وقوعا لا تعداد الداعي في احدا الحاسين والداعي الى الربا من الحاسين وصاروه فمحمول على السياسة او على المستحل رحمة الامة والمقات وفتح القدير والدر المختار ورد المختار وشروح الكسر ملتقط منها ١٢

له قوله من اتى هزيمة فاقبلوه واقتلوهام معه اي لا يحد بوطى بهيمة لانه ليس في معنى الربا في كونه حماية وفي وجود الداعي لان الطبع السليم يفر عنه والحامل عليه بهيمة السعة او حرط التيق ولهد الا يحد بستر حرم الهيمة الا انه يعرر عند ابي حنيفة ومالك وتدعم تحرق ويكره الاستماع بهاجية وميتة وعن مالك رواية انه يحد وللشافعي ثلاثة اقوال احدىها يحبس عليه الحد ويحلف بالبراءة والتوبة والثاني انه يقتل بركان او تيسا والثالث يعرر وهو المرجح المهقي به وعن احمد روايتان التي احارها جماعة من اسماء انه يعرر واختلفوا في الهيمة الموطوءة فقال مالك لا تدع محال

البهيمة قال ما سمعت من رسول الله صلى الله عليه وسلم في ذلك شيئا ولكن اراه كره ان يؤكل لحمها
او ينتفع بها وقد فعل بها ذلك رواه الترمذي وابوداود وابن ماجة وعنده انه قال من اتى بهيمة
فلا حمد عليه رواه الترمذي وابوداود وقال الترمذي عن سفيان الثوري انه قال وهذا احسن من
الحديث الأول وهو من اتى بهيمة فاقتلوه والعمل على هذا عند اهل العلم.

باب قطع السرقة

وقول الله عز وجل والساارق والساارقة فاقطعوا ايديهما جزاء مما كسبا كالامانة من الله
والله عزيز حكيم فمن تاب من بعد طلبه واصبح فان الله يتوب عليه ان الله غفور رحيم

وقال ابو حنيفة ان كانت اللواط ديمت والاملا ولا صحاب الشافعي ثلاثة اوجه احدها وهو
الاحم ان كانت مما يؤكل ديمت والاملا والثاني تدعى مطلقا والثالث لانه مطلقا وقال احمد تدعى سواء
كانت له او لغيره وسواء كانت مما يؤكل لحمها او لم تؤكل على اللواط قيمتها لصاحبها وهل يجوز للواطئ الاكل منها
او لغيره او لا قال ابو حنيفة لا يأكل هو منها ولا يأكل غيره وقال مالك يأكل منها هو وغيره وقال احمد لا
يأكل هو منها ولا غيره ولا صحاب الشافعي وجماع اصحابنا يؤكل مطلقا لانه لا يقتضي التحريم ثم ان
الاحراق ليس بواجب عندنا واما يجعل لقطع التحدث به اذا كانت المهمة باقية ولما روى عن علي رضي
الله عنه انه امر بدخ هذه البهيمة وحرقها بعد ذبحها لتقطعه من الهداية ورجحه الامة والدر المختار
وترويح الكرو قال في رد المختار لم يكن امرأة قد اصاب من نفسها بوطئها كان حكمها كاتيان الهائم خوفا
اي في انها لا تحل عليها بل تعذر وهل يدعى القرد ايضا مقتضى التعليل بقطع امتداد التحدث نعم ١٢
في قوله فمن تاب الحد وتعديه في الآخرة بعد التوبة دون سقوط الحد وقال في الكتاب واما القطع
فلا تسقطه التوبة عند ابي حنيفة واصحابه رحمه الله وعند الشافعي رحمه الله في
احد قوليه تسقطه وقيل يسقط عن الحرني اذا سرق بالتوبة ليكون ادعى له الى الاسلام دون المسلمين

عن عبد الله بن مسعود عن النبي صلى الله عليه وسلم قال لا قطع الا في عشرة دراهم رواه الطبراني في الاوسط وروى الترمذي في كتاب الجامع عن ابن مسعود انه قال لا قطع الا في دينار وعشرة

= لان في اقامته الصلاح المؤمن كذا في التفسيرات الاحمدية ١٢

له قوله لا قطع الا في عشرة دراهم اعلم ان السرقة لعدة احدا الشيء من العير على وجه الاستتار اي سرق كان وقدريد على المعنى اللغوي او صاف سرعا منها في السارق ان يكون عاقلا بالغ الله تعالى سمي القطع كالاهم عقوبة مستدعي كون السرقة حياية واجباية لا عقول ولا ملوغ ومنها في المسروق ان يكون لا متقوما مملوكا من حرر لا شبهة فيه فان احد عير حية او سرق عير مال مثل الاشربة المطربة او مالا غير محرر مثل ان يسرق من بيت ذي رحم محرر وبيت روحه وعمره ومن مصفوفة ومثل ان طرصة من خارجها فاحدة المال او مالا محررا غير مملوك لا احد مل مال الوقف او سرق اقل من عشرة دراهم لا يجب القطع في هذه الصور لكن يجب رد ما احدا ان كانت قاتعة وصال قيمتها ان كانت هالكة وحكمه القطع رجالة وانما يحتاج الى الرجوع في احد مال له حطه عد الناس والمحط مصفوفة فحوله وعارة الناس منه غير متساوية فوجب التعريف من الشرع فقد جاء في الحديث لا يقطع السارق الا في ثمن المحن واختلفوا في تقديره فعند با عشرة دراهم وعند الشافعي قدر ربع دينار وعند مالك قدر ثلاثة دراهم ولما اختلفوا في قيمة المحن مع اتفاقهم ان المصاب مقدرة دهنها الى الاكثر لتتقن به لان احد المريق ان العشرة لم يقطع فيها وما دونها لم يقطع فيه ولا يجب القطع للتك والاحتياال لدرء المحدث مع ان رواية العشر رواية فقيه حاصلة ان الاجماع يعتمد على وجوب القطع في العشرة وفيما دون العشرة اختلف العلماء لاختلاف الاطاريث فوقع الاحتمال في وجوب القطع فلا يجب مع الاحتمال يعني لما حارم الاختلاف في ذلك عن رسول الله صلى الله عليه وسلم وعن اصحابه بعده ولم يعرف التقدير والتأخير ليعرف الناس والمسوح اخذ ما فيه بالاحوط المعتمد الذي لا يترك فيه وهو عشرة دراهم لأن الحدود تدبر بالشبهات ولا يثبت الا بالاثبات منه وقال التميمي اس الهما واختلف في انه هل يقطع كل مقدار من المال او معين لا يقطع في اقل منه فقال بالاول الحسن البصري وداود =

دراهم وهو مرسل رواه القاسم بن عبد الرحمن عن ابن مسعود والقاسم بن عبد الرحمن لم يسمع
من ابن مسعود وقال علي القاري وهو صحيح لكن في مسند أبي حنيفة الذي جمعه الحنفية من روايته
ابن مقاتل عن أبي حنيفة عن القاسم بن عبد الرحمن عن عبد الله بن مسعود عن أبيه عن عبد الله
بن مسعود قال كان يقطع اليد على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم في عشرة دراهم وفي رواية إنما
كان القطع في عشرة دراهم فهذا موصول مرفوع ولو كان موقوفاً لكان له حكم الرقع لأن المقدرات
الشرعية لا دخل للعقل فيها فالموقوف فيها محمول على المرفوع وروى محمد في كتاب الآثار عن أبي حنيفة
عن القاسم بن عبد الرحمن عن أبيه عن عبد الله بن مسعود قال لا يقطع يد السارق في أقل من
عشرة دراهم وروى أحمد عن عمرو بن شعيب عن أبيه عن حده مرفوعاً مثله وروى ابن
أبي شيبة عن القاسم قال أتى عمر رجل سرق ثوباً فقال لثمان قومه فقومه تعاضة دراهم فلم يقطعه
وعن ابن عباس قال قطع رسول الله صلى الله عليه وسلم يد رجل في مجن قيمته ديناراً وعشرة دراهم

والخوارج وابن بنت الشافعي لا إطلاق الآية لقوله عليه الصلوة والسلام لعن الله السارق
يسرق البيضة فمقطع يده ويسرق الحمل فمقطع يده ومن سوى هؤلاء من فقهاء الأمصار وعلماء الاعتقاد على أنه
لا قطع إلا مال مقدراً واحتلوا المقدارين في تعيينه فذهب أصحابنا في جماعة من التابعين إلى أنه عشرة
دراهم وذهب الشافعي إلى أنه ربع دينار وذهب مالك وأحمد إلى أنه ربع دينار وثلاثة دراهم وقد نقل
إجماع الصحابة على ذلك وبه يتقيد إطلاق الآية والعقل أن الحقيرة مطلقاً تعتبر الرضات فيه فلا تسمع أصلاً حكمته
فم هو ما يتلوه إطلاق الآية وكذا لا يحصى أحده ولا يتحقق بأحده ركن السرقة وهو الاحتمالية وهذا محص
عقل بعد كونها مخصوصة بما ليس من حريز الاجتماع فلهذا في حديث الحمل والبيضة التأويل بالحمل الذي يسلح
عشرة دراهم وبهية من الحديد وإن النبي صلى الله عليه وسلم قال هذا عدد رول آية السرقة محجة من عليان
نصاب ثوبين بعد ذلك النصاب أو السهم يعني كان القطع بلا نصاب في ابتداء الإسلام ثم نُسِمَ النقطه من عقود
الحواهر والتفسيرات الاحمدية والكوكب الدرر وبذل الجهود والتعليق المجيد والمهرقات وشهر الكرم ١٢

رواه ابوداود وروى السائى والبيهقى والطحاوى عنه قال كان ثمن المحس على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم يقوم عشرة دراهم ورواه الحاكم في المستدرک عن ابن اسحاق وقال حديث صحيح على شرط مسلم ولم يخرجاه وفي رواية للنسائى عن عمرو بن شعيب عن ابيه عن حده قال كان ثمن المحس على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم عشرة دراهم وعن رافع بن خديج عن النبي صلى الله عليه وسلم قال لا تقطع في ثمر ولا كثرة رواه مالك والترمذى وابوداود والسائى والدارمى وابن ماجة وروى ابوداود في المراسيل عن الحسن البصرى ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال انى لا تقطع في الطعام وذكره عبد الحق ولويطة يعمر الارسال وانت تعلم انه ليس بعتة عندنا يجب العمل بموحه وعن حار عن النبي صلى الله عليه وسلم قال

له قوله لا تقطع في ثمر ولا كثرة في ترح السمة ذهب ابو حنيفة الى طاهر عند المحدث فلم يوجب القطع في سرقة شئ من العواكه الرطبة سواء كانت محررة او غير محررة وقاس عليه الجمهور والامان والاشربة واوجب الآخرون القطع في جميعها اذا كان محررا وهو قول مالك والشافعى كذا في المرقاة وقال في الهداية ولا تقطع فيما يتسارع اليه الفساد كاللبن واللحم والعواكه الرطبة لقوله عليه السلام لا تقطع في ثمر ولا كثرة والكمثرى الجارو ويل الودى وقال عليه السلام لا تقطع في الطعام والماء والله اعلم ما يتسارع اليه الفساد كالمهيا للاكل منه وما في معاء اللحم والتمر لانه يقطع في الحطة والسكر اجماعا وقال الشافعى رحمه الله يقطع فيها لقوله عليه السلام لا تقطع في ثمر ولا كثرة فاذا آواه الحري او الحراى قطع قلنا احرجه على وفاق لعامة والذى يؤويه الحري في عادتهم هو الياس من التمر ومنه القطع اه وقال في المرقاة فقد تعارض في الرطب الموصوع في الحري وفي مثله من الحد ويحب تقديم ما يبيع الحد در الحد انتهى وقال في اللغات واعلم انه لا تقطع في التمر على التمر والدرع الذى لم يحدد لعدم الاحرار واما التمر الذى قطع واخره فيه القطع عند الشافعى وعند احمد في رواية اذا كان في لستان محوط او كانت تحرة في دار محررة فسرق منها نصا ما كان عليه القطع واما عندنا فلا تقطع فيما يتسارع اليه الفساد كاللبن واللحم والعواكه الرطبة لقوله صلى الله عليه وسلم لا تقطع في ثمر ولا كثرة وقال عليه السلام لا تقطع في الطعام كان المراد ما يتسارع اليه الفساد كالمهيا للاكل وما في معاء كاللحم

ليس على خائن ولا مستهيب ولا محلس قطع رواه الترمذي والسائي وابن ماجه والدارمي وعنه
قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ليس على المنتهب قطع ومن اتهم كتمة مشهورة فليس ما رواه
ابوداود وقال الشيم ابن الهيثم حديث صفوان اضطراب والاضطراب موجب للصعب وقال تميم

له قوله ليس على خائن ولا مستهيب ولا محلس قطع لذلك قال في الهداية ولا قطع على خائن ولا حائنة لقصور في الحوز
ولا مستهيب ولا محلس لانه يحامر بفعله كيف وقد قال النبي عليه السلام لا قطع في محلس ولا مستهيب ولا خائن ١٢
له قوله في حديث صفوان اضطراب الخ اعلم انه اذا وهب المسروق منه المال من السارق او باعه منه فان كان
قتل قضاء القاصي بالقطع سقط القطع عنه بلا خلاف لا يقطع حصره وان كان بعد القتل قبل الامضاء سقط القطع
عنه اني حنيفة ومحمد رحمهما الله تعالى وعن ابي يوسف رحمه الله تعالى انه لا يسقط القطع منه وهو قول
الشافعي رحمه الله وحجتهم ما حديث صفوان رضى الله عنه فانه كان نائما في مسجد رسول الله صلى الله عليه وسلم
مترسدا يرد انه نجاء سارق يوسوق رداؤه فامتنعه حتى احده بجوابه الى رسول الله صلى الله عليه وسلم فامر بقطعه فقال
انقطعه نسب رداي وهيهنا فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم هلا قتل ان تأتيني فهدايدل على ان الهمة بعد القضاء
لا تسقط القطع ولنا ان الامضاء يعني استيفاء الحد بالفعل من تمة قول القاصي في باب الحد ودحا قتل الاستيفاء كما قيل القضاء
ولو ملكه قتل القضاء لا يقطع فكذلك الاستيفاء هذا حاصل ما في المسوط وبذل المحمود وقتم القدير والعماية والمسوط في هذه
الكتب تركها بطوله من تمام الاطلاع عليه فليرجع اليها وقال في نعم القدير وما حدثت صفوان في رواية كما ذكر في المشكاة
وفي رواية الحاكم في المستدرک قال انا ابوعده والمسئمة تمة وسكت عليه وفي كثير من الروايات تعيد ذكر ذلك بل قوله
ما كنت اريد هذا وقوله انقطع رجل من العرب في ثلاثين درهما ولم يثبت انه سلمه اليه في الهمة ثم الواحدة واحدة
فكان في هذه الريادة اضطراب والاضطراب موجب للصعب ويحتمل كون قوله هو صدقة عليه كان بعد الدفع اليه و
في ذلك لا يكون منكالا قتل القصاص انتهى وقال في المسوط ما حديث صفوان رضى الله عنه فقد ذكر في بعض
الروايات عفوت عنه والحديث حكاية حال لا عبور له ثم معنى قوله صلى الله عليه وسلم هلا قتل ان تأتيني به كيلا
يهتك سترو الاتري ان ما روى ان وجه رسول الله صلى الله عليه وسلم تعيد فقال صفوان رضى الله عنه كانه شق

السرقة خسر ولم يرو مشهوراً أنه صلى الله عليه وسلم قطع يد السارق بعد هذه صفوان له وعن عبادة بن الصامت أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال جاهدوا الناس في الله القريب والبعيد ولا تبالوا في الله لومة لائم واقيموا حدود الله في الحصر والسمر رواه عبد الله بن أحمد في مسنده أبيه وعن علي بن أبي طالب رضي الله عنه قال إذا سرق السارق قطعت يده اليمنى فإن عاد قطعت رحله اليسرى فإن

عليك ذلك يا رسول الله قال وكيف لا يقطع على وكألكم أعوان الشياطين على أخيك المسلم دعوا هذه كرهتكم السرقة عليه ولم يرو مشهوراً أنه قطع يده بعد هبته وإن روى ذلك فيحتمل أن السارق لم يقل الهبة ولما أهتمت ستره استحب أن يظهر رسول الله صلى الله عليه وسلم بأقامة الحد عليه فلم يقل الهبة لذلك وعندنا إذا لم يقل الهبة السارق لا يسقط القطع انتهى وقال في بدل اليهود وأما حديث صفوان رضي الله عنه فلا حجة فيه لأن المروي قوله هو عليه صدقة وقوله هو يحتمل أنه أراد به المسروق ويحتمل أنه أراد به القطع وهبة القطع لا تسقط الحد يدل عليه أنه روى في بعض الروايات أنه قال وهبت القطع وكذا يحتمل أنه تصدق عليه بالمسروق أو وهبه منه ولكن لم يقصده والقطع إنما يسقط بالهبة مع القصد ١٢

له قوله واقيموا حدود الله في الحصر والسمر اعلم أن السمر المذكور في هذه الحديث أعني لأن المسافر قد يكون عارياً وقتئذ لا يكون عتيت بذلك أن يقاتل الحد في العرو أيضاً ولهذا صرح فقهاءنا بأقامة الحد ودفع المعسكروا ما حديث السمر إرطاة لا تقطع الأيدي في العرو وقال قائل هو صعب أحذره الأراعي ولم يقل به فقهاءنا وما أحذره الكثر الفقهاء أيضاً فإنهم لا يعرفون بين أرض الحرب ولا غيرهما يرون إقامة الحد ودفع من ارتكبها كما يرون وجوب المرائض والعبادات عليهم في دار الإسلام والحرب سواء وقال قائل المراد بقوله في عزواي في مال العرو أي العبيمة قبل القسمته أدله حتى فيها أحذته من هاتس الكوكب الدرري وسبل الأوطار والسند في والمرقاب ١٢

له قوله إذا سرق السارق قطعت يده اليمنى ألم اتفقوا على أن السارق إذا سرق أول مرة تقطع يده اليمنى ثم إذا سرق ثانياً تقطع رحله اليسرى واحتلفوا فيما إذا سرق ثالثاً بعد قطع يده وبمرحلة فذهب الشافعي

عاد صمته السخن حتى يحدث حيرا إلى لا يستحي من الله أن ادعه لبس له يديا كل بها ويستحي بها ويرجل
 يشي عليها رواه محمد بن الحسن في كتاب الآثار وروى عبد الرزاق وابن أبي شيبة والبيهقي
 والدارقطني نحوه وفي رواية لابن أبي شيبة أن مجدة كتبت إلى ابن عباس يسأله عن السارق فكتبت إليه
 بمثل قول علي رضي الله عنه وروى سعيد بن منصور عن سعيد بن أبي سعيد المقبري عن أبيه
 قال حضرت علي بن أبي طالب رضي الله عنه وقد أتني برجل مقطوع البية الرجل قد سرق فقال لأصحابي
 ما ترون في هذا قالوا اقطعه يا أمير المؤمنين قال قتلته إذا وما عليه القتل بأي شيء يأكل الطعام
 بأي شيء يتوصل للصلوة بأي شيء يعتسل من حابته بأي شيء يقوم على حاجته فرده إلى السجن
 أياما ثم أخرجته واستأثرا صحابه فقالوا مثل قولهم الأول وقال لهم مثل ما قال أول مرة فجلدوا
 شديدا ثم أرسله وقال أليس من الهباء وما روى يقطع نالتا وراعا أن صم حمل على السياسة
 أو سم وعن أبي هريرة أن النبي صلى الله عليه وسلم أتى لسارق سرق ثملة فقال النبي صلى الله عليه وسلم

ومن تبعه إلى أنه تقطع يده اليسرى ثم ادسرق رابعا تقطع رجله اليمنى ثم ادسرق بعده يعزروا بحسن الحديث
 إلى سلمة وجارو قال أبو حنيفة وأصحابه وإن سرق ثالثا بحسن إلى أن يتوب ولا يقطع في المرة الثالثة
 لكنه يعزروا بالصبر مع الحسن لأنه لما سقط القطع لم يبق إلا الرجز والصبر والحسن ولما اتهم الصم
 حين تخمهم على رضي الله عنه بقوله أني لا استحي من الله أن لا ادع له يديا يبطش بها ورجلا يمشي بها ولو تخم
 أحد منهم بالحديث المرفوع قتل على عدمه وقال الطحاوي تتعاهد هذه الآثار ولم يجد شيئا منها أصلا
 لهذا الرقيل في الخامسة وإن ذكر القتل فيما رواه الشافعي وليس صم وهو محمول على السياسة أو على السم أما جملة
 على السياسة ببديل أنه عليه السلام قال في الخامسة فإن عاد فاقبلوه وهو محمول على السياسة بالاحكام،
 التقطه من المرققات وشرحه الكرو والهداية والعناية ١٢

له قوله أن صم حمل على السياسة أو سم أشار إلى ما قاله الإمام الطحاوي تتعاهد هذه الآثار فلم نجد شيئا منها
 أصلا قال في العتم وفي المبسوط الحديث غير صحيح وليس سلم يحمل على الانتساح لأنه كان في الاستداء تعليط في

ما حاله سرق فقال السارق بلى يا رسول الله فقال اذهبوا به واقطعوه ثم احسموه ثم استوفى به فقطع ثم
 حسم ثم اتى به فقال تب الى الله قال تب الى الله قال تاب الله عليك رواه الحاكم في المستدرک وقال
 صحيح على شرط مسلم وروى الدعوى في شرح السنة في قطع السارق عن النبي صلى الله عليه وسلم
 اقطعوه ثم احسموه وروى الدارقطني وابوداود في المراسيل وعبد الرزاق وغيرهم نحوه
 وعن قتادة بن عبيد قال اتى رسول الله صلى الله عليه وسلم سارق فقطعت يده ثم امر بها
 فعلق في عنقه رواه الترمذي وابوداود والنسائي وابن ماجه وقال النسائي فيه المجاح من رطة
 وهو ضعيف ولا يحتج بحديثه وقال الشيخ ابن الهمام عندنا ذلك مطلق للامام ان رآه ولم يثبت
 عنه عليه الصلوة والسلام في كل من قطعه ليكون سنة وروى ابوداود والنسائي وابن ماجه

الحد وكقطع ايدي العرينيين وارجلهم وسموا عييدهم ثم قال في الصريح بعد نقله مثل مد هذا عن علي وابن
 عباس وعمران هذا قد ثبت ثبوت الامور له وبعيد ان يقطع صلى الله عليه وسلم اربعة السارق ثم يقتله ولا يعلمه
 مثل علي وابن عباس وعمر من الصحابة الملازمين ولو عانوا لا يتد من علمهم عادة فامتناع علي رضي الله تعالى عنه
 اما الضعف ما مر اول علمه بأن ذلك ليس حدا مستمرا بل من رأى الامام فعله لما شاهد فيه من السعي بالفساد في
 الارض وبعد الطاع عن الرجوع فله قتله سياسة فيفعل ذلك القتل المعصوي اه اي ان قطع اربعة قتل معصوي
 ما دارأي ان له قتله سياسة فله قتله معصوي وهذا يستير الى ما قدمناه من ان له قتله سياسة في الثالثة كذا في المختار
 له قوله واقطعوه ثم احسموه الخ يعنى وحسم بدا عند الشافعي ورجونا عندنا لان طاهر الحديث لو نحو
 لكونه امرا ولا صار له عن مصاه التحقيق ولا سيما مع كونه يوعى الترك الى التلف والحد راخر لا متلف فانه
 يصير واجبا من جهة اخرى الدر المختار ومن الاوطار والهداية ملتقط منها ١٢

له قوله فعلق في عنقه قال الشيخ ابن الهمام المقتول عن الشافعي واحمل انه ليس تعليق يده في
 عنقه لانه عليه الصلوة والسلام امر به وعندنا ذلك مطلق للامام ان رآه ولم يثبت عنه عليه الصلوة
 والسلام في كل من قطعه ليكون سنة ١٢

عن ابي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اد اسرق المملوك فعه ولوبدش وعن باقر ان
 غلاما لاس عمر انق مسروق في اياقه فاقى به ابن عمر فقال له اس عمر لن يحميك اياك من حد من حدود
 الله قال فقطعه رواه البيهقي في مسنده وروى مالك نحوه وعن ابن عمر قال حاء رجل الى عمر بن الخطاب
 له فقال اقطع يده فانه سرق مراة لامرأتى فقال عمر لا تقطع عليه وهو حادكم احد متاعكم رواه مالك
 وزاد محمد في روايته سرق مراة لامرأتى فتمها ستون درهما وعن عائشة قالت اتى رسول الله صلى الله
 عليه وسلم سارق فقطعه فقالوا ما كسارك تبلى به هذا قال لو كانت فاطمة لعطعتها رواه النسائي و
 عن اس عمار قال ليس على الناس قطع رواه ابن ابي شيبة وفي رواية له عن الزهري قال

له قوله اد اسرق المملوك فعه ولوبدش قال في بدل المجهود كنت مولانا محمد يحيى المرحوم في التقرير انما اوردته في
 هذا الباب تبينها على ان الاماوان يريد على الحد ما رآه ما ساود لك نحرير مع ان البيع بئس وعيره مما لا يوارى
 تمه تعبيره وتدليل فكان كتعليق اليد في عقه ١٢

له قوله فقطعه ويقال في البحر الرائق والمرقات والهداية العدا اد اسرق من غير سنده او روح سيده فطع
 انفا كان او غير آتى لهذا لا تروى ان المص اى قوله تعالى السارق والسارقة فاقطعوا ايديهما الآية لم يفصل
 بين احرو العدا ولا التصفيت بين حد الحر وحد العدا متعدد في تمام صيانة لاموال الناس وهو قول ابي
 حنيفة ومالك والشافعي رحمهم الله تعالى ١٢

له قوله لا تقطع عليه الم قال ابن المما واد اسرق احدا الروح من مال الاحرار والصد من سيده او روح
 سيده لم يقطع لوجود الادنى في الدخول عادة فاحل الحر ركدا في المرات ١٢

له قوله ليس على الناس قطع النفس بالعمى احد كمن الميت بعد الدفن وعدم القطع في النفس مذهب ابي
 حنيفة وحمل رحمهما الله تعالى سواء كان القدر في بيت مقفل او في معارة وسواء كان المأخوذ من القدر هو
 كمن الميت او غيره والوجه في ذلك ان النفس ليس بسيرة لعرفات الحر فان الميت لا يحرر بمسده والقدر ليس
 بمحل للحر ولا الشبهة تمكس في الملك اذ لا ملك للميت حقيقة ولا للراة لتقدم حاجة الميت من

احد ساش في زمن معوية وكان مروان على المدينة فسأل من يحصر من الصحابة والفقهاء واجمع رأيهم على ان يصوب ويطاف به وروى عبد الرزاق نحوه قال على القاري لا يلزم من جوار اطلاق السب على القدر حقيقة او حكما ان يكون حررا الا ترى انه لو احدث شيئا من بيت لم يكن له باب معلق او حارس لم يقطع بلا خلاف -

التحصيل والمكسب على حق الورثة كذا في حواشي الهداية ويؤيده قول ابن عباس ليس على الساش قطع احرجه اس اني شية واخرج ايضا عن الزهري قال ان مروان يقوم بمحرمون اي يبتسون القبور وصرفهم ونهائم والصحابة صوافرون واحرجه عبد الرزاق وراى وطوف بهم وفي رواية لاس اني شية عن الزهري قال اخذ ساش في زمان معاوية وكان مروان على المدينة فسأل من يحصر من الصحابة والفقهاء واجمع رأيهم على ان يصوب ويطاف به وذهب ابو يوسف والسافعي الى وجوب قطع الساش وسلفهما في ذلك ان الربيع فانه قطع ساشا احرجه البخاري في التاريخ وتنت مثله عن عمر احرجه عبد الرزاق ويوافقهما حديث من سس قطعناه احرجه البيهقي مرفوعا وانكار صاحب الهداية عن كونه مرفوعا ليس بمتى كما ان ذكره الحديث المرفوع بلطف لا قطع على المحتسب لا يعاونه والحواب من قبل اني حذفت عن حديث من سس قطعناه اولانا في سس من يجهل حاله فلا يعتد به وثانيا ما به محمول على السياسة ويؤيده انه ورد في بعض الروايات مع تلك الجملة ومن عرق عرقناه وبالجمل لا يس في الباب حديث مرفوع يروى بسند صحيح به يدل على قطع الساش او عاقب قطعه واختلاف الصحابة فيه مدعى على ان السش هل هو سرقة ام لا فسن طس انه سرقة احق بالقطع ومن طس انه ليس سرقة لا احتلال المحرم والملك احق بعدم القطع الاساسة ولعل الحق يدور حوله ما لم يثبت من صاحب الشريعة لسد يحمم به خلافه ويرد في هذا المقام ان الطر هو اخذ مال الغير وهو يقطان حاضر قاصد لحفظه بضرب عقلة منه انما ليس سرقة كما ان البيت ليس سرقة مما بالهم حكموا بقطع يد الطر اردوا الساش والجواب عنه على ما سطره اس مالك في شرح المار وغيره من الاصوليين ان آية السرقة التي فيها حكم القطع ظاهرة مما وضع له السارق خصية في حق الطر واللباس مطرما في ان الحفاء فيهما الحرية او

باب الشفاعة في الحدود

وقول الله عز وجل حَزَاءٌ بِمَا كَسَا عَنْ عَائِشَةَ اِنْ قَرَسَتْ اَهْبَهُمْ سَأَلَ الْمَرْأَةُ الْخُرُوبِيَّةُ
التي سرقت فقالوا من يكلم فيها رسول الله صلى الله عليه وسلم فقالوا ومن يحدري عليه الا اسامة بن زيد
حب رسول الله صلى الله عليه وسلم وكلمه اسامة فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم اُتَشْفَعُ فِي حَدٍّ مِنْ حُدُودِ

يَقَعُانِ فَطَهَّرَ لِمَا اِنْ الْحَقَّ فِي حَقِّ الطَّرَارِ لِيَاوَدَهُ فَاِنْ الطَّرَوَانِ كَانَ عِيْرَ السَّرِقَةِ لَكِنْ فِيهِ رِيَاةٌ عَلَى السَّرِقَةِ فَاِنْ
السَّارِقُ يَأْخُذُ حَفِيَّةً وَالطَّرَارِيُّ يَأْخُذُ عَلَامِيَّةً مَعَ عَمَلَةٍ وَاِنْ الْحَقَّ فِي حَقِّ الْبَيَاسِ لِمَقْصَايَ لَانِ التَّنَشُّادِ
مِنِ السَّرِقَةِ فَاَوْحِدَا الْقَطْعَ بِالطَّرَدِ وَالْبَيْسَ بِنَاءً عَلَى اِنْ الْحُكْمُ اِذَا تَنَتَ لِلادْنَى تَنَتَ لِلْعَلَى بِالطَّرِيقِ
الْاُولَى وَلَا عَكْسٌ كَذَا فِي عَمَدَةِ الرِّعَايَةِ ١٢

لَهُ قَوْلُهُ حَزَاءٌ بِمَا كَسَا فَيُفِيدُ نَصْرًا عَلَى اِنْ الْقَطْعَ جَمِيعَ مَوْجِبِ صَلَاحِهِ لِمَا بَيَّنَّا فِي لَفْظِ الْحَزَاءِ اِسَارَةً إِلَى الْكَمَالِ فَلَوْ
بِوَحْدَةِ الصَّمَانِ مَعَهُ لَمْ يَكُنِ الْقَطْعَ جَمِيعَ مَوْجِبِ الْعَمَلِ فَكَانَ لِسِحْمِهَا هَوَاتٍ بِالنَّصْرِ وَعَنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ
عُوفٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ اِنْ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا عَزْمَ عَلَى السَّارِقِ بَعْدَ مَا قَطَعَتْ يَدَهُ وَالْمَعْنَى فِيهِ اِنْ
الْقَطْعَ عَقُوبَةُ تَمْدِيدِ الشَّيْءِ بِالشَّهَادَاتِ وَالصَّمَانِ عَرَامَةٌ تَنَشُّتُ مَعَ الشَّهَادَاتِ فَلَا يَجْمَعُ بَيْنَهُمَا سَبَبٌ وَعَمَلٌ وَاحِدٌ كَالْقَضَا
مَعَ الدِّيَةِ كَذَا فِي الْمَسْطُوطِ ١٢

لَهُ قَوْلُهُ اُتَشْفَعُ فِي حَدٍّ مِنْ حُدُودِ اللَّهِ اَلَمْ لَدَلَتْ لَا تَحُورُ الشَّفَاعَةُ فِي الْحَدِّ بَعْدَ الْوُصُولِ لِلْحَاكِمِ وَافْتِاقِلِ الْوُصُولِ
إِلَيْهِ وَالتَّوَتُّ عَنْهُ فَتَحُورُ الشَّفَاعَةُ عَنِ الرَّافِعِ لَهُ إِلَى الْحَاكِمِ لِيُطْلَقَهُ لِأَنَّ وَحُودَ الْحَدِّ قُلُوبٌ لَمْ يَنْتَ فَاَلْوَحُودُ لَا يَنْتَ
فَتَحُورُ الْعَمَلُ عَلَى الْأَمَامِ عَنِ التَّوَتُّ عَنْهُ كَذَا فِي الْفَهْمِ وَظَاهِرُ حَوَارِ الشَّفَاعَةِ بَعْدَ الْوُصُولِ لِلْحَاكِمِ قُلُوبُ التَّوَتُّ
عَنْهُ وَبِهِ صَوِّحَ طَائِفَةُ الْحَمَوِيِّ قَالَهُ فِي الدَّرَالْمُحْتَارِ وَرَدَ الْمُخْتَارُ وَقَالَ فِي الْمَرْقَاتِ وَفَدَّ أَجْمَعُوا عَلَى تَحْرِيمِ الشَّفَاعَةِ فِي الْحَدِّ
بَعْدَ بُلُوعِهِ إِلَى الْأَمَامِ لِهَذَا الْحَدِيثِ وَعَلَى اَنْ يَحْجُوزَ الشَّفَاعَةُ فِيهِ فَاَمَّا قُلُوبُ الْبُلُوعِ فَقَدْ اُحْجِزَ فِيهَا أَكْثَرُ الْعُلَمَاءِ اِذَا لَمْ يَكُنِ
الْمَشْفُوعُ فِيهِ صَاحِبَ شَعْرٍ أَوْ دِيٍّ لِلنَّاسِ وَأَمَّا الْمَعَاصِي الَّتِي يَحْبُزُ فِيهَا التَّعْزِيرُ فَتَحُورُ الشَّفَاعَةُ وَالشَّفَاعَةُ فِيهَا سَوَاءٌ بُلِعَتْ
الْأَمَامُ أَوْ لَا لِأَنَّهَا هَوَاتٍ عَلَى مِجْمَعَةِ اِذَا لَمْ يَكُنِ الْمَشْفُوعُ فِيهِ صَاحِبَ أَدْنَى كَذَا قَالَهُ الْحَمَوِيُّ ١٢

الله ثم قام واحتط ثم قال انما اهلك الذين قبلكم انهم كانوا اسرق فيهم السرقة تركوه واداسروا
فيهم الصعيف اقاموا عليه الحد وايم الله لو ان فاطمة بنت محمد سرقت لقطعت يدها متفق عليه
وفي رواية لمسلم قالت كانت امرأة مخرومية تستعير المتاع وتجدد فامر النبي صلى الله عليه وسلم بقطع
يدها فاتي اهلها اسامه فكتبوه فكلهم رسول الله صلى الله عليه وسلم فيها ثم ذكر الحديث نحو ما تقدم
وعن عبد الله بن عمر قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول من حلت شفاعته دون حد من
حدود الله فقد ضار الله ومن حاصم في باطل وهو يعليه لم يزل في سخط الله تعالى حتى يبرع ومن
قال في مؤمن ما ليس فيه اسكده الله ردعة الخصال حتى يخرج مما قال رواه احمد وابوداود وفي
رواية للبيهقي في شعب الایمان من اهل على حصرمة لا يدري الحق او باطل فهو في سخط الله حتى يبرع وعن اي
غيره قال اتى لسارق الى النبي صلى الله عليه وسلم فقالوا يا رسول الله ان هذا سرق فقال ما حاله سرق فقال
السارق بلى يا رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ادهبوا فاقطعوه ثم احسموه ثم ايتوني به قال وذهب

له قوله كانت امرأة مخرومية تستعير المتاع وتجدد فامر النبي صلى الله عليه وسلم بقطع يدها الم الم اداها قطعت
بالسرقة وانما ذكرت العارية تعريفها ووصفها لالاؤها سب القطع فالقطع كان لسرقته وانما ذكرت
الحدود لتعريفها وقد ذكر مسلم هذا الحديث في سائر الطرق المصروفة بابها سرقت ووطعت بسبب السرقة
فيتعين حمل هذه الرواية على ذلك جمع بين الروايات فابها قصية واحدة مع ان جماعة من الائمة قالوا هذه
الرواية شاذة فابها مخالفة بما هي الرواه والتمادة لا يعمل بها قال العلماء وانما لم يذكر السرقة في هذه الرواية
لان المقصود منها عند الراوي ذكر منع الشفاعة في الحدود ولا الاحرار عن السرقة قال جماهير العلماء وفقهاء
الامصار لا قطع على من حصد العارية وتأولوا هذا الحديث بنحو ما ذكرته وقال احمد واسحاق يجب
القطع في ذلك قاله الطيني والمروزي ١٢

له قوله فقال السارق بلى يا رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ادهبوا فاقطعوه الم اي يجب قطع يد السارق اذا
احد المال بالقيود المذكورة في كتب العقبة ما قرره مرة واحدة وهذا عند ابي حنيفة ومحمد ومالك

به فقطع ثم حسم ثم اتى به فقال تب الى الله عز وجل فقال تست الى الله فقال تاب الله عليك رواه الطحاوي
وعن عبد الرحمن بن عوف ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لا تعد صاحب السرقة اذا اقيم

والشافعي واكثر علماء الأمة وقال ابو يوسف لا يقطع وهو قول احمد وابن ابي ليلى وزفر
وابن شبرمة لمحدث الى امية المرومي حيث لم يقطعه الا بعد تكرار اقراره ولا في حنيفة و
غيرهما السد الطحاوي الى ابي هريرة في هذه الحديث فقد قطعه ما قراره مرة ووقع جسد التعارض
بين الحديثين ويحتاج الى التصحیح والترجيح فالاولى حمل الحديث السابق على ان اعتراه الاول كان محصور
الحياة ثم الصحابة ساء على اعتراه عندهم قالوا يا رسول الله ان هذا سرق لا نهم شهدها وبهذا يحصل الجمع بين
الحديثين ويرفع التناقض بين الدليلين فمالهما واجدى انه لا يحتاج الى الاقرار المتعدد بالنقطة من حسم
التقدير والمرقات وتشرح الخبر ١٢

له قوله لا يعرف صاحب السرقة اذا اقيم عليه الحد يعني اذا قطع السارق والعين قاضية في يده ردت الى صاحبها
وان باعها او وهبها لمقاها على ملك مالها ولا فرق في عدم الصمان بين هلاك العين واستهلاكها في الظاهر
من الرواية وهو رواية ابي يوسف رحمه الله عن ابي حنيفة رحمه الله وهو المشهور وروى
الحسن عنه انه يصح بالاسهلاك دون الهلاك وقال الشافعي رحمه الله يصح بمهما تفصيله
ان استطع لص في السرقة التتة واما المسروق ان كان قائما يجب رد عينه وان كان هالكا او مستهلكا لا يجب الصمان
عندنا خلافا للشافعي لان القطع لا يجمع مع الصمان عندنا وان كان يجمع مع الرد وذلك لان المال
كان معصوما حقا للعد فاد اورد عليه السرقة او حب الشارع الحد وهو حق الشرع والحماية وردت على حق الشرع
في حالة السرقة صار المال معصوما حقا للشرع فلم يبق معصوما لحق العد فلا يجب الصمان وشرع حراره القطع
حراره كاملا فلا يجمع الصمان معه ويرد عليه انه لو صح هذا التقرير لزم ان لا يرد المسروق اذا كان قائما بعينه
وليس كذلك ويجاب عنه ما يرد للتمساع الصوري ولقاء ملك المالك فيه وان استقلت العصمة الى الله
تعالى وان شئت زيادة تفصيل في هذا المقام يرجع الى كتب الاصول واعترض عليه الشافعي رحمه الله بأن

عليه الحد رواه النسائي وفي رواية للدارقطني لا عزم على السارق بعد قطع يمينه وفي رواية للدارقطني لا يضمن السارق سرقة بعد إقامة الحد وروى ابن حريز الطبري في تهذيب الآثار بسند

قوله تعالى فاقطعوا أيديهم على ما يدل على محرمات قطع لأنه لعط حاص وصنع لهذا المعنى المحصوص ولا يدل على تحول العصمة إلى الله تعالى فاستم قد انطلعت العمل بالحاص وردتم عليه بقوله عليه السلام لا عزم على السارق بعد ما قطعت يمينه فأجاب عنه الجمعية في كتب أصولهم أن بطلان العصمة عن المسروق وتحوله إلى الله تعالى إيمانته من قوله تعالى حراء بما أكسبنا قوله تعالى فاقطعوا وذلك لأن الله تعالى علل القطع بالحراء والحراء على الإطلاق الشريعة إذا استعمل في العقوبات يراد به ما يجب حقا لله تعالى في مقابلة فعل العبد ولأن الحراء مصدر حرى بمعنى كفى وقضى وهو دل على أن القطع حراء كامل كاف للسرقه ولا يكون ذلك إلا كمال الحماية وهي إيمانته كاملة إذا كانت واقعة على حق الله تعالى لأنها حاشية من جميع الوجوه والحماية على حق العبد حاشية من وجه دون وجه فوجب أن تحول العصمة إلى الله تعالى ليكون حراما بيمينه ولو بقيت العصمة في المال من جهة العبد لا يكون حراما بيمينه وإنما شاهد من إشارة قوله تعالى حراء لا من قوله تعالى فاقطعوا كما رخصتم واستدل أصحابنا على عدم وجوب الصلح بوجه منها حديث لا يعرف صاحب السرقه إذا أقيم عليها الحد ثم روى عدم التصحيح عن ابن سيرين والبخاري والشافعي وعطاء والحسن وقتادة وقال في الساية هذا هو الصواب لقوله تعالى فاقطعوا أيديهم حراء بما أكسبنا فلم يأمر بالتعريم ولو كان لا رما عليهم لذكرناه فان قلت الحديث معلول قال الدارقطني وفي أسناده سعيد بن إبراهيم وهو مجهول ومروى بطرق كلها لا تثبت ولو سلم احتمال أنه أراد نفى العزم نفى العذاب في الآخرة ويحتمل أنه أراد آخرة الحد إذا ونفى الصلح إذا كان في بدء الإسلام ومع هذه الاحتمالات لا يمكن الاحتجاج به لصحاح قلنا قول الدارقطني لا يقبل إذا المراد وإنما تكلموا في الحديث من حيث أسناده لأنه رواه المسور عن عبد الرحمن بن عوف والمسور لم يلقه وهذا ان ثبت فهو صفة الإرسال والمرسل حجة على أن العيني ذكر في الساية أنه أخرجه ابن حريز الطبري في تهذيب الآثار بسند متصل محتم به وهذا المسور وأبو علي شرط البخاري وأبو ذكروه أن حبان في ثقافتنا نحن

متصل بمحمد بن عبد الله بن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال اذا اقيم الحد على السارق فلا غرم عليه -

باب حد الخمر

عن ثور بن زيد الديلمي ان عمر بن الخطاب استشارني الخمر يشربها الرجل فقال له علي بن ابي طالب ان

ان الزهري يروي عن سعيد بن ابراهيم هذا الحديث نقله عبد الباقي وقال عبد الباقي هذا صحيح اه قبل هو
قاضي المدينة أحد الثقات الاتبات واطلاق العزم على احره القاطع خلاف الظاهر مع انه ذكر النبي صلى الله
عليه وسلم العزم متكررا في رواية وهو في موضع النهي والمكره في موضع النهي نعم فيسعى عنه جميع انواع العزم وقال
البيهقي ابو الليث روى عن محمد بن الحسن انه قال اسمعوني بحديث عليه الصلوات في الحكم والقضاء واماد ياية بالصالح
واحب وهذا القول احسن وحيثي يذاته قال في العزم في المسروط روى هشام عن محمد بن اسمعيل سقط الصالح
عن السارق قضاء لتعدد الحكم بالماثلة واماد ياية فيعق بالصالح المحرم والنقصان للمالك من جهة
السارق التقطه من الهداية والبدل المختار ورد المختار وشرح الوقاية وعمدة الرعاية والساية وشروح الكرم
والنفسرات الاحمدية والمرقات ١٢

له قوله ان عمر بن الخطاب استشارني اجمع الائمة على تحريم الخمر ونجاستها وان شرب كثيرها وقتلها موجب
للحد وان من استعملها حكم بحد ولا يفسخ حده عن الاربعين اجماعا والخلاف اسمعوني الريادة على
الاربعين فقال ابو حنيفة ومالك ثمانون كحد القذف الا ان حد القذف ثبت بالقرآن وحد الشرب
اصله ثبت بالاتحاد المرفوعة وتقديره ثبت باتفاق الصحابة وقال الشافعي اربعون وما راد على الاربعين
كان تحديرا والامامان يريدان في العقوبة ادا دى اليه اشتهاء قلت ورحم الحرق التامين وقال ابن ابي عمير الجمهور
من علماء السلف والخلف على ان الحد في الشرب ثمانون وهو قول الثوري والاربعين واحقاق واحدا قولي
اساقفي والتفق اجماع الصحابة في رمن عمر على ذلك ولا مخالف لهم وعلى ذلك جماعة من التابعين والخلاف
في ذلك كالشدد والمخو بالجمهور وقد قال ابن مسعود ما رآه المسلمون حسا فهو عند الله حسا وقال النبي

تخلد ثمانين فانه اذا شرب سكر واداسكر هدى واداهدى افتري او كما قال فجلد عمر في الحمر
 ثمانين رواه مالك ووصله الدارقطني والسائي والحاكم وصححه ورواه عبد الرزاق موصولا من
 طريق آخروني رواية لمسلم عن انس بن مالك بن النبي صلى الله عليه وسلم اتي برجل قد شرب الحمر فجلد
 بخمسينين بخوارعين قال وفعله ابو بكر فلما كان عمر استشار الناس فقال عبد الرحمن انصف الحدود
 ثمانون وامر به عمر وروى احمد عن ابي سعيد قال جلد على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم في الحمر
 سبعين اربعين فلما كان من عمر جعل بدل كل نعل سوطا وروى الترمذي نحوه وحسنه وروى
 ابو حنيفة عن ابن مسعود قال انا رأيت رجلا من اهل بيتي قد ذهب عقله وامره فحس حتى اذا صحا

عليه السلام عليكم تسعة الخلفاء الراشدين انتهى وهذا في حق الحمر فاما العبد فعلى المصنف من ذلك
 بالاتفاق والتفقوا على ان حد الشرب يقام بالسوط الاماروي عن الشافعي انه يقام بالايدي والرجال و
 اطراف الثياب قلت والحق مع الجمهور لاجتماع الصحابة على السوط رجمة الامة بل الاوطار عمدة الرعاية المرقاة
 التعليق المجد ملتقط منها ١٢

له قوله انا رأيت رجلا من اهل بيتي قد ذهب عقله لستوان الم اعلم ان في هذا الحديث فوائد منها ان الحد لا يقام الا في حالة
 الصحو لا في حالة السكر ليجد الم الحد ويحصل الا برحار فحس السكران الى زمان الافاق ومنها ان السكر لا يوجب
 الحد الا اذا ذهب عقله الكلية بحيث لا يعرف السباء من الارض وهو الحد العال المعترف في الحد لا في نقص الوضوء
 والحرمه من الاستربة المسكرة غير الخمر في حقهما ان يهدى لان الاحتياط في باب الحدود ولازم احدا من حديث
 درأ الحد وبالشهات هذا عند ابي حنيفة رحمه الله تعالى وعندهما ان يهدى مطلقا في باب الحرمه
 وفي باب وحب الحد كليهما وفيهما يختار القنوي وعند الشافعي ان يطهر اتره في متبذره وحركاته واطرافه
 ومنها انه لا يقام الحد الا بالذرة او السوط المقطوع النمرة حتى يدق ويصير ذرة لا بالحريضة والرجال كما ورد
 في استدعاء الحال من زمان حرمه الخمر ثم علم لسمحة وسم الاربعين بالاجماع المسعفة في خلافة عمر رضي الله
 عنه على الثمانين ومنها انه يجلد على الجلد المكشوف لا على الثياب ومنها انه يرجع الخلا ليد في الجلد

ووافق عن السكر عابا السوط فقطع تمرته ثم رقه ودعا جلادا فقال احلدا على حلدا وارفع يدك في حلدك
ولا تبدأ أصعيتك قال واستأعد الله يعد حتى اكمل ثمانين حلدة خلى سبيله فقال التميم يا اما
عبد الرحمن والله انه لابن احي ومالي ولد غيره فقال شر العم والى التميم انت كمت والله ما احسنت
ادبه صغيرا ولا سترته كيدا وعن جابر عن النبي صلى الله عليه وسلم قال من شرب الحمر فاحلده فانه فان
عاد في الرابعة فاقمله قال ثم اتى النبي صلى الله عليه وسلم بعد ذلك برجل قد شرب في الرابعة وضربه
ولم يقتله واه الترمذي ورواه ابو داود عن قبيصة بن رؤيب فثبت بهذا ان القتل يشرب الحمر
في الرابعة منسوخ وقيل انه باق سياسة وهو الاصح وفي رواية لابي داود ثم قال بكتوه

ومنها انه لا يرفع يده يدا بطنه وصبعه ومنها ان حد الحمر تعاون حلدة بالدرة لا اربعون ومنها انه
يجب على الولي تأديب الصغير وتحسينه وتقويم عادته حتى لا يقع في العسق والفور ومنها انه يسعى المستر على
المسلم ومنها اراءة الامام ورأته وتفقته على حال المحدث والاعتماد والحرر بحده ومنها انه يسعى العهود
الصغرى قبل الاتيان به الى الامام ومنها انه لا يمكن للامام ادا امره عليه ان يترك اقامة الحد مأخوذ
من تنسيق الظاهر وشرح الوقاية وعمدة الرعاية ١٢

له قوله قد شرب في الرابعة مصره ولم يقتله وقد اجمع المسلمون على تحريم شرب الحمر واجموا على وجوب الحد على
شاربها سواء شرب قليلا او كثيرا واجموا على انه لا يقتل لشربها وان تكررة لك منه هكذا حكى الاجماع وفيه
الترمذي وقال الطحاوي وهو قول ابي حنيفة وابي يوسف وحججهم الله عليهم اجمعين وحكي
القاصي عن طائفة شاذة انهم قالوا يقتل بعد جلد اربع مرات لحديث الوارد في ذلك وهذا القول ما ظل مخالف
لاجماع الصحابة من بعدهم على انه لا يقتل وان تكرره اكثر من اربع مرات والامر بالقتل في المرة الرابعة كما
في امتداد الاسلام ثم سمح قال جماعة دل الاجماع على سمحه وقال بعضهم لسمحه قوله صلى الله عليه وسلم لا يحل دماء
مسلم الا ما حدى ثلاث النفس بالنفس والقيم للرائي والبارك لديه المفارق للجماعة وقيل انه باق سياسة و
هو الاصح احداثه من الروي والطحاوي ١٣

له قوله ثم قال اي بعد امر حد الحمر بكتوه من التكييت وهو التبريم والتعير باللسان والظاهر ان هذا الامر

فأقروا عليه، يقولون ما اتقيت الله ما حسيت الله وما استحييت من رسول الله صلى الله عليه وسلم
فقال بعض القوم احذرك الله قال لا تقولوا هكذا لا تعيسوا عليه الشيطان ولكن قولوا اللهم
اعمر له اللهم ارحمه وعن اس عباس قال شرب رجل فسكرو فلقى يميل في الفج فالتحق به الى
رسول الله صلى الله عليه وسلم فلما حادى دار العباس اعلنت ودخل على عباس فالتزمه وذكر
ذلك للنبي صلى الله عليه وسلم فصحك وقال افعها ولم يأمره بشئ رواه ابو داود وروى
عبيد بن عمير ان عليا وعمر قالا من مات من حداثه او فحاش فلا ذية له الحق قتله ورواه بخوار
المدر عن ابي بكر.

باب ما لا يدعى على المحدث

عن عمر بن الخطاب ان رجلا اسمه عبد الله بلقب جمارا كان يصيحك النبي صلى الله عليه وسلم

في الاستحمام بخلاف الاول فانه لا يحجب كذا في المرقاة ١٢

له قوله ولم يأمره بشئ قال في المرقاة يحتمل ان يكون انما لم يعرض له بعد دخوله دار العباس من اجل
انه لم يكن تمت عليه الحد باقراره او شهادة عدول وانما التقى في الطريق يميل عطش به السكر فلم يكشف
عنه رسول الله صلى الله عليه وسلم وتركه على ذلك **ويحتمل** ان يكون انما لم يعرض له من اجل انه يميل
في الفج اى يظهر اثر السكر في مشيه وحركاته واطرافه وهو لا يوجب الحد ولو كان هو ان لا يعرف شيئا حتى لا يصح
من السماء لما تركه على ذلك واقام عليه الحد اذ ما ذهب اليه ابو حنيفة رحمه الله تعالى ١٢
له قوله فلا ذية له اى من حداثه او فحاش يعنى من حداثه الامام او غيره فعانت دمه هدر لا يحجب
شئ لا على الامام ولا على الجليل او المعزور بامره من غير فرق بين حد الشرب وغيره هذا عندنا وما لك
واحد خلافا للشافعي لآى الامام ما مورى بالحد والتعزير وحصل الامور لا يتقيد بشرط السلامة و
تعامه في الفقه والتميز قلت ومقتضى التعليل بالامران ذلك هير خاص بالامام فقد مر ان لكل مسلم

وكان النبي صلى الله عليه وسلم قد جلد في الشراب فاني به يوما فامر به مجلد فقال رجل من القوم اللهم العنه ما اكتر ما يؤتى به فقال النبي صلى الله عليه وسلم لا تلعهوه فوالله ما علمت انه يحب الله ورسوله رواه البخاري وفي رواية اخرى له فلما انصرف قال بعض القوم اخذك الله قال لا تقولوا هكذا لا تعينوا عليه الشيطان وعلم ابى هريرة قال جاء الاسلامي الى بي النبي صلى الله عليه وسلم فشهد على نفسه انه اصاب امرأة حراما اربع مرات كل ذلك يعرض عنه فاقتل في الخامسة فقال انكبتها قال نعم قال حتى عاب ذلك منك في ذلك معها قال نعم قال كما يخيب المروء في المكحلة والرياء في المنكر قال نعم قال هل تدري ما الزباء قال نعم اتيت معها حراما ما أتى الرجل من اهله حلالا قال فعانريد بهذا القول قال اريد ان تطهرني فامر به فرجم فسمع نبي الله صلى الله عليه وسلم رحلين من اصحابه يقول احدهما لصاحبه انظر الى هذا الذي ستر الله عليه فلم ندعه نفسه حتى رجم رجم الكلب فسكب عجمها ثم سار ساعة حتى مر بحقيقة حمار سائل برجله فقال ايس فلان وقلان فقالا نحن ذان يا رسول الله فقال انزلنا فكلنا من جيفة هذا الحمار فقالا يا سي الله من يأكل من هذا قال قما ملتنا من عرض احيكنا انما استدم من اكل منه والدي نفسي بيده انه الآن لغى ابهار الحمة ينغمس فيها رواه ابو داود وعنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما ادرى المحدود

= اقامة التعذيب حال مباشرة المعصية لانه مأموه بارالة المسكر الا ان يفرق ماله يمكده الرقع الى الامام فلم يتعين
الاقامة عليه بخلاف الامام مأمل وايضا محتما هذه الآثار التي قطعت من شرح الوقاية وعمدة الرعاية و
نيل الاوطار ورد المختار ١٢

له قوله ما ادرى المحدود كفارات لاهلها ام لا اختلف العلماء رجمهم الله تعالى في ان الطهارة من الذنب من
احكام الحد من غير قربة فذهب كثير من العلماء الى ذلك ومنهم الشافعية وذهب اصحابنا الى
انها ليست من احكام الحد فاد اقيم عليه الحد ولم يتد لم يسقط عنه اثم تلك المعصية ولا يطهر بدون
التوبة عندنا فاعني ليس الحد مطهر عندنا بل المطهر التوبة استندلا لانه لا يهتد الاحاديث وعمل آية =

كفارات لأهلها أمر لا رواه البيهقي في سننه وروى عبد الرزاق والمحاكمي مستدركه والبراني مسنداً مثله
وقال المحاكمي صحيح على شرط الشيخين والسدوقي باعتراف الحافظ وأبو هريرة متأخر عن عمادة فالعبوة لم
وروى الطحاوي عن أبي هريرة قال أتى لسارق إلى النبي صلى الله عليه وسلم فقالوا يا رسول الله إن هذا
سارق فقال ما حاله سرق فقال السارق بلى يا رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ادعوا له فاقطعوه ثم
احصوه ثم ايتوني به قال فذهب به فقطع ثم حسم ثم أتى به فقال تب إلى الله عز وجل فقال تب إلى
الله فقال تاب الله عليك وفي رواية لأبي داود والنسائي وابن ماجه والدارمي فأمر به فقطع وحيث
به فقال له رسول الله صلى الله عليه وسلم استعمر الله وتب إليه فقال استعمر الله واتوب إليه فقال
رسول الله صلى الله عليه وسلم اللهم تب عليه ثلاثاً وهذا يدل على أن المحد ليس بكفارة للتوب
والكفارة هي التوبة.

قطع الطريق فإنه قال تعالى دلت لهم حدى في الدنيا ولهم في الآخرة عذاب عظيم لا الدين تأوان
اسم الإشارة يعود إلى التقييل أو التصليب أو المعنى فقد جمع الله تعالى بين عذاب الدنيا والآخرة
عليهم واسقط عذاب الآخرة بالتوبة فإن الاستتاعايد إليه للاجماع على أن التوبة لا تسقط الحد
في الدنيا وأما ما رواه البخاري وغيره من رجوعا من أصاب من هذه المعاصي شيئاً وعوقب به في
الدنيا فهو كفارة له ومن أصاب منها شيئاً استغفرت الله فهو إلى الله أن شاء عفاه وأن شاء عاقبه فيجب
جملة على ما إذا تاب في العقوبة لأنه هو الطاهر لأن الطاهر أن صر به أو رحمه يكون معه توبة
منه لدوقه سب فعله فيتقدمه جميعا بين الأدلة وتقييد الطمى مع معارضة القطع له متعين
مخلاف العكس كذا في فتح القدير واستدل الريلعى على عدم كونه مطهر من الذنوب بأنه
يقام على الكافر ولا مطهر له اتفاقاً وأوضح دليلنا في البه التفتته من البحر الرائق وعمدة الرعاية
والدر المختار ورد المختار والعرف السدى ١٢

باب التعزير

عن العمار بن شريك قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم

له قوله باب التعرير لما ذكر العقوبات المقدرة شرع في غير المقدرة والتعريض لعدة التأديب مطلقا نصرت وغير
دون الحد او اكثر منه وشرعا هو تأديب حرء الفعل هو محذور شرعا والفرق بين التعرير والحد على ما في
نصاب الاحتساب والتأديب حامية وغيرهما نوحه احدى ان الحد مقدر شرعا والتعريض مقصور الى
رأى الامام وثانيها ان الحد يدعى بالتسوية والتعريض يجب معها وثالثها ان الحد لا يجب على الصبي
والتعريض شرع عليه والرابع ان الحد يوجد في الدمي ويطلق الحد عليه وبأديبه لا يسمى تعريرا بل عقوبة
والخامس ان الحد محقق بالامام والتعريض يقيم الروح والمولى وكل من رأى احدا ياتى المحصنة
والسادس ان الرجوع يعمل في الحد لاقى التعرير والسابع انه يحبس المشهود عليه حتى يسأل عن
الشهود في الحد لاقى التعرير والثامن ان الحد لا تخور الشفاعة فيه بخلاف التعرير والتاسع ان
الحد يسقط بالتقدم دون التعرير والعاشر ان الحد لا يخور الامام تركه بخلاف التعرير وفي البحر
اجمعت الامة على وجوب التعرير في كميّة لا توجب الحد وكل من ارتكب معصية ليس فيها حد مقدار
ويتب عليه عند الحاكم ما يجب فيها التعرير انتهى وفي السراحيّة من وطئ نسبه عدرا انتهى وفي
الدخيرة ان كان الفعل من جنس ما يجب به الحد ولم يجب لما عارضه مانع يبلغ التعرير اقصى عايانه وان
كان من جنس ما لا يجب فيه الحد لا يبلغ اقصى عايانه ولكنه مقصور الى رأى الامام انتهى وفي نصاب
الاحتساب التعرير واجب كالحد لانه حرء فعل هو محذور مكره واحكام خلاف التأديب لانه غير واحد
بل ما احكام انتهى كذا في عمدة الرعاية وقال في المرقاة تم التعرير مما شرع منه التعرير اذ ارآه الامام واحد
عندنا وهو قول مالك واحمد وعمد الشافعي ليس بواجب لما ان رجلا جاء الى
النبي صلى الله عليه وسلم فقال اني رأيت امرأة فاستمها ما دون ان اطأها فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم

من بلغ حد في غير حد فهو من المعتدين رواه البيهقي في سننه ورواه محمد بن الحسن في

أصليت معاً قال نعم فتلا عليه ان الحسبات يد من السيآت وقال في الانصار اقتلوا من محسبهم
وتحاوروا عن سيئهم وقال رجل للنبي صلى الله عليه وسلم في الحكم الذي حكم به للرير في سقي ارضه فلم
يرافق حرصه ان كان ان عنك فعصت صلى الله عليه وسلم فلم يعرره ولما ان ما كان منصوباً عليه
من التقدير كما في رطب حارية امرأة او حارية مستركة يجب امتثال الامر فيه وما لم يكن منصوباً عليه
ادارأي الاقام بعد محاسبة هوى نفسه الصالحة لو علم انه لا يدرجها الآيه وحب لانه راحر مشروع
لحق الله تعالى نوح كالحمد وما علم انه يدرج بدونه لا يحب وهو محمل حديث الذي ذكره النبي صلى
الله عليه وسلم ما احب من الماء فانه لم يذكره النبي صلى الله عليه وسلم الا هو نادى من درج لان ذكره له
ليس الا للاستعلام بوجهه ليفعل معه واما حديث الرير والتحرير لحن آدمي وهو النبي صلى الله عليه وسلم
يرجوه له تركه خاصاً ما في حجة الامه ان التحرير هو مشروع لكل معصية لاحد فيها ولا كفارة وهل
هو فيما يستحق التحرير في مثله حق واحب لله عز وجل امر عبداً واحب قال الشافعي لا يحب بل هو مشروع
وقال ابو حنيفة ومالك اذا غلب على طبه انه لا يصلحه الا الصرب وحب وان غلب على طبه
صلاحه يعيره له يحب وقال احمد اذا استحق بطله التحرير وحب

له سوله من بلغ حد في غير حد فهو من المعتدين والاصل في نقص التحرير عن الحد وذهب هذا الحديث
وادار الحد تسليع التحرير حدا في ابو حنيفة ومحمد رحمهما الله تعالى نظرا الى آدني الحد وهو حد العبد
في القذف وهو فاء الله وذلك اربعون فقصاصه سوطاً محملاً اكثر التحرير تسعة وتلتين سوطاً هذا هو الحق
لان من اسهر حد الا حرار فقد بلغ حدا وهو حد العبد وتكبر حد في الحديث يبا فيه ونقولنا قال الشافعي
في الحر وقال في العبد تسعة عشر لأن حد العبد عدة عشرون وفي الاحرار اربعون وأبو يوسف
اعتراقل حد ود الاحرار لان الاصل الحرية فقصر سوطاً في راية عدة محمل اكثر التحرير تسعة وسعين
سوطاً وهو قول زفر رحمه الله تعالى وهو القياس والطاهر الرواية عن ابى يوسف تنقيص خمسة كما

كتاب الآثار مرسلًا وعن أبي هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم قال إذا ضرب أحدكم فليبتق

يدري عن علي ويحب تقليد الصحابي فما لا يدرك بالرأي لكنه قريب عن علي رضي الله عنه وتعامده في
الفتح وفي الحاوي القدسي قال أبو يوسف أكثره في العدة تسعة وتلاتون سوطا وفي الحر خمسة وسبعون سوطا
به أحداهم فعلم أن الأصح قول أبي يوسف مجرد قال صاحب رد المحتار يحتمل أن قوله به أحدًا ترحيم للرواية
التالية عن أبي يوسف على الرواية الأولى لكون التالفة هي ظاهر الرواية عنه ولا يلزم من هذا ترحيم قوله
على قولها الذي عليه متون المذهب مع نقل العلامة قاسم تصحيحه عن الأئمة ولذا لم يقول الساج
على ما في المحرر عن أبي يوسف أنه يقرب كل حس إلى حسه فيقرب اللبس والقبلة من حد الرمي و
قدف غير المحصن أو المحصن بعيد الرمي من حد القدف صرنا لكل نوع إلى نوعه وعنه أنه يعتد على
قدر عظم الحرم وصعوبة ريلعي وأقل التعزير ثلاث حلقات وهكذا ذكره القدوسى فكأنه يرى
أن ما ذهبوا إليه يقع به الرجبر وليس كذلك بل يختلف ذلك باختلاف الأشخاص فلامعنى لتقديره
مع حصول المقصود بذنبه فيكون مقوضا إلى رأى القاصي يقيمه بقدر ما يرى المصلحة منه على ما سب
تفاصيله وعليه مشايخنا رحمهم الله تعالى ريلعي ونحوه في الهداية قال في الفتح فلورأى أنه يدرج
لسوط واحد اكتفى به وبه صرح في الخلاصة فلورأى أنه لا يدرج بأقل من تسعة وتلاتين صار أكثره
أقل الواجب وتنقى فائدة تقدير الأكثر بها أنه لو رأى أنه لا يدرج إلا ما أكثرها يقتصر عليها ويبدل
ذلك الأكثر بوسع آخر وهو المحس متلا وقال في عمدة الرعاية اعلم أن التعرير على أنواع فممكن
بالصع على العنق وبعك الأدن وبسط القاصي له بوجه جبرس ولستم غير القدف والمحس وبالصهي
وبالقتل وبالصر وبغير ذلك فإن اقتضى رأى القاصي الصر في واقعة فحيث يسعى له أن
ينقصه من مقدار أدنى الحدود وهو أربعون سوطا لتأرب الحرم كداحقة في فتح التقدير وذكر جمع من
المتأخر التعرير بالقتل في مواضع حيث قالوا أن للإمام قتل من سرق مزارا سياسة ومن تكرر
منه الحق مزارا والساحر إذا تكرر منه السحر والبرديق ومعتادا للواطئة ومن سب النبي

الوجه رواه النوداود وعنه ابن عباس عن النبي صلى الله عليه وسلم قال اذا قال الرجل للرجل يا
يهودي فاصوبه عشرين واذا قال يا محمت واصوبه عشرين وممن وقع على ذات محرم فاقبلوه
رواه الترمذي وهذا ازجروسياسة وحكمه حكم سائر الرناة وعنه عمر بن ابي راسول الله
صلى الله عليه وسلم قال اذا وجدت الرجل قد عل في سبيل الله فاحرقوا متاعه واصوبوه رواه

صلى الله عليه وسلم واكثر منه وهردمي وصريحوا ايضا بان من وجد مع زوجته رجلا يربى له قتلها وامثال
هذه كثيرة وصريح في الخلاصة والظهيرية بخوار التعرير باحد المال وباحراق البيت ونحو ذلك امر وقال
اصحابنا واصحاب الشافعي حديث ابي برة بن بيار لا يحل فوق عشرة حلدات منسوخ
بدليل عمل الصحابة بخلافه من غير انكار احد واستدلوا بان الصحابة حاربوا عشرة اسواط وذكر
بعض المتأخرين ان حديث ابي برة محمول على التأديب الصادر من غير الولاية كالسيد يضرب
عنده والزوج يضرب زوجته والاب ولده يعني لا يراد على العشرة في التأديبات التي لا تتعلق بمعصية
كتأديب الاب ولده الصغير النقطة من المرققات والهداية ورد المختار وعمدة الرعاية وسيل الاوطار
وعدة القاري ١٢

له قوله اذا قال الرجل للرجل يا يهودي فاصوبه عشرين الحديث الى برة منسوخ بهذا الحديث
لانه قد ثبت فيه ان النبي صلى الله عليه وسلم كان يجاور العشرة احده من اللغات وقال في الدر المختار
عمر الشافعي محمت يا يهودي والضابط انه متى سبه الى فعل احتياري محرم شرعا ويعد عارا
عرفا يعرروا الا ان كمال ١٢

له قوله ومن وقع على ذات محرم فاقبلوه قيل انه محمول على المستحل لذلك وقال المظهر حكم احمل
بظاهر الحديث وقال غيره هذا ازجروسياسة وحكمه حكم سائر الرناة يرحم ان كان محصا ويحسد ان لم
يكن محصا كذا في المرققات ١٢

له قوله فاحرقوا متاعه وقال في العرف الشاذي يدل حديث الباب على احراق المال تعريدا وفي

الترمذي و ابو داود وقال الترمذي قال البخاري وقد روى في غير حديث عن النبي صلى الله عليه وسلم
في الغال ولحمياً مرقية محرق متاعه وقال الطحاوي لوصف الحديث لا يحتل ان يكون حينئذ
العقوبة بالمال.

باب بيان الحمر وعيد شاربها

وقول الله عز وجل يا ايها الذين آمنوا انما الحمر والميسر والانصاب والارلام حرام
من عمل الشيطان فاجتنبوه لعنكم تعلمون انما يريد الشيطان ان يوقع بينكم العداوة
والبغضاء في الحمر والميسر ويصدكم عن ذكر الله وعن الصلوة فهل انتم مستهونون

عامته كسما هي التعزير بالمال وانه مسرور ووحدت في المحاوي القدسي حوار التعزير بالمال عن ابي يوسف
انتهى وصريح في الخلاصة والطهيرة حوار التعزير باحد المال وباحراق البيت ونحو ذلك ١٢

له قوله يا ايها الذين آمنوا انما الحمر والميسر الح فيها دلائل سبعة على تحريم الحمر احدها
قوله حرام والرجس هو الخمر وكل بحس حرام والثاني قوله من عمل الشيطان وما هو من
علمه فهو حرام والثالث قوله فاجتنبوه وما امر الله باحتسابه فهو حرام والرابع قوله لعنكم
تعلمون وما علق رجاء الفلاح باحتسابه فلا تبيان به حرام والخامس قوله انما يريد الشيطان
ان يوقع بينكم العداوة والبغضاء في الحمر والميسر وما هو سبب وقوع العداوة والبغضاء بين
المسلمين فهو حرام والسادس قوله ويصدكم عن ذكر الله وعن الصلوة وما يصد به الشيطان
المسلمين عن ذكر الله وعن الصلوة فهو حرام والسابع قوله فهل انتم مستهونون معناه انتم وما
امر الله عياده بالانتهاء عنه والاثنيان به حرام الكتاب قلت والثامن اقتراها بالاقوال حيث
قال انما الحمر والميسر والانصاب والارلام وما يقترون بالكفر فلا اقل من ان يكون حراما وداود
شارب الحمر كعابد الوثن وشارب الحمر كعابد الالات والعمرى كذا في المرقاة ١٢

وقوله تعالى اعصر خمرا عن سالم بن عبد الله عن ابيه ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ان من لعب خمرا وانها كمن كل مسكروا والطحاوي وفي رواية له عن ابن عباس

له قوله اعصر خمرا قالوا مدل على ان الحمر هو ما يعص ولا يسد كذا في ميل الاوطار
 ثم قوله ان من لعب خمرا الحمر اجمع الاعيان التي تستخرج منها الاستربة اربعة العنب والتمر
 والريب والحبوب كالحبطة والسعير والذرة ثم للماء الذي يستخرج من هذه الاعيان حالتان
 سبي ومطبوخ والمطبوخ نوعان ما طعم حتى ذهب ثلثاه ونقي ثلثه وما طعم حتى ذهب ثلثه ونقي
 ثلثاه او نقي نصفه وذهب نصفه والماء الذي يستخرج من هذه الاعيان اوصاف ثلاثة حلو
 وقارص ومرو ما يتخذ من العنب خمسة احدها الحمر وهي التي من ماء العنب اذا علا واشتد
 وقذف بالريد هذا عند ابي حنيفة وعندهما اذا اشتد صار حمر ابدون قدف الريد وبه
 قالت الثلاثة ولا في حنيفة ان العليان مداته السدة وكما لها نقد الريد وسكونه ادمه
 يتميم المصافي من الكدر واحكام الشرع قطعية فتساط بالنهاية كالحمد والكفار المسجل واحكامه انه حرام
 قليله وكثيره والثاني المادق وهو الذي طعم اذ في طمجة وهو حلال حلوه واداعلا واشتد يحرم والثالث
 المصنف وهو الذي طعم حتى ذهب نصفه وحكمه حكم المادق والرابع المثلث وهو الذي طعم حتى
 ذهب ثلثاه ونقي ثلثه حلال وان علا واشتد وهذا عند ابي حنيفة وابي يوسف وقال محمد
 ومالك والشافعي رحمه الله تعالى حرام قليله وكثيره وهذا الخلاف مما اذا قصد به التقوى
 اما اذا قصد به التلهي لا يحل بالاتفاق وعن محمد رحمه الله مثل قولهما وعنه انه كره ذلك وعنه انه
 توقف فيه قال لا احرمه ولا ابيحه والخامس الجمهوري وهو من ماء العنب اذا صب عليه
 الماء وقد طعم حتى ذهب ثلثه ونقي ثلثاه وحكمه حكم المادق وما يتخذ من الربيب نوعان بيع و
 سيد الاول ان يبقع في الماء ويترك حتى يستخرج الماء حلاوته وحكمه حكم المادق والثاني هو
 الذي من ماء الربيب اذا صب اذ في طمجة وحكمه حكم المثلث وما يتخذ من التمر ثلاثة السكر محرمة

قال حرمت الخمر بعينها والسكر من كل شراب وفي رواية الطبراني والدارقطني نحوه وروى
السائي في سنده من طرق عن ابن عباس قال حرمت الخمر وليلها وكثيرها والسكر من كل شراب

وهو المتخذ من ماء التمر والفصيص المتخذ من ماء البسر وحكمه حكم الباق والنبيد المتخذ
من ماء التمر والسر المذهب اذا طبخ اذ في طمعة حكمه حكم المثلث وما يتخذ من العسل والاجاص
والعصا والذرة والحبة فهو كالمثلث ثم اعلم ان كون الخمر اسما للشيء من ماء العنب اذا صار
مسكرا حقيقة بالاتفاق من انفة اللغة حتى استعمل استعماله في غيره سمي باسمي مختلفة محارا
وهذا عندنا وقال الشافعي وغيره الخمر هو اسم لكل مسكر لما روى عن ابن عمر رضي الله عنهما
انه عليه السلام قال كل مسكر حرام وكل مسكر حرام وعن النعمان بن سير رضي الله عنه قال قال
رسول الله صلى الله عليه وسلم ان من المحطة حرام وان من الشعير حرام ومن الربيب حرام ومن التمر حرام
ومن العسل حرام وعن ابي هريرة قال قال صلى الله عليه وسلم الخمر من هاتين الشحرتين الحلة والعصة
ولأن الخمر سميت حراما لمحامرتها العقل وكل مسكر يحامر العقل قلنا الخمر حقيقة اسم للشيء من ماء العنب
اذا صار مسكرا وعنده من الامثلة كل واحد له اسم مثل المثلث والماذق والطلاء والمنصف والسكر
ونحوها واطلاق الخمر عليها محار وعلمية تحمل احاديث المحصور وتزيد احاديث الباب المذكورة في هذا
الكتاب لأن السكر من كل شراب هو غير الخمر في احاديث الباب لأن العطف يقتضي المعايرة وتفصيله
ان قوله عليه السلام الخمر من هاتين الشحرتين الحلة والعصة قد اولاه تأويلات الاول اريد في هذا
الخمر وفي ما جاء مثله من الاخبار بيان الحكم وهو الحرمة لبيان الحقيقة اذ هو الاثنان بمصدا للرسالة
لأن النبي عليه السلام معوت لبيان الاحكام لبيان الحقائق بان يقول هذا حرام وهذا حرام لان كل واحد
يعلم ذلك من آحاد الناس الثاني ان يكون المراد من قوله من هاتين الشحرتين احدهما كما في قوله
عز وجل يا معشر الحبس والانس الم يأتكم رسل منكم والرسا من الانس لا من الحبس وقوله عز وجل يحرم
منهما النول والمزجان وانما يخرج من احدهما فيكون المقصود من قوله الخمر هي الكائنة من العنب لا من

وفي رواية حرمت الحمر يعيها قليلا وكثيرها والمسكر من كل شراب وفي رواية حرمت
الحمر قليلا وكثيرها وما أسكر من كل شراب وللبرار نحوه وقال أصحابنا والمسكر من كل شراب

في المحلة الثالثة ان يكون عني قيد التسكرتين جميعا ويكون ما حرم من ثمها حراما الرابع ان يكون المراد
كون الحمر من هاتين التسكرتين وان كانت محتاجة ولكن المراد من العب هو الذي يفهم منه الحمر حقيقة
ولهذا سمي حراما سواء كان قليلا او كثيرا اسكرا ولم يسكر ويكون المراد من التمر ما يكون مسكرا فلا يكون
غير المسكر منه واحلا فيه وكذا الكلام في كل ما جاء من اطلاق الحمر على غير العب فان قلت كل ما
اسكر يطلق عليه انه حرام الا ترى حديث ابن عمر عن النبي صلى الله عليه وسلم انه قال كل مسكر حرام وكل مسكر
حرام قلت المعنى في هذا المحذور فيما جاء مثله من الاخبار انه يسمى حراما حالة وهو المسكر دون غيره
بخلاف ماء العب المشتد فانه حرام سواء اسكر او لم يسكر والدليل قوله عليه السلام الحمر ما حار العقل
فانه انما يسمى حراما عند محارمة العقل بخلاف ماء العب المشتد فان قلت لما جاءهم مادي
رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الحمر قد حرمت امتنعوا وكسروا الجرار ولم يكرهوا ولا قالوا كنا شرب القهيم
بل امتنعوا فلو ان عندهم حراما امتنعوا منه قلت العصيم الذي كانوا يشربونه حيث كان مسكرا و
المسكر يطلق عليه اسم الحمر باعتبار محارمة العقل لان حقيقة الحمر من العب التي المشتد حتى يتعلق به
الحذر قليلا وغير ماء العب من الاستمارة لا يتعلق الحد الا بالمسكر منها وقولنا الحمر من العب وحده الايمان
قول الصحابة ان الحمر من حمسة اشياء ولا يصير فصاحتهم لا فهم استعملوا في كلامهم الحقيقة والمجاز وهو عين
الفصاحة ولا يفرق بينهما من كلام الصحابة الا من له ذوق من ادراك دقائق الكلام يعني الصحابة ما
اطلقوا على العصير من غير العب حراما بطريق الوصف اللعوي بل بطريق التسمية والتسمية غير الوصف بخلاف
ووجه تسميتهم من باب التشبيه والمجاز لان حيت الحقيقة وانما اراقوا المتخذ من التمر والربط
لان كان مسكرا حيث ما اطلقوا عليه الحمر من جهة اسكراه لا من طريق الوصف اللعوي والدليل على
انه كان مسكرا حين بلعهم الحذر تحريم الحمر ما رواه ابو عاصم بلفظ حين مالت رؤسهم قد دخل داخل فقال

هو غير الحمر في هذه الأحاديث لأن العطف يقتضي المعايرة وروى عبد الرزاق عن ابن عمر و
سعيد بن جبير قال أما الحمر فحرام لا سبيل إليها وأما ما عداها من الأثربة فكل مسكر حرام و
في رواية لابي داود عنه أن النبي صلى الله عليه وسلم هي عن الحمر والميسر والكوبه والغدير وأقال
كل مسكر حرام وروى النوداود وابن ماجة عن ابن عمر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم
لعن الله الحمر وشاربها وساقبها وبائعها ومبتاعها وعاصرها ومعتصرها وحاملها والمحمولة اليه
وفي رواية لمسلم ومن شرب الحمر في الدنيا فمات وهو يد منها الميت لم يشرب بها في الآخرة
وعن امرسامة قالت هي رسول الله صلى الله عليه وسلم عن كل مسكر ومعتر رواه اسوداود

أن الحمر حرمت قال فما حرم من سائرهم ولا دخل داخل حتى كسر بالقلال وأهم قما الشراب الحديث فلو كان
غير مسكر لما فعلوا ذلك وروى الطحاوي من حديث الس قال كان أبو عبيدة من الحرام وسهيل بن بيا
وأي بن كعب عبداني طلحة وأنا سقيهم من شراب حتى كاد يأخذ منهم الحديث وفي آخره وأنها
الس والتمر وأنها الحمر بأيومئذ ورواه احمد ايضا وفيه انصا حتى كاد الشراب ان يأخذ منهم وفي
رواية للطحاوي حتى اسرعت فيهم وهذا يابدي بأعلى صوته ان مشروهم يومئذ كان مسكرا ولما
بلغهم الحد تحريم الحمر اطلقوا الشرب وارا قواما نقي منه وهبيلك ان الحمر يسمى لمعنى محامرة العقل بذلك
لا يدل على ان كل ما يحامر العقل يسمى حمر الا ترى ان الفرس الذي يكون احد شقته ابيض والآخر
اسود يسمى الملق ثم التوب الذي يجمع فيه لون السواد والياض لا يسمى بهذا الاسم وكذلك النجم يسمى
بحما يظهره قالوا نجم أي ظهر وهو اسم للنجم المعروف وهو الترياب وليس باعم لكل ما ظهر وهذا كثير المطا شد
بحوالقارورة وأنها مستتقة من القمار وليس اسما لكل ما يقر منه شيء بل المنقول من اهل اللغة ان
الحمر من العنب والتمتد من غيره لا يسمى حمر الا بمجار التفتته من عقود الحواهر والهداية وشروح
الكر وجملة القاري والمسوط ١٢

له قوله هي رسول الله صلى الله عليه وسلم عن كل مسكر ومعتر قال الطيبي لا يبعد ان يستدل على محرم النجم

وعن جابر بن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ما أسكر كثيره فقليله حرام رواه الترمذي وأبو داود
وابن ماجه وروى احمد والترمذي وأبو داود عن عائشة عن رسول الله صلى الله عليه وسلم

= والتسعة وبخوها مما يعثر ويريل العقل لأن العلة وهي إزالة العقل مطردة فيها كذا في المرات ١٢
له قوله ما أسكر كثيره فقليله حرام اعلم ان الجرد عند أبي حنيفة عصير العنب اذ اعلى واستند وقد
بالرند واحكامه عشرة مذكورة في الهداية منها ان مستحايها كافر وانها بحسنة عليقة وان قليلها وكثيرها
حرام وان شاربها محذور اسكرام لا سواها اشربة ثلثة قليلها وكثيرها حرام اذ اعلى واستند والآن لم يحرم
اتفاقا وفي رواية بحسنة حفيضة وهو مختار السرخسي في رواية عليقة واختارها في الهداية احدى اطلاعه
وهو عصير العنب المطروح الذي لم يطعم ثلثاه واستندوا في الجرد لا يطعم وللطلاء تفسير آخر وثانيها السكرو
الثالث المقيع وهذه الثلثة والجرد تسمى بالاشربة الاربعة ويكون قليلها وكثيرها حراما ولا يطلق لفظ
الجرد الا على الاول من الاربعة وامامنا سواها فيتحيد السيد من كل شئ من المحبوب والتمار والالنان
وتسمى هذه الاقسام بالاسدة وحكمها اذ اعلى واستندت ما ذكرنا من القليل اى القدر غير
المسكر منها حلال اذ كان بقصد التقوى على العادة وعوام بقصد التلهي والكثير اى القدر المسكر
منها حرام وقوله صلى الله عليه وسلم كل شراب اسكر يعنى به الجرد الذي يحدث عقبه السكر فهو حرام
وهذا مذهب أبي حنيفة وأبي يوسف ومعه وليع من حرام وسفيان الثوري ولكنه لعلة
يرجع سفيان عنه وفي الهداية عن الاوزاعي ايضا وفاق الى حفيضة في الجملة وبعض الصحابة
ايضا وان تأولت المحصور او الهم واثمة آخرون ايضا موافقون للتحسين في الجملة وايضا قال ابن
مسعود مثل ما قال ابو حنيفة فالمراد بالاشربة الاربعة التي هي حلال عند التحسين اذ اعلى
واستندت والافلا يحرم غيرها اتفاقا ولا في حنيفة آثار منها ان رجلا شرب السيد من
سنة الفاروق الاعظم واسكر ثم قال يا امير المؤمنين اني شربت من سمك فقال عمر رضي الله عنه
حدوتك من الاسكار واعلى الاشياء من حاب الى حفيضة اعتد اراما اخرجها الطحاوي

قال ما اسكر منه الفراق فمثل الكف منه حرام وقال محمد ما اسكر كثيره فقليله حرام و
به يعنى في رما سأل علة الفساد وروى اوداود عن ديلم الحميرى قال قلت لرسول الله

عن مرفوعا قال اشربوا ولا تسكروا الخ وقال بعض الحنفية ان كل محرم يكون بعض حسه حلالا
فيكون السيد حلالا من حش الخ الذي حرام والبطائر الحريه حرام ويحور قدر اربعة اصابع
الرجال وكذلك الذهب والفضة ووحدت لقولهم دليلا من قول بعض السلف عن بعض اهل البيت
انهم ذكروا مثل ما ذكر بعض اصحابنا وقال ان بهر طالوت كان كثيره حراما وقليله حلالا فعلم ان لقول
ذلك البعض من الحنفية اصلا ثم اقول معيار عمارتهم لا هم صهم وذلك يحدى شيئا قالوا ان ما
سوى الاشرية الاربعة حلال قليله على قصد التقوى على العادة ويحرم على قصد التلهى واقول معيار
عمارتهم ان ما سوى الاربعة حرام الا قدر قليل يقصد التقوى على عبادة والفرق ان عمارتهم تشعرا ان
الاصل الاباحة والحرمة يعارض التلهى وعلى ما قلت تشعرا بان الاصل الحرمة اما الحلال قدر
قليل يقصد التقوى على العادة فادن يكون التقوى مثل التدوى فيحول الامر الى باب التدوى ولا
تكون الاحاديث الوافرة مخالفة لاني حبيبة وهذا يكون شبهة قولنا ان المنة حرام الا عند الاضطراب فيكون
التقوى على العادة محصورا ومستثنى فيكون جميع احاديث المسكر حراما على ظاهرها مثل ان يقال
ان المنة حرام ومن اراد تفصيل ادلة اى حبيبة من الاحاديث وغيرها فعليه بالعرف المتدى وبذل
المجهود وعانة البيان ومعراج الراهية واما الشافعى واحمد ومالك ومحمد بن حسن
وجمهور الصحابة فدهوا الى ان المسكر المائع من كل شئ محرم قليله وكثيره اسكر لم يسكر
والمسكر الحامد ليس محرم واقفى ارباب الفتوى ما يقول محمد بن حسن لقوله عليه الصلوة والسلام
ما اسكر كثيره فقليله حرام ذكره الربيعي وحيد كصاحب الملتقى والمواهب واللكايفه والبهايه والمعراج
وشرح المجموع وشرح درر البحار والقهستاني والعيني حيث قالوا الفتوى في رما سأل علة
الفساد وعلل بعضهم بقوله لان المساق يحتملون على هذه الاشرية ويقصدون اللهو والسكر ليس بها

صلى الله عليه وسلم يا رسول الله انا بارض باردة وبعا لجر يبيها عملا شديدا وانا اتخذ شرابا من هذا الفم
 يتقوى به على عمالنا وعلى رد بلادنا قال هل يسكر قلت نعم قال فاجتنبوه قلت ان الناس
 عند تاركه قال ان لم يتركوه قاتلهم وعن حابر بن رحلا قدم من اليمن وسأل النبي صلى الله
 عليه وسلم عن شراب يشربونه ما وصيهم من الدرة فقال له المرء فقال النبي صلى الله عليه وسلم
 او مسكر هو قال نعم قال كل مسكر حرام ان على الله عهدا من يشرب المسكر ان يسقيه من
 طينة الحمال قالوا يا رسول الله وما طينة الحمال قال عرو اهل النار او عصارة اهل النار رواه
 مسلم وعن عبد الله بن عمر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من شرب الجمر لم يقل الله
 له صلاة اربعين صباحا فان تاب تاب الله عليه فان عاد لم يقل الله له صلاة اربعين صباحا
 فان تاب تاب الله عليه فان عاد لم يقل الله له صلاة اربعين صباحا فان تاب تاب الله عليه
 فان عاد في الرابعة لم يقل الله له صلاة اربعين صباحا فان تاب لم يتب الله عليه وسعاه من بحر
 الخيال رواه الترمذي ومرواه النسائي وابن ماجة والدارمي عن عبد الله بن عمر وعن ابي
 امامة قال قال النبي صلى الله عليه وسلم ان الله تعالى بعثني رحمة للعالمين وهدى للعالمين وامرني
 بربى عز وجل بحق المعارف والمراميد والاقوات والصلب وامر الحاهلية وحلف ربي عز وجل بعزقي
 لا يشرب عند من عبيدي حرعة من الجمر الاسقيته من الصديد متليها ولا يتركها من مخافتي
 الاسقيته من حياض القدس رواه احمد وعن عبد الله بن عمر وعن النبي صلى الله عليه وسلم
 قال لا يدخل الحمة عاق ولا قمار ولا مسا ولا مد من خمر رواه الدارمي وفي رواية له ولا

= اقول الطاهر ان مرادهم التحريم مطلعا ومدة الباب بالكلية والا فالحرمة عند قصد اللهو ليست محل الخلاف
 بل متفق عليها ولما كان الغالب في هذه الارصة قصد اللهو لا التقوى على الطاعة مع ما من ذلك
 اصلا تأمل واختاره شارح الوهابية وذكر انه مروي عن الكل احدثه من العرف السني و
 الدرا المختار و مراد المختار و ميل الاوطار ١٢

ولدرسة بدل قمار وعن ابن عمر ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ثلاثة قد حرم الله عليهم
 الجنة مدم من الخمر والعاق والديوت الذي يعرفني اهله الحث رواه احمد والنسائي وعن
 ابي موسى الاستعمري ان النبي صلى الله عليه وسلم قال ثلاثة لا تدخل الجنة مدم من الخمر وفاطم
 الرحم ومصديق بالسخرة رواه احمد وعن ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم
 مدم من الخمر ان مات لقي الله تعالى كعابد وش رواه احمد ورواه ابن ماجه عن ابي هريرة
 والبيهقي في شعب الایمان عن محمد بن عبيد الله عن ابيه وقال البيهقي ذكر البخاري في
 التاريخ عن محمد بن عبد الله عن ابيه وعن ابي موسى ان كان يقول ما انا الى شربت الخمر
 او عدت هذه السارية دون الله رواه النسائي موقوفا وعن صفية بنت عطيبة قالت دخلت
 مع لسوة من عبد القيس على عائشة فسألتها عن التمر والريث فقالت كتبت آخذ قصة من

لح قوله كتبت آخذ قصة من تمر وقصة من ربيب فالقيه في ابناء الخمر هذا هو الخيطان وهو ان يجمع بين ماء
 التمر وماء الربيب فيطعم اذني طمحة ويترك الى ان يعلى وليستد وقد روى عن عبد الله بن ابي قتادة عن
 ابيه قال قال النبي صلى الله عليه وسلم ان يجمع بين التمر والرهو والتمر والريث وليس كل واحد منهما
 على حدة وروى عن ابي سعيد مرفوعا من شرب منكم السيد فليشربه ريسا فردا او تمرا فردا او سرامدا
 واطاهر هذه الاحاديث ذهب مالك واحمد والشافعي في احد قوليه الى تحريم السيد الذي
 جمع فيه بين الخليطين وان لم يكن المتحد منهما مسكرا وقال ابو حنيفة والشافعي في قوله
 الآخر لا يحرم ما لم يسكر يعني هو حلال لاحاديث الباب وما مر من الهوى محمول على استدعاء وعلى
 غير المطروح جماعين الادلة وبالحديث يحصل التوفيق ويبدع التعارض عما نقل ابن عمر مما يقتضي المعار
 بين قوله ونعله وفي التاية وغيره ان هذا الهوى ارشادي كان في زمن الحديث والخط فاما في زمان السعة
 فلا بأس به لما اخرج ابن عدي في الكامل عن امر سليم وابي طلحة انهما كانا يشربان سبيد السم والريث
 يحلطان فليل لاني طلحة ان رسول الله صلى الله عليه وسلم لم يمت ذلك فقال انما هو في ذلك الزمان كما هي

تم وقصة من ربيب قالقيه في ايام فامرسه ثمر اسقيه النبي صلى الله عليه وسلم رواه ابو داود
وفي رواية له عن عائشة ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يسد له زيب فيلقى
فيه تمر او تمر فيلقى فيه ربيب ورواهما البيهقي في سننه وروى اس ماحة عنها
قالت كما سد لرسول الله صلى الله عليه وسلم في سقاء فتأخذ قبضة من تمر او قبضة من
ريب فطرحتها فيه ثم نصب عليه الماء فسد عدة فيشربه عشية وتنداء عشية
فيشربه عدة وصار روى انه عليه السلام يحى عن الجمع بين التمر والريب والريب و
الرطب والرطب والسرمحول على حالة السدة وكان ذلك في الانتداء في وقت كان للمسلمين
ضيق وشدة وعن ام سلمة انها كانت لها شاة تحلبها فقدها النبي صلى الله عليه وسلم فقال
ما فعلت الشاة قالوا ماتت قال افلا اسقعتن ياها بها فقلما انها ميتة فقال النبي صلى الله
عليه وسلم ان دباغها يحل كما يحل حل الحجر رواه الدارقطني وروى البيهقي في المعرفة

عن الاقران بين التمرين واحمرح ابو داود عن عائشة ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يسد له
بيد يلقى فيه تمر فيلقى فيه ربيب وفي الباب آثار واخبار أخر من شروحه الكبر والتعليق المحدث بالتقاضي
له قوله ان دباغها يحل كما يحل حل الحجر اي حل حل الحجر سواء خللت بالقاء شيئا فيها كاللحم ونحوه او
خللت نفسها من غير علاج هذا عند ابي حنيفة رحمه الله تعالى وقال الشافعي ان خللت
لا تحل قولا واحدا وان خللت بالقل من الطل الى الشمس او بالعكس او بإيقاد النار بالقرب
منها فيه قولان لما روى عن النبي صلى الله عليه وسلم انه عليه السلام سئل عن الحجر يتخذ خلا
فقال لا ولنا احاديث الباب وقوله تعالى اهل لكم الطيبات والحل طيب بالظن وفي التحليل
ادالة الوصف المفسد واتات صفة الصلاح وقوله عليه السلام نعم الا دام الحل ووجه
الاستدلال بحديث نعم الا دام الحل انه عام يتناول جميع ما يطلق عليه اسم الحل لانه
لم يفعل بين حل وحل والحوايب عن قوله عليه الصلاة والسلام لا عندنا ان القوم

عن جابر عن النبي صلى الله عليه وسلم انه قال خير خلقكم خل جمركم وروى الطحاوي في متكمل الآثار عن ابى ادريس الخولاني ان ابا الدرداء كان يأكل الموى يعنى فيه الحجر ويقول ذبحته الشمس والمطر وقال محمد بن كتاب الحج وقد بلغنا عن علي بن ابى طالب رضى الله عنه انه

كانت نفوسهم العت بالجر وكل ما لوف تميل اليه النفس محتسب النبي صلى الله عليه وسلم من دواخل الشيطان مهاهم عن اقتراحهم نهي تدرية كيلا يتحدوا التحليل وسيلة اليها واما بعد طول عهد التحريم فلا يحتسب هذه الدواخل ويؤيد خير نعم الادم الحل رواه مسلم عن عائشة وحير خلقكم خل جمركم رواه البيهقي في المعرفة عن جابر مرفوعا وهو محمول على بيان الحكم لانه الاثنى بمصباح السارح لبيان اللغة التقطته من شروح الكسر والساية والمرقات وقال في المنسوط المراد بالهوى عن التحليل في قوله عليه السلام لا ان يستعمل الحجر استعمال الحل بان يؤتد منه ولا يصطع به وهو بطير ما روى ان النبي عليه الصلوة والسلام نهى عن تحليل الحرام وتحريم الحلال وان تتخذ الدواب كراسى والمراد الاستعمال ولما نزل قوله تعالى اتحدوا احبارهم ورمها بهم اربابا من دون الله قال عدى بن حاتم رضى الله عنه ما عيدا باهم قط قال النبي صلى الله عليه وسلم ليس كانوا يأمرون ويمهرون فيطيعونهم قال نعم فقال عليه الصلوة والسلام هو ذلك قد فسر الاتحاد بالاستعمال وفي حديث ابى طلحة ذكر بعض الرواة اقلا اخللها قال نعم وان صح ما روى فاسما نهي عن التحليل في الابتداء للرجوع عن العادة المألوفة فقد كان يشق عليهم الاتزاح عن العادة في شرب الحجر فامر النبي صلى الله عليه وسلم ياراقة الجمور ونهى عن التحليل لذلك كما امر بقتل الكلاب للمسالعة في الرجوع عن العادة المألوفة في اقتناء الكلاب ثم كان اربابا عليهم ان يعصوا في خمور اليتامى اذ لم يبق بايديهم شئ من الحجر فامر في خمور اليتامى ايضا بالامراقة للرجوع والراحم على الرضى المنع من افساد مال اليتيم لا اصلاح ما فسد منه الا ترى ان شاة اليتيم اذا ماتت لا يجب على الرضى بيع جلد ها وان كان لو فعله حار فكد لك لا يجب عليه التحليل وان كان لو فعله كان حار اذ اثبت

اصطنع على خمر وبلغنا ذلك عن اس عباس وبلغنا عن ابي الدرداء انه قال لا بأس بحل الخمر
وروى محمد بن الحبحم عن عطاء بن ابي رباح في رجل ورت خمر اقال يهريقها قال قلت
 اريت لو صب فيها ماء فتحولت خلا قال ان تحولت فلا بأس به ان شاء الله و قال الطحاوي
 ان احاديث الهوى عن التحليل مجعولة على التعليط والتستيد لأنه كان في ابتداء الاسلام
 كما ورد ذلك في سورة الكلب بدليل انه ورد في بعض طرقه الامر بكسر الدمان وتقطيع الرقا
وعن واثل الحضرمي ان طارق بن سويد سأل النبي صلى الله عليه وسلم عن الخمر فيها
 فقال اما صنعتها للدواء فقال انه ليس بدواء ولكنه داء رواه مسلم

في حوازل التحليل فكذا جواز اتحاد المربي من الخمر بالقاء اللحم والسمك فيه لانه اتلاف لصفة الخمرية
 كما في التحليل والذي روى عن عمر رضي الله عنه انه سمى عن ذلك يعارضه ما روى ان اس عباس
 رضي الله عنه سئل عن ذلك فقال لا بأس به ثم تأويل حديث عمر رضي الله عنه مثل ما يتبع
 من تأويل الحديث المرفوع انه سمى عن ذلك على طريق السياسة للرحر ١٢

له قوله اصطنع على خمر اى اصنع بالخمر حلاً أحدثه من هاتش كتاب الحجج ١٢

له قوله انه ليس بدواء ولكنه داء وقال في العالم كيرية ولا يجوز ان يداوى بالخمر حرجها او يدبدها
 ولا ان يسقى دميها ولا ان يسقى صيا للتداوى والربال على من سقاه كذا في الهداية انتهى وقال
 في المسرطوع ابن مسعود رضي الله عنه ان انسانا اتاه وفي بطنه صمغ فقال وصف لي السكر
 فقال هذا الله ان الله تعالى لم يجعل شعاعا كرميما حرم عليكم وفيه مأخذ فتقول كل شراب مخمر
 فلا يساح شربه للتداوى حتى راوى عن محمد بن ابي حنيفة ان سقاه في شراب الخمر للتداوى قال
 ان كان في بطنك صمغ فعليك بماء السكر وان كان بك رطوبة فعليك بماء العسل وهو انفع
 لك ففي هذا الاشارة الى انه لا تتحقق الضرورة في الاصابة من الخمر انما يوجب
 جسده ما يكون حلاً لا والمقصود يحصل به وقد دل عليه قول النبي صلى الله عليه وسلم ان الله لم يجعل

كتاب الامارة والقضاء

وقول الله عز وجل يا ايها الذين امنوا اطعوا الله واطيعوا الرسول واولى الامر منكم فان تنازعتم في شئ فردوه الى الله والرسول ان كنتم تؤمنون بالله واليوم الآخر ذلك خير واحسن تأويلا عن ابي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من اطاع الله فقد اطاع الله ومن عصا الله فقد عصا الله ومن يطع الامير فقد اطاع الله ومن يعص

في رخص شعائر ولم يرد به في الشعائر اصلا فقد يشاهد ذلك ولا يجوز ان يقع المحلف في حذر التلويح عليه الصلوة والسلام ولكن المراد انه لم يعين رخصا للشعائر على وجه لا يوجد من الحلال ما يعمل عمله او يكون اقوى منه ١٢

له قوله ومن يطع الامير فقد اطاع الله ومن يعص الامير فقد عصا الله اجمع العلماء على وجوب طاعة الامراء في غير معصية وعلى تحريمها في المعصية نقل الاجماع على هذه القاصي^س وآخرون قاله النووي كذا قال العيني وقال في المرقاة قال النووي فنه حث على السمع والطاعة في جميع الاحوال وسببها اجتماع كلمة المسلمين فان الخلاف سبب لهساد احوالهم في دينهم وديارهم و يستثنى من جميع الاحوال حال المعصية لما يستفاد من صدر الحديث ولما سياتي في بعض الاحاديث الصحيحة انتهى وقال في التفسيرات الاحمدية ان اطاعة الامراء واجبة لكن لا مطلقا بل ماداموا عادلين وكانوا على الحق وذلك لانه لما كان آية اولى الامر متصلة بالآلة السابقة المذكورة فيها بيان اداء الامانة والحكم بالعدل وكان تلك خطا بالولاية خاصة عند البعض وهذه خطاب بالان^س ما طاعتهم ثم امر عند النزاع بالرد الى الله والرسول علما ان وجوب اطاعتهم ماداموا على الحق واداء الفروع فلا اطاعة لهم لقوله عليه السلام لا طاعة لمخلوق في معصية الخالق فان قيل هذا يخالف ما هو منكم من انه يجوز التعبد من السلطان الحائر ولا يصح الحر^س عليه ولا يعزل

الامير فقد عصاني وانما الامام حجة يقاتل من ورائه ويتقى به فان امر بتقوى الله وعدل فان له بذلك اجرا وان قال بغيره فان عليه منه متفق عليه وفي رواية لهما عن ابن عمر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم السمع والطاعة على المرء المسلم فيما احب وكره ما لم يؤمر بمعصية فاذا امر بمعصية فلا سمع ولا طاعة وفي المتفق عليه عن علي قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا طاعة في معصية انما الطاعة في المعروف وروى البخاري في شرح

الامام بالفسق والخور خلاف الشافعي في الاحير من ذلك قلت انما يصح ذلك اذا كان يحكمه القضاء بحق واما اذا لم يكن فلا يصح وانما حكمنا بصحته في حال القضاء بحق لانه قد ظهر الفسق واستشر الخور من الاتعة والامراء بعد الخلفاء الراشدين والسلف كانوا يقدرون لهم ويقيمون الجمع والاعياد ما دبرهم ولا يرون الخروج عليهم لان الصحابة كانوا يقدرون عن معاوية مع ان الحق كان لعلي في نوبته والتابعين كانوا يقدرون من يجاهر مع انه كان سلطانا حائرا كماله في الهداية على ان المروي عن الشافعي رحمة الله عليه وان كان العرالة بالفسق ولكن المستطير في كتب الشافعية ان الامام لا يعزل بالفسق لان في العرالة نصب غيره اقامة الفتنة له من التولية خلاف القاصي فانه يعزل عنده بالفسق لانه غير ذي شوكة كما نص به في شرح العقائد والحق ان المراد ما ولي الامر كل اولى المحكم اما ما كان او اميرا سلطانا كان ارحا كما عالمنا كان او محتهدا فاصيا كان او معتيا على حسب مراتب التابع والمتنوع لان النص مطلق فلا يقيد من غير دليل الخصوص ومما ينبغي ان يعلم ان الخلافة الكاملة قد تمت على رضی الله عنه بمقتضى قوله عليه السلام الخلافة بعدى ثلاثين سنة ثم يصير ملكا عضوا بخلاف الخلافة الناقصة لانهما كانت في الخلفاء العباسية ايضا والامامة قد عدمت ايضا فقد ان شرطها في ما ساد اداها ان يكون الامام من اهل قرين وهو معدوم الآن في اكثر المواضع ولكن السلطنة والامارة باقية وانما يجب عليها اتاعهم في هذا الزمان بمقتضى انهم اولوا الامر

السنة عن التراس بن سميان قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا طاعة لمخلوق في معصية الخالق وعن عباد بن الصامت قال بايعنا رسول الله صلى الله عليه وسلم على السمع والطاعة في العسر واليسر والمنشط والمكر وأثرة علينا وعلى أن لا ننازع الأمر أهله وعلى أن نقول بالحق أينما كنا لا نخاف في الله لومة لائم وفي رواية وعلى أن لا ننازع الأمر أهله إلا أن تروا كراهوا لها عندكم من الله فيه رهان متفق عليه وعن عوف بن مالك الأشجعي عن رسول الله صلى الله عليه وسلم

«وإطاعتهم واحدة بهذا النص المطلق لا باعتبار أنهم أئمة أو خلفاء انتهى ملخصاً»
له قوله وعلى أن لا ننازع الأمر أهله إلا أن تروا كراهوا لها والمعنى لا ننازعوا ولاية الأمور في ولايتهم ولا تعترضوا عليهم إلا أن يروا منهم مكرات محققات علموية من واعد الإسلام فإذا رأيتهم ذلك فأكروا عليهم وقوموا بالحق حيث كنتم وأما الخروج عليهم وقالهم فحرموا جماع المسلمين وإن كانوا فسقة ظالمين واجمع أهل السنة على أن السلطان لا يعزل بالفسق لتهميم العتق في عمره وازالة الدماء وتطهير ذات الدين فتكون المفسدة في عمره أكثر منها في نقائه واجمعوا على أن الإمامة لا تتعقد لكافر ولو طرأ عليه الكفر العزل وكذا التورك إقامة الصلوات والدعاء إليها وكذا الدعوة قال القاضي فلو طرأ عليه كفر وتغيير في الشريعة أو بدعه سقطت إمامته ووجب على المسلمين طاعته ونصت إمام عادل أن أمكنهم ذلك ولا يجب في المبتدع إلا إذا طوا القدرة عليه والإيها حراً المسلم عن إرضاه إلى غيرها ويفر تدبيره اهـ وفي شرح العقائد الجماع على أن نصب الإمام واحد لأن كثيراً من الواحات الشرعية يتوقف عليه تنفيذ أحكام المسلمين وإقامة حدودهم وسد تعورهم وتجهيز حيوتهم وأخذ صدقاتهم وقهر المتعلمة والمتلصصة وقطاع الطريق وإقامة الجمعة والاعياد وترويح الصغير والصغيرة الذين لا أولياء لهم وقسمة العماثم ونحو ذلك من الأمور التي لا يتولاها اتحاد الأمة ثم قال ولا يعزل الإمام الفسق لأن العصمة ليست بشرط للإمامة انعقاداً حقاً أولى بعين الشافعي أن الإمام يعزل بالفسق كذا كل قاص وأمير وأصل المسئلة أن

عليه السلام قال خيار أمتكم الذين تحبونهم ويحبونكم وتصلون عليهم ويصلون عليكم وشرا أمتكم
الذين تبغضونهم ويبغضونكم وتلعنونهم ويلعنونكم قال قلنا يا رسول الله أفلا ننايذهم عند
ذلك قال لا ما أقاموا فيكم الصلوة لا ما أقاموا فيكم الصلوة الا من ولي عليه وال فترآه
يأتي شيئا من معصية الله فليكره ما أتى من معصية الله ولا يترخص يدا من طاعة
رواه مسلم وعن امرئسلة قالت قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يكون عليكم امراء
تعرفون وتكفرون فمن اكره فقد برئ ومن كره فقد سلم ولكن من رضى ونابح قالوا افلا
نقاتلهم قال لا ما صلوا الا ما صلوا اى من كره بقلبه وانكر بقلبه رواه مسلم وفي بعض نسخ المصنف
يعنى من كره بقلبه وانكر بلسانه وعن عبد الله بن مسعود قال قال لنا رسول الله صلى الله عليه وسلم
انكم سترون بعدى ائمة وامورا تنكرونها قالوا نعم يا رسول الله قال ادوا اليهم حقهم وسلوا
الله حقتهم متفق عليه وعن وائل بن حجر قال سأل سلمة بن يزيد الجعفي رسول الله صلى الله
عليه وسلم فقال يا ابي الله ارايت ان قامت علينا امراء ليسألونا حقهم ويمنعوننا حقا فمات امرا
قال اسمعوا واطيعوا فانما عليهم ما حملوا وعليكم ما حملتم رواه مسلم وعن ابي هريرة عن
المنى صلى الله عليه وسلم قال كانت سوا اسرائيل لسوسهم الانبياء كلما هلك نبي حمله نبي وانه
لا نبي بعدى وسيكون خلفاء فيكثرون فالواقعات امرا قال فوا بيعة الاول فالاول اعطوهم

العاسق ليس من اهل الولاية عند الشافعي لانه لا يطر لنفسه فكيف يطر لغيره وعند ابي
حنيفة هو من اهل الولاية حتى يصب للاب العاسق ترويح استه الصغيرة والمستطور في كتب
المشافعية ان القاضي يعزل بالعسق بخلاف الامام والفرق ان في العدالة ووجوب نصب غيره انا
العتة لانه من السوكة بخلاف القاضي كذا في المرقاة ١٢

له قوله فوا بيعة الاول فالاول الحم ومعنى هذا الحديث اذا بويج لخليفه بعد خليفة فبيعة الاول
صححة يحجب الرواء بها وبيعة الثاني باطلة يحرم الرءاء بها والتفق العلماء على انه لا يجوز ان

حقهم فان الله سألهم عما استرعاهم متفق عليه وعن ابي سعيد قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم
 اذا بويح الخلفيتين فاقبلوا الا حرمتهما رواه مسلم وعن عروة قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول انه سيكون هناك فناءات فمن اراد ان يفر من امر هذه الامة وهي جميع فانه يفر
 بالسيف كما من كان رواه مسلم وعنه قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول من
 اتاكم وامركم جميع على رجل واحد يريد ان يتفق عصاكم او يفرق جماعتكم فاقبلوه رواه مسلم
 وعن عبد الله بن عمر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من بايع اماما فاعطاه صفقة يده
 وثمرة قلبه فليطعه ان استطاع فلن جاء آخر يارعه فاصبروا حتى الاخر رواه مسلم وعن
 امر الحبيب قالت قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان امر عليكم عبد محمد فاقبلوه كما ان الله
 فاسمعوا له واطيعوا له رواه مسلم وعن انس ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال اسمعوا و
 اطيعوا وان استعمل عليكم عبد حتى كان رأسه زينة رواه البخاري وعن زياد بن كسب

يعقد الخلفيتين في عصر واحد سواء اتسعت دار الاسلام ام لا قاله النووي كذا في شرح عقائد السقي ١٢
 له قوله اذا بويح الخلفيتين الم فيه انه لا يجوز عقد الانطاكية لخلفيتين نقل الاجماع فيه قاله النووي ١٢
 له قوله ان امر عليكم عبد محمد فاقبلوه اي اسمعوا واطيعوا لان كان دني السب حتى لو كان عبد اسود
 مقطوع الاطراف بطاعته واحدة ويتصور اماره العمداد اولاه بعض الائمة او يعلب على الملاد لسو كنه واتباعه
 ولا يجوز امتداد عقد الولاية له مع الاحتيار بل شرطها الحرية قاله النووي ولذا قال في الدر المختار
 ورد المختار ونعم سلطة متعلبة لا ضرورة وهي دفع العنة ولقوله صلى الله عليه وسلم اسمعوا واطيعوا ولو
 امر عليكم عبد حتى احدع ١٢

له وان استعمل عليكم عبد حتى الم اي وان اسمعه الامام الاعظم على القوم لا ان العبد
 المختار هو الامام الاعظم فان الائمة من قريتين وقيل المراء به الاسام الاعظم على سبيل العرض والسبق
 وهو مبالغة في الامر بطاعته والبري عن شقاظه ومحالفته كذا في المرقاة ١٢

العدوى قال كنت مع ابني بكرة تحت مدر من عامر وهو يحطب وعليه ثياب رقاق فقال
ابوللال الطروا الى امير يابلس تياب الفساق فقال ابو بكره اسكت سمعت رسول الله
صلى الله عليه وسلم يقول من اهان سلطان الله في الارض اهان الله رواه الترمذي وقال
هذا حديث حسن عريب وعن ابني سعيد قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم افعل
الجهاد من قال كلمة حق عند سلطان جائر رواه الترمذي والوداود وابن ماجه ورواه
احمد والنسائي عن طارق بن شهاب وعن عائشة عن رسول الله صلى الله عليه وسلم
قال أتدرون من السابقون الى طل الله عز وجل يوم القيامة قالوا الله ورسوله اعلم
قال الدين اذا اعطوا الحق قتلوه واذا سئلوه بذلوه وحكموا للناس حكمهم لانفسهم
رواه احمد وعن ابن عمر قال كما اذا ما يعارض رسول الله صلى الله عليه وسلم على السمع والطاعة
يقول لنا فيما استطعنا متفق عليه وعن ابني ذر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم
كيف انتم وائمة من بعدى يسأرون بهذا الصبي قلت اما والدي نعمت بالحق اصح
سيمي على عاتقي ثم اصر به حتى القاك قال اولادك على خير من ذلك يصدر حتى تلقا
رواه ابو داود وعن ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من رأى من امير يستأكل
فليصدر فانه ليس احد يفارق الجماعة شرا فموت الامام ميمه جاهليه متفق عليه
وعن الحارث الاسعري قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم امركم بحسن الجماعة
والسمع والطاعة والحقرة والجمادى سبيل الله وابه من خرج من الجماعة فقد شبر وقد
حلح ريقه الاسلام من عنقه الا ان يراجع ومن دعا بدعوى الجاهلية فهو من جتى جهنم
وان صام وصلى وعمر انه مسلم رواه احمد والترمذي وعن ابني هريرة قال سمعت رسول
الله صلى الله عليه وسلم يقول من خرج من الطاعة وفارق الجماعة فمات مات ميتة
جاهلية ومن قاتل تحت راية عمية يغضب لعصية او يدع لعصية او يصبر لعصية
فقتل فقتله جاهلية ومن حرج على امتي لسيعة يضرب بها واجرها ولا يحماني من

مؤمنها ولا يفي لدى عهد عهده فليس متى وليت منه رواه مسلم وعنه عبد الله بن عمر قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول من خلع يدا من طاعة لقي الله يوم القيامة ولا حجة له ومن مات وليس في عنقه بيعة مات ميتة جاهلية رواه مسلم وعنه عبد الرحمن بن سمرة قال قال لي رسول الله صلى الله عليه وسلم لا تسأل الامارة فقلت ان اعطينها عن مسئلة وكنت اليها وان اعطينها عن غير مسئلة اعنت عليها متفق عليه وعنه ابي هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم قال انكم ستخرون على الامارة وستكون بدامة يوم القيامة فنعيم المرضعة وبئت الفاطمة رواه البخاري وعنه ابي در قال قلت يا رسول الله لا تستعملني قال فصر ببيده على منكبي ثم قال يا ابا در انت ضعيف وانها امانة وانها يوم القيامة حري وندامة الا من اخذها محققا وأدى الذي عليه فيها وفي رواية قال له يا ابا در اني اراك ضعيفا واني احب لك ما احب لنفسى لا تأمر ب على اتين ولا تولين مال يتيم رواه مسلم وعنه قال قال لي رسول الله صلى الله عليه وسلم ستة ايام راعك يا ابا در ما يقال لك بعد فلما كان اليوم السابع قال اوصيك بتقوى الله في سر امرك وعلايته واذا اسأت فاحسن ولا تسألن احدا شأوا ولا سقط سوطك ولا تقبض امانة ولا تقض بين اتين رواه احمد وعنه ابي موسى قال دخلت على النبي صلى الله عليه وسلم انا ورجلان من بني عبي فقال احدهما يا رسول الله امرنا على بعض ما ولاك الله وقال الآخر مثل ذلك فقال انا والله لا تولي على هذا العمل احدا سأله ولا احدا حرص عليه وفي رواية قال لا تستعمل على علما من اراده متفق عليه وعنه ابي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم تحذرون من خير الناس انهم كراهية لهذا الامر حتى يقع فيه متفق عليه وعنه عبد الله بن عمر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم الاكلكم راع وكلكم مسئول عن رعيته قالوا الذي على الناس راع وهو مسئول عن رعيته والرجل راع على اهل بيته وهو مسئول

عن رعيته والمرأة راعية على بيت زوجها وولده وهي مسئلة عنهم وعبد الرجل راع على
 مال سيده وهو مسئل عنه الا فكلكم راع وكلكم مسئل عن رعيته متفق عليه **وعن عائذ**
ابن عمر قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول ان شر الرعاء الحطمة رواه مسلم
وعن معقل بن يسار قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول ما من وال يراعي
 من المسلمين يموت وهو غاش لهم الا حرم الله عليه الجنة متفق عليه **وعنه**
 قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول ما من عبد يسترعيه الله رعية فلم يحطها
 بصيحة الا لم يجدر انحة الجنة متفق عليه **وعن ابى امامة عن النبي صلى الله عليه وسلم**
 قال ان الامير اذا اتبعي الريسة في الناس افسدهم رواه ابو داود **وعن معاوية**
 قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول انك اذا اتبعت عورات الناس
 افسدتهم رواه البيهقي في شعب اليمان **وعن عائشة** قالت قال رسول الله صلى
 الله عليه وسلم اللهم من ولي من امر امتي شيئا فشق عليهم فاشقق عليه ومن ولي
 من امر امتي شيئا فرفق بهم فارفق به رواه مسلم **وعن عمر بن الخطاب رضي الله عنه**
 قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان افضل عباد الله عبد الله مدة يوم القيامة امام عادل رفيق و
 ان شر الناس عبد الله مدة يوم القيامة املو حار حرق رواه البيهقي في شعب اليمان **وعن عبد الله بن عمر بن**
العاص قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان المقسطين عبد الله على ما يرون يوما
 عن يمين الرحمن وكذا يد به يمين الدين يعد نور في حكمهم واهلهم وما ولوا رواه مسلم
وعن ابى سعيد قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما نعت الله من نبي ولا استخلف
 من حليفة الا كانت له نطامان يغاثه تأميره بالمعروف ويحصه عليه ويطانه تأميره بالشر
 ويحصه عليه والمعصوم من عصمه الله رواه البخاري **وعن عائشة** قالت قال رسول
 الله صلى الله عليه وسلم اذا اراد الله بالاصد خيرا جعل له وزير صدق ان نسي ذكره وان ذكر
 اعانه واذا اراده غير ذلك جعل له وزير سوء ان نسي ذكره وان ذكر لم يعنه رواه

الوداد والنسائي وعنه ابي سعيد قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان احب الناس
 الى الله يوم القيامة واقر بهم منه محاسنا امام عادل وان ابغض الناس الى الله يوم
 القيامة واشد هم عدايا وفي رواية والعداهم منه محاسنا امام حائث رواه الترمذي وقال
 هذا حديث حسن غريب وعنه ابن عمر ان النبي صلى الله عليه وسلم قال ان السلطان
 ظل الله في الارض ياؤى اليه كل مظلوم من عماه فادع له كان له الاصر وعلى
 الرعية التكر وادجار كان عليه الاصر وعلى الرعية الصدر رواه البيهقي في شعب الایمان
 وعنه ابي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما من امير عشرة الا بؤى به
 يوم القيامة معلولا حتى يفلأ عنه العدل او يوثقه المور رواه الدارمي وعنه ابي امامة
 عن النبي صلى الله عليه وسلم انه قال ما من رجل بلى امره عشرة فماتوا في ذلك الا اتاه الله
 عمر وحل معلولا يوم القيامة يده الى عنقه فله يراه او اوله امه او لها ملامته واوسطها
 بدامة واخرها حري يوم القيامة رواه احمد وعنه حابر سيرة قال سمعت رسول الله
 صلى الله عليه وسلم يقول ثلاثة احاب على امتي الاستسقاء بالانواع وجيف السلطان و
 تكذيب القدر رواه احمد وعنه ابي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ويل للاهواء
 ويل للخرقاء ويل للامعاء ليمضين احوال يوم القيامة ان نواحيهم معلقة بالتراب يتلجلجون
 بين السماء والارض وانهم لم يلوا عملا رواه في شرح السنة ومرواه احمد وفي رواية
 ان روايتهم كانت معلقة بالتراب يتدنون بين السماء والارض ولم يكونوا عملوا على شئ
 وعنه غالب القطان عن رجل عن ابيه عن جده قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم
 ان العرامة حق ولا بد للناس من عرءاء ولكن العرءاء في النار رواه الوداد وعنه المصنف
 ان معدي كرب ان رسول الله صلى الله عليه وسلم صر على ملكه ته قال افلحمت ما قد يم ان مت
 ولم تكن اميرا ولا كاتبا ولا غير ما رواه الوداد وعنه معاوية قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يا معاوية ان
 وليب اسرافاتق الله واعدل قال معاوية اني منسلى لعمل لعمول النبي صلى الله عليه وسلم

حتى استلب رواه احمد والبيهقي في دلائل النبوة وعن عبد الله بن عمر وقال قال رسول
الله صلى الله عليه وسلم من لطم الى اخيه نظرة يحببه اخافه الله يوم القيامة رواه البيهقي
في شعب الإيمان وعن عتبة بن عامر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا
يدخل الجنة صاحب مكس يعني الذي يعثر الناس رواه احمد واليوداود والدارمي
وعن انس قال كان قيس بن سعد من النبي صلى الله عليه وسلم بمدرلة صاحب
الشرط من الأمير رواه البخاري وعن كعب بن عجرة قال قال لي رسول الله صلى الله
عليه وسلم اعبدك يا الله من اماره السفهاء قال وما ذاك يا رسول الله قال امراء
سيكونون من بعدى من دخل عليهم فصد قههم بكذبهم واعانهم على ظلمهم
فليسوا مني ولست منهم ولن يردوا على الخوص وهن لم يدخل عليهم ولم يصد قههم بكذبهم
ولم يعنهم على ظلمهم وأولئك مني واقامهم وأولئك يردون على الخوص رواه الترمذي
والنسائي وعن ابن عباس عن النبي صلى الله عليه وسلم قال من سكن البادية حفا ومن
اتبع الصيد عمل ومن اتى السلطان اقتس رواه احمد والبرمدي والنسائي وفي
رواية ابي داود من لطم السلطان اقتس واما ارداد عبد من السلطان دنا الا ارداد
من الله بعدا وعن يحيى بن هاشم عن يونس بن ابي اسحاق عن ابيه قال قال
رسول الله صلى الله عليه وسلم كما تكونون كذلك يؤمر عليكم رواه البيهقي في شعب الإيمان
وعن ابي الدرداء قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الله تعالى يقول اما الله

له قوله من نظر الى اخيه نظره يحببه الخ اي اريد هذا الحديث في هذا الباب للانتسار الى ان
مجرد الاجاحه يترتب عليه العقوبه يوم القيامة فكيف بما فوقها من انواع المطامه و
يؤخذ من هه موه ان من نظر بعين الرصد والشفقة الى اخيه نظر القد اليه بعين العلية
يوم القيامة كذا في المرقاة ١٢

لا اله الا انا مالك الملوك وملك الملوك قلوب الملوك في يدي وان العباد اذا اطاعوني
 تحولت قلوب ملوكهم عليهم بالرحمة والرأفة وان العباد اذا عصوني تحولت قلوبهم
 بالسخط والبغمة فساموهم سوء العذاب ولا تشعلوا انفسكم بالدعاء على الملوك لكن
 اتعلوا انفسكم بالذكر والتضرع كي اكفيكم ملوككم رواه ابو نعيم في الحلية وعن ابي بكرة
 قال لما بلغ رسول الله صلى الله عليه وسلم ان اهل فارس قد ملكوا عليهم بنت كسرى قال
 لن يعلم قوم ولوا امرهم امرأة رواه البخاري وعن ابي هريرة قال قال رسول الله صلى الله
 عليه وسلم تعودوا بالله من رأس السبعين واماره الصنان رواه احمد.

باب ما على الولاة من التيسير

عن ابي موسى قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا لعت احدا من اصحابه في
 بعض امره قال ليسر واولا تفسروا ولسر واولا تعسر وامتنع عليه وعن انس قال
 قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ليسر واولا تعسر واولا تسكنوا ولا تفسروا وامتنع عليه
 وعن انس ابي بريدة قال لعت النبي صلى الله عليه وسلم جده ابا موسى ومعادا الى
 اليمن فقال يسر واولا تعسر ولسر واولا تفسروا واولا تسكنوا وامتنع عليه و
 عن ابي سعيد عن النبي صلى الله عليه وسلم قال لكل عا در لواء عند استه يوم
 القيامة وفي رواية لكل عا در لواء يوم القيامة يرفع له بقدر عا دره الا و لا عا در

له قوله لن يعلم قوم ولوا امرهم امرأة وقال في الدر المختار ونصب الاصابهم الواحات
 فلذا اقدموه على دفن صاحب المعجرات صلى الله عليه وسلم وليست شرط كونه مسلما حرا ذكرا
 عاقلا بالغ قادرا قرشيا لاهاتسعا علويا معصوما ١٢

له قوله الا ولا عا در اعظم عا در من امير عامة قال النووي فيه بيان غلط تحريم الغدر

اعظم غدر من امير عامه رواه مسلم **وعن** ابن عمر ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال الغادر يصب له لواء يوم القيامة فيقال هذه غدره فلان بن فلان متفق عليه **وعن** انس عن النبي صلى الله عليه وسلم قال لكل غادر لواء يوم القيامة يعرف به متفق عليه **وعن** عمرو بن مرة انه قال لمعاوية سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول من ولاه الله شيئا من امر المسلمين فاحتجب دون حاجتهم وحلتهم و فقرهم احتجب الله دون حاجته وحلته وفقره فجعل معاوية رجلا على حوائج الناس رواه ابوداود والترمذي **وفي** رواية له ولا تجد اخلق الله له ابواب السماء دون حلته وحاجته ومسكته **وعن** ابي السامح الاردي عن ابن عم له من اصحاب النبي صلى الله عليه وسلم انه اتى معاوية فدخل عليه فقال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول من ولي من امر الناس شيئا ثم اخلق بابه دون المسلمين او المظلوم اوردى المحاجة اخلق الله دونه ابواب رحمة عند حاجته وفقره افقر ما يكون اليه رواه البيهقي في شعب الایمان **وعن** عمر بن

الاسيما صاحب الولاية العامة لأن غدره يتعدى صريره الى خلق كثير والمشهور ان هذا الحديث وارد في ذم الغادر وعدره للامانة التي قلدها لرعيته والتمرام القيام بها والمحاوطة عليها فمتى حاجهم او ترك التفقه عليهم والرقق بهم فقد عد رعيته **ومحتمل** ان يكون المراد في الرعية عن العذر بالامام فلا يستحق عليهم العصا فلا يتعرض لها يحتاج حصول فتنه بسببه والصحيح الاول كذا في المرات ١٢

له قوله فاحتجب دون حاجتهم الح وقال في الدرا لمختار ويقصى في المسجد ومختار مسجد في وسط البلد تبشير للناس وكذا السلطان والمعتق والعقبة او في داره ويا ذب
عموما ١٢

اخطاب انه كان اذا نعت عماله شرط عليهم ان لا تركوا برذونا ولا تأكلوا قبا ولا
تلبسوا رقيقا ولا تعلقوا الوابكم دون حوائج الناس فان فعلتم شيئا من ذلك
فقد حلت بكم العقوبة ثم ليسبغهم رواه البيهقي في شعب الایمان

باب العمل في القضاء

والخوف منه

عن ابي نكرة قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول لا يقضين حكم
بين اثنين وهو عصيان متفق عليه وعن عبد الله بن عمر وداودي هريرة قال
قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا حكم الحاكم فاحدنا صواب فله احران
واذا حكم فاحدنا خطأ فله احر واحد متفق عليه.

له قوله ثم ليسبغهم وقال في المرات والمسايعه مستحبة ١٢

له قوله لا يقضين حكم بين اثنين وهو عصيان اي لا يسعى للأكمران يحكم في حال ^{لغيب}
لانه يمنع من الاجتهاد والفكر وكذلك في الحر الشديد والبرد الشديد والجوع و
العطش والمرض فان حكم في هذه الاحوال بعد حكمه مع الكراهية قاله في المرات و
كد في العالم الكبير ١٢

له قوله واذا حكم الحاكم فاحدنا خطأ فله احر واحد قال النووي اختلفوا في ان كل مجتهد ^{مصيب}
امر المصيب واحد وهو من واقع الحكم الذي عبد الله والآحر مخطئ والاصل عند السافعي
واصحابه الثاني لانه سمي مخطئا ولو كان مصيبا لم يسم مخطئا وهو محمول على من اخطأ النص
واجتهد فيما لا يسرع فيه الاجتهاد ومن ذهب الى الاول قال قد جعل للمخطئ احر

وعن علي قال بعثني رسول الله صلى الله عليه وسلم الى اليمن قاضيا فقلت يا رسول الله ترسلني وانا حديث السن ولا علم لي بالقضاء فقال ان الله سيهدي قلبك و
يثبت لسانك اذ اتقاضي اليك رجلا فلا تقض للاول حتى تسبح كلامه الاخر فانه
اخرى ان يتبين لك القضاء قال فما شككت في قضاء بعد رواء الترمذي وابوداؤد
وابن ماجه وعن بريدة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم القضاء ثلاثة واحد في
الجنة واثنان في النار فاما الذي في الجنة فرجل عرف الحق فقصى به ورجل عرف الحق

ولولا اصابته لم يكن له اجر وهذا اذا كان اهلا للاحتهاد واما من ليس باهل حكم فلا
يحل له الحكم ولا يتعد سواء وافق الحكم ام لا لان اصابته اتفاقية فهو عاص في جميع احكامه
ام وهذا ذهب ابي حنيفة فيما لا يرجد بياحه في النصوص من الكتاب والسنة
والاجماع فلا امكان له الا القياس فيكون كمتحرى القلة فانه مصيب وان اخطأ كداني
المرقات ١٢

له قوله بعثني رسول الله صلى الله عليه وسلم الى اليمن قاضيا لم قال في الهداية ولا تصح
ولاية القاضي حتى يجمع في المولى شرائط الشهادة ويكون من اهل الاجتهاد ام وقال
في البداية الصميم عندنا ان هذا شرط الاولوية لا شرط الجوار وقيل شرط الجواز وذهب
اليه الشافعي وفي وجيز الشافعية لا بد للقضاء من صفات وهو ان يكون ذكرا حرا مختبرا
بصيرا عدلا فلا يجوز قضاء المرأة ولا العمى والصبي والعاسق والجاهل والمقلد انتهى وقد ذكر
محمد رحمه الله تعالى في الاصل ان المقلد لا يجوز ان يكون قاضيا وذكر الخصاف ما يدل
على جواره لانه قال القاضي يقضي باجتهاد نفسه اذا كان له رأى فان لم يكن له رأى سأل
فقيها واحدا نقوله والدليل على ان الاحتهاد ليس بشرط الجوار ما اخرج ابو داود و
الترمذي وابن ماجه عن علي رضي الله عنه قال بعثني رسول الله صلى الله عليه وسلم الى

بحار في الحكم فهو في النار ورجل قصي للناس على جهل فهو في النار، رواه ابو داود و
ابن ماجه وعن معاذ بن حل ان رسول الله صلى الله عليه وسلم لما بعثته الى اليمن
قال كيف تقضى اذا عرض لك قضاء قال اقضى بكتاب الله قال فان لم تجد

= ايمن قاصيا فقلت يا رسول الله ترسلني واما حديث السن ولا علم لي بالقضاء الحديث ورواه
الحاكم ايضا في مستدركه وقال صحيح الاستناد ولم يخرجاه وعلى لم يكن حديث من اهل الاحتياط
له قوله ورجل قصي للناس على جهل فهو في النار وقال في الهداية فاما تقليد الجاهل فهو صحيح
عندنا خلافا للشافعي رحمة الله عليه وهو اي السامعي يقول ان الامر بالقضاء
يستدعي القدرة عليه ولا قدرة دون العلم ولما انه يمكنه ان يقضى بفتوى غيره و
مقصود القضاء يحصل له وهو ايصال الحق الى مستحقه اه وفي العالم الكبرى حتى لو قلنا
وقضى هذا الجاهل بفتوى غيره يجوز كذا في الملتقط لكن مع هذا لا يسعى ان يقلد الجاهل
بالاحكام وقال في الساية فان قلت روى الوداود وراس ما حده عن بريدة مرفوعا و
رجل لم يعرف الحق فقضى للناس على جهل فهو في النار قيل له الحديث مجهول على الجاهل
الذي يعمل بمجهله ولا يرجع الى العير انتهى وقال في العالم الكبرى والقضاء على خمسة اوجه
واجب وهو ان يتعين له ولا يوجد من يصلم غيره وصحيح وهو ان يوجد من يصلم
لكنه هو اصله واقومه ومخير فيه وهو ان يستوى هو وغيره في الصلاحية والقيام به
وهو مخير ان شاء قبله وان شاء لا ومكروه وهو ان يكون صالحا للقضاء لكن غيره اصله
وحرام وهو ان يعلم من نفسه العجز عنه وعدم الانصاف فيه لما يعلم من باطنه من
اتباع الهوى ما لا يعرفونه فيحرم عليه كذا في حراة المفتين ١٢

له قوله كيف تقضى اذا عرض لك قضاء الخ وقال في العالم الكبرى يسعى للقاضي ان يقضى
بما في كتاب الله تعالى ويسعى ان يعرف ما في كتاب الله تعالى من النامح والمنسوخ ويسعى

وكتاب الله قال فبسم الله رسول الله صلى الله عليه وسلم قال فان لم تجد في سنة رسول الله

ان يعرف من الناس ما هو محكم و ما هو متشابه في تأويله اختلاف كالاقرأ فان لم
يجد في كتاب الله تعالى يقضى بما جاء عن رسول الله صلى الله عليه وسلم ويتغنى ان يعرف
التام والممنوع من الاخبار فان اختلف الاخبار تأخذ بما هو الاشبه ويميل اجتهاد
اليه ويجب ان يعلم المتواتر والمشتهور وما كان من اخبار الآحاد ويجب ان يعلم مراتب
الرواية فان منهم من عرف بالفقهاء والعدالة كالحلفاء الراشدين والعبادة وغيرهم
ومهم من عرف بطول الصحة وحسن الصبط والاحاديث رواية من عرف بالفقهاء اولي من
الاخذ برواية من لم يعرف بالفقهاء وكذلك الاخذ برواية من عرف بطول الصحة اولي
من الاخذ برواية من لم يعرف بطول الصحة وان كانت حادثة لم يرد فيها سنة رسول
الله عليه السلام يقضى فيها بما اجتمع عليه الصحابة رضي الله تعالى عنهم لان العمل
باجماع الصحابة واجب فان كانت الصحابة فيها محتملين يجهل في ذلك ويرحم قولي
بعضهم على بعض ما جهل ادا كان من اهل الاجتهاد وليس له ان يحالهم جميعا
ما احتراع قول ثالث لا مهم مع اختلافهم افعوا على ان ما عدا القولين باطل وكان المحصن
رحمه الله تعالى يقول له ذلك لان اختلافهم يدل على ان للاجتهاد فيه محال والاصح
ما ذكرنا وان اجمعت الصحابة على حكم وخالفهم واحد من التابعين ان كان المخالف
من لم يدرك عهد الصحابة لا يعتد خلافة حتى لو قضى القاصي بقوله بخلاف اجماع الصحابة
كان باطلا وان كان من ادرك عهد الصحابة وراحمهم في الفتوى وسوغوا له الاجتهاد
كثيرا والتسعي لا يستحق الاحصاء لمخالفته وان جاء عن بعض التابعين ولم يقل عن غير
فيه شيء فعن ابي حنيفة رحمه الله تعالى روايتان في رواية قال لا اقلدهم وهو ظاهر
المدح وفي رواية التواتر قال من كان منهم افنى في من الصحابة وسوغوا له الاجتهاد

قال احتهد رأي ولا أقول قال صرب رسول الله صلى الله عليه وسلم على صدره وقال الحمد لله الذي وفق رسول الله لما يرضى به رسول الله رواه الترمذي وابوداؤد والدارمي وعن انس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من اتبعي القضاء و

مثل شريم ومسروق بن الانجدع والحسن فانا اقلدهم كذا في المحيط فان كان شيء لم يأت فيه من الصحابة قول وكان فيه اجماع التابعين قصي به وان كان فيه اختلاف بينهم ربح قول بعضهم وقصي به وان لم يكن شيء من ذلك فان كان من اهل الاجتهاد قاسه على ما يتبهم من الاحكام واحتهد رأيه منه وتحرى الصواب ثم يقصيه رأيه وان لم يكن من اهل الاجتهاد يستعني في ذلك فبأحد فتوى المفتي ولا يقصيه غير علم ولا يستحي من السؤال ثم لا بد من معرفة فصلين احدهما انه اذا التفت اصحابا في شيء ابرح حجة وابورسف ومحمد رحمهم الله تعالى لا يسعى للقاضي ان يحالفهم برأيه والثاني اذا اختلفوا فيما بينهم قال عبد الله بن المبارك يرؤخذ بقول ابي حنيفة رحمه الله لانه كان من التابعين وراحمهم في الفتوى كذا في محيط المسحصى ولولم يوجد الرواية عن ابي حنيفة واصحابه رحمهم الله تعالى ووجد عن المتأخرين يقصيه به لو اختلف المتأخرون فيه يختاروا احدا من ذلك ولولم توجد عن المتأخرين يحتهد فيه برأيه اذا كان يعرف رجوه الفقه ويتاراهل الفقه فيه امر وقال في الدر المختار وورد المختار وياخذ القاضي كما لمعت بقول ابي حنيفة على الاطلاق ثم يقول اني يوسف ثم يقول محمد ثم يقول رفر والحسن بن زياد وهو الاصم وقيل ان الفتوى على قول ابي يوسف فيما يتعلق بالقضاء لزيادة تجربته ١٢

له قوله ومن اتبعي القضاء الخ لذلك قال في الدر المختار وورد المختار ولا يطلب القضاء قلبه ولا يسأله بلسانه في الخلاصة طالب الولاية لا يولي اما اذا تعين بان لم يكن احد غيره يصلح

سأل وكل الى نفسه ومن اكراه عليه انزل الله عليه ملكا يسدده رواه الترمذي وابوداؤد
 وابن ماجه وعن ابي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من طلب قضاء
 المسلمين حتى يتاله تم غلب عدله جوراه فله الجنة ومن غلب جوراه عدله فله النار
 رواه ابوداؤد وعن عبد الله بن ابي اوفى قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الله
 مع القاصي ما لم يجد فاد اجار تحلى عنه ولزمه التسبطن رواه الترمذي وابن
 ماجه وفي رواية فاذا اجار وكله الى نفسه وعن سعيد بن المسيب ان مسلما
 ويهوديا احتصما الى عمر فرأى الحق لليهودي فقضى له عمر به فقال له اليهودي والله
 لقد قضيت بالحق مصر به عمر بالدرة وقال وما يدريك فقال اليهودي والله انا نخذ
 في التمرارة انه ليس فاص يقصى بالحق الا كان عن يمينه ملك وعن شماله ملك
 يسد دانه ويوفقانه للحق ما دام مع الحق فاذا ركب الحق عربجا وبركاه رواه مالك و
 ابي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من جعل قاضيا بين الناس فقد ذبح

فقهية

= للقضاء وحب عليه الطلب صيانة للحقوق المسلمين ودفع الظلم الظالمين واستحباب المشاة
 والمالكية طلب القضاء لحامل الدكر لشهر العلم ١٢

له قوله من جعل قاضيا بين الناس فقد ذبح بعير سكين قال في العالم كبرى او مراد الحصة
 في ادب القاضي احاديث في كراهة الدخول في القضاء وفي الرحمة فيه قال وقد دخل فيه
 قوم صالحون وامتنع عنه قوم صالحون وترك الدخول امثل واسلم واصلم في الدين وهذا
 فصل اختلف فيه المتأخرون ان بعد اجتماع شرائط القضاء في شخص هل يجوز له تقلد القضاء
 قال بعضهم يكره له التقليد كذا في المحيط لما روى عن النبي صلى الله عليه وسلم انه قال عليه
 السلام من ابتلى بالقضاء فكأن عماد ثم بلا سكين وروى عن عبد الله بن وهب رحمه الله
 تعالى انه استقصى عام يقبل وتحاق ودخل مدرله وكان كل من يدخل عليه يحد من وجهه

بحر سكين رواه احمد والترمذي وابوداود واس ماجدة وعن عبد الله بن مسعود قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما من حاكم يحكم بين الناس الا جاء يوم القيامة وملاك أحد نقاه ثم رفع رأسه الى السماء فان قال العه القاه في مهواة اربعين حريفا رواه احمد واس ماجدة والبيهقي في شعب الایمان وعن عائشة عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ليأتين على العاصي العدل يوم القيامة ساعة يتمني انه لم يقص بين اثنين في ثمرة قط رواه احمد والدارقطني وعن اس مذهب اس عثمان بن عفان رضى الله عنه قال

= ويمرقي تيبانه محام واحد من الصحابة عن رأس الكوفة فقال يا ابا عبد الله لو قلت القصاص عدلت كان خيرا فقال يا هذا او عقلت هذا ما سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول القصاص يحشرون مع السلاطين والعلماء يحشرون مع الاسياف والمشهور ان انا حنيفة رحمه الله تعالى كلف القصاص فاني حتى ضرب تسعين سوطا فلها حاف على نفسه ساورا اصحابه يسوغ له ابو يوسف رحمه الله تعالى ولو تقلدت لمعت الناس فقال ابو حنيفة رحمه الله تعالى لو امرت ان اعد المحر ساحة لكتب اقد رعليه وكأني بك قاضيا فكس رأسه ولم يبطر اليه بعد ذلك كذا في حراة المفتين ودعي محمد رحمه الله تعالى الى القصاص فاني حتى اقيد وحس فاصطرقت تقلد كذا في العناية شرح الهداية قال الكرخي والخصاف وعلماء العراق وعليه احتيا صاحب المذهب انه لا يسوع ما لم يحذر عليه قال مسائلم ديارا لاس بقوله لمن كان صالحا يأمن نفسه الجور والامتناع لغيره اولى فان الصحابة رضى الله تعالى عنهم ومن بلاهم قبلوه بلا كره كذا في الوحيير لكر دوى وكره التقليد لمن يحاف الحيف منه وان امن لا يكره كذا في الكافي وفي الميسيع ولا ينبغي ان يطلب الولاية ولا يسألها بالطلب ان يقول الامام ولنى القصاص والسؤال ان يقول للناس لو ولاني الامام قصاص مدينة كذا لاحتبه الى ذلك وهو بطمع ان يبلغ ذلك الى الامام فيقلده وكل ذلك مكروه وقال بعضهم من قلد بعذر مسئلة فلا بأس بالقول ومن

لا بن عمر اقص بين الناس قال او تعافيني يا امير المؤمنين قال وما تكره من ذلك
وقد كان ابوك يقضى قال لا انا سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول من
كان قاصيا فقصى بالعدل فما جرى ان ينقلب منه كفا فافما راجعه بعد ذلك
رواه الترمذي وفي رواية ريس عن تافع ان ابن عمر قال لعثمان يا امير
المؤمنين لا اقصى بين رجلين قال فان اناك كان يقضى فقال ان ابي لو
اشكل عليه شئ سأل رسول الله عليه وسلم ولو اشكل على رسول الله صلى الله عليه وسلم
شئ سأل حذرت عليه السلام واني لا احد من اسأله وسمعت رسول الله صلى
الله عليه وسلم يقول من عاد بالله فقد عاذ بعظيم وسمعت يقول من عاد بالله
فاعيده واني اعوذ بالله ان تجعلى قاصيا فاعفاه وقال لا تخبر احدا -

باب رزق الولاية وهداياهم

عن ابي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما اعطيكم ولا امعكم انا قاتم
اصع حيت امرت راء البخارى وعن خولة الانصارية قالت قال رسول الله صلى الله
عليه وسلم ان رجلا لا يتخوصون في مال الله يعير حق فلهم النار يوم القيامة رواه البخارى
وعن بريده عن النبي صلى الله عليه وسلم قال من استعملناه على عمل ففرقناه

سأل يكره له ذلك والذى عليه عامة المستأج رحهم الله تعالى ان الدخول في القصاء
رحصة والامتناع عنه عريضة وفي السراحيه هرا مختار كذا في التاتارخاسيه ١٢
له قوله ان رجلا لا يتخوصون في مال الله يعير حق فلهم النار يوم القيامة المراد بالخصوص
ها التصرف في بيت المال والعنائم ونحوها يعير حق والاتحاد منها زياده على ما شرع وهذا
يعم تصرف الولاية والرعايا واخذهم زياده على رزقهم ويصيبهم كذا في اللغات ١٢

رزقا عما احدث بعد ذلك فهو غلول رواه ابو داود وعن معاذ قال بعثني رسول الله صلى الله عليه وسلم الى اليمن فلما سرت ارسل في اترى فرددت فقال اتدري لم بعثت اليك لا نصيبين شيئا بخير اذنى فانه غلول ومن يغفل يأت بما غفل

له قوله لا نصيبين شيئا بخير اذنى الح فيه إشارة الى هدايا العمال تفصيله ان قبول الهدية في الشروع مندوب اليه قال صلى الله عليه وسلم نعم الشيء الهدية اذا دخلت الباب صمكت الاسكة وقال صلى الله عليه وسلم الهدية تذهب وحر الصدر او وعرا الصدر وقال صلى الله عليه وسلم تهادوا وتحابوا ولكن هدايا حق من لم يتعين لعمل من اعمال المسلمين فاما من تعين لذلك كالقضاة والولاة فعليه التحريم عن قبول الهدية والحاصل ان الهدى اقاله حصومة اولا فان كانت لا يقبل منه وان كان له عادة بمهاداته او ذارحم محرمو ان لم يكن حصومه فان لم يكن له عادة بذلك قبل القضاء لسبب قرابة او صداقة لا يسغى ان يقبل وان كان له عادة بذلك جاز بشرط ان لا يزيد على المقدار المعتاد قبل القضاء فان زاد لا يقبل الرياسة الاصل في ذلك ما في البخاري عن ابي حميد الساعدي قال سئل النبي صلى الله عليه وسلم رجلا من الارديقال له ان التلبية على الصدقة فلما قدم قال هداياكم وهدا الى قال عليه الصلوة والسلام هلا تجلس في بيت امية او بيت امه فيظن أيهدى له امرا قال عمر بن عبد العزيز كانت الهدية على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم هدية واليوم رزية ذكره البخاري واستعمل عمر اياها هيرة فقدم بها لقال له من اين لك هدايا قال تلا حقت الهدايا فقال له عمر اي عهد والله هلا قعدت في بيتك فتطير أيهدى لك امرا فاحدد لك منه وجعله في بيت المال وبعليل النبي صلى الله عليه وسلم دليل على تحريم الهدية التي سبها الولاية فتح قال في المحرود كرا الهدية ليس احترايا اذ يحرم عليه الاستقراض والاستعارة ممن يحرم عليه قبول هديته كما في الخاتبة

يوم القيامة لهذا دعوتك فامض لعملك رواه الترمذي

قلت ومقتضاه انه يحرم عليه سائر التبرعات فتحرم المحاباة ايضا ولو تأذى المهدي بالرد يعطيه مثل قيمتها خلاصة ولو تعدا الرد لعدم معرفته او بعد مكانه وصعها في بيت المال ومن خصوصياته عليه الصلوة والسلام ان هداياه له تتارة ومساو له انه ليس للامام قبول الهدية والا لم تكن خصوصية وفيها يجوز للامام والمفتي والواعظ قبول الهدية لانه انما يهدي الى العالم لعلمه بخلاف القاضي واعترضه في البحر بما ذكره السارح عن التناحر حانية وبما في الخانية من انه يجوز للامام والمفتي قبول الهدية واجابة الدعوة الخاصة ثم قال الا ان يراد بالامام امير الجامع اى واما الامام بمعنى الوالى فلا تحمل له الهدية فلا منافاة وهذا هو المناسب للأدلة ولانه رأس العمال قال في النهج والظاهر ان المراد بالعمل ولاية ماشئة عن الامام او نائبه كالمساعي والعاشر اه قلت ومتلهم متائم القرى والخرى وغيرهم ممن لهم قهر وتسلط على من دونهم فانه يهدي اليهم خوفا من شرهم او ليرجع عنهم والفرق بين المفتي وبين القاضي واضح فان القاضي ملزم وحليفة عن رسول الله صلى الله عليه وسلم في تنفيذ الاحكام فاخذه الهدية يكون رشوة على الحكم الذي يؤمله المهدي ويلزم منه بطلان حكمه والمفتي ليس كذلك وقد يقال ان مرادهم بخواصها المفتي اذا كانت لعلمه لا لعانتته للمهدي التغطية من المسرط وحتم القدير وردا المختار والدار المختار وقال في العالم الكبرى واما الكلام في دعوة القاضى قال محمد رحمة الله عليه في الاصل لا بأس للقاضى ان يجيب الدعوة العامة ولا يجيب الدعوة الخاصة كذا في فتاوى قاضى حان والصحيح ان المصيف لو علم ان القاضي لا يحسمها الا يتخذها فهي خاصة وان كان يتخذها فهي عامة كذا في الكافي

= **ولم يفصل بين الدعوة الخاصة بين القريب وبين الاحبى وكذا لم يفصل بينهما** اذا كان بين القاصي وبين صاحب الدعوة مباشرة قبل القضاء وكان يتحد الدعوة لاجله او لم يكن وذكر القدوسى ان القاصي يحيب الدعوة الخاصة في المحرم وهكذا ذكر شمس الانثة الحلوائى فى شرح اديب القاصي وذكر الطحاوى فى مختصره ان على قول **ابى حنيفة وابى يوسف** رحمه الله تعالى لا يحيب الدعوة الخاصة من القريب وعلى قول **محمد** رحمه الله تعالى يحيب وذكر شمس الانثة السرحسى وشيخ الاسلام صاحب الدعوة ان كان ممن لا يتحد الدعوة للقاصي قبل تقلد القضاء لا يحيب دعوة القريب والاحنى فيه سواء واذا كان يتحد الدعوة قبل القضاء فى شهر مرة وبعد القضاء فى كل اسرع مرة فالقاصي لا يحيب دعوته الا فى كل شهر مرة وكذلك اذا كان صاحب الدعوة رادى الباحات بعد القضاء على ما كان قبل القضاء والقاصي لا يحيب الدعوة الا ان يكون مال صاحب الدعوة قد ارداد بقدر ما ارداد من ماله اردادى الباجات والقاصي يحيبه وهذا كله اذا العريكن لصاحب الدعوة حصومة فاما اذا كان لصاحب الدعوة حصومة لا يحيب دعونه وان كان بينهما قرابة او مباشرة قبل القضاء كذا فى المحيط واما الدعوة العامة فان كاتب بدعة كدعوة المباشرة ونحوها لا يحل له ان يحصرها لانه لا يحل لعير القاصي اجابتها فالقاصي اولى وان كانت سنة كولاية العرس والختان فانه يحبسها لانه اجابة السنة ولا تهممة فيه كذا فى البدائع انتهى وقال فى الكفاية لم يفصل صاحب الهداية فى الدعوة الخاصة بين ان يكون الداعي اجسما او دارحم محرم منه وقال فى فصل الهدية لا يقبل الا من دى رحم محرم منه فلا بد من التأويل بين المسألتين قالوا ما ذكر فى الصيامة محمول على ما اذا كان دارحم محرم لم يحرسيهما الدعوة والمهاداة صلة للقرابة واسما احدث بعد القضاء فاداك

وعن عدي بن عميرة ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال يا ايها الناس من عمل
مكم لنا على عمل فكتما منه محيطا فمافوقه فهو غاى يأتى به يوم القيامة فقام رجل
من الانصار فقال يا رسول الله اقبل عني عملك قال وما ذاك قال سمعتك
تقول كذا وكذا قال وانا اقول ذلك من استعملناه على عمل فليات بقليله وكثير
فما اوتى منه اخذه وما نهي عنه انتهى رواه مسلم وابوداود واللفظ له وعن
المستورد بن شداد قال سمعت النبي صلى الله عليه وسلم يقول من كان له عاملا

في الحالة هذه فهو الاجنبى سواء في هذا وما ذكر في الهدية انه يقل من ذي رحم
محرم فهو محمول على انه كان جرى المهادة قبل القضاء صلة القرابة ما اذا اهدى اليه
هدية بعد القضاء فلا بأس بالقول هكذا كرسيم الاسلام المعروف بحواجر نراة
رحمة الله تعالى وفي ميسوط شيم الاسلام الا ان يكون المصيف حصما فينتعزل
لا يحجب دعوته وان كانت عامة ١٢

له قوله عن عدي بن عميرة الم استقاد اورداد في سنده من هذا الحديث حكم
هدايا العمال وقد مناتقصيله آنفا ١٢

له قوله من كان له عاملا فليكتسب راحة الم وقال صاحب الهداية نعمان القاضي
اذا كان فقيرا فالأفضل بل الواجب احدى كفايته وان كان غنيا فالأفضل الامتناع
عن اخذ الرق من بيت المال ومقاسيت المال وقيل لا احد هو الاصح صيانة للقصة
عن الهوان نظر الم يولى بعده من المحتاحين ويأخذ بقدر الكفاية له ولعياله وكذا
في عمدة القارى وقال في العالم كيرية ان كذا القاضي فقيرا محتاجا الاولى ان
يأخذ رزقه من بيت المال بل يفترض عليه فان كان غنيا تكلموا فيه والاولى ان
لا يأخذ من بيت المال كذا في فتاوى قاصى حان ولا يأخذ الرق الا من بيت مال

فليكتب روجه فان لم يكن له خادم فليكتب حادما فان لم يكن له مسكن فليكتب مسكنا وفي رواية من اتخذ غير ذلك فهو غال رواه ابوداود وروى البخاري عن عائشة قالت لما استخلف ابو بكر قال لقد علم قومي ان حرقتي لم تكن تجز عن مؤنة اهلي وشغلت بامر المسلمين مسياكل آل بكر من هذا المال ويحترق للمسلمين فيه وعن عمر قال عملت على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم فعملني رواه ابوداود وعن عمرو بن العاص قال ارسل الى رسول الله صلى الله عليه وسلم ان اجمع عليك سلاحك وثيابك ثم انتنى قال فاتيته وهو يترضا

= الكورة التي يعمل فيها لانه يعمل لاهل مدته الكورة فتكون ورقه في مال بيت هذه الكورة كذا في العتابة كما يجر كفاية القاضي من بيت المال يجعل كفاية عماله ومن يؤنه من اهله واعوانه في مال بيت المال ولم يقل عن محمد رحمه الله تعالى ان القاضي هل يأخذ الرق في يوم العطلة اخلف المتأخرون فيه والصحيح انه يأخذ كذا في التاارحاية القاضي اذا كان يأخذ من بيت المال شيئا لا يكون عاملا بالاجر بل يكون عاملا لله تعالى ويستوفي حقه من مال الله تعالى وكذا الفقهاء والعلماء والمعلمون الذين يعلمون القرآن وروى ان ابا بكر رضى الله تعالى عنه لما استخلف كان يأخذ الرزق من بيت المال وكذا عمر وعلى رضى الله تعالى عنهما واما عثمان رضى الله تعالى عنه كان صاحب ثروة ويسار فكان يحتسب ولا يأخذ كذا في الخلاصة ينبغي للامام ان يوسع عليه وعلى عياله كبل لا يطمع في اموال الناس وروى ان رسول الله صلى الله عليه وسلم لما بعث عتاب بن اسيد الى مكة وولاه امرها ررقه اربع مائة درهم في كل عام وروى ان الصحابة رضى الله تعالى عنهم اجروا لابي بكر رضى الله تعالى عنه مثل ذلك من بيت المال وكان لعلي رضى الله عنه من بيت المال كل يوم قصعة من ثريد

فقال يا عمر راني ارسلت اليك لا بعثك في وجه يسلمك الله ويغنيك وازعب
لك رعية من المال فقلت يا رسول الله ما كانت هجرتي للمال وما كانت الا لله
ولرسوله قال نعم يا مال الصالح للرجل الصالح رواه في شرح السنة وروى
احمد بن حنبل وفي روايته قال نعم المال الصالح للرجل الصالح وعن عبد الله بن
عمر وقال لعن رسول الله صلى الله عليه وسلم الراشي والمرتشى رواه ابو داود

= وروى ان عليا رضي الله تعالى عنه فرض له خمسمائة درهم في كل شهر كذا في المسامع ١٢
له قوله لعن رسول الله صلى الله عليه وسلم الراشي والمرتشى وقال في العالم كبرية الهدية
ما يعطيه ولا يكون معه شرط والرشوة مال يعطيه بشرط ان يعطيه كذا في حراية المفتين
وفيها ايضا واعلم ان الرشوة انواع منها ان يهدي الرجل الى رجل مالا لا يتخير
التودد والتحيب وهذا النوع حلال من جانب المهدى والمهدى اليه ونوع منها ان يهدي
الى الرجل مالا ليسب ان ذلك الرجل قد خوفه فيهدى اليه مالا ليدفع الخوف عن نفسه
او يهدي الى السلطان مالا ليدفع ظلمه عن نفسه او عن ماله وهذا نوع لا يحل الاخذ
لاحد واحد احد يحل تحت الوعيد المذكور في هذا الباب وهل يحل للمعطي الاعطاء
عاما المتسائم على انه يحل لانه يجعل ماله وقاية لنفسه او يجعل بعض ماله وقاية لباقي نوع
منها ان يهدي الرجل الى رجل مالا ليسوى امره في ما يريه وبين السلطان يعينه في
حاجته وانه على وجهين الوجه الاول ان يكون حاجته حراما وفي هذا الوجه لا يحل
للمهدى الاعطاء ولا للمهدى اليه الاخذ الوجه الثاني ان يكون حاجته مباحا وانه على
وجهين ايضا الاول ان يشترط انه انما يهدي اليه لتعييه عند السلطان وفي هذا الوجه
لا يحل لاحد واحد وهل يحل للمعطي الاعطاء تكلموا فيه منهم من قال لا يحل ومنهم
من قال يحل والحيلة في حل الاحد وحل الاعطاء عند الكل ان يستأجره صاحب

وابن ساجة ورواه الترمذي عنه وعن ابني هريرة ورواه احمد والبيهقي في شعب الإيمان
عن توبان وزاد والرائش يعنى الذى يمتنى بينهما .

باب الاقضية والشهادات

وقول الله عز وجل وأشهدوا شهدائكم من الرجال ان لم تكونا

الحادثة يوما الى الليل ليقوم بعبه بالمال الذى يريد الدفع اليه فبصم الاحارة ويستحق
الاجير الاجر ثم المتأجريا لحيار ان شاء استعمله فى هذا العمل وان شاء استعمله فى عمل
آخر قالوا وهذه الحيلة اما تصم اذا كان العمل الذى يستأجره عليه عملا يصم الاستيحاء
عليه كذا فى المحيط كتبايع الرسالة ونحوه وان لم يمين المدة لا يجوز كذا فى الخلاصة وهل
يجل للمعطى الاعطاء بدون هذه الحيلة تكلوا فيه قيل لا يجزى وقيل يجزى وهو الاصح هذا
اذا اعطاء قبل ان يسوى امره اما اذا اعطاء بعد ان يسوى امره ونحوه عن طلبه بجل للمعطى
الاعطاء ويجزى للأحد الاحد وهو الاصح كذا فى محيط المسرخسى وهو العجيم كذا فى فتاوى
قاصى حان الوحة الثانى اذ العريتر ذلك صريح ولكن اما يهدى اليه ليعينه عند
السلطان وفى هذا الوجه اختلف المتأخر رحمهم الله تعالى وعامتهم على انه لا يكره هذا
اذا الميركى بينهما مهادة قبل ذلك بسبب من الاسباب واما اذا كان بينهما مهادة
قبل ذلك بسبب صداقة او قرابة فاهدى اليه كما كان يهدى قبل ذلك ثم ان المهدي
اليه قام لاصلاح امره فهذا امر حسن لانه محاربة الاحسان بالاحسان ومقابلة بالكرم
نوع آخر ان يهدى الرجل الى سلطان فيقلد القضاء له او عملا آخر وهذا النوع لا يجزى
للاحد الاخذ ولا للمعطى الاعطاء كذا فى المحيط ١٢

له قوله واستشهدوا شهدائكم من الرجال ان لم تكونا

رجلين و امرأتان ممن ترضون من الشهداء ان تفضل احدهما فتذكر
احدهما الاخرى ولا ياب الشهداء اذا مادعوا وقوله تعالى يا ايها الذين

بالايمان لقوله تعالى فاستشهدوا عليهن اربعة منكم ولقوله تعالى ثم لم يأتوا
شهادة في غير الزنا من الحدود والقصاص تقتل فيها شهادة رجلين محسب
بالايمان لقول الرهري مصت السيرة عن رسول الله صلى الله عليه وسلم والخلفتين
من بعده ان لا شهادة للساعة في الحدود والقصاص فيعتبر ما هو الاصل وهو شهادة
رجلين فقط وفي غير الحدود والقصاص ان كان مما يطلع عليه الرجل يقل
شهادة رجلين او رجل وامرأتين سواء كان مالا او غير مال عندنا وعند الشافعي
ان كان مالا او تواجة كالبيع والشراء وشرط الخيار والاحل والاحارة والاعارة وامثاله
يقبل شهادة رجلين او رجل وامرأتين وان لم يكن مالا كالنكاح وامثاله لا يقبل الا
شهادة رجلين فقط وان كان مما لا يطلع عليه الرجال كالولادة ونحوها يقبل فيه
شهادة امرأة واحدة عندنا واربعة منهن عند الشافعي ودلائلها مذكورة في
المطلقات ثم للشهادة شروط منها الاسلام والعدالة وهما المذكوران في الآية اما
الاول فلقوله تعالى من حالكم اذ معاه من اهل ملككم وهم اهل الاسلام كذا في
التفسير وهذا القول لا يصح دليلا للشافعي ومالك معادها اليه انه يشترط
اسلام المشهود في جميع الباب حتى لا يسمع شهادة الكفار بعضهم على بعض لانه انما
ذكر ذلك في مقابلة المسلمين مع المسلمين كما يقرب اليه قوله تعالى اذ اتد ايستم وقوله
تعالى وليكتب بيمينكم ولهذا حكم ابو حنيفة رحمه الله تعالى بانه يشترط اسلام التهود
فيما اذا كان على المسلمين فلا يسمع شهادة الكفار الا على الكفار خاصة واما الثاني
ففي قوله ممن ترضون من الشهداء اذ المرضى المطلق هو العدل فكاه قيل هم تعرفون

= عد التهم وتعتمدون على صلاحهم فيدعي ان يكون عادلا وبه تمسك صاحب الهداية
 في باب الشهادة ولكن قد صرح في باب القضاء انه لا ينبغي ان يقبل القاضي شهادة
 الفاسق ولو قبل جاز عندنا قال الشافعي الفاسق لا يقبل شهادته اصلا و
 لعلة لهذا المعنى قال صاحب المدارك وفيه دليل على ان عبد المرصى شاهد لان
 مفهوم الآية استشهدوا شهداء من الشهداء الذين نرضون منهم فعلم ان من
 شهدا من لا نرضون منهم لعلمكم بحد من عدالتهم فتكون الشاهد اعم من ان يكون عادلا
 اولها البواقي من الشروط وهي الحرية والبلوغ والضبط ولعل الشهادة مسيعة في
 مواضعها ويمكن ان يثبت شرطية الضبط من قوله تعالى ان تصل احدهما متذكر
 احدهما الاخرى وهكذا اشتراط لفظ الشهادة يمكن ان يثبت من هذه الآية ومن
 جميع ما ذكر فيها بيان الشهادة كما صرح به صاحب الهداية حيث قال واما لفظ التها
 فلا ان النصوص نطقت باشتراطها اذا الامر فيها بهذا اللفظ حتى لو لم يذكر لفظ الشهادة
 بل قال اعلم او اتقن لم يقبل شهادته هذا لفظه وكذا على ما ذكر في الحسيني من ان
 معنى قوله تعالى من رجالكم من رجال المسلمين الاحرار البالغين ويمكن ان يثبت
 به شرط الحرية والبلوغ ايضا من الآية كما لا يخفى وقوله تعالى ولا ياب الشهداء اذا
 ما دعوا يحتمل معنيين احدهما ان يكون معناه لا ياب الشهداء لاداء الشهادة بعد
 ما تحملوا اولاً اذا ما دعوا الى مجلس الحكم فيكون ذلك بمعنى الامر للوجوب وثانيها
 ان لا ياب الشهداء لتحمل الشهادة فسموا شهداء باسم ما يؤل فيكون ذلك بمعنى لا
 للندب او يكون منسوخا بقوله تعالى ولا يضار كاتب ولا شهيد وفي الكتابات عن قتادة
 كان الرجل يطوف في الجداوى المحجع العظيم فيه القوم ولا يتبعه منهم واحد
 فنزلت وصاحب الهداية قد جرم بالمعنى الاول حيث قال في اول كتاب الشهادة

امنوا كونوا قوامين بالقسط شهداء لله ولو على انفسكم او الوالدين والاقر^{بين}
ان يكن غنيا او فقيرا قال الله اولى بهما فلا تتبعوا الهوى ان تعدلوا وان تلووا
او عرضوا فان الله كان بما تعملون خبيرا وقوله تعالى ان الذين يشترون
بعهد الله ايمانهم ثمنا قليلا اولئك لا خلاق لهم في الآخرة ولا يكلمهم الله و
لا ينظر اليهم يوم القيامة ولا يزيكهم ولهم عذاب اليم عن ابن عباس عن النبي
صلى الله عليه وسلم قال لو يعطى الناس بدعواهم لادعى باس دماء رجال واموالهم
ولكن اليمين على المدعى عليه رواه مسلم وفي شرحه للنووي انه قال وجاء في

ان الشهادة فرض يلزم الشهود ولا يسعهم كتمانها اذا اطلبهم المدعى لقوله تعالى ولا يأت
الشهداء اذا ما دعوا ولكن ينبغي ان يعلم ان هذا في غير الحدود واما الشهادة في
الحدود فيتحبر فيها الشاهد بين الستر والاطهار بل الستر افضل لقوله عليه السلام من
ستر على مسلم ستر الله تعالى عليه في الدنيا والآخرة ولكن في السرقة يحب ان يشهد
بالمال فيقول احد المال احياء لحقوق المسروق منه ولا يقول سرق محافظة على السر لمخلص
من التفسيرات الحميدية ١٢

له قوله كونوا قوامين بالقسط شهداء لله ولو على انفسكم الخ وقال صاحب المدارك والشهادة
على نفسه هي الاقرار على نفسه لانه في معنى الشهادة عليها بالزام الحق وهذا لان الدعوى
والشهادة والاقرار يشترك جميعها في الاخبار عن حق لا حد على احد غير ان الدعوى اخبار
عن حق نفسه على العير والاقرار للعير على نفسه والشهادة للغير على عير هذا كلامه وبالجمل
مالا ية دليل على شرعية مسألة الاقرار وجواز الشهادة على ضرر الوالدين والاقرين وهذا
معروف وقد يدل الآية ايضا على كون الشهادة لله لا للرياء والسبحة ولا تمنع نفسه فستدل
به على ان شهادة التبريك في مال الشركه والاحير مستأجرة والتبليد لاستاده وكذا

رواية البيهقي باسناد حسن او صحيح زيادة عن ابن عباس مرفوعا لكن البيهقي عليه السلام

في قوله لولده وامثاله كل ذلك لا يجوز هكذا يخطر بالبال ملتقط من التفسيرات الاحمدية
له قوله البيهقي عليه السلام في الحديث فوائده الاولى لا يستحق المدعى
بمجرد الدعوى الثانية القول قول المنكر الثالثة جنس البيات في جانب المدعى
الرابعة اليمين في جانب المدعى عليه الخامسة الخصومة لا تدفع بمجرد الانكار
السادسة اليمين تنوجه عليه السابعة لا يجوز القضاء بشاهد مع يمين المدعى
الثامنة لا تقبل بينة صاحب اليد في الملك المطلق وفي مسألتين خلاف الشافعي
الاولى اذا نكل المدعى عليه عن اليمين قصى عندنا بالكل عليه ولزمه ما ادعاه عليه
وعند الشافعي لا يقضى به بل يرد اليمين على المدعى فان حلف المدعى اخذ المال و
ان نكل انقطعت الخصومة بينهما لأن النكول يحتمل ان يكون تورعا عن اليمين الكاذبة
ويحتمل ان يكون ترفعاً عن اليمين الصادقة ولنا ان اليمين واحدة عليه لظاهر هذا الحديث
وترك اليمين بهذا النكول دليل على انه مادل او مقراد لو لم يكن كذلك لا قدم على اليمين
تقصيا من عهدة الواجب دفعاً للصبر عن نفسه بذل المدعى والشرع الرخصة التورع عن اليمين
الكاذبة دون التورع عن اليمين الصادقة فيرجع هذا الجواب في قوله والثانية لا يجوز القضاء
عندنا شاهد مع يمين المدعى خلافاً للشافعي واحتمل الحديث ابن عباس رده قصى تباه
ويبين احده مسلم وابوداود والسنائي وابن ماجه والحاكم من طريق قيس بن سعد عن عمر
ابن دينار عنه والامام اجمعه بقوله تعالى واستشهدوا شهيدين من رجالكم فان لم يكونا
رجلين فرجل وامرأتان ومثل هذا ما يذكره لقصص الحكم عليه ولأنه قال ذلك ادق ان لا
ترتابوا ولا مزيد على الادنى اي اقرب ان لا تشكروا في حسن الدين وقدره واجله والشهود
ونحو ذلك واجيب عن الحديث المذكور بان عباساً الدورى نقل عن يحيى بن معين انه

واليمين على من انكر وقال محمد بن الحسن في الآثار وبه نأخذ وروى الترمذي

ليس بمحفوظ واعلم الطحاوي بامه لا يعلم فيسأحدث عن عمرو بن دينار وقال الترمذي في العلل
سألت محمد بن الحسن هذا الحديث فقال لم يسمعه من عمرو وعن ابن عباس فقد روى الحديث
بالانقطاع في موضعين من البخاري بين عمرو بن عباس ومن الطحاوي بين قيس وعمرو
ومهم من ادخل بين عمرو واس عباس طواسا اخرجته هكذا الدارقطني ومنهم من راد حابر
ابن زيد فقول ابن عبد البر لا مطعن له في اسناد هذا الحديث محل نظر فاجل هذا الاختلاف
ترك العمل به ونفى العمل بالنسب الطاهر من الكتاب مع انه قد روى ما يعارض ما ذكره في الاستد
روى هشيم اخبرنا المعيرة عن الشعبي قال ان اهل المدينة يقولون باليمين مع الشاهد ونحن
لا نقول ذلك وفي مصنف ابن ابي شيبة حديث اسويد بن عمرو وحديث ابو عوانة عن مغيرة عن ابراهيم
والشعبي في الرجل يكون له الشاهد مع يمينه قال لا يجوز الاستهانة باليمين او رجل وامرأتين
قال عامر مع ان اهل المدينة يقولون شهادة الشاهد مع يمين الطالب وهذا السند مر حاله
على شرط مسلم وقال ايضا حديث اسحاق بن خالد عن ابن ابي دثنس عن الرهري قال هي بدعة و
اول من قصي بها معاوية وهذا السند ايضا على شرط مسلم وفي مصنف عبد الرزاق اخبرنا
معمر سألت الرهري عن اليمين مع الشاهد فقال هذا شئ احدثه الناس لا بد من شاهدين
وفي الاستدكار هو الاشتهار عن الرهري وفي التمهيد وقال ابو حنيفة واصحابه والتوري والوزاري
لا يقضي باليمين مع الشاهد وهو قول عطاء والمحاكم وطائفة وراى في الاستدكار المعنى وفي
المحلى لاس حزم اول من قصي به عبد الملك بن مروان واسأرا الى الكاهن الحكم بن عتيبة وروى
عن عمرو بن عبد العزيز ترك القضاء به لانه وجد اهل الشام على خلافه ومنع منه ابن تيرمة انتهى
وفي التمهيد تركه يحيى بن يحيى بالامدلس وروى عنه لم ير اليه من سعد يفتي به ولا يذهب اليه
وحديث الصحيحين اليمين على المدعى عليه وفي رواية المديعة على المدعى واليمين على من انكر

باسناد جيد عن عمرو بن شعيب عن ابيه عن جابر ان النبي صلى الله عليه وسلم قال البيعة على المدعى واليمين على المدعى عليه فقسم النبي صلى الله عليه وسلم بين الخصمين فجعل البيعة على المدعى واليمين على من اكرا القسم تبا في الشراكة وجعل جنس الايمان على المنكرين وليس وراء الجتر شيء وحديث الشاهد واليمين عريب وما رويناه مشهور تلقته الامة بالقبول حتى صار في حيز التواتر فلا يعارضه على ان يحيى بن معين

= وكذا حديث الصحيحين شاهدان او يمينه مع طاهر القرآن لانه تعالى اوجب عند عدم الرجلين قول رجل وامرأتين واذا واحد شاهد واحد والمرأتان معدومتان في قوله مع اليمين يعني ما اقتضته الآية وايضا انه تعالى قال عقها ممن ترصون من الشهداء وليس المدعى بشاهد واحد ممن يرصى باستحقاق ما يدعيه بقوله ويمينه وروى ان يمين المدعى قائمة مقام المرأتين فعلى هذا لو كان المدعى ذميا قام شاهد واحد وجب ان لا تقبل يمينه كما لو كانت المرأتان ذميتين كذا في عقود الخواهر المنفعة وقال في الكوكب الدرر اي لا يعتد بشاهد المدعى اذا كان واحدا ولما يحكم بيمين المكروه هذا هو المراد في لفظ الحديث قصي رسول الله صلى الله عليه وسلم باليمين مع الشاهد اي لم يحكم الا باليمين مع وجود الشاهد الواحد لعدم تمام نصاب الشهادة انتهى وقال في هاشمه على انه فعل لا يقاوم القول لاسيما اذا تأيد القول بالقراء المحيد في قوله تعالى واستشهدوا شهيدين من رجالكم وبسط البخاري في تأييد الحسنة في ذلك فارجع اليه ١٢

في قوله قسم النبي صلى الله عليه وسلم بين الخصمين الح يمانه انه ذكر اليمين محلى بالالف واللام وانه للجنس اذا لم يكن تمه معهود ويقال جعل البيعة حجة جنس المدعين واليمين حجة جنس المنكرين فيكون جميع الايمان على المنكرين ومن رد اليمين على المدعى لم يجعل جميعها على المنكرين فيكون ذلك سببا للحديث المشهور وانه لا يجوز بحذر الواحد ولا بالقياس قاله في الناية ١٢

قد رده وروى محمد بن الحسن في الآثار عن ابراهيم انه قال البيعة على المدعى واليمين على المدعى عليه وكان لا يرد اليمين وعن عمران بن حصين عن النبي صلى الله عليه وسلم قال خير امتي قرني ثم الدين يلوونهم ثم الذين يلوونهم قال عمران فلا اذكر بعد فريه قريين او ثلاثة ثم ان من بعدهم قوما يشهدون ولا يستشهدون ويحونون ولا يؤتمنون ويشددون ولا يوفون ويظهر فيهم السمن متفق عليه وفي رواية لاحمد ومسلم عن ابي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم حبر امتي القرن الذي بعثت فيه ثم الذين يلوونهم والله اعلم اذكر الثالث امر لا قال تم يخلف بقوم يشهدون قل ان يستشهدوا وروى مسلم عن زيد بن خالد قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم الا اخبركم بخير الشهاد امر الذي يأتي بشهادته قبل ان يسألها وعن خريم ابن فاتك قال صلى رسول الله صلى الله عليه وسلم صلاة الصبح فلما انصرف قام قائما فقال عدلت شهادة الرور بالاشراك بالله ثلاث مرات ثم قرأ فاجتسبوا الرجس من الاوثان واجتسوا قول الرور حماء الله عن مشركين به رواه ابو داود وابن ماجه

له قوله يشهدون ولا يستشهدون الاصل عندنا ان لا يشهد الا ان يطلب منه الشهادة وبحسب ان يشهد بعد الطلب وسترها في الحدود اقل وقد مر في هذا الحديث مدامة قوم يشهدون ولا يستشهدون فذكروا الحديث زيد بن خالد تأويلين احدهما انه محمول على من عده الشهادة لاحد بحق ولا يعلم المدعى انه شاهد فيحذر انه شاهد له والثاني ان هذا حق الله كالركاة والكهات وروية الهلال والوقف والصايا ونحو ذلك فيجب اعلام الحاكم بذلك وقد بآول بأنه محمول على المبالغة والمساغة في اداء الشهادة بعد طلبها وقوله يشهدون ولا يستشهدون محمول على ما عدا ذلك وقيل انه كناية عن شهادة الرور عن شهادة من ليس اهلا لها اي ليس هم يستشهد ولا يحلون تكلف احده من المبيعات ١٢

رواه أحمد والترمذي عن ايمن بن خريق الا ان اسماجه لم يذكر القراءة وعن
ابن مسعود قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم حذر الناس قرني ثم الدين يلوونهم
ثم الدين يلوونهم ثم يحيي قوم تسبى شهادة احدهم يمينه ويحييه شهادته متفق
عليه وعن الاشعث بن قيس قال ان رجلا من كعدة ورجلا من حصر موت احدهما
الى رسول الله صلى الله عليه وسلم في ارض من اليمن فقال الحضرمي يا رسول الله ان
ارضى اغتصبتها ابر هذا وهي في يده قال هل لك بيته قال لا ولكن احلعه والله
ما يعلم انها ارضى اغتصبتها ابره فتهيا الكندي لليمن فقال رسول الله صلى الله
عليه وسلم لا يقطع احدا ما لا يمين الا لقي الله وهو احده فقال الكندي هي
ارضه رواه ابو داود وعن علقمة بن وائل عن ابيه قال جاء رجل من حصر موت
ورجل من كعدة الى النبي صلى الله عليه وسلم فقال الحضرمي يا رسول الله ان هذا
غلبني على ارض لي فقال الكندي هي ارضي وفي يدي ليس له فيها حق فقال النبي
صلى الله عليه وسلم للحضرمي الك بيته قال لا قال فلك يمينته قال يا رسول الله
ان الرجل فاجر لا يمالى على ما حلف عليه وليس يورع من شئ قال ليس لك
منه الا ذلك فانطلق ليحلف فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم لما ادبر لئلا حلف
على ماله لياكله طلبا لياقين الله وهو معرض عنه رواه مسلم وعن الاشعث بن
قيس قال كان بيني وبين رجل من اليهود ارض فجدني فقد صته الى النبي
صلى الله عليه وسلم فقال الك بيته قلت لا قال لليهودي احلف قلت يا رسول الله
اذا يحلف ويذهب تعالى فانزل الله تعالى ان الذين يستترون بعهد الله وايمانهم

له قوله قال لليهودي احلف الخ فيه دليل على ان الكافر يحلف في الخصومات كما يحلف

المسلم كذا في المرقاة ١٢

تحنا قليلا الآية رواه ابو داود وابن ماجه وعن ابن مسعود قال قال رسول الله
 صلى الله عليه وسلم من حلف على يمين صدره فيها فاجر يقطع بها مال امرئ مسلم
 لقي الله يوم القيامة وهو عليه غضبان فانزل الله تصديق ذلك ان الذين
 يشترون بعهد الله وايمانهم تحنا قليلا الى آخر الآية متفق عليه وعن
 عبد الله بن ابيس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان من اكبر الكياثر
 الشراك بالله وحقوق الوالدين واليمين العموس وما حلف حالف بالله يمين
 صدره فادخل فيها مثل جناح بعوضة الا جعلت بكته في قلبه الى يوم القيامة رواه
 الترمذي وعن ابى امامة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من اقتطع حق
 امرئ مسلم بيمينه فقد اوجب الله له النار وحرم الله عليه الجنة فقال له رجل
 وان كان شيئا يسيرا يا رسول الله قال وان كان قصيبا من اراك رواه مسلم وعن

له قوله من حلف على يمين صدره لم يمين الصدر هي التي يكون فيها متعمدا للكذب قاصدا
 لذهاب مال المسلم كأنه يصد بنفسه على تلك اليمين اى يحسمها عليها وهو المراد هنا
 لظاهر قوله وهو فيها فاجر اى كاذب والجملة حالية فيه ان الكذب في الشهادة نوع من انواع
 الخيور وهو المعنى باليمين العموس ملتقط من المراتات وفى نداء المحمود قال ابن بطال
 بهذه الآية والحديث اسحق الجمهور فى ان اليمين العموس لا كفارة فيها لأنه عليه الصلوة
 والسلام ذكر فى هذه اليمين المقصود بها الحمت والعصيان والعقوبة والاتم ولم يذكر فيها
 كفارة ولو كانت لذكرت كما ذكرت فى اليمين المعقودة فقال مالك عن يمينه وليأت الذى هو
 خير قال ابن المنذر لا يعلم سعة تدل على قول من اوجب فيها الكفارة وهو
 الشافعى بل هى دالة على قول من لم يوجبها وهو ابو حنيفة ١٢

ابن عباس ان النبي صلى الله عليه وسلم قال لرجل حلف بالله الذي لا اله الا هو
ماله عندك شئ يعنى للمدعى رواه ايرداود وعن داود بن الحصين انه سمع
ابا غطفان الثوري يقول احتشم ريد بن ثابت وابن مطيع في دار كانت بينهما الى مروان
بن الحكم وهو امير على المدينة فقضى مروان على ريد بن ثابت باليمين على المنبر فقال
ريد بن ثابت حلفا بمكاني فقال مروان لا والله الا عند مقاطع الحقوق قال لمحل ريد بن
ثابت يحلف ان حقه لحن ويأبى ان يحلف على المنبر قال لمحل مروان بن الحكم يجيب
ذلك رواه مالك وذكره البخاري في صحيحه تعليقا وقال قال النبي صلى الله عليه وسلم

له قوله احلف بالله الذي لا اله الا هو الخ اى واليمين بالله تعالى ويعلط بكراوصافه
تعالى اى يؤكد اليمين بكراوصاف الله تعالى وذلك مثل قوله والله الذي لا اله الا هو
عالم الغيب والشهادة الرحمن الرحيم الذي يعلم من السر ما يعلم من العلانية ما لقلا ن هذا عليك و
لا قلت هذا المال الذي ادعاه ولا شئ منه لان احوال الناس شتى فمنهم من يتمتع عن اليمين
بالتعليط ويحتمل عدم عدمه فيغلط عليه لعله يتمتع بذلك ربلجى الدر المختار ورد المختار ملتقط
مها ١٢

له قوله ويأبى ان يحلف على المنبر لذلك عندنا لا تعلط اليمين على المسلم برمان ومكان مطلقا
لأن في التعليط بالزمان تأخير حق المدعى في اليمين الى ذلك الزمان وكذا اما المكان لان فيه
التأخير الى الوصول الى ذلك المكان المعلق به فلا يترع وظاهر الهداية ان المسمى وجوب
التعليط يكون متروعا وفي المحيط ما يدل على اما حقه ولكن ذكر بعده انه لا يجوز ان تعلط
بالمكان حاصله ان المدعى عليه اذا توجهت عليه اليمين يحلف حيث ما وحت عليه و
لا يصرف من موضعه ذلك وهذا قول الحنفية والحنابلة واليه مال البخاري
وقال الشافعي في قول يستحب التعليط مكان و زمان وفي قول يحب التعليط بهما اما

شاهدك او يمينه فلم يحص مكانا دون مكان وعن ابي موسى الاشعري ان رجلا
ادعى نعي را على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم فبعث كل واحد منهما شاهدين
فقسمه النبي صلى الله عليه وسلم بينهما نصيبين رواه ابو داود وفي رواية له وللشك
وابن ماجة ان رجلا ادعى نعي را لست لواحد منهما بينة فجعله النبي صلى الله
عليه وسلم بينهما وروى ابن ابي شيبة وعبد الرزاق عن عيسى بن طرفة ان
رجلين ادعى نعي را فاقام كل واحد منهما البينة انه له فقضى النبي صلى الله
عليه وسلم بينهما وفي رواية للبيهقي في سننه عن سعيد بن ابي بردة عن
ابيه ان رجلا احتصما الى نبي الله صلى الله عليه وسلم في دالة ليس لواحد

التعليق بالزمان ففي يوم الجمعة بعد العصر واما التعليق بالمكان فيس الركن والمقام
ان كان بمكة وعند قبر النبي صلى الله عليه وسلم ادا كان بالمدينة وعند الصخرة ان كان في بيت
المقدس وفي الجامع ان كان في غيرها وان لم يكن الجامع ففي المساجد ولنا هذا اثر
مالك والبخاري واطلاق قوله عليه السلام اليمين على من اكروا لتخصيص بالزمان او
المكان زيادة على النص وهو لاسم فان قلت استدل الحصر بما روى حابران رسول
الله صلى الله عليه وسلم قال من حلف عند منبري هدا يمين كاذبة تموا مقعدا من
النار الجواب ان هذا الحديث ليس حديثا صحيحا وهذا باق في اطلاق قوله صلى الله عليه وسلم
اليمين على المديني واليمين على من اكروا لتخصيص بالزمان والمكان زيادة على جاز
عربية لا يعلم صحتها فلا يجوز التقطه من شرح الكرو وعمدة القاري والساية ١٢

له قوله ان رجلا ادعى الح صورة المسئلة ان رجلا ادعى نعي را في يد ثالث ولم
يكن لهما بينة او لكل واحد منهما بينة وقال الثالث لا اعلم بذلك يعني انه لكما او لغيرهما
فحكمهما ان يقرع بين المتدعيين فايهما خرجت له القرعة يحلف معها ويقضى له بذلك

منهما بيينة فجعلها بيدهما نصفين وحديث القرعة كان في ابتداء الاسلام ثم نسخ
بيته الطحاوي وعن جابر بن عبد الله ان رجلين تداعبا دابة فقام كل واحد منهما
البينة انها دابته بتجها فقضى بهما رسول الله صلى الله عليه وسلم الذي في يده رواه في
شرح السنة وعن عائشة قالت قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا تجوز شهادة

المنازع ويهدا قال علي رضى الله عنه وعند الشافعي يترك في يد التالت وعند أبي حنيفة
يجعل بين المتداعيين بصعين وقال ابن الملك ويقول علي قال احمد والشافعي في احد
اقواله وفي قوله الآخر وبه قال ابو حنيفة ايضا انه يجعل بين المتداعيين بصعين مع
يمس كل منهما وفي قول آخر يترك في يد التالت كذا في المرقاة وقال في الهداية وادعى
ادعى اثنان عينا في يد آخر كل واحد منهما يرعى ابهاله واقاما الدية قصى بهما بيدهما وقال
الشافعي رحمه الله تعالى في قول تهما ترضا وفي قول يقرع بيدهما انتهى وفي الكفاية صرح
المسئلة في الملك المطلق لان في المقيد بالسب المعين او بالتاريخ تفصيلا وتخللا ١٢

له قوله يقصى بها رسول الله صلى الله عليه وسلم الذي في يده قال في الهداية وان اقام الخارج و
صاحب اليد كل واحد منهما بيينة على النتائج فصاحب اليد اولى امر وفي شرح السنة
قالوا اذا تداعى راحلان دابة او شيئا وهو في يد احدهما فهو لصاحب اليد ويخلف عليه الا ان
تقيم الآخر بيته يحكم له به فلو اقام كل واحد منهما بيينة ترجح بيينة صاحب اليد وذهب
اصحاب أبي حنيفة الى ان بيينة دى المدعى مسبوغة وهو للخارجى الا في دعوى
النتاج اذا ادعى كل واحد ان هذه الدابة ملكه بتجها واقام بيينة على دعواه يقصى بها لصاحب
اليدين ان كان الشئ في ايديهما فقد اعيانا حلما وكان بينهما مقسوما بحكم المد وكذا لو اقام
كل واحد بيته قاله في المرقاة ١٣

له قوله لا تجوز شهادة حاش الح لم يحتمل ان يراد به الحياة في امانات الناس ويحتمل ان

حاش ولا خائنة ولا مجلود واحد ولا ذى غم على اخيه ولا ظنين فى ولاء ولا قرابة ولا القانع مع اهل البيت رواه الترمذى وعن عمرو بن شعيب عن ابيه عن جده

= يراد الاغم السامى للحياة فى احكام الله تعالى وقد جمع الكل قوله سبحانه ما اياها الدين آمنوا لا تخونوا الله والرسول وتخونوا ايمانكم فيكون المراد بالخائن الفاسق وحيد. يكون ذكر المجلود والراى وغيرهما متلا بعده وعطفا عليها من قبل عطفت الخاص على العام لعظم حياتها وقوله ولا مجلود حديثنا والراى العير المحصن والقادى والتارب ولكن المجلود فى القذف لا يقبل شهادته عند ابي حنيفة ايدوا ان تاب وجعل قوله تعالى ولا تقبلوا لهم شهادة ايدوا اولئك هم الفاسقون الا الذين تابوا عطف على قوله بالمجلد ثمانين جلدة وجعل عدم القبول للشهادة من تمام الحد وجعل الاستثناء من الفاسقون بخلاف المحدود فى غير القذف كالرباء والسارقة وشرب الخمر حيث يقبل شهادته بعد التوبة عندنا ايضا لان الرديها للفاسق لا تمام الحد كما فى المحدود فى القذف وقد ارتفع الفسق بالتوبة وسائر الانصاة والشافعى يقولون القذف من جملة الفسوق ولا يتعلق باقامة الحد بل ان تاب قبلت شهادته مثل سائر الحدود وجلدا ولم يجلد ومن لم يتب لا يقبل شهادته سواء جلد او لم يجلد وقوله ولا ذى غم على اخيه اى لا تقبل شهادة عدو سب الدنيا واما العدو سب الدين فتقبل لانها من التدين بخلاف الديونية فانها لا يأم من القول عليه واما الصديق لصديقه فتقبل الا اذا كانت الصداقة متناهية بحيث يتصرف كل فى مال الآخر وقوله ولا ظنين فى ولاء ولا قرابة الطين المتهم بغير محي مفعول من الطينة بمعنى التهمة يعنى من اتقى الى غير مواليه وقال اما عتيق فلان وهو كاذب وشتمه بكذبه فيه بحيث يتهمة الناس فى قوله ويكذبونه لا تقبل شهادته لانه فاسق لان الكذب فى الولاء لقطعته عن المعنى وادعائه لمن ليس معققة كبيرة كذا قالوا وكذا الحكم

عن النبي صلى الله عليه وسلم قال لا تجوز شهادة خائن ولا حائشة ولا زان ولا زانية ولا ذى
 غم على اخيه وراى شهادة القانع لاهل البيت رواه ابوداود وعنه عبد الله بن الزبير
 قال قضى رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الحصين يقعد ان يدين يدي الحاكم رواه
 احمد وابوداود وعنه امرسامة ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال انما انا بشر
 انكم تحضرون الى ولعل يعصكم ان يكون ألحن بحجته من بعض فاقضى له على نحو ما
 اسمع منه فمن قضيت له بشئ من حق اخيه فلا يأخذه فانما اقطع له قطعة
 من النار متفق عليه وقد احتج به من لم يراى يحكم الحاكم بعلمه والقضى

في القرابة وقد ورد فيه اللعن وقوله والقانع مع اهل البيت يعنى لا تقتل شهادة الاحير
 الخاص لمساخر مسانمة او متاهرة او الخادم او النافع او التلميذ الخاص الذى يعتد بغير
 استاذة صرر نفسه ونقعه مع نفسه فيكون القانع فى حكم شهادة الوالد والولد وهو معنى
 قوله عليه الصلوة والسلام لا شهادة للقانع باهل البيت اى الطالب معاشه منهم من
 القوع لاهل القناعة ومعه قبول شهادة المستاجر والاستاد له واما ما روى عن ابي
 هريرة عن رسول الله صلى الله عليه وسلم لا تجوز شهادة بدوى على صاحب قرية فمحمول على
 ان معناه لا يحسن الحصول التهمة محمول البعد بينهما لك قال عامة اهل العلم سوي
 مالك شهادة البدوى اذا كان عدلا يقيم الشهادة على وجهها جائزة التقطته من
 السمعات والهداية والمدرا المختار وبذل المجهود ١٢

له قوله ان الحصين يقعد ان يدين يدي الحاكم لك قال فى الهداية واذا حصر استرى
 بينهما فى الخلو والاقبال ١٣

له قوله الفتوى اليوم بعد ما على عدم العمل بعلم القاضى فى زماننا واصل مذهبنا
 الحواز وشروط حواره عند الامام ابي حنيفة ان يعلم فى حال قصائه فى المصر الذى هو

عندنا على عدم العمل بعلم القاضى فى زماننا وقال محمد بن محمد الله تعالى فى
الاصل بلغنا عن على كرم الله وجهه ان رجلا اقام عنده بيعة على امرأة انه تزوجها
فاكرت فقضى له بالمرأة فقالت انه لم يتزوجنى فاما اذا قضيت على فحد كاسى فقال
لا جدادك حاك الشاهدان زوجاك قال وبهذا تأخذ ويؤيده ما قد روى عن

قاضيه عن غير حد خالص لله تعالى من قرص اربيع او غصب او تطليق او قتل عمد او حد قد
لو علم قبل القضاء فى حقوق العباد ثم ولى مرفعت اليه تلك الحادثة او علمها فى حال قصا
فى غير مصره ثم دخله مرفعت لا يقضى عنده وروى عبد الرزاق نحوه عن شريح وقال
يقضى وكذا الخلاف لو علم بها وهو قاض فى مصره ثم عرل ثم اعيد واما فى حد الشرب
والزنا فلا يفسد قضاء بعلمه اتفاقا فتم ملخصا وبه علم انه فى الحدود والمخالصة
الله تعالى لا يسعد كما صرح به فى شرح ادب القضاء معللا بأن كل واحد من المسلمين
يساوى القاضى فيه وحيث القاضى اذا علم لا يحكمه اقامة الحد مكذا هو فالفرق بين الحد
المخالص لله تعالى وبين غيره ففى الاول لا يقضى اتفاقا بخلاف غيره فيجوز القضاء فيه بعلمه
وهذا على قول المتقدمين وهو خلاف المفتى به والمعتصم والمختار الآن عدم حكمه
بعلمه مطلقا سواء كان عليه بعد توليته او قبلها ثم اوسواء كان حدا غير خالص لله تعالى
او قودا او غيرهما من حقوق العباد والفقوى عليه فى زماننا كما نقله فى الاشباة عن
جامع العصولين وقيد زماننا لفساد القضاة فيه وقال الشافعى لولا قصاة السوء لقلت
ان للحاكم ان يحكم بعلمه ثم قال ان كان القاضى عدلا لا يحكم بعلمه فى حد وقصاص
الا ما اقربيه بين يديه ويحكم بعلمه فى كل الحقوق مما علمه قبل ان يلى القضاء او بعد ما ولى
فقيده لك بكون الاصى عدلا اشار الى انه ربما ولى قضاء من ليس بعدل التفتته من رد المختار والمختار من الاول
له قوله الشاهدان زوجاك فيه دليل على ان يعد القضاء لشهادة الرورطاهي او ما طالك

رسول الله صلى الله عليه وسلم في المتلاعنين وعن بهر بن حكيم عن ابيه عن جده

في الشهادات باطلا شرطان الاول عدم علم القاصي بكذب الشهود فلو علم به لم يبعد قصاه
 الثاني كون المحل قابلا لحد اكانت المرأة تحت روح او معتدة او مرتدة او محرمة بمصاهرة
 او برصاع لم يبعد واختلف العلماء فيه فذهب قوم الى ان الحكم ان كان في مال وكان
 الامر في الباطن بخلاف ما استند اليه الحاكم من الظاهر لم يكن ذلك موحيا للحل للمحكم
 له وان كان في كاح او طلاق فانه يبعد ظاهرا وباطنا وحملوا حديث امر سلمة فمن قضيت
 له شئ من حق احيه فلا يأخذ منه فاما قطع له قطعة من النار على ما ورد فيه وهو المال
 واحتجوا بما عده بقول علي رضي الله عنه ونقص المتلاعنين الا ترى ان التفريق باللعان
 يبعد ظاهرا وباطنا واحدهما كاذب يقيين وهو قول ابي حنيفة والاصل فيه ان
 كل شئ قضى به القاصي في الظاهر يحرجه او باحلاله فهو بالباطن كذلك عده
 وذهب آخرون الى ان الحكم بتمليك مال او ازالة ملك او اثبات نكاح او فسخه او نحو
 ذلك ان كان في الباطن كما هو في الظاهر بعد على ما حكم به وان كان في الباطن على خلاف
 ما استند اليه الحاكم من الشهادة او غيرها لم يكن الحكم موحيا للتعليل ولا ازالة ولا
 النكاح ولا الطلاق ولا غيرها وهو قول ابي يوسف ومحمد وبه قالت الثالثة وزفر
 فلا يبعد عدهم الا ظاهرا الا شهادة الروم حجة ظاهر الا ما طارضا كما كان الشهود عديدا
 او كفارا واحتجوا بحديث امر سلمة المذكور وعليه الفتوى شريلا لية عن البرهان و
 نقله ايضا في الفتاوى عن الحقائق وفي البحر عن ابي الليث لكن قال وفي المصنف من النكاح وقول
 ابي حنيفة هو الوجه اهم قلت وقد حقق العلامة قاسم في رسالته قول الامام بما لا يريد عليه
 ثم اورد عليه اشكالا واحاب عده وعليه المتون انتهى والتفصيل المريد في المطولات
 التقطه من الدر المختار وروى المختار وشرح الكندوبيل الا وطار ١٢

أن النبي صلى الله عليه وسلم حبس رجلا في تهمة رواه أبو داود ونزاد الترمذي والنسائي
توخل عنه وعن عائشة قالت قال رسول الله صلى الله عليه وسلم إن الغرض الرجال إلى الله
الألد الحصم متفق عليه وعن أبي ذر أنه سمع رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول
من ادعى ما ليس له فليس منا وليتأمر مقعده من النار رواه مسلم وعن عوف بن
مالك أن النبي صلى الله عليه وسلم قضى بين رجلين فقال المقضي عليه لما أدبر حسبي
الله ونعم الوكيل فقال النبي صلى الله عليه وسلم إن الله تعالى يلوم على المحر ولكن عليك
بالكيس فإذا عليك أمر فقل حسبي الله ونعم الوكيل رواه أبو داود.

كتاب الجهاد

وقول الله عز وجل فاقْتُلُوا الْمُشْرِكِينَ حَيْثُ وَجَدْتُمُوهُمْ وَقَوْلُهُ تَعَالَى

له قوله حبس رجلا في تهمة قال الخطابي في هذا دليل على أن الحبس على صريحين حبس عقوبة
وحس استظهار والعقوبة لا تكون إلا في واجب وأما ما كان في تهمة فاما يستظهر بذلك
يستكتف به عما وراءه وروى أنه حبس رجلا في تهمة ساعة من بهار فمخل على عنه كذا في بدل
المجهود ١٢

له قوله يلوم على المحر أي لا يرصى والمراد بالعجز ضد الكيس والكيس التيقظ في الأمور والاهتمام
إلى التدبير والمصلحة يعني كان يسعى لك أن تتيقظ في معاملتك ولا تقتصر فيها قتل إقامة المنة
البيعة أو مع ذلك إذا غلبت الحصم قلت حسبي الله الح كذا في اللغات ١٢

له قوله فاقْتُلُوا الْمُشْرِكِينَ الح أعلم أن الجهاد فرض على الكفاية أما الفرضية فلهذه الأيآت
وأما كونه على الكفاية فلقوله تعالى لا يستوي القاعدون إلى قوله رحيمًا ثم هذا إذا لم يكن
المهير عامًا فإن كان كأن مجموع على بلدة من بلاد المسلمين فمسير من فروع الأحيان

قاتلهم حتى لا تكون قسوة ويكون الدين كله لله وقوله تعالى كتب عليكم القتال و
هو كره لكم وقوله تعالى وقاتلوا المشركين كافة كما يقاتلونكم كافة وقوله لا يستوي
القاعدون من المؤمنين عداولي الصبر والمجاهدين في سبيل الله باموالهم و
انفسهم فصل الله المجاهدين باموالهم وانفسهم على القاعد بن درجة وكلا وعد الله
الحسنى وحصل الله المجاهدين على القاعد بن احرا عظيم درجات منه ومعزة ورحمة
وكان الله غفورا رحيمًا وقوله تعالى انهم واخفاوا وثقالا الآية وقوله تعالى
ان الله اشترى من المؤمنين انفسهم واموالهم بان لهم الجنة وقوله تعالى وصابروا
وهرابطوا عن ابي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من آمن بالله ورسوله
واقام الصلوة وصام رمه صان كان حقا على الله ان يدخله الجنة جاهد في سبيل الله
او جلس في ارضه التي ولد فيها قالوا قلنا تبشر به الناس قال ان في الجنة مائة درجة
اعد ها الله للمجاهدين في سبيل الله ما بين درجتين كما بين السماء والارض فاذا
سألتهم الله فاسألوه الفردوس فانه اوسط الجنة واعلى الجنة وقوفه عرش الرحمن و
منه تخرج انهار الجنة رواه البخاري وعن ابي سعيد ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال
من رعى بالله ربا وبالاسلام دينًا وبمحمد رسولًا وجبت له الجنة فحبب لها ابو سعيد

سواء كان المستقر عدلا او فاسقا يجب على جميع اهل تلك المدة الصبر وكذا من يقرب منهم ان
لم يكن باهلها كفاية او تكاسلوا وعصوا وهكذا الى ان يجب على جميع اهل الاسلام شرا وعربا و
استدل على ذلك بقوله تعالى اعزوا حقا وثقالا التقطته من المرقاة ١٢

له قوله جاهد في سبيل الله او جلس في ارضه التي ولد فيها اي ولم يجاهد فلا ساقى وحبب الهجرة
والتسوية تدل على ان الجهاد قرص كفاية احده من اللبغات والمرقات وقال في رحمة الامة اتفق
الائمة على ان الجهاد فرض كفاية اذا قام به من المسلمين من فيه كفاية سقط الخرج عن الباقيين ١٣

فقال اعدوها على يا رسول الله فاعادها عليه ثم قال واخرى يرفع الله بها العبد
مائة درجة في الجنة ما بين كل درجتين كما بين السماء والارض قال وما هي يا
رسول الله قال الجهاد في سبيل الله الجهاد في سبيل الله الجهاد في سبيل الله رواه مسلم
وعن ابن عباس عن النبي صلى الله عليه وسلم قال يوم الفتح لا هجرة بعد الفتح ولكن جهاد
وبية واذا استنفرتهم فاعزوا متفق عليه وعنه ابى هريرة قال قال رسول الله صلى الله
عليه وسلم والذي نفسي بيده لولا ان رجالا من المؤمنين لا تطيب انفسهم ان يتخلعوا
عني ولا اجدا ما احملهم عليه ما تحلفت عن سرية تغزو في سبيل الله والذي نفسي بيده
لو ددت ان اقتل في سبيل الله ثم احياتهم اقتل ثم احياتهم اقتل ثم احياتهم اقتل متفق عليه

له قوله وأخرى الخ فيه أي معاً إلى أن الجهاد مرض كفاية حيث عطف على لو أمر الإسلام بطريق
الالتزام فإن العطف يقتضي المعايرة في الكلام كذا في المرقاة ١٢

ثم قوله لا هجرة بعد الفتح الخ وقال في العرف السني الهجرة من دار الحرب الى دار الاسلام
محللة في التأخير وليست المسئلة في كتب الاحناف نعم تعرض ههنا الشافعية
وقال الشافعي رحمه الله ما استحباب الهجرة وهو المحقق وقال بعض العلماء
بالوجوب وتدل الاحاديث والآيات على الاستحباب مما اخرج الترمذي ص ١٩٥ عن بريدة لما فيه
انهم يكونون كاعراب المسلمين يحرم عليهم الخ وقالوا كاب واجبة على اهل مكة وقد تحب في بعض
الاحوال ١٢

ثم قوله واذا استعمرتم فأنه وأما الروي هذا دليل على أن الجهاد ليس بقرض عين بل هو قرض
كفاية إذا فعله من يحصل بهم الكفاية سقط الحرج عن الباقيين وإن تركوه كلهم أشعوا اجمعين ١٢
ثم قوله إن أقتل في سبيل الله تم أحياء الم قيمة فصيلة العرم والسمهارة وتمنى المشهارة والخير
وما لا يمكن في العادة من الخيرات وفيه أن الجهاد من نصوص الكفاية لا من العين قاله الروي

وعن انس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما من احد من خلق الجنة يحب ان يرجع الى الدنيا وله ما في الارض من شئ الا التمهيد ثمنى ان يرجع الى الدنيا فيقتل عشر مرات لما يرى من الكرامة ثمعن عليه وعن عبد الرحمن بن ابي عميرة ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ما من نفس مسامة يقبصها ربها تحب ان ترجع اليكم وان لها الدنيا وما فيها غير الشهيد قال ابن ابي عميرة قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لان اقتل في سبيل الله احب الى من ان يكون لي اهل البرود والمدرواه الساني وعن مسروق قال سألنا عبيد الله بن مسعود عن هذه الآية ولا تحسبن الذين قتلوا في سبيل الله امواتا بل احياء عند ربهم يرزقون الآية قال اما قد سألنا عن ذلك فقال ادواحهم في اجواف طير حصر لها قناديل معلقة بالعرش تسرح من الجنة حيث

= وزاد عليه العيني في عدة القاري وفيه ان الامام والعالم يجوز لهما ترك فعل الطاعة اذ لم يطق احكامه وصحائوه على الاتيان بمثل ما يقدر عليه هو مسها الى وقت قدرة الجمع عليها وذلك من كرم الصفة وآداب الاحلاق ١٢

له قوله ادواحهم في اجواف طير حصر تيل امداعها في اجواف تلك الطيور رك صنع الدرني الصادين تكرر بها وتشرى بها واودعها في الجنة بهذه الصبرة لا معلقة بهذا الامدان صدق فيها تدبير الارواح في الامدان الدياوية فاعلمت في الجنة تحب ما فيها من الروائح وليسا هذا ما فيها من الانوار ويتلذذ بها وهذا دفع شبهة من حسك به في القول بالتسامح ولتوهم من قال ان هذا تدليل وتنقص لهم حيث اخرجوا من الامدان الاسامية الى الاحكام الحواسه قدس وقبل لعل ارواح الشهداء لما استكملتم تمتل ما عر الله سبحانه بصورة طير حصر و حصلت امثالها الهيئة كتمثل الملك لترا فليست هذه الامدان هي التي يعلق بها تلك الارواح ويودع فيها بل هي النفسها صورة الارواح به تمتل بها فافهم واقول يحتمل ان

شاءت تم تأوى الى تلك القناديل فاطلع اليهم ربهم اطلاعة فقال هل تشتهون شيئا
قالوا اى شئى نستقى ونحن نسرح من الجنة حيث شئنا ففعل ذلك بهم ثلاث
مرات فلما رأوا انهم لم يتركوا من ان يسألوا قالوا يا رب نريد ان ترد ارواحنا فى
اجسادنا حتى نقتل فى سبيلك مرة اخرى فلما رأى ان ليس لهم حاجة تركوا رواه
مسلم **وعن** ابن عباس ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لا صحابه ايه لما اصاب
احوايكم يوم احد جعل الله ارواحهم فى جوف طير حصي ترد ابهار الجنة تأكل من
تغارها وتأوى الى قناديل من ذهب معلقة فى ظل العرش فلما وجدوا طيب
ماكلهم ومستر بهم ومقيلهم قالوا من يبالغ احواينا عنا امنا احياء فى الجنة ثلثا يرهق
فى الجنة ولا يكلوا عن الحرب فقال الله تعالى انا ابلعهم عنكم فانزل الله تعالى و
لا تحسبن الذين قتلوا فى سبيل الله امواتا بل احياء الى آخر الآيات رواه ابو
داود **وعن** المقدام بن معدى كرب قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم للشهيد

يكون تلك الالباب ان على صقار الامدان الاساسية وان كانت على صور طيرهم ولا يكون
على صفاتها حقيقة فانه لا اعتماد للصورة والتمثال بل لا يبعد ان يقال تسميتها بالطيور
لا تقالها من مكان الى مكانها على هيئة الطير ان لا المتشبه على الاقدام كما يكون للآدمى
فى الدنيا فلا يلزم تدليلها وتقيصها كما توهم فان قلت فما فائدة سؤالهم ان ترد
ارواحهم فى اجسادهم حتى يقتلوا فى سبيل الله مرة اخرى ولا يحصل فيها الامتلاء ما هم
فيه اجيب مرادهم بهذا الكلام القيام بموجب الشكر فى مقابلة النعم التى انعم الله
تعالى عليهم فان قلت رؤية الله تعالى فانت اعظم النعم فلم لم يطلبوها قلت يجوز
ان يكون رؤية الله موقوفة على كمال استعداد يلقى بها حصل يوم القيامة فضرر الله
قلوبهم عن طلب ذلك الى وقت حصول الاستعداد كما انى شرح ان الملك لمعات مختصة

عند الله ست خصال يغفر له في اول دفعة ويرى مقعده من الجنة ويحارب من عذاب
 القبر ويأمن من الفزع الاكبر ويوضع على رأسه تاج الوقار لياقوتة منها حير
 من الدنيا وما فيها ويروج ثنتين وسبعين زوجة من الحور العين ويشفع في سبعين
 من اقربائه رواه الترمذي وابن ماجه وعنه ابن هزيمة قال قال رسول الله
 صلى الله عليه وسلم الشهيد لا يجدا الم القتل الا كما يجدا احداكم الم القرصة رواه
 الترمذي والنسائي والدارمي وقال الترمذي هذا حديث حسن غريب وعنه
 حنبل بن عبد السلمى قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم القتل ثلاثة مؤمن يجاهد
 بنفسه وماله في سبيل الله فاذا لقي العدو وقا تل حتى يقتل قال النبي صلى الله عليه وسلم
 فيه قد لك الشهد المتكس في خبمه الله تحت عرشه لا يفضل له النيبون الا بدار
 النبوة ومؤمن خلط عملا صالحا وآخر سيئا جاهد نفسه وماله في سبيل الله اذا لقي
 العدو وقا تل حتى يقتل قال النبي صلى الله عليه وسلم فيه مصمصه تحت ذنبيه وخطايا
 ان السيف محاء للخطايا وا دخل من اى ابواب الجنة شاء ومناق جاهد بنفسه وماله
 فاذا لقي العدو وقا تل حتى يقتل فذاك في النار ان السبب لا ينجو النفاق رواه الدارمي
 وعنه مصالة بن عبيد قال سمعت عمر بن الخطاب يقول سمعت رسول الله صلى الله
 عليه وسلم يقول الشهداء اربعة رجل مؤمن جيد الايمان لى العدو وفدق الله حتى
 قتل فذلك الذى يرفع الناس اليه اعيدهم يوم القيامة هكذا و رفع رأسه حتى سقطت
 قلنسوته فما ادرى اقلسوة عمر ارا د امر قلنسوه النبي صلى الله عليه وسلم قال ورجل مؤمن
 جيد الايمان لقي العدو وكانما ضرب جلد به شوك طلم من الحسن اتاه سهم عراب
 فقتله فهو في الدرجة الثانية ورجل مؤمن خلط عملا صالحا وآخر سيئا لقي العدو
 فصدق الله حتى قتل فذاك في الدرجة الثالثة ورجل مؤمن اسرف على نفسه
 لقي العدو وفدق الله حتى قتل فذاك في الدرجة الرابعة رواه الترمذي وقال =

هذا حديث حسن عريب **وعن** انس بن الربيع بنت البراء وهي امر حارثة بن سراقه اتت النبي صلى الله عليه وسلم فقالت يا رسول الله ألا تحدثني عن حارثة وكان قتل يوم بدر اصابه سهم غرب فان كان في الجنة صبرت وان كان غير ذلك اجتهدت عليه في البكاء فقال يا امر حارثة انها جنان في الجنة وان ابنتك اصاب الفردوس الأعلى رواه البخاري **وعن** ابي هريرة ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال عرض على اول ثلاثة يدخلون الجنة شهيد وعفيف متعففا وعبد احسن عبادة الله وصم لمواليه رواه الترمذي **وعن** حساء بنت معاوية قالت حدثت اعمى قال قلت للنبي صلى الله عليه وسلم من في الجنة قال النبي في الجنة والشهيد في الجنة والمولود في الجنة والوثيد في الجنة رواه

له قوله والمولود في الجنة المراد بالمولود الصغير من اولاد المسلمين وقال ابن الهمام في مسابره وقد اختلف في سؤال اطفال المشركين وفي دحو لهم الجنة او البارفتود فيهم ابو حنيفة وغيره وقد وردت فيهم اخبار متعارضة فالسبيل تفويض امرهم الى الله تعالى وقال محمد بن الحسن اعلم ان الله لا يعذب احدا بلاد نباهه وقال تلميذه ابن ابي شريف في شرحه وقد نقل الامر بالامسك عن الكلام في حكمهم في الآخرة مطلقا عن القاسم بن محمد وعروة بن الزبير من رؤس التابعين وغيرهما وقد ضعفت ابو البركات الدسوقي رؤا التوقف عن ابي حنيفة وقال الرواية الصحيحة عنه انهم في المتسبة لظاهر الحديث الصحيح الله اعلم بما كانوا عاملين وقد حكى فيهم الامام النووي ثلاثة مذاهب الاكثر انهم في النار الثاني التوقف الثالث الذي صححه انهم في الجنة الحديث كل مولود يولد على الفطرة ويميل اليه ما مر عن محمد بن الحسن وفيهم اقوال آخر

ابوداود وعنه الس قال انطلق رسول الله صلى الله عليه وسلم واصحابه حتى سبقوا
المشركين الى بدار وجاء المشركون فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم قوسوا الى
جنة عرضها السموات والارض قال عمير بن الحمام نعم نعم فقال رسول الله صلى
الله عليه وسلم ما يحملك على قولك نعم نعم قال لا والله يا رسول الله الا امرحاء
ان اكون من اهلها قال فانك من اهلها قال فاخرج تهرات من قربه فحمل
ياكل مهن ثم قال لئن انا حييت حتى آكل تمراتي انها حياة طويلة قال فرمى
بما كان معه من التمر ثم قاتلهم حتى قتل رواه مسلم وعنه ابى موسى قال
قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان ارباب الحمة تحت ظلال السيوف فقام رجل
رث الهيئة فقال يا ابا موسى انت سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول هذا
قال نعم فرجع الى اصحابه فقال اقرأ عليكم السلام ثم كسر جفن سيعه والقاء
ثم رمى سيعه الى العدو وقصر يده حتى قتل رواه مسلم وعنه ابى هريرة
قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم مثل المحاهد في سبيل الله كمثل الصائغ
القائم القانت يا بات الله لا يعتر من صيام ولا صلاة حتى يرجع المحاهد في
سبيل الله متفق عليه وعنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم استدب
الله لمن حرج في سبيله لا يخرجه الا ايمان في وتصديق برسلي ان ارجعه بما
نال من اجر او عزيمة وادخله الجنة متفق عليه وعنه ان رسول الله صلى الله

= صيغة اكد في رد المختار ١٢

له قوله ان ارجعه بما نال من اجر او عزيمة وادخله الجنة قال الطيبي قوله او عزيمة
عطف على احر وادخله على ارجعه فيكون صلة ان والتقدير ان الله تعالى احب المحارم في سبيله اما
بان يرجعه الى مسكنه مع احر بلا عزيمة او احر مع عزيمة واما ان يستشهد فقد حله الجنة كذا
في المرات ١٢

عليه السلام قال يصحك الله تعالى الى رجلين يقتل احدهما الآخر يدخلان
 الجنة يقاتل هذاني سبيل الله فيقتل ثم يتوب الله على القاتل فيشهد
 متفق عليه وعنه ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لا يجتمع كافرو قاتله
 في النار ابدا رواه مسلم وعنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا يجر
 النار من بكى من خشية الله حتى يعود الدس في الصرع ولا يجتمع على عبد
 عبار في سبيل الله ودخان جهنم رواه الترمذي وزاد النسائي في اخرى
 في محرى مسلم ابدا وفي اخرى له في خوف عبد ابدا ولا يجتمع التهم و
 الايمان في قلب عبد ابدا وعن ابي عيسى قال قال رسول الله صلى الله
 عليه وسلم ما اعيرت قدسا عبدا في سبيل الله فتحمسه النار رواه البخاري وعن
 ابي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا يكلم احد في سبيل الله والله اعلم
 بمن يكلم في سبيله الاجاء يوم القيامة وحرجه يتعب دما اللون لون الدم و
 الريح ريح المسك متفق عليه وعن معاذ بن جبل انه سمع رسول الله صلى
 الله عليه وسلم يقول من قاتل في سبيل الله فراق باقة فقد وجبت له الجنة
 ومن جرح جرحا في سبيل الله او كب نكبة فانها تحيى يوم القيامة كما غرر
 ما كانت توبها الرعمران ورايحها المسك ومن خرج به خراج في سبيل الله فلا
 عليه طابع الشهادة رواه الترمذي وابوداود والنسائي وعن ابي قتادة ان
 رسول الله صلى الله عليه وسلم قام فيهم فذكر لهم ان الجهاد في سبيل الله والايما
 بالله افضل الاعمال فقال يا رسول الله ارايت ان قتلت في
 سبيل الله يكفر عني خطاياي فقال له رسول الله صلى الله عليه وسلم نعم ان
 قتلت في سبيل الله وانت صابر محتسب مقبل غير مدبر ثم قال رسول
 صلى الله عليه وسلم كيف قلت فقال ارايت ان قتلت في سبيل الله أيكفر عني

خطاياى فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم تعرفوا ننت صابر محتسب مقبل غير
مدبر الا الدين فان جبريل قال لي ذلك رواه مسلم وعنه عبد الله بن عمر
بن العاص ان النبي صلى الله عليه وسلم قال القتل في سبيل الله يكفر كل شئ الا
الدين رواه مسلم وعنه قال جاء رجل الى رسول الله صلى الله عليه وسلم
فاستأذنه في الجهاد فقال أحمى والداك قال نعم قال ففيمهما فجاهد
متفق عليه وفي رواية فارجع الى والديك فاحس صحتهم وصحتهمما وعنه الس
قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لعدوة في سبيل الله او راحة خير من
الدنيا وما فيها متفق عليه وعنه سهل بن سعد قال قال رسول الله صلى الله

له قوله الا الدين هدا في فرض كفاية لذلك قال في رحمة الامة واتفق الاثمة على
ان من لم يتعين عليه الجهاد لا يخرج الا بادن ابويه ان كانا مسلمين وان من عليه
دين لا يخرج الا بادن عريمه اه وقال في الدار المختار وورد المختار الجهاد فرض كفاية
استداء ان قام به العصف سقط عن الكل والا اتوا بتركه لا يفرض على صبي وعبد
وامرأة ومديون وعيرادن غريمه وفرض عيلان ان هم العدو فيخرج الكل
اي كل من ذكر من المرأة والعبد والمديون وعيرهم ولولا اذن ويأثم المروح ونحوه
بالمنع دحيه انتهى وفي شرح الكنز لان حقوقهم لا يظهر في فروض الاعيان
كما في الصلوة والصوم بخلاف ما قبل التفسير لأن بعيرهم يقيم المرض فلا حاجة الى ابطال
حقوقهم ١٢

له قوله ففيهما فجاهد في شرح السنة هدا في جهاد التطوع لا يخرج الا بادن الوالدين
اذا كانا مسلمين فان كان الجهاد فرضا متعينا فلا حاجة الى اذنهما وان معاه عصاهما
ويخرج وان كانا كافرين فيخرج يداون اذنهما فرما كان الجهاد او تطوعا وكذلك لا يخرج

عليه السلام رباط يوم في سبيل الله خير من الدنيا وما عليها متفق عليه وعن عثمان
 عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال رباط يوم في سبيل الله خير من الف يوم
 فيما سواه من المنازل رواه الترمذي والسنائي وعن سلمان الفارسي قال
 سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول رباط يوم وليلة في سبيل الله خير من
 صيام شهر وقيامه وان مات جري عليه عمله الذي كان يعمل واحرق عليه
 رزقه وامن الفتان رواه مسلم وعن فضالة بن عبيد عن رسول الله صلى الله
 عليه وسلم قال كل ميت يحتم على عمله الا الذي مات مرابطا في سبيل الله فانه
 يسمى له عمله الى يوم القيامة ويؤمن فدية القبر رواه الترمذي وابوداود
 رواه الدارمي عن عتبة ابن عمرو وعن ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله
 عليه وسلم عيان لا تمسهما النار عين نكت من خشية الله وعين باتت تحرس
 في سبيل الله رواه الترمذي وعن ابن عائد قال خرج رسول الله صلى الله عليه
 وسلم في خازة رجل فلما وضع قال عمر بن الخطاب لا تقل عليه يا رسول الله
 فانه رجل فاجر فالتفت رسول الله صلى الله عليه وسلم الى الناس فقال هل رآه
 احد منكم على عمل الاسلام فقال رجل نعم يا رسول الله حرس ليلة في

الى شئ من التطوعات كالحج والعمرة والرياسة ولا يصوم التطوع ادا كره الوالدان المسلمان
 او احدهما الا نادتهما قال ابن الهمام لان طاعة كل منهما فرض عليه والجهاد
 لم يتعين عليه كذا في المرقاة ١٢

له قوله رباط يوم في سبيل الله الحج وقال في الدر المختار ومن توافع الجهاد الرباط وهو الاقامة
 في مكان ليس وراءه اسلام هو المختار وصح ان صلوة الرباط ثمانمائة ودرهم سبعمائة و
 ان مات فيه احرق عليه عمله ومرتقة وامن الفتان ولعل شهيدا ايضا من الفرع الاكبر وقامه في

سبيل الله صلى عليه رسول الله صلى الله عليه وسلم وحتى عليه التراب وقال
 اصحابك بطون انك من اهل النار وانا اشهد انك من اهل الجنة وقال
 يا عمر انك لا تسأل عن اعمال الناس ولكن تسأل عن العطرة رواء البيهقي
 في شعب الايمان وعن ابي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من
 خير معاش الناس لهم رجل ممسك عنان فرسه في سبيل الله بطير
 على متنه كلما سمع هيفة او صرعة طار عليه يبتغي القتل والموت مظانه
 او راجل في عنبة في رأس شعبة من هذه الشعف او بطن واد من هذه
 الاودية بقيم الصلوة ويؤتي الركوة ويعيد ربه حتى يأتيه اليقين ليس من
 الناس الا في خير رواء مسلم وعنه قال مر رجل من اصحاب رسول الله صلى الله
 عليه وسلم بشعب فيه عيبة من ماء عذبه فاعجسه فقال لو اعترلت الناس فاقمت
 في هذا الشعب فذكر ذلك لرسول الله صلى الله عليه وسلم فقال لا تفعل فان مقام

له قوله او راجل في عيبه في رأس شعبة الخ قال النووي في الحديث دليل من قال بتفصيل
 العرلة على الخلطة وفي ذلك خلاف مشهور مذهب الشافعي واكثر العلماء
 ان الاختلاط افضل لتمرط سحاء السلامة من الفس ومذهب طوائف من الزهاد
 ان الاعتزال افضل واستدلوا بالحديث واجاب الجمهور بانه يحمل على زمان الفس
 والحروب وفيهم لا يسلم الناس منه ولا يصبر على اداهم وقد كانت الانبياء صلوات الله
 عليهم وجاهدوا الصحابة والتابعين والعلماء والرهاد محملين ويحصلون منافع الاختلاط
 بتهود الجمعة والجماعة والحدائق وعبادة المريع وحلق الذكر وغير ذلك كذا في المرات
 وقال في العالم كبرى وعن ابي يوسف رحمه الله تعالى يكره ان يجتمع قوم فيعتزلوا
 الى موضع ويمتنعوا عن الطيبات يعدون الله تعالى منه ويعفون انفسهم لذلك وكسب

أحدكم في سبيل الله أفضل من صلواته في بيته سبعين عاماً ألا تحبون أن يعفر الله
لكم ويدخلكم الجنة أعدوا في سبيل الله من قاتل في سبيل الله فراق مائة وجبت
له الجنة رواه الترمذي وعن أبي امامة قال خرج جامع رسول الله صلى الله عليه وسلم
في سرية فمر رجل بغار فيه ثمن من ماء وقل تحدث نفسه بأن يقيم فيه ويتحلى
من الدنيا فاستاد رسول الله صلى الله عليه وسلم في ذلك فقال رسول الله صلى الله
عليه وسلم إني لم أبعث باليهودية ولا بالنصرانية ولكي أبعث بالحقيقة السمحة
والذي نفس محمد بيده لعدوة أو مروحة في سبيل الله خير من الدنيا وما فيها
ولمقام أحدكم في الصف خير من صلواته سنين سنة رواه أحمد وعن عبد الله
بن عمر أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال قفلة كعروة رواه أبو داود وعنه قال
قال رسول الله صلى الله عليه وسلم للعاري أجره وللجاعل أجرة وأجر العاري رواه أبو داود
وعن أبي أيوب سمع النبي صلى الله عليه وسلم يقول سنتم عليكم الأمصار وسكون
جود محمد يقطع عليكم فيها معوت وذكر الرجل أبعث فتمخلص من قومه ثم تصف

الحلال ولروما الجمعة والجماعات في الأمصار أحب والرمكدا في التاتار حامية انتهى وثبت
ما وقع في رواية أبي هريرة بعده لك لا تفعل الم ١٢
له قوله وللجاعل أجرة وأجر العاري قال إن الملك الجاعل من يدفع جعلاً أي أجرة إلى غار
ليعم ووهذا عندنا صحيح فيكون للعاري أجر سعيه وللجاعل أجرة أجر إعطاء المال في سبيل
الله وأجر كونه سبباً لعدو ذلك العاري ومعه الشافعي وأوجب رده إن أحده وفي شرح
المسألة فيه ترغيب للجاعل ومراعاة للتعول له واحتلوا في حواراً هذا يجعل على الجهاد مخصص فيه
الزهري ومالك وأصحاب أبي حنيفة ولم يجوزوه قوم وقال الشافعي لا يجوز
أن يغزو ويحل فإن أحده فعليه رده ١٢

القبائل يعرض نفسه عليهم من أكفيه بعت كذا الاوذلك الاحير الى آخر قطرة
من دمه رواه ابوداود وعنه يعلى بن امية قال ادن رسول الله صلى الله عليه وسلم
بالعرو وانا شيم كير ليس لي خادم فالتفت احيرا بكهني فوجدت رجلا سميت
له ثلاثة دنائير فلما حضر عنيجه اردت ان احرق له سهمه فجمت الى النبي
صلى الله عليه وسلم فذكرت له فقال ما اجده في عزوته هذه في الدنيا والآخرة الا
دنائيره التي نسي رواه ابوداود وعنه زيد بن خالد ان رسول الله صلى الله عليه وسلم
قال من حفر غاريا في سبيل الله فقد غزا ومن حلف غاريا في اهله فقد غزا
متفق عليه وعنه ابى امامة عن النبي صلى الله عليه وسلم قال من لم يعز ولم يجهز
غاريا ويحلف غاريا في اهله يجر صايه الله بقارعة قبل يوم القيامة رواه ابوداود

له قوله يعرض نفسه عليهم من أكفيه بعت كذا الخ قال في رحمة الامه هل تصح الاستئانة
في الجهاد ام لا قال ابو حنيفة والشافعي واحمد لا سواء كانت بجعل او اجرة او
تبرع وسواء تعين على المستنيب ام لم يتعين وقال مالك تصح اذا كانت بجعل
ولم يكن الجهاد متعينا على المائت كالعدو والامة ١٢

له قوله فالتفت احيرا بكهني الخ قال في العالم كبرى ان كان الاحير مع العسكر قال محمد بن
الله تعالى ان ترك خدمة صاحبه وقاتل يستحق السهم وان لم يترك الخدمة فلا شئ له والاصل
ان من دخل للقتال استحق السهم قاتل او لم يقاتل ومن دخل لغير القتال لم يستحق الا ان يقاتل
ومن اهل القتال ومن دخل مقاتلا مع العسكر فقاتل او لم يقاتل لمرض او غيره فله سهمه
ان كان فارسا فارس او راخلا فقاتل ومن دخل مقاتلا ثم اسر ثم تحلص قبل خراج الغيبة
فله سهمه كذا في السراج الوهاج ١٢

له قوله من حفر غاريا الخ وقال في الدر المختار وعرف الجهاد ان الكمال بانه يدل الوسع في

وعن ابي سعيد ان رسول الله صلى الله عليه وسلم بعث بعثا الى بنى لحبان من هديل فقال ليتبعث من كل رجلين احدهما والاخر يبيها رواه مسلم و
عن بريدة قال قال رسول الله حرمه نساء المجاهدين على القاعد بن حرمه
امهاتهم وما من رجل من القاعدين يخلف رجلا من المجاهدين في اهله فيخونه
فيهم الا وقف له يوم القيامة فيأخذ من عمله ما شاء فما ظنكم رواه مسلم و
عن انس عن النبي صلى الله عليه وسلم قال جاهدوا المشركين باموالكم وانفسكم وبنسبكم
رواه ابو داود والنسائي والدارمي وعن ابي سعيد الخدري ان رسول الله صلى الله
عليه وسلم قال المؤمنون في الدنيا على ثلاثة اجزاء الذين آمنوا بالله ورسوله
ثم لم يرتابوا وجاهدوا باموالهم وانفسهم في سبيل الله والذي بأمنه الناس

في القتال في سبيل الله ميامنة او معاونة بحال او رأي او تكتير سواء او غير ذلك ١٢
له قوله جاهدوا المشركين الم وهو نظامه ليشمل الحرم والاشهر الحرم والمد بالقتال قال
ابن الهيثم وقاتل الكفار الذين لم يسلموا وهم من مشركي العرب اولم يسلموا ولم يعطوا الجزية
من غيرهم واحب وان لم يدعوا لان الادلة الموحدة له لم تقبل الوحد بدئهم كذا في الموقر
وفي الدر المختار واما قوله تعالى فان قاتلوكم فاقتلوهم وتحريمه في الاشهر الحرم ومسوح بالعمرة
كاقتلوا المشركين حيث وحدتموهم انتهى وقال في رد المحتار ما علم ان الامر بالقتال نزل
مرتين فقد كان صلى الله عليه وسلم مأمورا بالقتال والاعراض فاصدع بما تؤمروا عرض عن
المشركين ثم بالجدالة بالاحسن ادع الى سبيل ربك الآية ثم ادن لهم بالقتال اذن للذين
يعاتلون الآية ثم امروا بالقتال ان قاتلوهم فان قاتلوكم فاقتلوهم ثم امروا به بسلام
الاشهر الحرم فاذا اسلم الاشهر الحرم فاقتلوا المشركين بما مروا به مطلقا وقتلوا في
سبيل الله الآية واستقر الامر على هذا شره حسي ملخصا ١٢

على أموالهم وأنفسهم ثم الذي إذا شرب على طمع تركه لله عز وجل رواه أحمد
 وعن علي بن أبي هريرة وأبي الدرداء وأبي أمامة وعبد الله بن عمر وعبد الله بن عمر
 وجابر بن عبد الله وعمران بن حصين كلهم يحدث عن رسول الله صلى الله عليه وسلم
 أنه قال من أرسل نفقة في سبيل الله وأقام في سبته فله بكل درهم سبع مائة درهم
 ومن عز أنفسه في سبيل الله والفن في وجهه ذلك فله بكل درهم سبع مائة الف
 درهم ثم تلا هذه الآية والله يصاغت لمن يشاء رواه ابن ماجه وعن خريم بن فاك
 قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من امن نفقة في سبيل الله كتب له سبع مائة
 ضعف رواه الترمذي والنسائي وعن أبي مسعود الانصاري قال جاء رجل
 ساقا محطومة فقال هذه في سبيل الله فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم لك
 بها يوم القيامة سبع مائة ناقة كلها محطومة رواه مسلم وعن أبي أمامة قال
 قال رسول الله صلى الله عليه وسلم افضل الصدقات ظل فسطاط في سبيل الله ومنحة
 خادم في سبيل الله او طروقة محل في سبيل الله رواه الترمذي وعن عبد الله
 بن حنبل ان النبي صلى الله عليه وسلم سئل اي الاعمال افضل قال طول القيام قيل
 فاي الصدقة افضل قال جهد المنفل قيل فاي الحجرة افضل قال من هجر ما حرم الله
 عليه قيل فاي الجهاد افضل قال من جاهد المشركين بماله ونفسه قيل فاي القتل
 اشرف قال من اهرق دمه وعقر حواذيه رواه ابوداود وفي رواية الساعدي ان النبي
 صلى الله عليه وسلم سئل اي الاعمال افضل قال ايمان لا شك فيه وجهاد لا غلول
 فيه وحجة مبرورة قيل فاي الصلوة افضل قال طول القنوت ثم اتفق في الباقي وعن
 أبي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم افشوا السلاموا اطعموا الطعاموا صبروا
 الهام تورثوا الجنان رواه الترمذي وعن انس ان رسول الله صلى الله عليه وسلم رجع
 من غزوة تبوك فدنأ من المدينة فقال ان يا المدينة اقواما ماسرتم مسيرا ولا قطعتم

وإذ بالآكانوا معكم وفي رواية الأشركو في الآخر قالوا يا رسول الله وهم بالمدينة
قال هم بالمدينة حبسهم العذر رواه البخاري ورواه مسلم عن حارث بن سهل
ابن حنيفة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من سأل الله الشهادة بصدق بلغه
الله صاير الشهداء وإن مات على فراشه رواه مسلم وعن أبي هريرة قال قال رسول
الله صلى الله عليه وسلم من مات ولم يعرف يحدت به نفسه مات على شعبة من
نفاق رواه مسلم وعنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من لقي الله بغير أثر
من جهاد لقي الله وفيه تلمذ رواه الترمذي وابن ماجه وعن أبي امامة عن النبي
صلى الله عليه وسلم قال ليس شئ أحب إلى الله من قطرتين وأترين قطرة دموع
من خشية الله وقطره دم يهراق في سبيل الله وأما الأثران فأتوا في سبيل الله
وأتوا في فريضة من مرائض الله تعالى رواه الترمذي وقال هذا حديث حسن صحيح
وعن حارث بن عميرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لن يدرم هذا الدين قائما
يقاتل على عصاة من المسلمين حتى تقوم الساعة رواه مسلم وعن عمران بن
حصين قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا تزال طائفة من أمتي يقاتلون على

له قوله ولم يحدث به نفسه الخ والأظهر أنه عام ويحب على كل مؤمن أن يسوي الجهاد أما بطريق
مرض الكفاية أو على سبيل فرض العين إذا كان المغيرا ما كذا في المرات ١٢
له قوله من لقي الله بغير أثر من جهاد الخ أي من مات بغير علامة من علامات العزم من
راحة أو بغير طريق أو لعب بدن أو صرف مال أو تهئية أسباب وتعبه سلمة لقي الله وفيه
تلمذة أي حل ونقصان بالنسبة إلى كمال ستادة الشهادة ومجاهدة المحاهد ويمكن أن يكون
الحديث مقيدا لمن فرض عليه الجهاد ومات من غير الاستروع في تهئية الأسباب الموصلة
إلى المراد ملتقط من المرات ١٢

الحق ظاهرين على من ناواهم حتى يقتل آخرهم الميسر الدجال رواه ابوداود وعن
 ابي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما تعدون الشهيد فيكم قالوا يا رسول
 الله من قتل في سبيل الله فهو شهيد قال ان شهداء امتي اذ القليل من قتل في
 سبيل الله فهو شهيد ومن مات في سبيل الله فهو شهيد ومن مات في الطاعون
 فهو شهيد ومن مات في البطن فهو شهيد رواه مسلم وعن ابي مالك الاشعري
 قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول من فصل في سبيل الله فمات او
 قتل او وقصه فرسه او بعبيره او لدغته هامة او مات على فراشه باي حقت شاء الله
 فانه شهيد وان له الجنة رواه ابوداود وعن امر حرام عن النبي صلى الله عليه وسلم قال
 المائد في البحر الذي يصيبه القتل له اجر شهيد والغريق له اجر شهيد بن رواه ابوداود
 وعن اسحاق بن عبد الله بن ابي طلحة عن الس بن مالك انه سمعه يقول
 كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يدخل على امر حرام بنت ملحان فتطعمه وكانت
 امر حرام تحت عبادة بن الصامت فدخل عليها رسول الله صلى الله عليه وسلم يوما فاطعمه

له قوله ان شهداء امتي اذ القليل الم وقال في الدر المختار وكل ذلك في الشهيد الكامل والا
 فالمرت شهيد الآخرة وكذا الحب ونحوه ومن قصد العدو فاصاب نفسه والغريق والمحرق
 والغريب والمهدوم عليه والمطون والمطعون والتساع والميت ليلة الجمعة وصاحب دابة
 المحتجب ومن مات وهو يطلب العلم ر^٣ عدة هم السيوطي نحو التلاتين ١٢

له قوله والغريق له اجر شهيد بن اختلفوا في شهيد البحر اهل هو افضل ام شهيد البر فقال قوم
 شهيد البر وقال قوم شهيد البحر قال ابو عمرو ولا خلاف بين اهل العلم ان البحر ادرج
 لم يحرك كونه لاحد الوجه من الوجوه في حين ارتجاحه والدين رجحوا شهيد البحر احتجوا
 بهذا الحديث كذا في عمدة القاري ١٢

وجعلت ثقل رأسه فامر رسول الله صلى الله عليه وسلم ثم استيقظ وهو يضحك قالت فقلت وما يضحك يا رسول الله قال ناس من امتي عرضوا على غزاة في سبيل الله يركبون بشج هذا البحر ملوكا على الاسرة او مثل الملوك على الاسرة شك اسحاق قالت فقلت يا رسول الله ادع الله ان يجعلني منهم فدعا لها رسول الله صلى الله عليه وسلم ثم وضع رأسه ثم استيقظ وهو يضحك فقلت وما يضحك يا رسول الله قال ناس من امتي عرضوا على غزاة في سبيل الله كما قال في الاول قالت فقلت يا رسول الله ادع الله ان يجعلني منهم قال انت من الاولين فركبت البحر في نر من معاوية بن ابي سفيان فصرعت عن دابتها حين خرجت من البحر فهلك رواء البخاري و

له قوله يركبون ثم هذا المحرف فيه دلالة على ركوب البحر للعرو وقال سعيد بن المسيب كل اصحاب النبي صلى الله عليه وسلم يتحرون في البحر منهم طلحة وسعيد بن زيد وهو قول جمهور العلماء الا عمر بن الخطاب وعمر بن عبد العزيز رضي الله عنهما فابهما منعاهن ركوبه مطلقا ومنهم من جله على ركوبه لطلب الدنيا لا الآخرة وكره مالك ركوبه للنساء مطلقا لما يحاف عليهن من ان يطلع منهن او يطلعن على عورة وحده بعضهم بالسفن الصغار دون الكبار والحديث يحدثن فيه فان قلت روى ابو داود من حديث ابن عمر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا يركب البحر الاحاح او معتمرا او غاريا فان تحت البحر بارا وتحت البار بحر قلت هذا حديث ضعيف ولما رواه الحلال في علله من حديث لست عن عجاهد عن عبد الله بن عمر يرفعه قال قال ابن معين هذا عن النبي صلى الله عليه وسلم مسكوكا في عمدة القاري وقال في العالم الكبرى اذا اراد ان يركب السفينة في البحر للتجارة او لغيرها فان كان بحال لو عرقت السفينة امكنه دفع العرق عن نفسه بكل سب يدفع العرق به حل له الركوب في السفينة وان كان لم يمكنه دفع العرق بكل ما يدفع به العرق لا يحل له الركوب ١٣

رواه مسلم عن يحيى بن يحيى وعن عبد الله بن عمر وقال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما من غاربية أو سرية تعزو فتعتم وتسلم إلا كانوا قد تعبوا ثلاثي أجورهم وما من غاربية أو سرية تحقق وتصاب إلا تم أجورهم رواه مسلم وعن أبي موسى قال جاء رجل إلى النبي صلى الله عليه وسلم فقال الرجل يقاتل للمعتمر والرجل يقاتل للذكر والرجل يقاتل ليري مكانه فمن في سبيل الله قال من قاتل لتكون كلمة الله هي العليا فهو في سبيل الله متفق عليه وعن عبادة بن الصامت قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من عزا في سبيل الله ولم يتو اعقا لاقله ما نوى رواه النسائي وعن أبي هريرة أن رجلا قال يا رسول الله رجل يريد الجهاد في سبيل الله وهو يتغنى عرضا من عرض الدنيا فقال النبي صلى الله عليه وسلم لا أجر رواه أبو داود وعن معاذ قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم الخذ وغزو ان فاما من اتبع وجه الله واطاع الامام وانفق الكريمة وبأسر الشريك واجتنب الفساد فان ثومته ونبيهه اجر كله واما من عزا فخرا ورياء وسمعة وعصى الامام وفسد في الارض فانه لم يرجع بالكفاف رواه مالك وابوداود والنسائي وعن عبد الله بن عمر وانه قال يا رسول الله اخبرني عن الجهاد فقال يا عبد الله بن عمر وان قاتلت صابرا محتسبا بعثك الله صابرا محتسبا وان قاتلت مرائيا

لعقوله تقو فتعتم وتسلم الا كانوا قد تعبوا ثلثي اجورهم الخ تاويله انه كان مقصوده الجهاد ولا يوجب معه في العينة واما اذا كان معظم مقصوده الجهاد ويوجب معه في العينة فهو اهل في قوله تعالى لنس عليكم حاس ان تتعوا وصلا منكم يعني التجارة في طريق الحق فكما انه لا يحرم ثواب الحق فكذلك الجهاد ومن يريد الجهاد ومروءة في الحقيقة المال فهو اهل حال المواقف ولا احواله او يكون معظم مقصوده المال وفي قوله قال عليه الصلوة والسلام للذي استوجر على الجهاد

يديا ريس اسالك ديارك في الدنيا والاخرة احدثته في رد المختار ١٢

لله قوله من قاتل لتكون كلمة الله هي العليا فهو في سبيل الله قال في العتق والحاصل مما ذكر ان قتال المشركين العقلية والقوة العنسية والقوة الشهوانية ولا يكون في سبيل الله الا الاول كذا في بيل الاوطار ١٢
لله قوله لا اجر له اذ لم يعر الله واما اذا عر الله وتصد حصول العزيمة فلا شك ان له الاخر نعم احواله تقى من احرص عر الله ولم يقصد العزيمة كذا في المرقاة ١٢

مكثت ابعثك الله مرأيا مكثت ايا عبد الله بن عمر وعلى اى حال قاتلت وقتلت
بعثك الله على تلك الحال رواه ابو داود وعن عقبه بن مالك عن النبي
صلى الله عليه وسلم قال اعجزتم اذا بعثت رجلا فلم يمض لأمرى ان تجعلوا
مكاه من يمضى لأمرى رواه ابو داود.

باب اعداد آلة الجهاد

وقول الله عز وجل واعدوا لهم ما استطعتم من قوة ومن رباط
الخيل ترهبون به عدا الله وعدوكم وعن عقبه بن عامر قال سمعت
رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو على المنبر يقول واعدوا لهم ما استطعتم
من قوة الا ان القوة الرمي الا ان القوة الرمي رواه مسلم
وعنه قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول ستقيم عليكم الروم
ويكفيكم الله فلا يعجز احدكم ان يلهو باسهمه رواه مسلم وعنه قال

له قوله فلم يمض لأمرى ان تجعلوا مكاه من يمضى لأمرى اى يكره تقليد الفاسق و
يعزل بالفاسق الا لمتة والمراد به يستحق العزل ولذا لم يقل ينزل قاله في المدر المختار
ورد المختار ١٢

ثم قوله الا ان القوة الرمي الخ قال في المسوى وليس المراد به لك الحصبل بيان الفرد الكامل
من اعداء انتهى وقال في نيل الاوطار قال القرطبي اما قسم القوة بالرمي وان كانت القوة
تظهر باعداد غيره من آلات الحرب تكون الرمي امتد كناية في العدو واسهل مؤنة له لانه
قد يرمى رأس الكتيبة فيصاب فيبهر من حلقه اه وكرر ذلك للترميم في تعلمه

سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول من علم الرمي ثم تركه فليس منا او قد عصى
رواه مسلم وعنه قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول ان الله
تعالى يدخل بالسهم الواحد ثلاثة نفر الجنة صانعه يحتسب في صاعته
الخير والرامي به ومنبله وادموا واركموا وان ترموا احب الى من ان تركوا كل
شيء يلهموه الرجل باطل الارشيه دعوسه وتأديبه فرسه وملاصته امرأته
فانهم من الحق رواه الترمذي وابن ماجه ومرا داود داود والدارمي ومن
ترك الرمي بعد ما علمه رعية عنه فانه نعمة تركها او قال كفرها وعن انس
قال كان ابو طلحة ينترس مع النبي صلى الله عليه وسلم بعرس واحد وكان ابو طلحة

= واعداد آلاته وفيه دليل على مشروعية الاستعجال بتعلم آلات الجهاد والمهرن صها والعناية في
اعدادها ليعتمد على الجهاد ويتدرب فيه ويروى عن اعضاء ١٢
له قوله ربه يقوسه وقال في بدل المحمود ولم يكن في زمان رسول الله صلى الله عليه وسلم في الحرب
الارمي السهام قيد خل بل يعوس عنه فيه ما يرمى به من الرصاص بالندق والمدايع وغير
ذلك من آلات الحرب الجديدة المستعملة في هذا الزمان فانها اغت عن رمي السهام بالعوس
وعظمته وقال النووي وفي هذه الاحاديث وصيلة الرمي والمناضلة والاعتناء بذلك شية
الجهاد في سبيل الله تعالى وكذلك المتابعة وسائر انواع استعمال السلاح وكذا المسانقة لليل
وغيرها كما سقى بابيه والمراد به اكله التمر على القتال والتدريب والتحديق فيه ومراياصة
الاعضاء بذلك ١٢

له قوله ينترس مع النبي صلى الله عليه وسلم بعرس واحد قال ابن الميبريه دفع من تخيل ان
اتحاد هذه الآلات ينافي التوكل والحق ان الحذر لا يرد القدر ولكن يصيق مسالك الوسوسة
لما طع عليه البشرا ملتقط من فتح الباري ١٢

حسن الرضى فكان اذ ارعى تشرفت النبي صلى الله عليه وسلم فينظر الى موضع قبله رواه البخارى وعنه انى نجيم السلمي قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول من بلغ بسهم في سبيل الله فهو له درجة في الجنة ومن رضى بسهم في سبيل الله فهو له عدل محروم من شاب شبيبة في الاسلام كانت له نور يوم القيامة رواه البيهقي في شعب الايمان وروى ابو داود الفصل الاول والنسائي الاول والثاني والترمذى الثاني والثالث وفي روايتهما من شاب شبيبة في سبيل الله بدل في الاسلام وعنه سلمة بن الاكوع قال خرج رسول الله صلى الله عليه وسلم على قوم من اسلم يتماضلون بالسوق فقال ارموا بنى سمعيل فان اباكم كان راميا وانا مع بنى فلان لاحد الفريقين فامسكوا يا ايديهم فقال ما لكم قالوا وكيف برضى وانت مع بنى فلان قال ارموا وانا معكم كلكم رواه البخارى وعنه عائشة قالت سابقنى رسول الله صلى الله عليه وسلم فسبقته فليست باحتى اذا اذهقنى اللحم سابقنى فسبقنى فقال هذه تليك رواه احمد وابوداود وعنه انس قال كانت ناقة لرسول الله صلى الله عليه وسلم تسمى العضاء وكانت لا تسبق فجاء اعرامى على قعوده فسبقها فاستند ذلك على المسلمين فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان حقا على الله ان لا يرتفع شئ من الدنيا الا وضعه رواه البخارى وعنه عبد الله بن عمر ان رسول الله صلى الله عليه وسلم سابق بين الخيل التى

له فوله سابق بين الخيل الم قال فى الدر المختار وروى المختار ولا بأس بالمسابقة فى الرضى والقرس والمغل والجمار كذا فى الملتقى والجميع ومثله فى المختار والمواهب ودرر البحار واقده المصنف ها خلافا لما ذكره فى مسائل شتى اى قيل كتاب المرائض حيث اقتصر على القرس والابل والارجل والرضى ومثله فى الكروا الريلى واقده السارح هاك حيث قال

أضرب من الحباء واما دهاثنية الوداع وبينهما ستة اميان وسابق
بيت الخيل التي لم تصم من التنية الى مسجد بتي ريق وبينهما ميل متفق عليه
وروى العوى في شرح السنة عن ابي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم

ولا يجوز الاستباق في غير هذه الاربعة كالبعل بالجعل واما بالجعل فيجوز في كل شئ وتماثله
في الريعي اه ومثله في الذخيرة والحاشية والتأخر خافية والحاصل ان الحاضر المذكور
في الحديث عام فمن نظر الى عمومها ادخل البعل والحمار ومن نظر الى العلة اخرجها
لا بهما نيسا آلة جهاد والاعمال وعلى الاقدام لانه من اسباب الجهاد فكان ممدويا و
عند الثلاثة لا يجوز في الاقدام اي بالجعل اما بدونه فيباح في كل الملاعب حل
الجعل وطاب لانه يصير مستحقا حتى لو امتنع المملوك من الدفع لا يجزئ القاصي
ولا يقصى عليه به ريلعي في مسائل تستي وعلمه ليزاري بانه لا يستحق بالشره شئ
لعدم العقد والقصد اه ومفاده نروم ما لعقد كما يقول التناقضية فتدبر وقد
يقال معنى قوله لعدم العقد اي لعدم مكانه على ان حوازي الحمل فيما ذكر استحسان
قال الزيلعي والقياس ان لا يجوز لما فيه من تعليق التملك على الخطم ولهذا لا يجوز فيما
عدا الاربعة كالبعل وان كان البعل مشروطا من احد الحائسين اه ان شرط المال في
المسابقة من جانب واحد او من قالت بان يقول احدهما لصاحبه ان سقتي اعطيتك
كذا وان سقتك لا آخذ منك شيئا او يقول الامير لفرسان اميين من سبق مكما
قله كذا وان سبق فلا تنقله حيا وعرضا الا فكار وحريم بشرط بينهما من المجادين ما
يقول ر سبق فربك منك على كذا وان سبق برسي فلي عليك كذا ريلعي وكذا ان قال ان
سبق املك او سلهمت الخ تاخر حاشية لانه يصير قمارا الا اذا ادخلا تالفا محلا بينهما ثم
كقولهم سيمعنا يتوهم ان يستشهدا بالانتم جري ان كان يسبق او ليسبق لا محالة لا يجوز لقوله

من ادخل فرسا بين فرسين فان كان يؤمن ان يسبق فلاخير فيه وان كان لا يؤمن
ان يسبق فلا بأس به وفي رواية ابي داود قال من ادخل فرسا بين فرسين يعتنى

صلى الله عليه وسلم من ادخل فرسا بين فرسين وهو لا يأمن ان يسبق فلا بأس به ومن
ادخل فرسا بين فرسين وهو آمن ان يسبق فهو قمارهما واستبقهما احد منهما وان سبقاه
لم يعطهما وفيما بينهما ايهما سبق احد من صاحبه وليشترط في العاية ان تكون مما
تحتلها العرس وان يكون في كل من الفرسين احتمال السبق ويلجى ويسعى ان يقال في
السهم والاقدر ام كذلك ونقل في عمر الافكار عن المجران كانت المسابقة على الاكل
والاعتبار في السبق بالكف وان كان على الخيل فبالعشق وقيل الاعتماد على الاقدام
(صرع) في متفرقات التاترخاوية عن السراحيبة يكره الرمي الى هدف نحو القسلة وكذا
الحكم في المتفقهة ما اشترط لواحد معين معه الصواب صح وان شرطاه لكل على صاحبه
لا درر ومحتبى اى بان يقول ان ظهر الصواب معك فلك كذا او يظهر معى فلا تنسئ لى
او بالعكس اما لو قال من ظهر معه الصواب فما فعله على صاحبه كذا فلا يصح لانه شرط
من الجاسين وهو قمار الا اذا ادخلا محلا بينهما والمصارعة ليست مدعة الا للتمهي
فتكره بوحدي فقد صرع عليه السلام جمعاهم ابن الاسود الحنفي ومنهم ركابة فانه شرط
ثلاث مرات متواليات لشرطه انه ان صرع اسلم كما في طرح السعائل للقارى قال
الحواشي ومصارعته عليه السلام لا يجهل لانه صلى الله عليه وسلم لها واجار لان فيه حنا على الجهاد و
تعلم العلم فان قيام الدين بالحيا والعلوم محاربيها يرجع اليهما لا غير كذا في فصول العلما
واما السباق فلا جعل في كل شئ اى مما يعلم الفروسية ويعين على الجهاد ولا قصد
التمهي كما يظهر من كلامه فقامت ثامستدلين بقوله عليه السلام لا تحصر الملاكمة شيئا من الملاهي
سوى المصال الرمي والمسابقة والظاهر ان تسميته لها للمسابهة الصورية ١٢

وهو لا يأمن ان يسبق وليس بقمار ومن ادخل فرسا بين فرسين وقد آمن
 ان يسبق فهو قمار وعن عثمان بن حصين قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم
 لا تجلب ولا تحب زاد يحيى في حديثه في الرهان رواه ابوداود والنسائي ومرواه
 الترمذي مع زيادة في باب العصب وعن ابي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم
 لا تسبق الا في بصل او حفا او حافر رواه الترمذي وابوداود والنسائي
 اي لا تحمل احدا المال بالمسابقة الا في احدها والحق فقها شافيا بالمسابقة
 بالاقدام لانها من اسباب الجهاد وعن انس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم
 عليكم البركة في نواصي الخيل متفق عليه وعن حريز بن عبد الله قال
 رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم يلوي ناصية فرس ما صبعه وهو يقول الخيل
 معقود بنواصيها الخير الى يوم القيامة الاجر والخيمة رواه مسلم وعن
 عنتة بن عبد السلمي انه سمع رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول لا تقصروا نواصي

له قوله لا تجلب ولا تحب وفي النهاية الخيل في السباق ان يتبع الرجل فرسه رجلا فيجره
 يصيح خاله على الحرى والحب في السباق ان يجيب فرسا الى فرسه الذي سبق عليه فاذا
 فتر المركوب تتحول الى المحبوب كذا في المرقاة ١٢

له قوله اي لا يحمل احدا المال بالمسابقة الا في احدها الخ واصا السباق بدون اخذ المال فيجل
 عند الجمهور في كل الملاعب التي تعلم الفروسية وتعين على الجهاد لان حوار الجعل اما
 تمت بالحديث على خلاف القياس فيحوز ما عداها بدون الجعل فتأمل التقطته من
 الدر المختار ورد المختار ١٢

له قوله الخيل معقود بنواصيها الخير الى يوم القيامة الخ وفي شرح السنة فيه ترغيب في اتحاد
 الخيل للجهاد وان الجهاد لا ينقطع كذا في المرقاة ١٢

الحيل ولا معارفها ولا اذنايها فان اذنايها مذايبيها ومعارفها دفاؤها وبواصيها
معقود فيها الخير رواه ابو داود وعنه ابي وهب الحشمي قال قال رسول الله
صلى الله عليه وسلم اربطوا الحيل وامسحوا بواصيها واعجازها او قال اكلها
وقلدوها ولا تقلدوها الا وتار رواه ابو داود والنسائي وعنه ابي هريرة
قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من احتبس خرسا في سبيل الله ايماناً
بالله وتصديقاً بوعده فان شبعه ومريه وروثه وبوله في مبرانه يوم
القيامة رواه البخاري وعنه انس قال لم يكن تنسئ احب الى رسول الله
صلى الله عليه وسلم بعد النساء من الحيل رواه النسائي وعنه ابي هريرة قال
كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يكره التشكال في الحيل والشكال ان يكون

له قوله ولا تقلدوها الاوتار قال اس الحموزي في الماد الاوتار ثلثة اقوال اهمهم كانوا يقلدون الاحل
اوتار القسي لثلاث قصها العين برعمهم فامروا بقطعها اعلاما بان الاوتار لا ترد من امر الله شيئا
وهذا قول مالك وثانيها النهي عن ذلك لثلاث تحسب الدابة لها عند شدة الركض ويحكي ذلك
عن محمد بن الحسن صاحب ابي حنيفة وكلام ابي عبيد يرحمه فانه قال نهى عن ذلك لان
الدواب تتأذى بذلك ويصيق عليها نفسها ورعيها وربما تعلقت بشجرة فاحتسقت او تعوقت
عن السير ثالثها اهمهم كانوا يعلقون فيها الاحراس حكاه الخطابي قال النوري وغيره الجمهور
على ان النهي للكراهة وانها كراهة تنزيه وقيل للتحريم وقيل ينع من قبل الحاجة ويحور عند الحاجة وعن
مالك تحتمل الكراهة من القلاء ثم الترويع وحور غيرها اذا لم يقصد دفع العين هذا كله في تعليق
النائم وغيرهما مما ليس فيه قرآن ونحوه وامامنا فيه ذكر الله فلا يحى فيه فانه انما يحل للتدريك والتعود
باسمائهم وذكره وكذلك لا يحى عما يعلق لاحل الرمية ما لم يبلغ الحيل او السرف كذا في بدل المجهود
له قوله يكره التشكال في الحيل مداره على التجربة لانه تشريع واخباره في العرف الشدي

المرس في رحله اليمنى بياض وفي يده اليسرى او في يده اليمنى ورجله اليسرى
رواه مسلم وعنه انى قتادة عن النبي صلى الله عليه وسلم قال حير الخيل الادهم
الا قرح الارقم ثم الا قرح المحل طلق اليمين فان لم يكن ادهم فكبت على هذه
التية رواه الترمذى والدارمى وعنه انى وهب الجشمى قال قال رسول الله صلى الله
عليه وسلم عليكم بكل كبيت اعد محجل او اشقرا اعد محجل او ادهم اعد محجل رواه
ابوداود والنسائى وعنه ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يحسن
الخيل في الشعر رواه الترمذى وابوداود وعنه قال كان رسول الله صلى الله عليه
وسلم عبدا مأمورا ما اختصا دون الناس لشيئ الا بثلاث امرنا ان نسيغ
الرضوء وان لا نأكل الصدقة وان لا نسرى جارا على حرس رواه الترمذى والنسائى
وفي رواية لاني داود والنسائى عن علي قال اهديت لرسول الله صلى الله عليه وسلم

وقال في اللمعات ووجد كراهة اشكال مفوض الى علم السامع وقال في النهاية انما كرهه
لانه كالمشكل صورة تعا ولا يمكن ان يكون قد حرت ذلك الجبس فلم يكن فيه حابة
وقيل اذا كان مع ذلك اعد رالت الكراهة لروال تشبه التشكال ١٢

له قوله حير الخيل الادهم المح تحسبه علم السلام هذا ايضا ليس بالتشريع بل بالتحريم
كذا في العرف التسدى ١٢

ثم قوله الاتلات المح ويشكل الاحتصاص في الاسماع والاسراء فان الاول مستحب امر به كل
واحد والثاني مكروه هي عنه كل احد نعم حرمة اكل الصدقة مخصوص باهل البيت و
يجاب بان المراد الايجاب وهو مختص بهم او المراد المحت على المبالغة والتاكيد في
ذلك وقيل هذا كقول على الا في هذه الصيغة فالمقصود هي الاحتصاص والاستيتار
لشيئ من الاحكام فان هذه الاشياء ليست مخصوصة لهم كذا في اللمعات ١٢

بخله فركها فقال على نوحملنا الحمير على الخيل وكانت لنا مثل هذه فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم انما فعل ذلك الدين لا يعلمون وقال الطحاوى ان انتهى همى ارتداد وشفقة كيلا يكون تقليل آلة الجهاد فان الفرس يعمل ما لا يعمل الغل

له قوله وقال الطحاوى الم واصل عبارته هكذا فان قال قائل مما معنى اختصاص النبي صلى الله عليه وسلم ببى هاشم بالهوى عن اراء الحمير على الخيل قيل له لما حدثنا ابن ابي داود قال لما اوعى الخوضى قال لما المرحى هو ابن رجاء قال لما ابراهيم قال حدثني عبيد الله بن عبيد الله عن ابن عباس قال ما اختصاص رسول الله صلى الله عليه وسلم الا بثلاث ان لا تأكل الصدقة وان لا يسبح الوضوء وان لا يبرى جمارا على قرس قال فلقب عبد الله بن الحسن وهو يطوف بالبيت فحدثته فقال صدق كانت الخيل فلبه في ببى هاشم فاحب ان تكتر فيهم فبين عبد الله بن الحسن يتفسيره هذا المعنى الذى له اختصاص رسول الله صلى الله عليه وسلم ببى هاشم ان لا يبرى الجمار على قرس وانه لم يكن للتحذر وانما كانت العلة قلة الخيل فيهم فاذا ارتفعت تلك العلة وكثرت الخيل في ايديهم صاروا في ذلك كغيرهم وفي اختصاص النبي صلى الله عليه وسلم اياهم بالهوى عن ذلك دليل على انا حقه اياهم لغيرهم ولما كان صلى الله عليه وسلم قد جعل في ارتباط الخيل ما ذكرنا من التواب والاحر وسئل عن ارتباط الحمير فلم يجعل في ارتباطها شيئا وبيع اليعال التى هي خلاف الخيل مثلها كان من ترك ان يتم ما في ارتباطه وكسبه تواب وانتم ما لا تواب في ارتباطه وكسبه من الذين لا يعلمون فقد نبت بما ذكرنا ايا حقه بخر المعال لبى هاشم وغيرهم وان كان استباح الخيل اصل من ذلك وهو قول ابى حنيفة وابى يوسف وعجل رحمة الله عليهم اجمعين انتهى وقال في الدر المختار وادعاء الحمير على الخيل كعكسه فاستأني وقال في تكملة البحر الرائق يعنى حار اراء الحمير

فالحاصل ان تحصيل البغال ليس عير جائز وعن انس قال كانت قبعة سيف رسول الله صلى الله عليه وسلم من فضة رواه الترمذي وابوداود والنسائي والدارمي وقال التورثي حديث مزينة لا يقوم به حجة اذ ليس له سند يعتد به ذكر صاحب

على الخيل لانه عليه الصلوة والسلام ركب النعل واقتناه ولو حرم لما فعل اه لما فيه من
متم بانه قاله في الهداية ١٢

له قوله كانت قبعة سيف رسول الله صلى الله عليه وسلم من فضة والشرطي بحلية السيف ان لا يصعد على موضع العصاة كذا في رد المحتار وفي لفظ النسائي كان نعل سيف رسول الله صلى الله عليه وسلم من فضة وقبعة سيفه وما بين ذلك خلق من فضة والقبعة بالقاب فموحدة ثم ياعر تحتية ثم مهملة على ونون سفينة ما على طرف مقبض السيف من فضة او حديد كذا في شرح المقايمة وفي العالم كبرى اذا كان في نعل السيف او في قبعة السيف فضة قال ابو حنيفة رحمه الله تعالى ان احدا من السكك موضع العصاة يكره والا فلا وقال ابو يوسف رحمه الله تعالى يكره مطلقا انتهى وفي رد المحتار ويحتسب في النعل والقبضة واللمع موضع اليد انتهى وحلية السيف من الفضة اي لا من الذهب كذا في رد المحتار قال في العالم كبرى وفي السير لا ينبغي ان يحمل السيف بذهب وان كان في الحرب لان الحلية لا يستمع به في الحرب وما هي للرياسة قال عما الله عنه ما اذا كان هذا في السيف ففي حائله اولى كذا في التمر تاتى انتهى وقال القهستاني في شرح المقايمة ناقلا عن فتاوى قاصيحا لا بأس بحلية المنظفة والسلاح وجمال السيف بالعصاة في قولهم ويكره ذلك بالذهب عند البعض وهذا اذا خلوا من الفضة او الذهب والا فلا بأس به عند الكل انتهى وفي العالم كبرى ولا بأس بتمويه السلاح بالذهب والعصاة كذا في السراحيبة انتهى وفي مجمع البركات اما التمويه الذي لا يخلص منه الذهب والعصاة لا بأس به انتهى مأخوذ من ملخص الحواشي ١٢

الاستيعاب حديثه وقال اسماؤه ليس بالقوى وعن السائب بن يزيد ان النبي
 صلى الله عليه وسلم كان عليه يوم واحد درعان قد ظاهر بينهما رواه ابو داود وابن ماجه
 وعن ابن عباس قال كانت راية نبي الله صلى الله عليه وسلم سوداء ولواؤه ابيض
 رواه الترمذى وابن ماجه وعن موسى بن عبيدة مولى محمد بن القاسم قال بعثني
 محمد بن القاسم الى البراء بن عازب يسأله عن راية رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال
 كانت سوداء مربعة من نمرة رواه احمد والترمذى وابوداود وعن جابر بن النبي
 صلى الله عليه وسلم دخل مكة ولواؤه ابيض رواه الترمذى وابوداود وابن ماجه و
 عن علي قال كانت بيد رسول الله صلى الله عليه وسلم قوس عربية ف رأى رجلا بيده
 قوس فارسية قال ما هذه القها عليكم بهذه واشأها ورماح القنا فانه يؤيد الله
 لكم بها في الدين ويمكن لكم في البلاد رواه ابن ماجه

باب آداب السفر

عن كعب بن مالك ان النبي صلى الله عليه وسلم خرج يوما الخميس في عروة تبوك وكان
 يحب ان يخرج يوم الخميس رواه البخارى وعن صحري وداعة العامدى قال قال
 رسول الله صلى الله عليه وسلم اللهم بارك لامتى في بكورها وكان اذا بعث سرية او جيشا

له قوله فان عليه يوم واحد درعان قد ظاهر بينهما بان ليس احدهما فوق الاخر من النظام بمعنى
 التعاون والتساعد كذا في النهاية وفيه اشارة الى جوار المبالغة في اسباب المجاهدة وانه لا يعمى
 التوكل والتسليم بالامور الواقعة المقدرة كذا في المرات ١٢

له قوله اللهم بارك لامتى في بكورها الخ وتنت استحياب الامتكار بالقول منه صلى الله عليه وسلم

بعثهم من اول النهار وكان صحرًا جافًا كان يبعث تجارتهم اول النهار فاثري وكثر ماله
رواه الترمذي وابوداود والدارمي وعن ابن عباس قال بعث النبي صلى الله عليه وسلم
عبد الله بن رواحه في سرية فوافق ذلك يوم الجمعة فغدا اصحابه وقال اتخلف
واصلي مع رسول الله صلى الله عليه وسلم ثم الحقهم فلما صلى مع رسول الله صلى الله عليه وسلم
راه فقال ما منعك ان تغدوم مع اصحابك فقال اردت ان اصلي معك ثم الحقهم
فقال لو انفقت ما في الارض جميعا ما ادركت فضل غدوتهم رواه الترمذي وعن
انس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم عليكم بالدلجة فان الارض تطوى
بالليل رواه ابوداود وعن عبد الله بن عمر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لو
يعلم الناس ما في الوحدة ما اعلم ما سار راكب ليل وحده رواه البخاري وعن
عمر بن شعيب عن ابيه عن جده ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال الراكب
شيطان والراكبان شيطانان والثلاثة ركب رواه مالك والترمذي وابوداود و
السنائي وعن ابن عباس عن النبي صلى الله عليه وسلم قال خير الصحابة اربعة و

= وبالمعل لذلك المسافرة وطلب العلم والكسب وغيرها سنة في اول النهار احدثه من بدل المحرم
والمرقات ١٣

له قوله ما سار راكب ليل وحده قال المهلب بهيه صلى الله تعالى عليه وسلم عن الوحدة في
سير الليل اما هو اشفاق على الواحد من الساطين لانه وقت انتشارهم واذا هم بالتمتل لهم و
ما يقرعهم ويدخل في قلوبهم الوسوس ولذلك امر الناس ان يحسوا صياهم عند محبة
الليل ومع هذا ان الوحدة ليست بمحرمة واما مكرهة فمن احدى الافضل من الصلوة
فهو اولي ومن احدى الوحدة فلم يأت حراما انتهى وقال العيني واذا اقتضت المصلحة
الامر او كارسال الحاسوس والطليعة فلا كراهة التقطته من عمدة القاري ١٢

خير السرايا اربع مائة وخمسين الجيوش اربعة آلاف ولن يقلب اتنا عشر الفامن قلة
رواه الترمذي وابوداؤد والدارمي وعن ابي سعيد الخدري ان رسول الله صلى الله
عليه وسلم قال اذا كان ثلاثة في سفر فليؤمروا احدهم رواه ابوداؤد وعن
سهل بن سعد قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم سيد القوم في السفر خادمهم
ومن سبقهم بخدمة لم يستقوه بعمل الا الشهادة رواه البيهقي في شعب الإيمان
وعن ابي ثعلبة الخشني قال كان الناس اذا نزلوا منزلا تفرقوا في الشعاب و
الاودية فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان تفرقكم في هذه الشعاب والودية
انما ذلكم من الشيطان علم ينزلوا بعد ذلك منزلا الا انضم بعضهم الى بعض
حتى يقال لو بسط عليهم ثوب لعمهم رواه ابوداؤد وعن سهل بن معاذ عن
ابيه قال عرونا مع النبي صلى الله عليه وسلم وصيق الناس المارل وقطعوا الطريق
فبعت بي الله صلى الله عليه وسلم مناديا ينادي في الناس ان من صيق منزلا و
قطع طريقا فلا جهاد له رواه ابوداؤد وعن ابي قتادة قال كان رسول الله صلى الله
عليه وسلم اذا كان في سفر فعزس بلبيل اصطحب على يمينه واداعرس قبيل الصبح
نصب ذراعه ووضع رأسه على كفه رواه مسلم وعن ابي هريرة قال قال رسول
الله صلى الله عليه وسلم لا تصحب الملائكة رفقة فيها جلد نمر رواه ابوداؤد و
عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا تصحب الملائكة رفقة فيها كلب ولا جرو

له قوله فليؤمروا احدهم فليجعلوا احدهم اميرا عليهم ليسهل قطع المراح والاختلاف عليهم
والامر بالاستحياء كذا في بذي المجهود ١٣

له قوله ولا حرس وقال في العالم الغربية واختلف المطاع في كراهة تعليق الجرس على الدواب فمنهم
من قال بكراحيته في الاسفار كلها العرو وغيره في ذلك سواند وهذا القائل يقول بكراهة ذلك

رواه مسلم وعنه ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال الجرس مزامير الشيطان
رواه مسلم وعن ابي بشير الانصاري انه كان مع رسول الله صلى الله عليه وسلم في
بعض اسفاره فارسل رسول الله صلى الله عليه وسلم رسولا لاتبقيين في رقية بعير قلاوة

في الحضر كما يقول يكرهته في السفر ويقول ايضا كراهة اتحاد الجلاجل في رجل الصغير وقال
محمد رحمه الله تعالى في السير الكبر انما يكره اتحاد الجرس للحرارة في دار الحرب وهو المذهب
عند علماءنا ورحمهم الله تعالى لان تعليق الجرس على الدواب انما يكره في دار الحرب لان العدو
يتعرب مكان المسلمين فان كان بالمسلمين قلة يتبادرون اليهم فيقتلونه وان كان بهم كثرة
فالكمار يحدرون عنهم ويحصبون فعلى هذا قالوا اذا كان المركب في المفارة في دار الاسلام يحافون
من اللصوص يكره لهم تعليق الجرس على الدواب ايضا حتى لا يشعربهم اللصوص فلا يستطيعون
لقتلهم واحذ اموالهم والدي ذكونا من الجواب في الجرس فهو الجواب في الجلاجل قال
محمد رحمه الله تعالى في السير فاما ما كان في دار الاسلام فيه مسعة لصاحب الراحلة فلا بأس
قال وفي الجرس مسقة حمة منها اذا صل واحد من القافلة يلحق بها بصوت الجرس
ومنها ان صوت الجرس يبعد هرا من الليل عن القافلة كالذئب وغيره ومنها ان صوت
الجرس يري في ساط الدواب فهو نظير الحذاء كما في المحيط انتهى وقال النووي وغيره
الجمهور على الهى كراهة تدريه وقيل كراهة تحريم وقيل يسمع منه قبل الحاجة ويجوز اذا وقعت
الحاجة وعن مالك يمتنع الكراهة من الفلاند بالوتر ويجوز بعيرها اذا لم يقصد دفع العين قاله
في عمدة القاري ١٢

له قوله لاتبقيين في رقية بعير قلاوة من وتراحم قال النووي قال محمد بن الحسن وغيره
معناه لا تقلدوها وتارا القسي لئلا يصيق على عنقها فيحتقها هو وقد سبق انها ربما رعت التمرة
او حك بها عنقها فتشتت بها كذا في الحركات ١٢

قلادة من وترا وقلادة الاقطعت متفق عليه وعن ابي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا سافرتم في الخصب فاعطوا الابل حقه من الارض واذا سافرت في السنة فاسرعوا عليها السير واذا عرستم بالليل فاجتنبوا الطريق فانها طرقت الدواب وماوى الهوام بالليل وفي رواية اذا سافرت في السنة فبادروا بها بغيرها رواه مسلم وعنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال لا تتخذوا ظهوركم مابرا فان الله تعالى انما سحرها لكم لتبلغكم الى بلد لم تكونوا بالعيه الا بشق النفس وحمل لكم الارض فعلوها فاقضوا حاجاتكم رواه ابو داود وعن انس قال كنا اذا برلنا من بلاد لا يسبح حتى نحل الرحال رواه ابو داود وعن ابي سعيد الخدري قال بينما نحن في سفر مع رسول الله صلى الله عليه وسلم اذ جاءه رجل على راحلة فجعل يصرب يمينه وشماله فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم من كان معه فصل ظهر فليعده على من لا ظهر له ومن كان له فضل زاد فليعده على من لا زاد له قال فذكر من اصناف المال حتى رأينا انه لا حق لاحد منا في فضل رواه مسلم وعن سعيد

له قوله لا تتخذوا ظهوركم مابرا قال الخطابي قد ثبت ان النبي صلى الله عليه وسلم خطب على رحلته واقفا عليها فدل ذلك على ان الوقوف على ظهورها اذا كان لرب او لملوك وطولا يدرك مع الدواب الى الارض مباح وانما النهي انصرف الى الوقوف عليها لا لمعنى يوجبها فيتعب الدابة من غير طائل كذا في المرقاة ١٢

له قوله من كان معه فصل ظهر فليعده الخ قال الترمذي فيه حديث على الصدقة والمواساة والاحسان الى الرفقة والاصحاب والاعساء مصالحهم والسعي في قضاء حاجة المحتاج بتعريضه للقطاع وتعريضه من غير سؤال وان كان له راحلة وعليه ثياب او كان موسرا في وطنه فيعطى من الزكاة في هذا الحال كذا في المرقاة ١٢

بن أبي هند عن أبي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم تكون أبل للشياطين وبيوت للشياطين فاما أبل للشياطين فقد رأيتها يخرج أحدكم عجيبات معه قد اسمنها فلا يعلم بعير امنها ويمر بأخيه قد انقطع به فلا يحمله واما بيوت الشياطين فلم أرها كان سعيد يقول لا أراها الا هذه الأقفاص التي يسترها الناس بالديلم رواه أبو داود وعن جابر قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يتخلف في المسير فيزجي الضعيف ويردف ويدعولهم رواه أبو داود وعن أبي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم السمر قطعة من العذاب يمنع أحدكم نومه وشرايه فاذا قضى نهمته من وجهه فليجمل الى أهله متفق عليه وعن عبيد الله بن جعفر قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا قدم من سفر تلقى بصبيان أهل بيته وانه قدم من سفر فسبق بنى اليه فمخلى بين يديه ثم جئى بأحد ابني فاطمة فاردفه خلقه قال فادخلنا المدينة ثلاثة على دابة رواه مسلم وعن انس انه اقبل هو وابوطمحة مع رسول الله صلى الله عليه وسلم ومع النبي صلى الله عليه وسلم صفيية مردفها على راحلته رواه البخاري وعن بريدة قال بينما رسول الله صلى الله عليه وسلم يمسي اذ جاءه رجل

له قوله السمر قطعة من العذاب الخ وفي شرح السنه فيه دليل على تعريب الراي فان الله تعالى قال وليشهد عذابهما طائفة من المؤمنين والتعريب عذاب كالجمل هذا عند الشافعي وقال على القاري لا شك ان التعريب عذاب لكن الكلام عند أبي حنيفة في انه المراد امر لا والخلاف في انه حد او سياسة انتهى وقال في الهداية ولنا قوله تعالى فاجلدوا جعل الجلد كل الموحب رجوعا الى حرف العاء او الى كونه كل المذكور وقد مر الكلام فيه في كتاب الحدود مستوفى ١٢

ثم قوله فادخلنا المدينة ثلاثة على دابة والحديث يدل على ان ركوب الثلاثة على الدابة يجوز

معه حمار فقال يا رسول الله اركب وتأخذ الرجل فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم
 لا أنت احق بصدرك ابتك الا ان تجعله لي قال جعلته لك فركب رواه الترمذي
 وابوداؤد وعن عبد الله بن مسعود قال كنا يوم يدر كل ثلاثة على بعير فكان
 ابولبابة وعلى ابن ابي طالب زميلي رسول الله صلى الله عليه وسلم قال فكانت اذا
 جاءت عقبة رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لا نحن نعمتي عنك قال ما استعما باقوى
 مني وما انا باغنى عن الاجر مسكما رواه في شرح السنة وعن اس قال كان
 رسول الله صلى الله عليه وسلم لا يطرق اهله ليلا وكان لا يدخل الا غداة او عشية
 متفق عليه وعن حابر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا اطال احدكم
 العيسة فلا يطرق اهله ليلا متفق عليه وروى ابوداؤد عنه عن النبي صلى الله
 عليه وسلم قال ان احس ما دخل الرجل اهله اذا قدم من سفر اول الليل

وهو اذا كانت مطيقة واما اذا لم يطبقها فلا يجوز كذا في بدل المجهود ١٢

له قوله لا انت احق بصدرك ابتك الخ فيه بيان انصاف رسول الله صلى الله عليه وسلم وتواضعه واطهار
 الحق المرحيت رضى ان يركب حلقه ولم يعتمد على غالب رصاء قاله في المرقاة وقال في بدل المجهود
 اما قال ذلك مع ان الرجل قد كان جعل له صدر دابته تسيها على المسئلة ١٢

له قوله قال ما استعما باقوى مني وما انا باغنى عن الاجر مسكما قال الطيبي فيه اظهار غاية التواضع
 منه صلى الله عليه وسلم والمواساة مع الرفقة والافتقار الى الله تعالى كذا في المرقاة ١٢
 له قوله لا يطرق اهله ليلا الخ قال التووي يكره لمن طال سفره وطروق الليل فلما من كان سفره قريبا
 يتوقع اتيانه ليلا وكذا اذا اطال واشتهر قدومه وعلمت امرأته قدومه فلا بأس بقدمه ليلا لروال
 المعنى الذي هو سببه فان المراد التهيؤ وقد حصل ذلك قلت لكن لا بد من دق الباب واستظلال الحواب
 وقوله يكره ليس على مقتضى القواعد الشرعية بل على طبق كلام الحكماء الفلسفية كذا في المرقاة ١٢
 له قوله اذا قدم من سفر اول الليل قال في اللغات التوفيق بيته وبين الحديث الذي هي فيه عن

وعنه ان النبي صلى الله عليه وسلم قال اذا دخلت ليلا فلا تدخل على اهلك حتى تستحد المعينة وتمتشط الشعثة متفق عليه وعن كعب بن مالك قال كان النبي صلى الله عليه وسلم لا يقدم من سفر الا نهرا في الصبح فاذا قدم بدا بالمسجد صلى فيه ركعتين ثم جلس فيه للناس متفق عليه وروى الطبراني عن مقطم بن مقدا قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما حلفت احد عند اهله او فصل من ركعتين يركعهما عند هم حين يريد سفرا وعن جابر قال كنت مع النبي صلى الله عليه وسلم في سفر فلما قدما المدينة قال لي ادخل المسجد فصل

القدم ليلا ان يحل هذا على السفر القريب قال النووي وكذا اذا طال السفر واشتهر قدومه فلا بأس بقدمه ليلا فان المراد تهيؤها وقد حصل بذلك وقيل المراد دخول اهله الجامعة لان المسافر ليعده عن اهله يعلب عليه السبق ويكون محتلتا تواقا فاذا قصى شهوته اول الليل حفر سده وسكن نفسه وطاب نومه وايضا فيه اطهار الجمعة والاستيقاق والمبادرة الى اداء الحق ورفع كلفة الانتظار انتهى وكذا في المرقاة ١٢
ثم قوله حتى تستحد المعينة وقال في المرقاة اراد بالاستحدا ان تعالج شعركايتها بما منه المعتاد من امر النساء يعني من السنف والتوتر ولم يرد به استحجال الحديد فان ذلك غير مستحسن في امرهن ١٢

ثم قوله فصل فيه ركعتين قال في الدرا المختار ومن المندوبات ركعتا السفر والقدر ومعه قال الشافعي قوله ركعتا السفر الح من مقطم بن مقدا قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما حلفت احد عند اهله او فصل من ركعتين يركعهما عند هم حين يريد سفرا رواه الطبراني وعن كعب بن مالك كان رسول الله صلى الله عليه وسلم لا يقدم من السفر الا نهرا في الصبح فاذا قدم بدا بالمسجد فصل فيه ركعتين ثم جلس فيه رواه مسلم - شرح الحديث =

فيه ركعتين رواه البخاري وعنه ان النبي صلى الله عليه وسلم لما قدم المدينة محر
حزورا وبقرة رواه البخاري -

باب الكتاب الى الكفار

ودعائهم الى الاسلام

عن ابن عباس ان النبي صلى الله عليه وسلم كتب الى قنصل يدعوه الى الاسلام و
يبت بكتابه البه دحية الكلبي وامره ان يدفعه الى عظيم يصري ليدفعه الى
قيصر فاذا قبله بسم الله الرحمن الرحيم من محمد عبد الله ورسوله الى هرقل
عظيم الروم سلام على من اتبع الهدى اما بعد فاني ادعوك بداعية الاسلام
اسلم تسلم واسلم يؤتك الله اجر ك مرتين وان توليت فعليك اثم الازيين

- ومفاده احتصاص صلاة ركعتي السفر بالنيت وركعتي القدر ومعه بالمسجد وبه صرح
الشافعية كذا في نذل المجهود ١٢

له قوله لما قدم المدينة محر حرو را قال على القاري السنة لمن قدم من السفر ان
يصيف نقد روسعده كذا قال ابن الملك ١٢

له قوله كتب الى قيصر الخ وقال في المرات قال النووي وفي هذا الكتاب جمل من القواعد
وانواع من القوائد منها قوله سلام على من اتبع الهدى فيه دليل لمذهب الشافعي و
جمهور اصحابه ان الكافر لا يسد اما السلام قلت ما اطن فيه خلافا ومنها دعاء الكفار
الى الاسلام قبل قتالهم وهو واجب والقتال قبله حرام ان لم تكن بلعتهم دعوة الاسلام
قلت وكذا ذكره ابن الهمام من ائمتنا وقال فاذا كانت بلعتهم لا تحب ولكن يستحب

ويا اهل الكتاب تعالوا الى كلمة سواء بيننا وبينكم الا نعبد الا الله ولا نشرك به شيئا ولا يتخذ بعضنا بعضا اربابا من دون الله فان تولوا فقولوا اشهدوا بانا مسلمون متفق عليه وفي رواية لمسلم قال من محمد رسول الله وقال انثرا اليريسين وقال يدعاه الى الاسلام وعنده ان رسول الله صلى الله عليه وسلم بعث كتابه الى كسرى

انتهى قال النووي ومنها وحوب العمل بحبر الواحد لانه بعثه مع دحية الكلبي وحده ومنها استحباب تصدير الكلام بالسلمة وان كان المبعوث اليه كافرا ومنها جوار المسافرة الى ارض العدو بآية او آيتين ونحوهما واليهى عن المسافرة بالقرآن محمول على ما اذا خيف وقوعه في ايدي الكفار وحوار من المحدث والكافرا بآية او آيات يسيرة مع غير القرآن قلت هذا كله مدني على انه قصد بقوله تعالوا لفظ القرآن والظاهر ان هذا لفظ بالمعنى ولم يقصد التلاوة بدليل حذف قل من اول الآية ومنها ان السنة في المكاتبة من الناس ان يبدأ نفسه فيقول من ريد الى عمرو سواء فيه تصدير الكتاب به او العروان قال تعالى انه من سليمان وانه يسمع الله الرحمن الرحيم ومنها ان لا يفرط ولا يفرط في المدح والتعظيم ومن ثم قال صلى الله عليه وسلم الى هرقل عظيم الروم ولم يقل ملك الروم ومنها استحباب استعمال اللغة والايجاز وتحرى الالفاظ الجريئة فان قوله صلى الله عليه وسلم في حاية الايجاز والبلاغة وجمع المعاني مع ما فيه من بديع التخييس فان تسلم شامل لسلامته من حزي الدنيا بالحرب والسبي والقتل واحذ الديار والاموال ومن عذاب الآخرة ومنها ان من كان سب ضلال ومنع هداية كان اكثر اثما قال تعالى وليحملن اثقالهم واثقالهم مع اثقالهم ومنها استحباب اما بعد في الخطاب والمكاتبات ١٢

له قوله بعث كتابه الى كسرى مع عبيد الله بن حذافة المذحوق وقال في عمدة القاري في باب

مع عبد الله بن حذافة السهمي فامر به ان يدفعه الى عظيم البحرين قد فعه عظيم
البحرين الى كسرى فلما قرأ مرقه قال ابن المسيب قد عا عليهم رسول الله صلى الله
عليه وسلم ان يمزقوا كل ممزق رواه البخاري وعن انس ان النبي صلى الله عليه وسلم
كتب الى كسرى والى قيصر والى النجاشي والى كل جبار يدعوه الى الله وليس
بالنجاشي الذي صلى عليه النبي صلى الله عليه وسلم رواه مسلم وعن ابي وائل
قال كتب خالد بن الوليد الى اهل فارس بسم الله الرحمن الرحيم من خالد
ابن الوليد الى رستم ومهران في ملا فارس سلام على من اتبع الهدى
اما بعد فانا ندعوكم الى الاسلام فان ابيتم فاعطوا الجزية عن يد وانتم
صاغرون فان ابيتم فان معي قوما يحبون القتل في سبيل الله كما يحب
فارس الخمر والسلام على من اتبع الهدى رواه في شرح السنة وعن
سليمان بن بريدة عن ابيه قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا امر
اميرا على جيش او سرية اوصاه في خاصته بتقوى الله ومن معه من المسلمين

يكتب اهل العلم بالعلم الى البلدان فيه ان الرجل الواحد يجرى في حمل كتاب الحاكم الى
الحاكم وليس من شرطه ان يحمله شاهدان كما تصنع القضاة اليوم قاله ابن بطال قلت انما
يحملوا على شاهدين لما دخل على الناس من الفساد فاحتيط لتحصيل الدماء والمرواح
والاموال بشاهدين انتهى قلت بين هذا الكتاب وبين كتاب القاضي الى القاضي فرق
ظاهر لان كتاب القاضي ملزم فلا بد للملزم من اشتراط البيعة حتى يثبت
به كونه ملزما بخلاف هذا الكتاب لانه ليس بملزم لان الكسرى بالخيار ككتاب الاستيعان
من اهل الحرب لان الامام بالخيار ان شاء اعطاه الامان وان شاء لم يعطه ولا يشترط
البيعة هذا يفهم من الهداية وشرحه ١٢

خيرا ثم قال اعدوا باسم الله في سبيل الله قاتلوا من كفر بالله اعزوا فلا تفلحوا ولا تغدروا
ولا تمتلوا ولا تقتلوا وليدا واذا القيت عدوك من المشركين فادعهم الى
ثلاث حصال او حلال فايتهن ما اجابوك فاقبل منهم وكف عنهم ثم ادعهم
الى الاسلام فان اجابوك فاقبل منهم وكف عنهم ثم ادعهم الى التحول من دارهم
الى دار المهاجرين واخبرهم انهم ان فعلوا ذلك فلهم مال المهاجرين وعليهم ما على
المهاجرين فان ابوا ان يتحولوا منها فاجبرهم انهم يكونون كاعراب المسلمين
يجرى عليهم حكم الله الذي يجرى على المؤمنين ولا يكون لهم في الغنيمة والفبي
شي الا ان يجاهدوا مع المسلمين فان هم اوافسلكم الحرية فان هم اجابوك

له قوله ولا يكون لهم في الغنيمة والفبي شيء الم في الحديث فواشد منها انه لا يعطى القبي
والغنيمة لاهل الصدقات من هؤلاء الاعراب الذين لم يتحولوا وكانوا فقراء مساكين ولا
تعطى الصدقات لاهل القبي والغنيمة به قال الشافعي وورق بين مال القبي والغنيمة
وبين مال الزكاة وقال ان الاعراب حقاقى التاني دون الاول وذهب مالك وابو حنيفة
الى عدم الفرق بينهما وانه يجوز صرف كل واحد منهما في مصرف الآخر وقوله صلى الله عليه وسلم
ولا يكون في الغنيمة والفبي شيء ميسوح وانما كان في اوائل الاسلام التقطته من
المرقات وبيل الاوطار ١٢

ثم قوله صلهم الحرية والحديث مما يستدل به مالك والاراعى ومن وافقهما
على جوار احد الحرية من كل كافر عريا كان او عجميا كتابيا او غير كتابي وقال الشافعي
لا تقتل الا من اهل الكتاب والمجوس اعرايا كانوا واعاجم وقال ابو حنيفة توحد
المجربة من جميع الكفار الا من مشركي العرب ومجوسهم وقال ابن الهمام قوله صلى الله
عليه وسلم صلهم الحرية يعني ان لم يكونوا مرتدين ولا مشركي العرب فان هؤلاء

ما قبل منهم وكف عنهم فان هم ابوا فاستعن بالله وقاتلهم واد اصاب اهل
حصن فارادوك ان تجعل لهم ذمة الله وذمة نبيه فلا تجعل لهم ذمة الله
ولا ذمة نبيه ولكن اجعل لهم ذمتك وذمة اصحابك فانكم ان تحمروا ذمتكم
ودم اصحابكم اهل من ان تحمروا ذمة الله وذمة رسوله وان حاصرت اهل حصن
فارادوك ان تدلهم على حكم الله فلا تدلهم على حكم الله ولكن ادلهم على حكمك فانك لا تدري
ان تصيب حكم الله فيه ام لا رواه مسلم وقلنا قوله صلى الله عليه وسلم ولا يكون لهم
في الغيصة والقيئ شئ منسوخ عند ابي حنيفة وانما كان في ادائل الاسلام
وقال الشيخ ابن الهمام قوله صلى الله عليه وسلم فسلمهم الحزبية اي ان لم يكونوا
مرتدين ولا مشركي العرب فان هؤلاء لا يقل منهم الا الاسلام والسيف وعن
عبد الله بن ابي اوفى ان رسول الله صلى الله عليه وسلم في بعض ايامه التي لقي فيها

لا يقل منهم الا الاسلام والسيف على ما سيأتي من المرات وسئل الاوطار ملتقط منهم
له قوله فلا تجعل لهم ذمة الله الخ قال النووي فيه هي تدرية فانه قد يقصها من
لا يعرف حقها ويستعملت حريمها بعض الاعراب وسواد الجيش وكذا قوله فلا تدلهم على
حكم الله هي تدرية وفيه محم لم يقل ليس كل محتمد مصيب بل المصيب واحد وهو الموافق
لحكم الله في نفس الامر ومن يقول ان كل محتمد مصيب يقول معنى قوله فانك لا تدري
ان تصيب حكم الله بهم انك لا تأمن ان يبدل على وحي بخلاف ما حكمت كما قال صلى الله
عليه وسلم في حديث ابي سعيد من تحكيم سعد بن معاذ في بني قريظة لقد حكمت فيهم بحكم
الله وهذا المعنى منتف بعد النبي صلى الله عليه وسلم فيكون كل محتمد مصيبا اه وهو مذهب
المعتزلة وبعض اهل السنة يعني الاستاعة كذا في الموققات

العدو وانتظر حتى مالت الشمس تم قام في الناس فقال يا ايها الناس لا تقموا
لقاء العدو واسألوا الله العاقبة فاذا القيم فاصبروا واعلموا ان الجنة تحت
ظلال السيوف ثم قال اللهم منزل الكتاب ومجري السحاب وهازم الاكابر
اهزمهم وانصرنا عليهم متفق عليه وعن النعمان ابن مقرن قال
شهدت القتال مع رسول الله صلى الله عليه وسلم فكان اذا لم يقاتل القتال
اول النهار انتظر حتى تهب الارواح وتحضر الصلوة رواء البخاري وعنه
قال شهدت مع رسول الله صلى الله عليه وسلم فكان اذا لم يقاتل اول النهار
انتظر حتى ترول الشمس وتهب الرياح وينزل النصر رواء ابو داود وعن
قتادة عن النعمان بن مقرن قال غزوت مع رسول الله صلى الله عليه وسلم
فكان اذا طلع الفجر امسك حتى تطلع الشمس فاذا طلعت قاتل فاذا
انتصف النهار امسك حتى تزول الشمس فاذا رالت الشمس قاتل حتى
العصر ثم امسك حتى يصلي العصر ثم يقاتل قال قتادة كان يقال عند
ذلك تهيم رياح النصر ويدعو المؤمنون لحوشهم في صلواتهم رواء الترمذي
وعن اس ان النبي صلى الله عليه وسلم كان اذا غدا بنا قوما لم يكن يغدو بنا
حتى يصيب وينظر اليهم فان سمع اذانا كفت عنهم

له قوله فكان اذا طلع الفجر امسك لم لعل هذا فيما اذا كان هو البادئ للقتال وصلوة
الحوف محمولة على غلبة الكفار كما في المرات ١٢

له قوله فان سمع اذانا كفت عنهم لم قال الخطابي فيه بيان ان الادان شعار لدين
الاسلام لا يجوز تركه فلو ان اهل بلد اجمعوا على تركه كان للسلطان قتالهم عليه
اه وكذا نقل عن الامام محمد بن اسمعيل في المرات وقال في عمدة القاري

وأن لم يسمع إذا أنا أغار عليهم قال فخرجنا إلى خيبر فانتبهنا إليهم ليلا فلما أصبح ولم يسمع إذا أنا ركب وركبت حلفت ابني طلحة وإن قدحى لتمس قدما نبي الله صلى الله عليه وسلم قال فخرجوا إلينا بمكاتلهم ومساخيرهم فلما رأوا النبي صلى الله عليه وسلم قالوا محمد والله محمد والخميس فلبثوا إلى المحصن فلما رأهم رسول الله صلى الله عليه وسلم قال الله أكبر الله أكبر خربت خيبر أنا إذا نزلنا بساحة قوم فساء صباح المذيرين متفق عليه وعن عاصم المزني قال بعثنا رسول الله صلى الله عليه وسلم في سرية فقال إذا رأيتم مسجدا أو سمعتم مؤذنا فلا تقتلوا احدا رواه الترمذي وابن داود.

باب القتال في الجهاد

وقول الله عز وجل يا أيها الذين آمنوا إذا القينم الذين كفروا زحفا

قال التيمي وأما يحقن الدماء إلا إذا كان فيه الشهادة بالتوحيد والاقرار بالنبي صلى الله عليه وسلم قال وهذا لمن قد بلغت الدعوة وكان يمسك عن هؤلاء حتى يسمع إلا إذا كان يعلم أن الناس مجيبين للدعوة أمر لا أن الله وعده اظهار دينه على الدين كله وكان يطمع في اسلامهم ولا يلزم اليوم الاثمة ان يكفوا عن بلعته الدعوة لكي يسمعوا إذا أنا لأنه قد علم عائلتهم للمسلمين فيسعى ان تنتهر القرصة فيهم ١٢

له قوله وان لم يسمع إذا أنا أغار عليهم فيه دليل على جوار قتال من بلغته الدعوة بعيد دعوة ويجمع بينه وبين ما تقدم في باب الدعوة قبل القتال بان يقال الدعوة مستحقة لا تشرط هكذا في الفهم قاله في نيل الاوطار وكذا في الهداية ١٢

له قوله إذا رأيتم مسجدا أو سمعتم مؤذنا فلا تقتلوا احدا فيه دليل على ان مجرد

فلا تولوا هم الا ديار ومن بولهم يومئذ دبره الا متحرفا لقتال او متحيزا الى
 فئة فقد باء بعضب من الله وما اوله جهنم وبئس المصير عن جابر قال
 قال رجل للنبي صلى الله عليه وسلم يوما احدا رأت ان قتلت فاين انا قال في
 الجنة فالقى تمرات في يده ثم قاتل حتى قتل متفق عليه وعن كعب
 بن مالك قال لم يكن رسول الله صلى الله عليه وسلم يريد غزوة الا وري
 بغيرها حتى كانت تلك العزوة يعنى عزوة تنوك عراها رسول الله صلى الله
 عليه وسلم في حرس شديد واستقبل سمر العيد او معازا وعدوا كثيرا فحلى
 للمسلمين امرهم ليتأهبوا اهبة عزوهم فاحبرهم بوجهه الذي يريد
 متفق عليه لكن اللفظ للجاري وعن جابر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم
 الحرب خدعة متفق عليه وعن ابن مسعود قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم

= وعودا المسجد في البلد كاف في الاستدلال به على اسلام اهله وان لم يسمع منهم الا دان
 لأن النبي صلى الله عليه وسلم كان يأمر سرايا بالاكتماء باحد الامرين اما وجود مسجد
 او سماع الاذان كذا في تيل الاوطار ١٢

له قوله وتري بغيرها قال ابن الملت اي سترها بغيرها واطهر انه يريد غيرها لما
 فيه من الحرم واعمال العدو والاس من جاسوس يطلع على ذلك فيخبر به العدو
 وتوريتهم صلى الله عليه وسلم كان تعريضا بان يريد متلاشوة مكنه فبسال الناس
 عن حال حيد وكيفية طرفها لا تصححان يقول اني اريد عروة اهل الموضع القلاقي
 وهو يريد غيرهم لأن هذا كذب عبر حاك كذا في المرقاة ١٢

في قوله الحرب خدعة قال النووي اقسم اللغات فيها عثم الحاء واسكان الدال وهي
 لغة النبي صلى الله عليه وسلم واتفقوا على حوار الحاء مع الكه في الحرب كيف اتفق الا

يعزوباً مسلماً ونسوة من الانصار معه ادعرا يسعبن الماء ويذاوين المجرى
رواه مسلم وعنه ام عطية قالت عرفت مع رسول الله صلى الله عليه وسلم
سمع عزوات احلفهم في رجالهم فاصنع لهم الطعام وادواى المجرى و

ان يكون فيه نقض عهد او امان وقد صح في الحديث حوار الكذب في ثلاثة اشياء و
قال الطبري انما يحور من الكذب في الحرب المعارض وحقيقته لا تحور والظاهر
اباحة حقيقة الكذب لكن الاقتصار على التعريض اصل كذا في المرقاة ١٢

له قوله ادعرا يسعين الماء ويذاوين المجرى قال في الهداية ولا بأس باخراج النساء
والمصاحف مع المسلمين اكان عسكرا عطيائاً من علب لان الغالب هو السلامة
والغالب كالتحقق ويكره احراره ذلك في سرية لا يؤمن عليها يعى العجائز يخرجن في
العسكرا العظيم لا قامة عمل يليق بهن كالطعم والسعى والمداواة فاما الشوات فقرار
في النيوب ادفع للعتنة ولا يباشر القتال لانه يستدل به على ضعف المسلمين
الاعتد الصرورة ولا يستحب احرار جهن للمبايعة والخدمة فان كانوا اند مخرجين
فبالاماء دون الخرائز وقال في عمدة القارى فان قلت كيف ساع ذلك قلت حاد
ذلك للتيارات مهن لى موضع الحرح لا يلتد بمسه لل تقشعر منه الجلود وتهايه
الانفس ولمسه عذاب للامس واللموس واما غيرهن فنعائجن نعيم ما شرة مهن
لهم فيصعن الداء ويصعه عذرهن على المجرى وقد يمكن ان يصعه من غير من
شئ من جسده ويدل على ذلك اتفاقهم ان المرأة اذا ماتت ولم توجد امرأة
تغسلها ان الرجل لا يباشر غسلها بالمس بل يغسلها من وراء حائل في قول
الحسن البصرى والنخعي والزهرى وقتادة وسحاق وعند سعيد
ابن المسيب ومالك والكوفيين واحمد تنسم بالصعيد وهو اصح الوجه

أقروا على المرضى رواه مسلم وعن سمية بن جندب عن النبي صلى الله عليه وسلم قال
 اقتلوا شيوخ المشركين واستحبوا شرخهم أي صبيانهم رواه الترمذي وأبو داود
 وعن انس أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال انطلقوا بسم الله وبالله و
 على ملة رسول الله لا تقتلوا شيخا فانيا ولا طفلا صغيرا ولا امرأة ولا تغلوا
 وضموا عنائمكم وصلحوا واحسنوا فان الله يحب المحسنين رواه أبو داود
 وعن عبد الله بن عمر قال نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن قتل النساء

عند الشافعية وقال الأوتراحي تدفن كما هي ولا يتيمم وقيل الفرق بين حال
 المداواة وتعسيل الميت أن الغسل عبادة والدواء ضرورة والمرات تيمم المحظورات
 له قوله اقتلوا شيوخ المشركين الخ أراد ما يقابل الصبيان وأما الشيخ الفاني فلا يقتل
 إلا إذا كان دارأي كذا في المرقاة ١٢

له قوله لا تقتلوا شيخا فانيا الخ وقال في الهداية ولا تقتلوا امرأة ولا صبيا ولا شيخا
 فانيا ولا مقعدا ولا أعمى لأن المبيع للقتل عندنا هو الحرب ولا يتحقق منهم ولهذا
 لا يقتل يا بس السق والمقطوع اليمنى والمقطوع يده ورجله من خلاف والشافعية
 يخالفون في السيم والمقعد والأعمى لأن المبيع عنده الكفر والحجة عليه ما بينا وقد صرح أن
 النبي صلى الله عليه وسلم نهى عن قتل الصبيان والدراي وحين رأى رسول الله صلى الله
 عليه وسلم امرأة مقتولة قال هاهنا ما كانت هذه تقاتل فلم تقتل ١٢

له قوله نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن قتل النساء والصبيان قال الشيخ ابن القيم
 أخرج الستة إلا الساعي عن ابن عمر أن امرأة وجدت مقتولة فهي عن قتل النساء والصبيان
 قال وما أظن إلا أن حرمة قتل النساء والصبيان أجماع وعن أبي بكر ابن أبي يزيد بن
 أبي سفيان حين بعثه إلى الشام فقال لا تقتلوا الولدان ولا النساء ولا الشيوخ الحديث

والصبيان متفق عليه وفي المتفق عليه عن الصعب بن جثالة قال سئل رسول الله صلى الله عليه وسلم عن أهل الديار يبيتون من المشركين فيصاب من نسائهم وذرايرهم قال هم منهم وفي رواية هم من آبائهم وعن ربيع

قال لكن يقتل من قاتل من كل من قلنا انه لا يقتل كالمختون والصبي والمرأة والسيون والرهبان الا ان الصبي والمختون يقتلان في حال قتالهما اما غيرهما من النساء والرهبان ونحوهم فانه يقتلون اذا قاتلوا بعد الاسر والمرأة المملكة تقتل وان لم تقاتل وكذا الصبي المملوك والمعتوه المملوك لأن في قتل المملوك كسر شوكتهم كذا في المرقاة ١٢
له قوله هم منهم قال في عمدة القاري فان قلت هذا يخالف ما ذكره البخاري عن ابن عمر هي عن قتل النساء والصبيان قلت قال الخطابي قوله هم منهم يريد في حكم الدين فان ولد الكافر محكوم له بالكفر ولم يرد بهذا القول اما حجة دمائهم تعمد اليها وقصد اليها وانما هو ادالم يمكن الوصول الى الآباء الابهام فادالم صيبر الاقتلاطهم بالآباء لم يكن عليهم في قتلهم شيء وقد نهي النبي صلى الله عليه وسلم عن قتل النساء والصبيان فكان ذلك على القصد لا قتال فيهن فادالم قاتلن فقد ارتفع الخطر واحل دماء الكفار الا بشرط الحق ولما روى الترمذي حديث ابن عمر الذي فيه نهي عن قتل النساء والصبيان قال والعمل على هذا عند بعض أهل العلم من اصحاب النبي صلى الله عليه وسلم وغيرهم كرهوا قتل النساء والولدان وهو قول الثوري والشافعي وراى بعض أهل العلم في البيات قتل النساء فيهم والولدان وهو قول احمد واسحاق وقال شيخنا وما حكاه الترمذي عن الثوري والشافعي من كراهة قتل النساء والصبيان طاهر في ترك القتل مطلقا في البيات وغيره وليس كذلك اما قتلهم في غير البيات فاجمعوا على تحريمه اذا لم يقاتلوا كما حكاه النووي في شرح مسلم فان قاتلوا فقال في شرح مسلم حكاية عن جماهير العلماء يقتلون

ابن الربيع قال كما مع رسول الله صلى الله عليه وسلم في غزوة فراءى الناس مجتمعين

وقال الطحاوي رحمه الله تعالى باب ما يحى عن قتله من النساء والولدان في دار الحرب ثم اخبر عن لسعة النفس من الصحابة في النهي عن قتل الولدان والنساء ثم قال قد ذهب قوم الى انه لا يجوز قتل النساء والولدان في دار الحرب على حال وانه لا يحل ان يقصد الى قتل غيرهم اذ كان لا يؤمن في ذلك تلفهم من ذلك ان اهل الحرب اذا تترسوا بسيانهم وكان المسلمون لا يستطيعون رميهم الا باصابة سيانهم فحرام عليهم رميهم في قول هؤلاء وكذلك ان تحصروا حصن وجعلوا فيه الولدان فحرام عليهم رمي ذلك الحصن اذ كما يخاف في ذلك تلف سيانهم وولدانهم واحتجوا في ذلك بهذه الاحاديث التي رويناها قلنا اذ ما لقوم هؤلاء الا وراعي ومالك والشافعي في قول واحد في رواية وقال ابو عمر احتلفوا في رمي الحصون بالمحبيق اذ كان فيها اطفال المسترربين واسارى المسلمين فقال مالك لا يرمى الحصن ولا تحرق سقية الكفار اذ كان فيها اسارى المسلمين وقال الاوزاعي اذا تترس الكفار باطفال المسلمين لم يرموا ولا تحرق المركب فيه اسارى المسلمين وقال الثوري وابو حنيفة وابو يوسف ومحمد و الشافعي في الصحيح واحد واسحاق اذ كان لا يوصل الى قتلهم الا تلف الصبيان او النساء فلا بأس به وقال ابو عمر قال ابو حنيفة واصحابه الثوري لا بأس برمى حصون المسترربين وان كان فيه اسارى من المسلمين واطفالهم واطفال المسترربين ولا بأس ان يحرق السفن ويقصد به المستركون فان اصابوا واحدا من المسلمين بذلك فلا دية ولا كفارة وقال الثوري ان اصابوا فيه الكفارة ولا دية ١٢

على شئ فبعت رجلا فقال النظر على ما اجتمع هؤلاء فجاء فقال على امرأة
قتيل فقال ما كانت هذه لتقاتل وعلى المقدمة خالد بن الوليد فبعت رجلا
فقال قل لخالد لا تقتل امرأة ولا عسيما رواه ابو داود **وعن** ابن عمران
رسول الله صلى الله عليه وسلم قطع محل بني المصير وحرق ولها يقول حسان
وهان على سراة بني لؤي تحريق بالبويرة مسطير وفي ذلك برلت ما قطعتم من
ليته او تركتموها فائمة على اصولها فبادل الله متفق عليه **وعن** عروة قال حدثني
اسامة ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان عهد اليه قال اغر على ابنتنا صليبا
وحرق رواه ابو داود **وعن** عبد الله بن عون ان نافع اكتب اليه يحبره ان ابن
احمره ان النبي صلى الله عليه وسلم اغار على بني المصطلق غارين في نعمهم
بالمرسيع فقتل المقاتلة وسبي الذرية متفق عليه **وعن** ابي اسيد ان
النبي صلى الله عليه وسلم قال لما يومر بد رحيل صفنا اقر لبش وصفوا لنا اذا
اكتبوكم فعليكم بالنبل وفي رواية اذا اكتبوكم فارموهم واستبقوا نبلكم
رواه البخاري **وعنه** قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يومر بد راد اكتبوكم

له قوله ولا عسيما اي حيرا وتايعا للخدمة ولعل علامته ان يكون بلا سلاح كذا في المرات
ثم قوله قطع محل بني المصير وحرق الخ قال ابن الهمام يحورد ذلك لان المقصود كبت اعداء
الله وكسر شوكتهم وبذلك يحصل ذلك فيفعلون ما يمكنهم من التحريق وقطع الاتجار
وافساد الررع لكن هذا اذا لم يغلب على الطن انهم مأخوذون بعيد ذلك فان كان الطن
انهم معلونون وان الصبر ياد كره ذلك لانه افساد في غير محل الحاجة وما ايج الا لها
كذا في المرات ١٢

ثم قوله اغار على بني المصطلق الخ قال في العاصم كيرة ولا بأس ان يعيروا عليهم

فأرموهم ولا تسلبوا السيوف حتى يغشوكم رواه أبو داود **وعن** عبد الرحمن بن عوف قال عينا نال النبي صلى الله عليه وسلم بيد رليلا رواه الترمذي **وعن** المهلب أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال إن يتكلم العدو فليكن شعاركم حسرا لا ينصرون رواه الترمذي وأبو داود **وعن** سمرة بن حنبل قال كان شعار المهاجرين عبد الله وشعار الأوصار عبد الرحمن رواه أبو داود **وعن** سلمة بن الأكوع قال عرو وما مع ابن بكر من النبي صلى الله عليه وسلم فبقيتاهم بقتلهم وكان شعار ما تلك الليلة أمث امت رواه أبو داود **وعن** قيس بن عباد قال كان أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم يكرهون الصوت عند القتال رواه أبو داود **وعن** علي قال لما كان يوم بدر تقدم مرعثة بن ربيعة وتبعه ابنه وأخوه فتنادى من يبارز فانتدب له تسباب من الأوصار فقال من أتم فأكبره فقال لا حاجة لنا فيكم إنما أردنا

= ليلة أو نهارا يعيد دعوة وهذا في أرض بلعتهم الدعوة كذا في محيط السرخسي ١٢
 أنه قوله يكرهون الصوت عند القتال قال المظهر عادة المحاربين أن يرفعوا أصواتهم إما لتعظيم أنفسهم أو لإظهار كبريتهم بتكثير أصواتهم أو لتخريف أعدائهم ولا طهارا للجماعة بأن يتعدوا إلى الشجاعة الطائفة للحرب والصحابة كانوا يكرهون رفع الصوت لشئ منها إذا لا يتقرب بها إلى الله تعالى بل يرفعون الأصوات بذكر الله فإن فيه قور الدنيا والآخرة كذا في الموققات
 ثم قوله صادى من يبارز الم في شرح السنة فيه إباحة المبادرة في جهاد الكفار ولهم يحتلوا في حوازمها إذا من الأوصار واحتلوا بها إذا المرتضى عن الأوصار فحوزها جماعة واليه ذهب مالك والشافعي كذا في المرققات وقال في رحمة الأمة إذا مدأ مسلم فطلب المبادرة لم يكن له ذلك وقال ابن أبي هبيرة من الشاصية يكره والمستحب أن لا يبارز إلا ما ذن الأمير لكي لو يبارز يعير أدنه حار وقال أبو حنيفة يحرم إلا أن تكون المبادرة في معة ١٢

بني عما فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم قمر يا حمرة قمر يا علي قمر يا عبيدة
 ابن الحارث فاقبل حمرة الى عتبة واقبلت الى تيبة واختلف بين عبيدة و
 الوليد صريشان فالتعن كل واحد منها صاحبه ثم ملأ علي الوليد فقتلناه و
 احتملنا عبيده رواه احمد وابوداود وعن ابن عمر قال بعثنا رسول الله صلى الله
 عليه وسلم في سرية فخاص الناس خيصة فاتيها المدينة فاحتقينا بها وقتلنا
 هلكا ثم اتينا رسول الله صلى الله عليه وسلم فقلنا يا رسول الله نحن العمارون قال
 بل انتم العكارون واما فتكم رواه الترمذي وفي رواية ابي داود نحوه وقال لا بل
 انتم العكارون قال فدنوا فقبلنا يده فقال اما فئة المسلمين وعن ثوبان
 بن يزيد ان النبي صلى الله عليه وسلم نصب المنجيق على اهل الطائف رواه الترمذي

باب حكم الاسراء

وقول الله عز وجل اقتدوا الصمكين حيث وجدتموهم عن ابي هريرة

له قوله ثم ملأنا الى الوليد فيه ذيل على يد عمارين تعين كل طائفة من الطائفتين المتباريتين
 بعضهم بعضا قاله في سبيل الامصار وقال في شرح السير الكبير فاذا تبارر المسلم والمشرک
 فلا بأس بان يعير المسلمون صاحبهم ان قد رواه على ذلك لان المشرک قاصدا الى قتلهم
 كما هو قاصدا الى قتل صاحبهم ليرتد عن ذلك قتلهم ان بدفعوا شره لولم يكن قاصدا اليهم
 كان لهم ان يقتلوهم كونه مشركا محاربا في قصة الميارين يوم يرد كوان عليا قتل تيبة وحمرة قتل
 عتبة واختلف بين عبيدة والوليد صريشان فالتعن كل واحد منها صاحبه ثم ملأ علي الوليد حتى قتلناه
 فحرقناه لا بأس به

له قوله نصب المنجيق انه قال في النهاية صواعيقهم للحجابت كما نصب رسول الله عليه السلام على الطائف
 له قوله اقلوا الميت كين الله ومالي في عمدة امارته وله يختلف اهل التفسير وبقلة

عن النبي صلى الله عليه وسلم قال عجب الله من قوم يدخلون الجنة في السلاسل وفي رواية يقادون الى الجنة بالسلاسل رواه البخاري وعن سلمة بن الأكوع قال اتى النبي صلى الله عليه وسلم عيين من المشركين وهو في سفر فجلس عنده اصحابه يتحدثون ثم انفل فقال النبي صلى الله عليه وسلم اطلبوه واقتلوه فقتلته فنفلني سلبه متفق عليه قلنا هذا التثنية واقعة حال ليس شرعا عاما لا رما عندنا

= الآثاران سورة واحدة بعد سورة محمد صلى الله تعالى عليه وسلم فوجب ان يكون المذكورين هما ناسبا للمقداء المذكورين غيرهما ١٢

له قوله اطلبوه واقتلوه لم فيه قتل الحاسوس الحربي وعليه الاتباع واما الحاسوس المعاهد او الذي فقال مالك والاوزاعي يصيران قصا للعهد فان رأى الامام استرقاقه ارضه ويحور قتله و عند الجمهور لا ينتقص عهده بذلك الا ان يستقر عليه استقصا منه واما الحاسوس المسلم فعند ابى حنيفة والشافعي وبعض المالكية يعزروا ما يراه الامام الا القتل وقال مالك يمتهد فيه الامام وقال عياض قال كبار اصحابه يقتل واحتلوا في تركه بالتوبة فقال المجاشون ان عرف بذلك قتل والاعزروا واما حكم الحربي من اهل دار الحرب اذا دخل دار الاسلام بعيدا من ما يكون امره هل يحور قتله ام لا فاحتلفوا فيه فقال مالك ينحرف فيه الامام وحكمه حكم اهل الحرب وقال الاوزاعي والشافعي ان ادعى انه رسول قل منه وقال ابو حنيفة وابو يوسف واحمل لا يقبل ذلك منه وهو فيئ للمسلمين وقال محمد بن هون وجده قاله في عمدة القاري ١٢

له قوله فمفلتي سلبه وقال النووي وفي هذا الحديث دلالة ظاهرة لمذهب الشافعي وموافقه ان القاتل يستحق السلب وانه لا يخمس انتهى وقال في العالم الكبرى ولا يستحق القاتل سلب المقتول بنفس القتل ما لم يفعل الامام قبل القتل فيقول من قتل قتيلا فله سلبه وهذا مذهب علماء

وعنه قال غزونا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم هو اذن فبينما نحن تتضح مع رسول الله صلى الله عليه وسلم اذ جاء رجل على جمل احمر فاناخه وجعل ينظر وفيما ضعته وراقه من الظهر وبعضا مشاة اذ خرج يستد فاني جملة فاناخه فاشتد به الحمل فخرجت استد حتى احدث بخطام الجمل فاخته ثم اخترطت سيفي فضربت رأس الرجل ثم جئت بالجمل اقوده عليه رحله وسلاحه فاستقلني رسول الله صلى الله عليه وسلم والناس فقال من قتل الرجل قالوا ابن الاكوع قال له سلبه اجمع متفق عليه وعن ابى سعيد الخدري قال لما نزلت نون قرينة على حكم سعد بن معاذ بعث رسول الله صلى الله عليه وسلم فجاء على حمار فلما دنا قال رسول الله صلى الله عليه وسلم قوموا الى سيدكم فحاضوا فجلس فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم

= رحمهم الله تعالى اه وفي الاتحاديت التي ذكرها التميمي ابن الهمام دلالة ظاهرة لمذهبا ان شئت الاطلاع اليها فارجع الى فتح القدير والنهاية ١٢ له قوله قوموا الى سيدكم الخ قال في رد المحتار يجوز بل يبدد القيام تعطيما للقاده اي ان كان ممن يستحق التعظيم قال في القسيمة قيام الجالس في المسجد من دخل عليه تعطيما وقيام قارئ القرآن لمن يحثي تعطيما لا يكره اذ كان ممن يستحق التعظيم وفي مشكل الآثار القيام لغيره ليس بمكروه لعينه اما المكروه فحبة القيام لمن يقام له فان قام لمن لا يقام له لا يكره قال ابن وهبان اقول وفي عصرنا ينبغي ان يستحب ذلك اي القيام لما يورث تركه من الحق والنجاة والعداوة لا سيما اذا كان في مكان اعتيد فيه القيام وما ورد من التوعيد عليه في حق من يحب القيام بين يديه كما يفعل المترك والاعاصم اه قلت يؤيده ما في العناية وغيرها عن التميمي الحكيم ابى القاسم كان اذا دخل عليه عني يقوم له ويعظمه ولا يقوم للفقراء وطلبة العلم فقيل له في ذلك فقال العني شوق

ان هؤلاء نزلوا على حكمك قال فاني احكم ان تقتل المقاتلة وان تسي الذرية
قال لقد حكمت فيهم بحكم الملك وفي رواية بحكم الله متمن عليه وعن
عطية المرظي قال كنت في سبي قريظة عرسا على النبي صلى الله عليه وسلم فكانوا
يسطرون فمن اثبت الشعر قتل ومن لم يثبت لم يثبت لحيقتل فكشفوا عانتى فوجدوها

دمى التعظيم فلو تركته لتصرر والمفقر اعوا الطلقة انما يطعمعون جواب السلام والكلام
معهم في العلم وتعامد ذلك في رسالة الترسلا في ١٦

له قوله هؤلاء نزلوا على حكمك الح فيه جوار التحكيم في امور المسلمين وفي مهماتهم العظام وقد
اجمع العلماء عليه ولم يخالف فيه الا الخوارج فانهم انكروا على علي التحكيم واقام الحق عليهم
قاله النووي كذا في عمدة القاري والهداياه ٢

له قوله فاني احكم ان تقتل المقاتلة الح في الهداية وهو في الاسارى بالخيار ان شاء قتلهم قال ابن
الهامم يعني اذ المسلموا لانه عليه الصلوة والسلام قد قتل من الاسرى اذ لا شك في قتله
عقده من ابني معصية وغيره لان في قتلهم حسم مادة الفساد الكائن منهم ما اكليده وان شاء استرق
لان فيه دفع شرهم مع وفور المصلحة لاهل الاسلام وهذا اقلها ليس لاحد من العدة ان يقتل
اسيرا نفسه لان الرأي فيه الى الامم وان سائر كنهم اسرا ومنه للممد من لما يبيد ان عمر
فعل ذلك في اهل السواد الا شريك العربي والمزدكي والاسم والله لا يقتل منهم حريم ولا
يحوز استرقاقهم بل اما الاسلام وما السيف وان اسلم الاسارى بعد الاسر لا يقتلهم واكن يجوز
استرقاقهم لان الاسلام لا ينافي الرق حرا على اكره الاصلي وقتلوه بعد العقد سب الملك
وهو الاستيلاء على الحر في غير المتمرك من العرب بخلاف ما لو اسلموا قبل الاحد فانهم لا يسترقون
ويكونون احرارا لانه اسلام قبل العقد سب الملك فيهم كذا في المرقاة ١٦

له قوله من است الشعر قتل قال الترمذي والعلما غنوا الامات في حقهم ما كان الضرورة

لهم تنبت فحعلوني في السبي رواه ابو داود وابن ماجه والدارمي وعنه ابن مسعود ان رسول الله صلى الله عليه وسلم لما اراد قتل عقبة بن ابى معيط قال من للصدية قال النار رواه ابو داود وعنه ابن عمر قال بعث النبي صلى الله عليه وسلم خالد بن الوليد الى بني جذيمة فدعاهم الى الاسلام فلم يحسنوا ان يقولوا اسلمنا فحعلوا يقولون صبا ناصبا فحعل خالد يأسر ويقتل ودفع الى كل رجل من اسيره حتى اذا كان يوما صرح خالد ان يقتل كل رجل من اسيره فقلت والله لا اقتل سيرا ولا يقتل رجل من اصحابي اسيره حتى قدما على النبي صلى الله عليه وسلم فذكرنا فرفع يديه فقال اللهم اني ابرأ اليك مما صنع خالد مرتين رواه البخاري وعنه ابن هريرة قال بعث رسول الله صلى الله عليه وسلم خيلا قبل محمد بن ابراهيم من بني حنيفة يقال له تمامة بن اتال سيد اهل اليمامة

= ادلوستلوا عن الاصل او مصلح منهم لم يكونوا يتحدوا بالصدق اذ رأوا فيه الهلاك اهـ والا لا اعتبار لسات العانة خلافا للشافعي ورواية عن ابى يوسف التفتته من المرقاة ومرد المختار ١٢

له قوله اللهم اني ابرأ اليك مما صنع خالد قال ابن بطال لا خلاف ان القاضي اذا قضى محورا وبخلاف قول اهل العلم فهو مردود قلن كان على وجه الاجتهاد والتأويل كما صنع خالد رضي الله تعالى عنه فان الاتمر ساقط والصمان لازم عند عامة اهل العلم الا انهم اختلفوا في ضمان ذلك فان كان في قتل او جراح في بيت المال وهذا قول الثوري وابى حنيفة واسحق واسحق وقالت طائفة على عاقلة الامام او الحاكم وهذا قول الاوزاعي وابى يوسف ومحمد والشافعي وقال ابن الماحضون ليس على الحاكم شيء من الديعة في ماله ولا على عاقلته ولا في بيت المال كذا في عمدة القاري ١٢

فربطوه بسارية من سواري المسجد فخرج اليه رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال
 ما ذا عندك يا تمامه فقال عندي يا محمد خيران تقتل تقتل ذا مروان تنعم
 تنعم على شاكر وان كنت تريد المال فسل تعط منه ما شئت فتركه رسول الله صلى الله عليه وسلم حتى كان
 الغد فقال له ما عندك يا تمامه فقال عندي ما قلت لك ان تنعم تنعم على شاكر وان تقتل تقتل ذا مروان
 ان كنت تريد المال فسل تعط منه ما شئت فتركه رسول الله صلى الله عليه وسلم حتى كان بعد العد فقال له
 ما عندك يا تمامه فقال عندي ما قلت لك ان تنعم تنعم على شاكر وان تقتل تقتل ذا مروان
 وان كنت تريد المال فسل تعط منه ما شئت فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم اطلقوا تمامه

له قوله فربطوه بسارية من سواري المسجد قال ابو موسى قبه حوار ربط الاسير وحده
 وادخل الكافر المسجد اي وقال في دفع المصنئ والسائل عند مالك لا يدخل مسجد
 فانه لا يخلو من حياة والحب ليس له ان يدخل المسجد وعند الشافعي ليس له
 ان يدخل المسجد الحرام فقط لقوله تعالى اما المتمركون بحس فلا يقربوا المسجد الحرام
 بعد عامهم هذا اي العام الذي حج فيه ابو بكر رضي الله عنه بالناس ونادى على رضى
 الله عنه بسورة براءة وهو عام تسع من الهجرة كما في معالم التنزيل وعندنا يجوز
 دخوله في كل مسجد كذا في الهداية فان الحبث في اعتقادهم لا يوجب تلويث المسجد و
 جئاتهم غير متيقنة واما الآية فهي محمولة على كفى الدخول استعلاء لهم او يقال انه
 منع عن الدخول في المسجد الحرام عداة للطواف كما كانت عادتهم من انهم يطوفون عمرة
 الرجال بالنهار والساء بالليل ويقولون كيف تطوف في اللباس الذي يدب فيه او يقال
 انه لا يوجب حرمة الدخول بعد عامهم هذا بل المراء سارة المؤمنين بانهم لا
 يتمكنون من دخوله كذا في شرح الوقاية والهداية ١٢

له قوله اطلقوا تمامه الخ وقال في الدراخما وردا مختار وحرمة منهم اي اطلاقهم محانا
 ولو بعد اسلامهم اين كمال لتعلق حق العام من وخوهره الشافعي لقوله تعالى

فانطلق الى نخل قريب من المسجد فاعتسل ثم دخل المسجد فقال اشهدان

= فإماما بعد واما عداء قلنا سمع بقوله تعالى فاقتلوا المشركين حيث وجدتموهم من سورة براءة فابها آخر سورة نزلت فتحه واما ما روى انه عليه الصلوة والسلام من على ابى عزة الجحى يوم بدر فقد كان قبل السجى ولذا لما اسره يوما احدا قتله وذكر **محل** حروبا آخر وهو انه كان من مشركى العرب وهم لا يؤسرون فليس فى المتن عليه ابطال حق ثابت للمسلمين ونحن نقول به فيهم وفى المرديد وان رأى الامام المظفر للمسلمين فى المتن على عص الاسارى فلا بأس به ايضا لانه عليه الصلوة والسلام من على تمامته بن اتان الحنفى بشرط ان يقطع الميرة عن اهل مكة فمعل ذلك حتى تخطوا شرح السرد لمخصا وقد نقل فى العتم ان قول مالك واحمل كقولنا تمرايد مذهب الشافعى بما مر من قصه الجحى ونحوها وقد علمت جوابه انتهى وقال فى عمدة الرعاية فان قلت فيسعى عدم حوار الاسد قاق وتركهم دمة لما ايضا لان الآية ليس فيها الا ذكر القتل قلت انما تركنا العمل بظاهر الآية فى هذا الباب بالاجماع وبالاخص المشهورة فى حوار الاسد قاق وصوب الحريه ١٢

له قوله فانطلق الى نخل قريب من المسجد فاعتسل ثم دخل المسجد فقال اشهد ان لا اله الا الله واشهد ان محمدا عبده ورسوله قال النووي اذا اراد الكافر الاسلام يبادر به ولا يؤخره للاعتسال ولا يحل لاحد ان يأذن له فى تأخيره بل يبادر به ثم يعتسل ومن ذهب الشافعى ان اغتساله واجب ان كان عليه حاة فى الشرك سواء كان اعتسل منها ام لا وقال بعض اصحاب الشافعى ان كان اعتسل احواؤه والاوجب وقال بعض اصحاب الشافعى ونجس الماء الكمية لا غسل عليه ويسقط حكم الحاة بالاسلام كما يسقط الذنوب وصنعوا هذا بالصوء فانه يلزمه بالاجماع ولا يقال =

لا اله الا الله واشهد ان محمدا عبده ورسوله يا محمد والله ما كان على وجه الارض
وجه ابغض الى من وجهك فقد اصبح وجهك احب الوجوه كلها الى والله ما كان
من دين ابغض الى من دينك فاصبح دينك احب الدين كله الى والله
ما كان من بلد ابغض الى من بلدك فاصبح بلدك احب البلاد كلها الى
ان خيلك اخذتني وانا اريد العمرة فماذا ترى قبشره رسول الله صلى الله عليه وسلم
وامره ان يعتمر فلما قدم مكة قال له قائل اصبوت فقال لا ولكني اسلمت
مع رسول الله صلى الله عليه وسلم ولا والله لا تأتاكم من اليمامة حبة خنطة حتى

يسقط اتراحدث بالاسلام هذا كله اذا كان احب في الكفر اما اذا لم يحب اصلا ثم اسلم
فالغسل مستحب له وليس بواجب هذا مذهب الشافعي ومذهب مالك
واخريين وقال احمد وآخرون يلزمه العسل كذا في المرقاات وقال في نذل المجهود
وعند الحنفية ما قال في المية وشرحه للجلبي وواحد منها اي من الاعتقال مستحب
وهو غسل الكافر هكذا ذكره مطلقا شمس الانثة السرخسي في شرحه للمسوط وذكر في
المحيط ان الكافر اذا احب ثم اسلم الصحيح انه يجب عليه العسل لان الحماية صفة
باقية بعد اسلامه كبقاء صفة الحدث وقال في الدار المختار كما يجب على من اسلم
حسبا او حائضا او نقساء ولو بعد الانقطاع على الاصح لمعالم المحدث الحكمي ١٢

له قوله وان خيلك اخذتني وانا اريد العمرة الخ وقال في العرف السدي قال الحنفية
من حلف في حالة الكفر ثم اسلم لا يجب وفاء ذلك المدرو قال الشافعية بوجوب
الوفاء وتمسكوا بحديث ويقول الكلام في الوحوب ولا يسعى الاستحباب ولا نص على وجوبه
له قوله لا تأتاكم من اليمامة حبة خنطة الخ في الهداية ولا يسعى ان يساع السلام من
اهل الحرب اذا حصروا مستأمنين ولا يتيهم اليهم مع التوار الى دار الحرب لانه عليه

يأذن فيها رسول الله صلى الله عليه وسلم رواه مسلم واحتصره البخاري وقال لعلاء
العيني ان المتن عندنا منسوخ وقيل كان خاصا بسيدنا رسول الله صلى الله عليه وسلم
عليه وسلم وما ورد في اسرى بدر كله مسح وقال الطحاوي بدر الكافر
اذا اسلم لا يجب عليه عندنا واؤلنا الرواية على النذب وعن عمر ان
ابن حصين قال كان تقيف حليفا لثني عقيل فاسرت تقيف رجلين من
اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم واسرا صحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم
رجلا من بني عقيل فأتوه فطرحوه في الحرة فمريه رسول الله صلى الله عليه وسلم
فناداه يا محمد يا محمد فيم احدثت قال بجزيرة حلعا تكم تقيف فتركه ومضى
فناداه يا محمد يا محمد فراحمه رسول الله صلى الله عليه وسلم فرجع قال ما
شأنك قال اني مسلم فقال لو قلتها وانت تملك امرك افلحت كل الفلاح
قال ففداه رسول الله صلى الله عليه وسلم بالرحلين اللذين اسرتهما تقيف رواه

الصلوة والسلام في بيع المصاييح من اهل الحرب وحمله اليهم قال ابن الممام
المعروف ما في سيرة السهمي وسيد الدرر ومعه الطبراني عن عمر بن حصين رضى
الله عنه ان رسول الله صلى الله عليه وسلم في بيع السلاح في الفتنة قال البيهقي
الصواب انه موقوف قال صاحب الهداية وهو القياس في الطعام اي القياس فيه
ان يبيع من حمله الى دار الحرب لانه به التقوى على كل شئ والمقصود اضعافهم
الا انما عرفنا نقل الضعاف اليهم بالبيع يعني حديث تمامة هذا وحديث اسامة ١٢
في قوله ففداه رسول الله صلى الله عليه وسلم بالرحلين اللذين اسرتهما تقيف وقال
في رد المختار وحرم فداءهم اي اطلاق اسيرهم باحد بدل منهم اما مال او اسير
مسلم فالاول لا يجوز في المشهور ولا بأس به عند الحاجة على ما في السيرة الكبرى وقال

مسلم وعن علي قال حرق عبيدان الى رسول الله صلى الله عليه وسلم يعني يوم
الحديبية قبل الصلح فكتب اليه مواليتهم قالوا يا محمد والله ما خرجوا اليك رعة
في دينك وانما خرجوا هرا يا من الرق فقال يا من صدقوا يا رسول الله ردهم
اليهم فعصب رسول الله صلى الله عليه وسلم وقال ما اريكم تسهون يا معشر قريش
حتى يبعث الله عليكم من يصرب رقابكم على هذا واني ان يردهم وقال هم
عتقاء الله رواه ابو داود وقال في المدارك وهو الذي كف ايديهم عنكم اي الله
اهل مكة وايديكم عنهم عن اهل مكة يعني قصى بينهم وبينكم المكافاة

محمد لا بأس به لو نحت لا يرجي منه السل كالسيح العاني كما في الاختيار واما الثاني
فلا يجوز عنده ويجوز عندهما والاول الصحيح كما في الراد لكن في المحيط انه يجوز
في ظاهر الرواية وتما منه في القهستاني وذكر الريعي ايضا عن السير الكبير ان الحوار
اطهر الروايتين عن ابي حنيفة وذكر في العمدة انه قولهما و قول الائمة
الثلاثة وانه ثبت عن رسول الله صلى الله عليه وسلم في صحيح مسلم وغيره انه فدى
راجلين من المسلمين برجل من المشركين وفدى بامرأة ناسا من المسلمين كادوا اسرا
بسكة قلت وعلى هذا فنقول المتون حرم فداؤهم مقيدا بالفداء بالمال عند عدم
الحاجة اما الفداء بالمال عند الحاجة او بأسرى المسلمين فهو جائز انتهى وفي
الدر المختار والتحقق انه لا ينافي بينه وبين ما سبق من وجوب الفداء بالمال ولا بأس
بمسلم بمسلم اسيرا الا اذا امن على اسلامه ١٢

له قوله واني ان يردهم الخ وقال في بدل المحمود مذهب ابي حنيفة واصحابه
في ذلك ما قال في الهداية واداسلم عبيد لحرني ثم حرق الياسا وظهر على الدار وهو حر
وكذلك اذا حرق عبيدهم الى عسكرا لمسلمين فهم احرار لما روي ان عبيدا من عبيد

والمحاجة بعد ما خولكم الطغر عليهم والغلبة وذلك يوم الفتح وبه استشهد

الطائف اسلموا وخرجوا الى رسول الله صلى الله عليه وسلم فقصى بعتقهم وقال هم عتقاء الله
له قوله ذلك يوم الفتح لم يختلف العلماء في فتح مكة بعد الشافعي فتحت صلحا و
عندنا فتحت عنوة والمحنة لنا هذه الآية ولعل الاطعاري يدل على القهر والعلل فيدل
على ان مكة فتحت عنوة وقهر لا صلحا كما هو مذهب ابي حنيفة رحمة الله عليه
ولهذا قدم هذا التوجيه صاحب الكتاب والمدارك من مفسري الحنفية وصرحا
بانه دليل لا بي حنيفة في هذا الباب وقد قال صاحب الهداية في باب العشر والحراج
وكل ارض فتحت عنوة فاقراهاها عليها في ارض حراج ثم قال ومكة محصورة من
هذا فان رسول الله عليه السلام فتحها عنوة وتركها لاهلها ولم يوطف الحراج هذا
نقطه وقيل كان ذلك في عزرة الحديسية دون فتح مكة لهذا قدمه صاحب البيضاوي
رعاية لمدهه وصنف توجيه ابي حنيفة بان السورة نزلت قبل فتح مكة واقول لا خير
فيه اذ الاحكام المذكورة فيها نصيحة الماضي كلها خير من الامة معجزة للرسول
صلى الله عليه وسلم في اظهار الغيب كما تقر في كتبهم ملخص من التفسيرات الاحمدية
وقال في فتح القديران قسمة الاراضي ليس حلالا ان مكة فتحت عنوة ولم يقسم النبي
صلى الله عليه وسلم ارضها ولهذا ذهب مالك الى ان بمجرد الفتح تصير الارض وقفا
للمسلمين وهو ادرى بالاحار والآثار ودعواهم ان مكة فتحت صلحا لا دليل عليها بل على
نقيضها الا ترى انه ثبت في الصحيح من قوله عليه الصلوة والسلام من دخل دار ابي سفيان
فهو آمن ومن اعلق بابيه عليه فهو آمن ولو كان صلحا لاموا كلهم به بلا حاجة الى
ذلك والى ما ثبت من اجارة امره في من اجارته ومداقعتها عليا عن قتله و
امره عليه الصلوة والسلام يقتل ابن حنظل بعد دخوله وهو متعلق باستار الكعبة و=

ابو حنيفة رضي الله عنه على ان مكة فتحت عنوة لا صلحا ببيتن مكة اي
بمكة من بعد ان اظفركم عليهم اي اقدركم وسلطكم وكان الله بما تعملون
بصيرا **وعن قتادة** قال ذكر لنا النس بن مالك عن ابي طلحة ان نبي الله صلى الله
عليه وسلم امر يوم بدر باربعة وعشرين رجلا من بني نضير قريش فخذ فواقي
طوى من اطوار بدر خيبت محبت وكان اذا اظهر على قومه قاموا بالعرصة ثلاث
ليال فلما كان بيدرا اليوم الثالث امر ببراحلته فشد عليها رحلها ثم متى
واتبعه اصحابه حتى قام على سفة الركي فجعل يناديهم باسمائهم واسماء
آبائهم يا فلان بن فلان يا فلان بن فلان ايسركم انكم اطعتم الله ورسوله
فانا قد وجدنا ما وعدنا ربنا حقا فهل وجدتم ما وعد ربكم حقا فقال عمر يا
رسول الله ما تكلم من اجساد الا ارواح لها قال النبي صلى الله عليه وسلم والدي
نفس محمد بيده ما استم باسمع لما اقول منهم وفي رواية ما استم باسمع
منهم ولكن لا يجيبون متفق عليه .

اظهر من الكل قوله عليه الصلوة والسلام في الصحيحين ان الله تعالى حرم مكة يوم خلق
السموات والارض لا يسعك بهادرا الى ان قال فان احد ترحص بقتال رسول الله صلى الله
عليه وسلم فقولوا له ان الله اذن لرسوله ولغيره ان لكم مقوله بقتال رسول الله صلى الله عليه وسلم
صريح في ذلك ١٢

له قوله ما استم باسمع لما اقول منهم وليستفاد منه ان الميت يسمع لكن نسب الى ائمتنا
الاعلام انهم ينكرون سماع الاموات وذهبهم وادراكهم وقد صرح به جمع من اصحاب الفتاوى
من اصحابنا وايدوه بقوله تعالى انك لا تسمع الموتى واجابوا عن حديث ما استم باسمع منه
بانه رده هائسة وفي المقام اجابوا الاول ان ما ذكره من الايلا لا يتحقق في الميت

باب الامان

عن امرهاني بنت ابي طالب قالت ذهبت الى رسول الله صلى الله عليه وسلم

مخالفة للاحاديث الدالة على ان الميت يتأدى بما يتأدى منه الحي كما ذكره السيوطي في كتابه شرح الصدور الثاني ان قولهم في باب الدحول ان زيارة الميت ريادة لقبره لا ريادة للمقبر يحالف قوله عليه السلام من جاءني رائرا لا تعمله حاجة الا ريارقي كان حيا على ان اكون له شفيعا يوم القيامة واقواله صلى الله عليه وآله وسلم الدالة على ان الميت ليتأس بزائره ويحبب سلامه ويعرف من كانت بيده وبينه معرفة وهي كثيرة في كتب الحديث مروية الثالثة ان قولهم في تحت الكلام مخالفة الاحاديث الصحيحة الدالة على ان الميت يسمع سلام من يسلم عليه ويحبب السلام ويفهم كلام الاحياء وهي مروية في الصحيحين وغيرهما واما رد عائشة رضي الله عنها بحسن تلك الاحاديث فلم يعتد به جمهور الصحابة ومن بعدهم واما قوله تعالى انك لا تسمع الموتى فعليه في الاسماع لا السماع عللا ان الصحيح ان المراد بالموتى هناك موتى القارب وهم الكفار لا الاموات العرفية وان شئت تفصيل هذا البحث فارجع الى رسالتي تدكرة الراشد بربد تبصرة الناقد ولولا خوف التطويل لا وددت فهنا قدرا من التفصيل وليرجع من شاء التوسيم والتتقيم الى شرحي الكبير وبالجمللة لم يدل دليل قوي على سماع الميت وادراكه وفهمه وتألمه لاسيما الكتاب ولا من السنة بل السنن الصحيحة الصحيحة دالة على تبوتها له والحق ان ائمتنا فهم بريئون عن انكار هذه الامور وانما حكموا في الحلف بالصرب والكلام والدحول عليه وبحوها بعد الحنث عند وجود هذا الاشيار بالميت لكون الايمان مبينة على العرف والعرف

عام الفتم فوجدته يغتسل وقاطمة ابنته تستره شوب فسلمت فقال
من هذه فقلت انا امرهاني بنت ابني طالب فقال مرحبا بامرهاني فلما فرغ
من غسله قام يصلي ثمانى ركعات ملتحقا في ثوب ثم انصرف فقلت يا
رسول الله زعم ابن احمى على انه قاتل رجلا اجرته فلان من هبيرة فقال
رسول الله صلى الله عليه وسلم قد اجرنا من اجرته يا امرهاني قالت امرهاني

قاص على ان هذه الامور يراد بها ارتباطها ما دام الحياة لا بعد الموت فالكلام بالميت و
ان كان كلاما حقيقة ويوجد فيه الاسماع والافهام لكن العرف يحكم بان المراد في قوله لما
الكلمك هو الكلام حالة حياته وكذا الايلام وان كان يتحقق في الميت لكن العرف قاص على ان
المراد في قوله لا اضربك هو ضربه حيا لا ضربه ميتا وبالجملة فالوجه في تقييد هذه الايمان
هو حكم العرف لا ما ذكره قاله في عمدة الرعاية ١٢

لما قوله قام يصلي ثمانى ركعات اى صلوة الصبح وقال في الدر المختار ويذهب اربع فصاعدا في الصبح على
الصحيح من بعد الطلوع الى الزوال ووقتها المختار بعد ربع النهار وفي المسية اقلها ركعتان واكثرها
اثناعشر واسطها اتمان وهو اصلها كما في الدحاء الا شرقية لتوته بفعله وقوله عليه السلام وما
اكثرها بقوله فقط وهذا الوصل الاكثر بسلام واحد اما الوصل بكل ما زاد وصل كما افاده ان محرفي شرح البخاري
لما قوله ملتحقا في ثوب فيستفاد منه ان الصلوة في التوب لو اُسِد حائرة وقال الطحاوي هذا قول ابى حنيفة
وابى يوسف ومحمد رحمهم الله تعالى وقال في العرف التدي حاصل الباب كما قال الطحاوي ان
غرض الشارع ان لا يسقى التوب مهملا فاذا كان اوسع يتوهم ويسمى بالمحالة بين الطرفين والالتفاف و
الاستئمال وان كان وسيعا فيعتقد على التقاء الاخير ثم صرح الاحناف ان استئمال الصماء اى استئمال
اليهود في التوب الواحد مكروه ولا بأس به في التوبين ١٢

لما قوله قد اجرنا من اجرته وقاتل رجلا اجرته فلان من هبيرة فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم قد اجرنا من اجرته يا امرهاني قالت امرهاني

وذلك ضمنى متفق عليه وفي رواية للترمذي قالت اجبرت رجلين من احماني
فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم قد آمنة من آمنة وعن ابى هريرة ان النبي
صلى الله عليه وسلم قال ان المرأة لتأخذ للقوم يعني تجبر على المسلمين رواه
الترمذي وقال الشيخ ابن الهمام لا يصح امان العبد المحجور عليه عند
ابى حنيفة الا ان يأذن له مولاه في القتال وقال محمد يصح وعن عمرو
ابن شعيب عن ابيه عن جده ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال في خطبته

أولمحي أوقايا ووصيا وعيدا اذن لهما في القتال باي لغة كان الايمان وان كافوا
لا يعرفونها بعد معرفة المسلمين ذلك بشرط سماعهم ذلك من المسلمين فلا امان
لو كان بالبعد منهم ويصح بالصريح كآمنة اولاً بأس عليكم وبالكتاب كآمنة اذ اطمته
اماناً وبالإشارة ما لا يصح الى السماء ١٢

له قوله لا يصح امان العبد الم قال في المرات ولا يصح امان العبد المحجور عليه
عند ابى حنيفة الا ان يأذن له مولاه في القتال وقال محمد يصح وهو قول الشافعي
وبه قال مالك واحمد وابو يوسف في رواية وحجة ابى حنيفة ومالك في رواية بخلاف
عند مذكورة في شرح ابن الهمام مبسطة قال وان آمن الصبي وهو لا يعقل الاسلام
ولا يصح لا يصح باجماع الأئمة الاربعة كالمجنون وان كان يعقل وهو محجور عن
القتال فعلى الخلاف بين اصحابنا لا يصح عند ابى حنيفة ويصح عند محمد ويقول
ابى حنيفة قال الشافعي واحمد في وحده لأن قوله غير معتبر كطلاقه وعناقه و
نقل محمد قال مالك واحمد وان كان مأدونه في القتال فالاصح انه يصح
بالإتفاق بين اصحابنا وبه قال مالك واحمد وتفصيل الأمان المذكور
في كتاب القصاص تحت حديث علي يسعي بذمتهم ادناهم فليتطالع فانه نفيس في ما به ١٢

أو فوا بحلف الجاهلية فإنه لا يزيد به يعنى الاسلام الأشدة ولا تحذوا حلفا
 فى الاسلام رواه الترمذى وعنه عمرو بن الحمق قال سمعت رسول الله صلى الله
 عليه وسلم يقول من آمن رجلا على نفسه فقتله أعطى لواء الغدر يوم القيامة
 رواه فى شرح السنة وعنه سليم بن عامر قال كان بين معاوية وبين الروم
 عهد وكان يسير نحو بلادهم حتى اذا انقضى العهد اغار عليهم فجاء رجل
 على فرس أو برذون وهو يقول الله اكبر الله اكبر وفاء لا غدر افنظروا فاذا
 هو عمرو بن عيسى فسأله معاوية عن ذلك فقال سمعت رسول الله صلى الله
 عليه وسلم يقول من كان بينه وبين قوم عهد فلا يحلن عهدا ولا يشدنه حتى

له قوله أو فوا بحلف الجاهلية الخ المراد به ما يلائم الاسلام ولا يخالفه وعليه ينطبق
 الدليل وهو قوله فإنه لا يزيد به والذي بعاه هو الذى يخالف اصول الاسلام واليهى
 فى قوله لا تحذوا معنى عدم الاحتياج اذا الاسلام من غير حلف موجب للتأصير فيما
 بين المسلمين كذا فى الكوكب الدرى وفى النهاية اصل الحلف المعاقدة على
 التعاضد والتساعدا والاتفاق مما كان منه فى الجاهلية على العتق والقتال بين
 القبائل فذلك الذى مراد الهى عنه فى الاسلام بقوله صلى الله عليه وسلم لا حلف فى
 الاسلام وما كان منه فى الجاهلية على بصرة المظلوم وصلته الارحام ونحوهما فذلك
 الذى قال فيه صلى الله عليه وسلم ايما حلف كان فى الجاهلية لم يزد الاسلام الأشدة
 قاله فى المرقاة ١٢

له قوله وفاء لا غدر أو اما كره عمرو بن عيسى ذلك لأنه اذا هادونهم الى مدة وهو مقيم فى
 وطنه فقد صارت مدة مسيره بعد انقضاء المدة المضروبة كالمشروط مع المدة فى ان لا يعرف
 فيها فاذا سار اليهم فى ايام الهدنة كان ايقاعه قبل الوقت الذى يتوقعونه بعد ذلك عمره

يمضي امده اويسد اليهم على سواء قال فرجع معاوية بالناس رواه الترمذي
وابوداود وعنه اني ارفع قال بعثني قرئش الى رسول الله صلى الله عليه وسلم
فلما رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم اتى في قلبي الاسلام فقلت يا رسول الله
اني والله لا ارجع اليهم ابدا قال اني لا اخيئ بالعهد ولا احبس البرد و
لكن ارجع فان كان في نفسك الذي في نفسك الآن فارجع قال فذهبت ثم
اتيت النبي صلى الله عليه وسلم واسلمت رواه ابوداود وعنه نعيم بن مسعود ان
رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لرجلين جا آمن عند مسيلمة اما والله لو لا
ان الرسل لا تقتل لضربت اعناقكما رواه احمد وابوداود وعنه ابن مسعود
قال جاء ابن النواحة وابن اثال رسولا مسيلمة الى النبي صلى الله عليه وسلم
فقال لهما اتشهدان اني رسول الله فقالا نشهد ان مسيلمة رسول الله
فقال النبي صلى الله عليه وسلم آمنت بالله ورسوله ولو كنت قاتلا رسولا
لقتلتكما قال عبد الله فمضت السنة ان الرسول لا يقتل رواه احمد.

غدر او اما ان نقص اهل الهدية بان ظهرت منهم حياة فله ان يسير اليهم
على علة منهم قاله في المرقاة ١٢
له قوله اني لا احبس بالعهد الخ منه ان العهد يراعى مع الكفار كما يراعى
مع المسلمين كذا في المرقاة ١٢
له قوله لولا ان الرسل لا تقتل لضربت اعناقكما قال الشوكاني الحديثان
يدلان على تحريم قتل الرسل الواصلين من الكفار وان تكلموا بكلمة الكفر
في حضرة الامام وسائر المسلمين لأن الرسالة تقتضي جوابا يصل على يد الرسول
فكان ذلك بمصلحة عقد العهد كذا في مذل المجهود ١٢

باب قسمه الغنائم والغلول فيها

وقول الله عز وجل واعلموا أنما غنمتم من شيء فإن لله خمسه وللرسول ولذي القربى واليتامى والمساكين وابن السبيل ان كنتم آمستم بالله وما انزلنا على عبدنا يوم الفرقان يوم التقى الجمعان والله على كل شيء قدير وقوله تعالى يا ايها النبي حرض المؤمنين على القتال وقوله تعالى ومن يغفل يأت بما علّ بمر القيامة ثم توفي كل نفس ما كسبت وهم لا يظلمون عن ابي امامة عن النبي صلى الله عليه وسلم قال ان الله فضلني على الانبياء او قال فصل امتي على الامم واحل لنا الغنائم رواه الترمذي وعن ابي هريرة عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال فلم تحمل الغنائم لأحد من قبلنا ذلك بان الله رأى ضعفنا وعجزنا فطيبها لنا متفق عليه وعنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم عزابي من الانبياء فقال لقومه لا يتبعني رجل ملك بضع امرأة وهو يريد ان يبنى بها ولما يبن بها ولا احد بنى بيوتا ولم يرفع سقوفها ولا رجل اشترى غنما او خلعان وهو ينظر ولادها فخرنا من القرية صلوة العصر او قريبا من ذلك فقال للشمس

له قوله يا ايها النبي حرض المؤمنين على القتال وقال في التفسيرات الاحمدية ذكر في هذه الآية تحريض المؤمنين على القتال يعني بالعباد في حثهم على القتال واليه الاشارة في كلام صاحب الهداية حيث قال ان التسهيل من جملة التحريض المدوب اليه ١٢

انك مأمورة وانما مأمور اللهم احبسها علينا فحبست حتى فتح الله عليه مجمع
 الغنائم فحجاءت يعنى المارلتا كلها فلم تطعموها فقال ان فكم خلولا فليتبنا
 من كل قبيلة رجل فلو قت يد رجل بيده فقال فيكم الغلول فجأوا
 برأس مثل رأس بقرة من الذهب ووضعها فجاءت المارفاكلتها زادا في
 روايه فلم يحل الغنائم لاحد قبلما ثار حل الله لنا الغنائم رأى ضعفا و
 عجزنا فاحلها لامتفق عليه وعن خولة الانصارية قالت سمعت رسول
 الله صلى الله عليه وسلم يقول ان رحالا تتخوضون في مال الله بغير حق فلم
 الماريوم القمامة رواه البخاري وعن خولة بنت قيس قالت سمعت رسول
 الله صلى الله عليه وسلم يقول ان هذه المال حصرة حلوة فمن اصابه بحقه
 بورك له فيه و من لم يتخوض فيها شاعت به نفسه من مال الله ورسوله
 ليس له يوم القيامة الا النار رواه الترمذي وعن ابى هريرة قال قام مننا
 رسول الله صلى الله عليه وسلم ذات يوم فذكر العلول فعظمه وعظم امره ثم
 قال لا الفين احدكم يحيى يوم القيامة على رقبته بعدله رغاء يقول يا
 رسول الله اغثنى فاقول لا املك لك شيئا قد املعتك لا الفين احدكم يحيى
 يوم القيامة على رقبته فرس له حبسه فبعول يا رسول الله اغثنى فاقول لا

له قوله حجاءت المارفاكلتها الم فان قلت ما الحكمة في اكل النار عما نهم والتحليل لما قلت
 جعل هذا في حقهم حتى لا يكون قتالهم لاجل الغنيمة لقصورهم في الاخلاص واما تحليلها في
 حق هذه الامة فلكون الاخلاص غالبا عليهم فلم يحتم الى ما عت آحر كذا في عمدة القارى
 به قوله فذكر العلول الم نقل السوى الاجماع على ان الغلول من الكسائر
 كذا في عمدة القارى ١٢

أملك لك شيئاً قد ابلى عنك لا الهين احدكم يحيي يوم القيامة على رقبته شاة
لها ثغاء يقول يا رسول الله اغثنى فاقول لا املك لك شيئاً قد ابلى عنك لا
الذين احدكم يحيي يوم القيامة على رقبته نفس لها صياح فيقول يا رسول الله
اغثنى فاقول لا املك لك شيئاً قد ابلى عنك لا الهين احدكم يحيي يوم
القيامة على رقبته رقاع تحفق فيقول يا رسول الله اغثنى فاقول لا املك لك
شيئاً قد ابلى عنك لا الهين احدكم يحيي يوم القيامة على رقبته صامت فيقول
يا رسول الله اغثنى فاقول لا املك لك شيئاً قد ابلى عنك متفق عليه وهذا لفظ
مسلم وهو أتم وعنه عبادة بن الصامت ان النبي صلى الله عليه وسلم كان يقول
ادوا الحياض والمخيط واباكم والغلول فانه عار على اهله يوم القيامة رواه الدارمي
ورواه السائي عن عمرو بن شعيب عن ابيه عن حده وعن عبد الله بن عمر وقال
كان على ثقل النبي صلى الله عليه وسلم رجل يقال له كوكرة فمات فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم هوني
النافذ هبوا يطرون فوجدوا عباءة قد عليها رواه البخاري وعن ابن عباس قال
حدثني عمر لما كان يوم حيدر اقل نفر من صحابة النبي صلى الله عليه وسلم فقالوا
فلان شهيد وفلان شهيد حتى مروا على رجل فقالوا فلان شهيد فقال رسول
الله صلى الله عليه وسلم كلا اني رأيت في الباري بركة على اوعياءة ثم قال رسول
الله صلى الله عليه وسلم يا ابن الخطاب اذهب فناد في الناس انه لا يدخل الجنة الا
المؤمنون ثلاثاً قال فخرجت فناديت الا انه لا يدخل الجنة الا المؤمنون ثلاثاً رواه مسلم وعنه

له قوله لا يدخل الجنة الا المؤمنون قال ابن الملك المؤمن في العرب من آمن بمحمد
صلى الله عليه وسلم وبما جاءه ومن على كانه لم يصدقه لعدم محرابه على موجب تصديقه
ولم يجعله النبي صلى الله عليه وسلم من المؤمنين رجوا لهم عن ذلك كذا في المرات ١٢

يزيد بن خالد ان رجلا من اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم توفي يوم حيدر فذكروا
 لرسول الله صلى الله عليه وسلم فقال صلوا على صاحبكم فتخدرت وحوه الناس لذلك
 فقال ان صاحبكم على في سبيل الله ففتشنا متاعه فوجدنا حرزا من حوز يهود
 لا يساوي درهمين رواه مالك وابوداود والنسائي وقال الامام الطحاوي
 ولو صح حديث التحريق حمل على انه كان اذا كانت العقوبات في الاموال كأخذ
 سطر المال من مانع الزكاة وضالة الابل وسارق التمر وكله منسوخ وعن ابي
 هريرة قال اهدى رجل لرسول الله صلى الله عليه وسلم غلاما يقال له مدعم فبينما
 مدعم يحط رحلا لرسول الله صلى الله عليه وسلم اذا اصابه سهم عاثر فقتله فقال
 الناس هيباله الحمة فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم كلا والذي نفسي بيده
 ان التسمة التي احدها يوم حيدر من المعاصم لم تعصها المقاسم لتشتعل عليه نار

له قوله وقال الامام الطحاوي لم يختلفوا في عقوبة الغال فقال الجمهور بعد بقدر
 حاله على ما يراه الامام ولا يحرق متاعه وهذا قول ابي حنيفة والشافعي و
 مالك وجماعة كثيرة من الصحابة والتابعين فمن بعدهم وحملوا الحديث على
 الزجر والوعيد دون الايجاب قال البخاري قد روي في غير حديث عن النبي صلى الله
 عليه وسلم في الغال ولم يأمر بحرق متاعه وقال الحسن واسمى واحمل واسحق ومكحول و
 الاوراعى يحرق رحله ومتاعه كله قال الاوراعى الاسلحة وتيابه التي عليه قال الحسن
 الا الحيوان والمصحف وقال ما حديث ابن عمر عن عمر بن الخطاب رضي الله تعالى عنه مرفوعا
 في تحريق رحل الغال فهو حديث تعريه صالح بن محمد وهو ضعيف عن سالم
 ولأن النبي صلى الله عليه وسلم لم يحرق رحل الذي وجد عنده الخور والعبادة ،
 من عدة المقادير والمرقات بالنقاط ١٢

فلما سمع ذلك الناس جاء رجل لبيشراك أو شراكين
إلى النبي صلى الله عليه وسلم فقال شراك من ناراً وشراك من نار متفق عليه وروى
أبو داود عن عبد الله بن عمر وقال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا أصاب غنيمة
أمريلاً لافئدي في الناس فيحيئون بخائهم فيخسسه ويقسمه فجاء رجل يوماً
بعد ذلك بزمار من شعر فقال يا رسول الله هذا فيما كنا أصبناه من الغنيمة
قال أسبعت بلالاً لافئدي ثلاثاً قال نعم قال فما معك أن تجيئ به فاعتذر

له قوله جاء رجل لبيشراك أو شراكين لم اجمع العلماء أن الغال عليه أن يرد ما عمل إلى
صاحب المقاسم ما لم يفترق الناس واحتلفوا فيما يفعل بعد ذلك إذا افترق الناس فقلت
طائفة يدفع إلى الإمام خمسة ويتصدق بالباقي وهو قول الحسن ومالك والشافعي
والليث والزهري والتوري وأحمد وروى عن ابن مسعود وابن عباس ومعارية وكان
الشافعي لا يرى ذلك ويقول أن كان ملكه فليس عليه أن يتصدق به وإن كان لم
يملكه فليس له التصديق به قال الواحبي أن يدفع إلى الإمام كالأموال
الصائغة وأما قول الحنفية في ذلك فما قال في السير الكبير ولوان رجلاً على شيئاً
من العتائم ثم ندم ما في به الإمام بعد القسمة وتفرق الجيش فللإمام في ذلك رأى
أن شاء كذبه فيما قال وقال أما لا أعرف صدقت وقد التزمت وبالأمر عمك و
أنت أيمر بما التزمته حتى توصل الحق إلى المستحق وإن شاء أحد ذلك منه وحل حقه
لنفسه الله تعالى لأنه وجد المال في يده وصاحب المال مصدق شرعاً فيما يجز
به من حال ما في يده وما اعتبار صدقة خمسة لأرباب الخمس فيصرف إليهم والباقي
يكون بمنزلة اللقطة في يده إن طمع أن يفد رعي أهله والمحكم فيه ما ذكرنا وإن لم
يطمع في ذلك فسمه بين المساكين إن أحب والأحله موقوفاً في بيت المال وكتب عليه

قال فقال كن است تحبني به يوم القيامة قلن اقله عنك وعن سمرة بن جندب
قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول من يكتم غالا فانه مثله سر واه
ابوداود وعنه جندب بن ابى امية قال نزلنا دابق وعليها ابو عبيدة بن
المحراب فبلغ جبيب بن مسلمة ان صاحب قنوس خرج يريد طريق اذربيجان
ومعه من مرد وياقوت ولؤلؤ وغيرها فخرج اليه فقتله وحاء بها معه
فاراد ابو عبيدة ان يحبسها فقال له جبيب بن مسلمة لا تحرمني در فارزقني
الله فان رسول الله صلى الله عليه وسلم جعل السلب للقاتل فقال معادنا جبيب
اني سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول انما لله امر ما طابت به نفس

في امره وشأنه ولو ان صاحب العلول لم يأت به الامام ولكنه تاب من العلول وهو في يده
فان لم يطمع في ان يقدر على اعله والمستحب له ان يصدق به هو وان طمع في ذلك فللحكم
فيه ما هو المحكم في اللقطة في جميع ما ذكرنا ورفعه ذلك للامام احب الى كما هو المحكم في
اللقطة ايضا وبعد ما رفعه اليه والامام بالخيار في تصدقه الا انه يسعى له ان لا يدع الخمس
في يده لأنه قد اقرآن خمس ما في يده ليس سمي الله تعالى في كتابه واقراره فيما في يده صحيح
في حقه فيسخر له ان يأخذ الخمس منه ويصرفه الى المصارف حتى لا يكون مضيعا
حق ارباب الخمس ١٢

له قوله قلن اقله عنك لأنه لم يتيقن بالعلول على ما قاله الامام محمد في السير الكبير ١٢
له قوله انما لله امر ما طابت به نفس امامه وملخص ما في شرح السير الكبير ان لفظ الاموال في
عبارة الفقهاء ما يخص الامام به بعض الغائبين فذلك الفعل يسمى تمهيدا وذلك المال
يسمى نفلا ولا خلاف ان التمهيل حائر قبل الاصابة للتحريض على القتال فانه ما مور
بالتحريض لقوله تعالى يا ايها النبي حرص المؤمنين على القتال وهذا الخطاب لرسول الله

- صلى الله عليه وسلم ولكل من قام مقامه فان التبعان قلما يحاطرون بالفسهم اذا
 لم يحصوا بسى من المصاب فاذا حصهم الامام بذلك فذلك يعيرهم على المحاطرة
 بأرواحهم وإيقاع الفسهم في جلبه العدو ولا يستحق القاتل السلب بدون تفصيل
 الامام عندنا وعلى قول الشافعي رحمه الله عليه من قتل مشركا على وجه
 المبارزة وهو مقل غير مدبر استحق سلبه وان لم يسبق التفصيل من الامام لأن
 قول رسول الله صلى الله عليه وسلم من قتل قتيلا فله سلبه لنصب الشرع ومثل هذا
 الكلام في لسان صاحب الشرع لبيان السبب كقوله عليه السلام من بدل دية فقتله
 ولكننا نقول ان لو قال رسول الله صلى الله عليه وسلم هذه الكلمة بالمدينة بين يدي اصحابه
 ولم يقل انه قال هذا الا بعد تحقق الحاجة الى التحريض فان ما لك من الله رحمة الله عليه
 قال لم يلعبا ان النبي صلى الله عليه وسلم قال في سبي من معاربه من قتل قتيلا فله سلبه
 الا في موضع يوم حنين وذلك بعد ما انهزم المسلمون ووقعت الحاجة الى تحريضهم ليكروا
 كما قال الله تعالى اثم وليتم مدبرين وذكروا محمد بن ابراهيم التيمي انه قال ذلك يوم بدر
 وحنين ايضا وقد كانت الحاجة الى التحريض يوم بدر معلومة فعرفنا انه لما قال
 ذلك بطريق التفصيل للتحريض لا بطريق نصب الشرع وايد ما قلنا ما ذكر عبد الله بن
 سفيان قال كان النبي صلى الله عليه وسلم محاصرا وادي القرى قاتاه رجل فقال ما تقول في
 العناثم فقال لله تعالى سهم ولهؤلاء الاربعة قال فالغيبه يحسمها الرجل قال ان
 رميت في حبيك سهم فليست بأحق به من احبك المسلم فهذا دليل ظاهر على ان
 القاتل لا يستحق السلب بدون التفصيل وعلى هذا القول اتفق اهل العراق والحجاز وقال
 ابو حنيفة رحمه الله عليه لا فعل بعد احرار الغنيمه وهذا مذهب اهل العراق
 والحجاز واهل الشام يجوزون التفصيل بعد احرار ومن قال به الا وراعى رحمة الله عليه

امامه رواه الطبراني في معجمه الكبير والوسط هذا حديث حسن لتعدد طرقه

وما قلنا دليل على فساد قولهم لأن التسهيل للتخريف على القبال وذلك قبل الاصابة
لا بعدها ولأن التسهيل لاثبات الاختصاص ابتداءً لا لإبطال حق ثابت للغائبين
ولا لإبطال حق ثابت في الخمس لأربابها وفي التسهيل بعد الاصابة ابطال الحق ثم استدلل
بحديث الحسن في الرومان رحلا سأل رسول الله صلى الله عليه وسلم ذماما من شعير من
المعجم فقال ويلك سألتني رما من مازا الحديث وبحديث مجاهد ان رجلا جاء الى رسول الله
صلى الله عليه وسلم بكفة من شعير من المعجم فقال هب لي هذه فقال اما يصيبني منها فلك وبحديث
ابي الاسود الصعاني قال جاء رجل الى النبي صلى الله عليه وسلم ومعه ذمام من شعير الحديث
ثم قال ولو حار التسهيل بعد الاصابة لما حرمه رسول الله صلى الله عليه وسلم ذلك مع صدق
حاجة ثم قال والذي روى ان النبي صلى الله عليه وسلم فعل بعد الاحرار فانهما يحمل على انه اعطى
ذلك من الخمس باعتبارانه من المساكن او اعطى ذلك من سهم نفسه من الخمس او
من الصبي الذي كان له او اعطى ذلك مما افاء الله تعالى عليه لا بإيجاب الحمل و
الركاب فقد كان الامر فيها موقفا الى رسول الله صلى الله عليه وسلم كما قال الله تعالى
وقل الاصل لله والرسول وذكر عن الجالد بن ولبد وعوف بن مالك انها كانتا
لا تحسان الاسلاف وعن حبيب بن مسلمة ومكحول ان السلب مغنم وفيه الخمس وهكذا
روى عن ابن عباس وانما نأخذ بقول هؤلاء لقوله تعالى (واعلموا انما عسى من
شيء بالسلب من العبيد وتأويل ما نقل عن جالد وعوف اذا تقدم التسهيل من
الامام بقوله من قتل قتيلاً فله سلبه وعندنا في هذا الموضع لا يوجب السلب واما
بدون التسهيل يوجب انتهى لمختصا ١٢

له قوله هذا حديث حسن لتعدد طرقه وذكر في العمدة ان الحديث ضعيف ولا يضر

وقد يتأيد بما اخرجته البخاري ومسلم عن عبد الرحمن بن عوف قال
 اني لواقف في الصف يوم بدر فخطرت عن معن وعن سمالي فاذا انا بغلامين
 من الانصار حديثه اسنانتهما فسميت ان اكون بين اضلع منهما فغزى في
 احدهما فقال اي عم هل تعرف ابا جهل قلت نعم فما حاجتك اليه يا ابن
 اخي قال اخبرت انه يسب رسول الله صلى الله عليه وسلم والذى نفسي بيده لئن
 رأيت لا يعارق سوادى سواده حتى يموت الا غل ما فقال فتعجبت لذلك قال
 وعزني الآخر فقال لي مثلها فلم انتسب ان نظرت الى ابي جهل يحول في الناس
 فقلت الاتريان هذا صاحبكم الذى تسألانى عنه قال فابتدراه بسيفيهما ففروا
 حتى قتلاه ثم انصرفا الى رسول الله صلى الله عليه وسلم فاخبراه فقال أيكما قتله
 فقال كل واحد منهما انا قتلته فقال مسحما سبفيكما فقالا لا فنظر رسول الله
 صلى الله عليه وسلم الى السيفين فقال كلا كما قتله وقصى رسول الله صلى الله عليه وسلم
 بسلبه لمعاد بن عمرو بن الجموح والرجلان معاد بن عمرو بن الجموح ومعاد بن عمرو
 وفي رواية لهما عن انس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يوم بدر من ينظر
 لنا ما صنع ابو جهل فانطلق ابن مسعود فوجد قد ضربه ابا عفران حتى برد

صعده لئلا يتأثر به لاحد محتملى حديث السلب اي قوله عليه الصلوة والسلام من قتل
 قتيلاه سلبه على التمثل وليس كل صعيث ما طلاقا وقد تطايرت احاديث صعيثة
 بعيدا عن حديث السلب ليس بصاعما مستمرا والصعيث اذا تعددت طرقه يوثق الى
 المحس فيطلب الطن بأية تصيل وتماثل تحقيق المقام فيه كذا في رد المحتار ١٢

له قوله فقال كلا كما قتله ثم قصى سلبه لمعاد بن عمرو بن الجموح ووجه الدليل ان السلب
 لو كان للقاتل لقصى به بينهما وكوبه عليه السلام ردعه الى احدهما دليل على ان الامر

قال فاخذ بلحيته فقال انت ابوجهل فقال وهل فوق رجل قتلتهم وفي رواية
قال فلو غيرا كما قتلتني وروى الدارمي عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم
يومئذ يعني يوم حنين من قتل كافرا فله سلبه فقتل ابو طلحة يومئذ عشرين
رجلا واحدا سلا بهم وعن مجمع بن جارية قال قست حيدر على اهل المدينة
فقسها رسول الله صلى الله عليه وسلم ثمانية عشر سهما وكان الجيش الفا وثمانمائة
فيهم ثلثمائة فارس فاعطى الفارس سهما والراجل سهما رواه ابو داود

= فيه مقصود الى الامام كذا في نصب الراية ١٢

له قوله فقتل ابو طلحة الخ قال في المقات قال ان الملك استدلى الشافعي بحديث
ابي قتادة على ان السلب للقائ والابو حنيفة السلب لا يكون للمقاتل اذ الم يقتل
الامام به والحديث محمول على لتفيل جمعائيه وبين حديث آخر ليس لك من سلب
قتيلك الا ما طابت به نفس امامك وقال الطيبي في شرح المستكوة ويؤيد الشافعي
حديث عوف بن مالك في الفصل الثاني لانه مطلق والاصل عدم التقييد قلت لانتك
انه صلى الله عليه وسلم قاله في حديث ابي قتادة بعد المراع لكنه يحمل ان يكون اعاده لما
قاله قبله واما حديث عوف قصي في السلب للمقاتل فقال للتقييد واما حديث انس
في الفصل الثاني رواه الدارمي قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يومئذ يعني يوم حنين
من قتل كافرا فله سلبه فقتل ابو طلحة يومئذ عشرين رجلا واحدا سلا بهم فصرح
في ان القتل وقع بعد القول فيقيد المطلق به ١٢

له قوله فاعطى الفارس سهما والراجل سهما واختلف العلماء في بيان مقدار
الاستحقاق للمقاتل فهو اما ان يكون راجلا واما ان يكون فارسا فان كان راجلا فله
سهم واحد بالاتفاق وان كان فارسا فله ولهم سهما سهمان عند ابي حنيفة

وقال الحافظ شمس الدين الذهبي في تلخيصه بعد التحريض الحديث صحيح وقال في المحرم
التقى هذا الحديث أخرجه الحاكم في المستدرک وقال حديث كبير صحيح الاسناد
وفيه مجمع بن يعقوب وهو معروف قال صاحب الكمال روى عنه القعبي و
يحيى الوعاظي واسماعيل بن ابي اويس ويونس المؤدب وابو عامر العقدي
وغيرهم وقال ابن سعد تولى بالمدينة وكان ثقة وقال ابو حاتم وابن معين
ليس به بأس وروى له النسائي اهو معلومان ابن معين اذا قال ليس به بأس
فهو وثيق وروى ابن ابي شيبة عن نعيم بن حماد حدثنا ابن المبارك عن عبيد
الله بن عمر عن مافة عن ابن عمر عن النبي صلى الله عليه وسلم انه اسهم للعارس
سهمين والراجل سهما وقال الشيم ابن الهمام ولا تنك ان نكحما ثقة وابن
المبارك من اثبت الناس وعن يزيد بن هرمر قال كتب بجدة الحروري الى
ابن عباس يسأله عن العبد والمرأة يحضران المعتم هل يقسم لهما فقال

وزفر عند ابي يوسف ومحمد رحمهما الله له ثلثة اسهم سهم له وسهمان لمرته
وهو قول الشافعي ومالك وأحمد واستدل الجمهور بحديث ابن عمر وامتناله
واما الامام ابو حنيفة رحمه الله فاستدل له بهذا الحديث حديث مجمع بن حارية
واما الجواب من حديث ابن عمر انه لم يبين فيه انه تلك القسمة متى وقعت
هل وقعت قبل خيرا وبعد ما فلما احتمل ان يكون قبل خيرا لا يكون فيه حجة لانه
محتمل للسنة ومحتمل ان يكون قسمة العتية في ذلك الوقت معوضا الى رأى رسول
الله صلى الله عليه وسلم يتسبها كيف يشاء ويعطيها من لاء ومحتمل ان يكون اعطى السهم الوا
تسبلا فلا حجة فيه وان شئت زيادة تفصيل في هذا المقام فارجع الى بدل المجهد فانها خمسة في بابها
له قوله وقال الحافظ شمس الدين الهرقي قول ابي داود تضعيف للحديث ولم يأت عليه

ليريد أكتب إليه أنه ليس لها سهم إلا أن يحذيا وفي رواية كتب إليه ابن عباس
 أنك كتبت تسألني هل كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يغزو بالساء وهل كان
 يضرب لهن سهم فقد كان يغزوين بداوين المرضى ويحذين من العيمة
 وأما السهم فلم يضرب لهن بسهم رواه مسلم **وعن** عبيد مولى أبي اللحم قال
 شهدت خيبر مع سادتي فكلنوا في رسول الله صلى الله عليه وسلم وكلنوه في مملوك
 فامرني فقلدت سيفاً فاذا أبا أجره فامرني بشيء من خردتي المتاع وعرضت
 عليه رقية كنت أرقى بها المجابين فامرني بطرح بعضها وحبس بعضها رواه
 الترمذي وأبو داود إلا أن روايته انتهت عند قوله المتاع **وعن** ابن عمر قال
 كنا نصيب في مغارب العسل والعنب فنأكله ولا نرفعه رواه البخاري **وعنه**

بديل كذا في بدل المجهود ١٢

له قوله ليس لها سهم إلا أن يحذيا قال ابن الهمام ولا بسهم لمملوك ولا امرأة ولا صبي
 ولا ذمي ولكن يرصم لهم الرصم لا يملأ السهم ولكن دونه على حسب ما يراه الإمام وسواء
 قاتل العبد يادون سيده أو يغير أذنه ثم الرصم عندنا من العيمة قبل إحرام المحرم
 وهو قول الشافعي وأحمد وفي قول وهو رواية عن أحمد من أربعة الأحاس وفي قول للشافعي
 من خمس الخمس وقال مالك من الخمس ثم إن العبد إذا رخص له إذا قاتل وكذا الصبي
 والذمي لأنهم يقدرون على القتال إذا حرص الصبي قادر عليه فلا يقام عير القتال في حقهم
 مقامه بخلاف المرأة فإنها تعطى بالقتال وبالخدمة لأهل العسكروا لم تقاتل لأنها
 عاجزة عنه فاقار هذه المنفعة منها مقامه كذا في المرات ١٢

له قوله فنأكله ولا نرفعه قال في الدر المختار ورد المختار وللعا نخب الانتعاع في دار الحرب
 بعلف وطعام وخطب وسلاح ودهن بلا قسمة اطلق لكل تبعاً للكر وقيد في الوقاية

ابن جينا عمرو بن رسول الله صلى الله عليه وسلم طعاما وعسلا فلم يؤخذ منهم
 الخمس رواه ابوداود وعن محمد بن ابي المجالد عن عبد الله بن ابي اوفى قال
 قلت هل كنتم تخسسون الطعام في عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم قال اصنوا
 طعاما يوم خيبر فكان الرجل يجيء فيأخذ منه مقدار ما يكفيه ثم يتصرف رواه
 ابوداود وعن القاسم مولى عبد الرحمن عن بعض اصحاب النبي صلى الله عليه وسلم

السلام بالحاجة وهو الحق قال في الدرا لم تنق اعلم انه ذكر في حتم القديرا استعمال
 السلام والكراع والفرس اما يجوز بشرط الحاجة بان مات فرسه او انكسر سيفه اما
 اذا اراد ان يوفر سيفه وفرسه باستعمال ذلك فلا يجوز ولو فعل اثم ولا ضمان عليه
 ان تلف واما غير السلام ونحوه مما مر كالطعام بشرط في السير الصغير الحاجة الى تناول
 من ذلك وهو القياس ولم يشترطها في السير الكبير وهو الاستحسان وبه قالت
 الائمة الثلاثة فيجوز لكل من المعنى والفقير ما وله اه ملخصا وهكذا ذكره في
 الشريعة ولا يحى ترجيح الاستحسان ههنا قلت وهو ما اختاره الماتن يعني صاحب
 الملتقى وهو الحق كما علب ١٢٥

له قوله فلم يؤخذ منهم الخمس اى فيما اكلوا منها قاله في المرات وقال في بدل المجهود
 ولعله لم يكن رائدا على قدر الحاجة فاكلوه هناك ولعريق منه شئ حتى يؤخذ منه الخمس
 ويقسم الباقي قال في الهداية ولا بأس بان يعطى العسكر في دار الحرب ويأكلوا مما وجدوا
 من الطعام لقوله عليه السلام في طعام خيبر كلوها واعفوها ولا تحملوها وليستعملوا الحطب ويدهوا
 بالدهن ويوقوا به الدابة ويقاثلوا بما يجدونه من السلاح كل ذلك بلا قسمه اذا احتاج
 اليه ولا يجوز ان يبيعوا من ذلك شيئا ولا يتمولوه واما الثياب والمتاع فيكره الاتماع بها
 قل القسمه من غير حاجة ١٢

قال كنا نأكل الخزور في العز ولا نقسمه حتى إذا كنا نرجع إلى رحالنا وأخرجتنا منه مملوءة رواه أبو داود وعن عبد الله بن مفضل قال أصبت جراباً من شحم يوم خيبر فالترمته فقلت لا أعطى اليوم أحداً من هذا شيئاً فالتفت فإذا رسول الله صلى الله عليه وسلم يتسلم إلى متفق عليه وعن ربيع بن تابت أن النبي صلى الله عليه وسلم قال من كان مؤمناً بالله واليوم الآخر

له قوله إذا كنا نرجع إلى رحالنا والمعاد من الرحال ما زلهم في سفر العز وقال ابن الهيثم ما إذا حرح المسلمون من دار الحرب لم يجز أن يعلوها من العنينة ولا يأكلوا منها لأن الضرورة اندفعت والامانة التي كانت في دار الحرب إنما كانت باعتبارها ولا الحق قد تأكد حتى يورث نصيبه ولا كذلك قبل الإحرام ومن حصل معه طعام أو علف يردّه إلى العبيمة إذا لم يكن قسم العبيمة في دار الحرب بشرطه ولو استفع به قبل قسمتها بعد الإقرار بدينه وهو قول مالك وأحمد والشافعي في قول وعنده أنه لا يرد اعتباراً بالملصص وهو الواحد المداحل والأشياء إلى دار الحرب إذا أخذ شيئاً فاحرجه يختص به قلنا مال تعلق به حق العامين والاحتصاص كان للحاجة وقد رالت بخلاف المتلصص لأنه دائماً الحق قبل الإحرام وبعده وأما بعد القسمة فيصدقون بعيه أن كان قائماً بقيمته أن كانوا أعموه هذا إذا كانوا أعياء واستغروا به أن كانوا محاربين لأنه صار في حكم اللقطة لتعد الرد على العامين لتفرقهم وإن كانوا نصروا به فلا شيء عليهم وعلى هذا قيمة ما استفع به بعد الإحرام يتصدق به العني لا الفقير كذا في المرقاة ١٢

له قوله أصبت جراباً من شحم الخ قال ابن الملك فيه حواراً هذا المجاهد من طعام العبيمة قد رما محتاج إليه اه وتقدم أن الاشتفاع بالادهان في البدن له حكم

ولا يركب دابة من فئ المسلمين حتى اذا انجمها ردها منه ومن كان يؤمن بالله واليوم الآخر فلا يلبس ثوبا من فئ المسلمين حتى اذا حلقة رده فيه رواه ابو داود وعنه الى سعيد قال نهي رسول الله صلى الله عليه وسلم عن شراء المعانم حتى تقسم رواه الترمذي وعنه الى امامة عن النبي صلى الله عليه وسلم انه نهي ان تباع السهام حتى تقسم رواه الدارمي وعنه الى موسى الاشعري رضي الله عنه قال قد منا فواقنا رسول الله صلى الله عليه وسلم حين افتتح حيدر فاسهم اوفال فاعطانا منها وما قسم لاحد عاب عن فتح خير منها سئالا لا لمن شهد معه الا اصحاب سقيتنا جعفر واصحابه اسهم لهم معهم رواه ابو داود وقال القاضي وانما اسهم لهم لانهم وردوا عليه قبل حيازة الغنمة وعنه

اكل الطعام وقد يحتاج ايضا الى التعم للسراح ونحوه كذا في المرافات ١٢
له قوله فلا يركب دابة الحمر هذا محمول على ما اذا لم يحتج اليه واما اذا احتاج اليه كما اذا هلك فرسه في المعركة فاحد فرس العدو يقال عليها وكذلك الثياب اذا احده البود متلا يجوز لسه فاد انقصت حاجته ردها في العيمة كذا في بدل المجهود ١٢

له قوله نهي رسول الله صلى الله عليه وسلم عن شراء المغانم حتى تقسم قال في الهداية والبيعة لا يجوز بيع العائنة قبل القسمة في دار الحرب لانه لا ملك قبلها وفنه خلاف الشافعي رحمه الله تعالى فعنده يجوز لان سب الملك عنده الاستلاء وقد بينا الاصل اي ان الملك للعائنة قبل التحرر اذ الاسلام لا يثبت عندنا وعند
يتت ١٢

له قوله انما اسهم لهم الح قال في رجمة الامة وانفقوا على انهم اذا اسبوا العبيد وحازوها تم اتصل بهم مدد لم يكن للمددي ذلك حصة فان اتصل المدد بعد

ابن عمر ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قام يعني يوم بدر فقال ان عثمان الطلق

انقصاء الحرب وقتل حياره العتمة في دار الاسلام او بعد ان احدوها وقتل قسمتها
قال ابو حنيفة يسهم لهم ما لم تخر الى دار الاسلام ويقسموها وقال مالك و
احمد لا يسهم لهم على كل حال وعن الشافعي قولان احد ما يسهم والثاني
لا يسهم استغنى وقال ابن الهمام واد الحقة المدد في دار الحرب قتل ان يخرجوا العتمة
الى دار الاسلام شاركهم المدد فيها وعن الشافعي فيه قولان وما ذكرناه بناء على ما
مهداه من ان الملك لا يميم للعالمين بل احرار العتمة بدار الاسلام فحار ان يشاركهم
المدد اذ قام به الدليل ولا يقطع حق المدد الا بتلته امور الاحرار بدار الاسلام و
القسمة بدار الحرب وبيع الامام العتمة قتل لحاق المدد هذا وعلى ما حققناه المبني
تأكد الحق وعدمه وما استدلل به الشافعي من صحة البخاري عن ابي هريرة رضي
الله عنه قال نعت عليه الصلوة والسلام انا على سرية قتل بعد ما بان واصحابه
على رسول الله صلى الله عليه وسلم بخير بعد ما فتحها الى ان قال فلم يقسم لهم لادليل فيه
لان وصول المدد في دار الاسلام لا يوجب تركه وخير صارت دار اسلام بخير فتحها
قد ومهم والعتمة في دار الاسلام واما اسهامه لاني موسى الاشعري على ما في
الصحيحين عنه قال بلغنا محرم رسول الله صلى الله عليه وسلم ونحن باليمن فخرجنا محاربين
الله انا واحوان لي انا اعمرهم احد هما ابو بردة والآخر انورهم في نصح وحسين رجلا
من قومي فركبنا سفينة فالتقنا الى البحاسي فوافينا دعهم بن ابي طالب واصحابه عنده
فقال جعهم ان رسول الله صلى الله عليه وسلم نعتنا هنا وامرنا بالاقامة فاقيموا معنا فاقما
حتى قد ما فوافينا رسول الله صلى الله عليه وسلم حين افتتم خير فاسهم لنا ولم يسهم لاحد
عاب عن فتح خير الا اصحاب سيفتنا فقال ابن حبان في صحيحه انما اعطاهم من خمس

في حاشية الله وحاشية رسوله والى الامايع له فصرى له رسول الله صلى الله عليه وسلم
بسهم ولم يصرى لاحد غاب غيره رواه ابو داود وعن سلمة بن الاكوع قال
بعث رسول الله صلى الله عليه وسلم بطهره مع رباح علام رسول الله صلى الله عليه وسلم
وانا معه فلما اصبحنا اداعيد الرحمن الفاردي قد اغار على طهر رسول الله صلى الله عليه وسلم

الجنس ليستكمل قلوبهم لامن العسمة وهو حس الا ترى انه لم يعط غيرهم ممن
لم يشهدوا وحمل بعض الشافعية على انهم شهدوا قبل حوز الغنائم خلاف مذهبهم فانه
لا يرق عندهم في عدم الاستحقاق بين كون الوصول قبل الحوز او بعده بعد كونه بعد
التمتع حاصله ان السب عندنا هو محاذرة الدرب الفاصل بين دار الاسلام
ودار الحرب على قصد القتال وعند الشافعي شهود الوقعة والغانمون والمددوها
يستركان عندنا في العيصة لاستواءهما في هذا السب احدثته من شريح الكرم
له قوله فصرى له رسول الله صلى الله عليه وسلم بسهم فداستدل ابو حنيفة باسهامه
صلى الله عليه وسلم لعتان يوم بدر على انه يسهم الامام لمن كان عائيا في حاجة له
بعثه لقضاءها احدثته من بيل الاوطار وقال الطحاوي وكذلك كل من غاب عن وقعة
المسلمين يا هل الحرب لتعمل يشعله به الامام من امور المسلمين مثل ان يبعثه
الى حارب آخر من دار الحرب لقتال قوم آخرين فيصيب الامام عييمه بعد مفارقة ذلك
الرجل اياه او يبعث برجل ممن معه من دار الحرب الى دار الاسلام ليمنه بالسلام والوطا
ولا يعود ذلك الرجل الى الامام حتى نعم عيصة فهو شريك فيها وهو كمن حصرها
وكذلك من ادادها حرده الامام عنها وشعله نسي من امور المسلمين فهو كمن حضرها
واما حديث اني امر بقرصى الله عنه فاسم ذلك عندنا والله اعلم ان النبي صلى الله عليه وسلم
وجه انا الى الحد قبل ان يهبأ حروجه الى جبر فترجحه اباي في ذلك ثم حدثت من

عليه وسلم فقامت على الأمة فاستقبلت المدينة فاديت ثلاثا يا صاحباها ثم خرجت
في آثار القوم ارميهم بالنبل وارجزا قول انا ابن الاكوع واليوم يوم الرصع
فما زلت ارميهم واعقر بهم حتى ما خلق الله من بعد من ظهر رسول الله
صلى الله عليه وسلم الا خله وراى طهرى ثم اتعتهم ارميهم حتى القوا اكثر
من ثلاثين برودة وثلاثين رجحا يستحقون ولا يطرحون شيئا الا جعلت عليه
اراما من الحجارة يعرفها رسول الله صلى الله عليه وسلم واصحابه حتى رايت
فوارس رسول الله صلى الله عليه وسلم ولحق ابو قتادة فارس رسول الله صلى الله
عليه وسلم بعد الرمح فقتله قال رسول الله صلى الله عليه وسلم خذوا مني
اليوم اوقاتا وحذرنا لئلا سلمة قال ثم اعطاني رسول الله صلى الله عليه وسلم
سهمين سهم الفارس وسهم الراجل فجمعتهما الى جميعا ثم اردفني رسول
الله صلى الله عليه وسلم وراءه على العصا راجعا الى المدينة رواه مسلم

= خروج النبي صلى الله عليه وسلم الى حيدر ما حدث فكان ما عاب فيه ثاب من ذلك
عن حضور حيدر ليس هو شعلا شعله النبي صلى الله عليه وسلم به عن حضوره اعد رده
اياها فيكون كمن حصرها ٢٥

له قوله ثم اعطاني رسول الله صلى الله عليه وسلم سهمين سهم الفارس وسهم الراجل الخ
اي اعطاني سهم فارس مع سهم راجل الا ان معظم احد تلك العبيمة كانت نسب سلمة
والامامان يعطى من كثر سعيه في الجهاد شيئا اشد اعلى نصيبه من الخمس لامن
سهما المسلمين وانما لم يعطه صلى الله عليه وسلم الجميع لانه لم ينهل صلى الله عليه وسلم
قبل القتال وكل ما ورد من التسلل بعد القتال فهو محمول عندنا على انه من الخمس
كما بسطه السرخسي التقطته من الهراقات وقتي القديروم المختار ١٢

ورواه ابن حبان وقال كان سلمة بن الأكوع في تلك الرحلة راحلا فاعطاه من خمسة عليه الصلوة والسلام لا من سهمان المسلمين **وعن** ابي الجويرية الحميري قال اصبت بارص الروم حدة خبراء فيها وناصري امرأة معاوية وعلينا رجل من اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم من بني سلمة يقال له معن بن يزيد فاتيته بها فقسمتها بين المسلمين واعطاني منها مثل ما اعطى رحلا منهم ثم قال لولا اني سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول لا تفعل الا بعد الحسن لاطييتك رواه ابو داود **وعن** اس عمر ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يفعل

له قوله لا تفعل الا بعد الحسن ظاهر هذا الكلام يدل على انه انما لم يفعل اما الجويرية من الدناير التي وجدها السباعه قوله صلى الله عليه وسلم لا تفعل الا بعد الحسن وانه المانع لتفيله ووجهه ان ذلك يدل على ان التفل انما يكون من الاحماس الاربعة التي هي للعائمين كما دل الحديث السابق ولعل التي وجدها كانت من عدا القبي فذلك لم يعط التفل منه كذا في المراتق وقال في بداهة المتعهد واما تفصيل الامام من العسمة لمن شاء اعني ان يريد على نصيبه فان العلماء اتفقوا على حواردك **واختلفوا** من اي شئ يكون التفل فان قوما قالوا التفل يكون من الخمس الواحد لست مال المسلمين وبه قال مالك وقال قوم بل التفل انما يكون من خمس الخمس وهو حظ الامام فقط وهو الذي اختاره الشافعي وقال قوم بل التفل من حلة العسمة وبه قال احمد وقال في منتهى القدير ومحل التفصيل عندنا الاربعة الاحماس قبل الاحرار ودار الاسلام وبعد الاحرار لا يصح الا من الخمس **وعلى** هذا لو كان القتال وقع في دار الاسلام وان هجمها العدو وليس له ان يفعل الا من الخمس لانه بمجرد الاصابة صار محزنا ودار الاسلام ١٢

له قوله كان يفعل بعض من بيعت من السرايا الخ قال في السير الكبير وصورة هذا

يخص من بيعت من السرايا لانفسهم حاصه سوى قسمة عامه الجيش متفق عليه وعن جيب بن مسلمة العمري قال شهدت النبي صلى الله عليه وسلم نفل الربيع في المداة والتلت في الرجعة رواه ابو داود وعنه ان رسول الله

التفيل ان يقول من قتل قتيلاً فله سله ومن أسرا أسيراً فهو له كما امر به رسول الله صلى الله عليه وسلم المادي حين مادي يوم بدر ويوم حنين او بيعت سرايه فيقول لكم التلت مما تصيبون بعد الخمس او تطلق هذه الكلمة بعد الاطلاق لهم التلت المصاب قبل ان يحبس يختصرون به وهم شركاء في الحرب فيما بقي بعد ما يرفع منه الخمس وعنده التقييد بهذه الريادة الخمس ما اصابوا تم يكون لهم التلت مما بقي يختصرون به وهم شركاء في الحرب فيما بقي وقال فيه في محل آخر ولو ان الامام بعث سرية من دار الاسلام ففعل لهم التلت بعد الخمس او قبل الخمس كان هذا التفيل باطلا لان ما حصص بعضهم بالتفيل ولا مقصود من هذا التفيل سوى ابطال الخمس وابطال تفصيل الفارس على الراحل وذلك لا يجوز بخلاف ما اذا التقوا في دار الحرب في التفيل هناك معنى التخصيص لهم لان الجيش شركاء في العزيمة في التفيل تخصيصهم بعض المصاب وذلك مستقيم اه وقال في رد المختار وهذا وان كان فيه ابطال الخمس على الاسلاب لكن المقصود منه التحريض و تخصيص القاتلين بابطال شركة العسكر عن الاسلاب تم يتبنت ابطال الخمس عنها تبعاً وقد ثبتت تعاملاً لا يتت قصد ١٢

له قوله نفل الربيع في المداة والتلت في الرجعة اي اذا هصب طائفة من العسكر فوقعت بطائفة من العدو قبل وصول الجيش كان لهم الربيع مما عثروا ويشركهم سائر العسكر في ثلاثة اربا ههنا رجعو من العدو ثم وقع طائفة من العسكر بالعدو وكان لهم التلت مما عثروا الريادة مستقتهم وحظرهم ويشركهم سائرهم في التلتين لأن وجهه السرية =

صلى الله عليه وسلم كان ينفل الربع بعد الخمس اذا قتل رواه ابو داود وعن ابن عباس
ان النبي صلى الله عليه وسلم تنفل سبعة ذالفقار يوم بدر رواه ابن ماجه وزاد الترمذي
وهو الذي رأى منه الرؤيا يوما واحدا وقال العلامة العيني سقط الصفي فلا
يصطفي الامام لنفسه شيئا من العسمة وهذا نجح عليه وعن حيدر بن مطعم
قال مشيت انا وعثمان بن عفان الى النبي صلى الله عليه وسلم فقلنا اعطيت بي
المطلب من خمس حيدر وتركنا ونحن بمذله واحدة منك فقال انما تنوهاتم
وتوا المطلب شئ واحد قال حيدر ولم يقسم النبي صلى الله عليه وسلم لبي عبد

والخمس في البداء واحدة فيصل مددهم اليهم بخلاف الرجعة كذا في المرات ١٢
له قوله كان ينفل الربع بعد الخمس الخ اي يستحب للامام ان يعطى ما لا يربا على سهمه
ان يقول من قتل قتله عليه عليه وان يقول للسرية جعلت لكم الربع او النصف او الثلث
بعد الخمس لانه تحريض على القتال وهو مندوب اليه قال الله تعالى يا ايها النبي حرص
المؤمنين على القتال وقوله بعد الخمس ليس على سبيل الشرط طاهر الا انه لو نفل بربع
انكل حازروا ما وقع ذلك اتفاقا لا ترى انه لو نفل للسرية بالكل حازروا اولى ملتقط
من شروح الكسري

له قوله ولم يقسم النبي صلى الله عليه وسلم لبي عبد خمس ونى لو نفل شيئا وقد اتفق
اهل المذنب اذهب على ان ما اخذ من الكفار قهر ايسم خمسة خمس اربعة منها للعلماء
ولكنهم اختلفوا في الخمس الباقي فقال بعضهم يقسم الخمس على ستة اقسام سهم للعلماء
وسهم للرسول وسهم القياس عملا بظاهر الآية ويصرف سهم الله الى الكعبة على ما
ذهب اليه ابو الحائمية وقيل لبيت المال وقيل مضموم الى سهم الرسول والجمهور
على ان ذكر الله تعالى للقرآن يدل عليه تقدمه على خلاف سائر المعطوفات وكأنه قال

شمس وبي نوفل شيئا رواه البخاري وروى الشافعي عنه قال لما قسم رسول
الله صلى الله عليه وسلم سهم ذوي القرى بين بني هاشم وبني المطلب اتتته

فان الله حمسه بصرف الى هؤلاء الأخصيين به فيقسم الخمس على خمسة اسهم هكذا فعله
رسول الله صلى الله عليه وسلم ولكمهم اختلفوا فيما بينهم بعد وفاته صلى الله عليه وسلم
فعد الشافعي رحمه الله تعالى بصرف سهم الرسول الى مصالح المسلمين قيل
يصرف الى الامام وقيل الى الاصناف الاربعة وعدا في حنيفة رحمه الله سقط
سهمه وسهم ذوي القرى بوفاته وصار لكل مصر وفا الى الثلاثة الباقيه سهم لليتامى
وسهم للمساكين وسهم لاس السبيل يد حل فقر ذوي القرى فيهم ويقدمون ولا
يدفع الى اعيانهم وقال الشافعي رحمه الله لهم خمس الخمس يستوى مدعهم
وفقيرهم ويقسم بينهم للدكر متل حظ الاستين ويكون لبني هاشم وبني المطلب دون
غيرهم لهوله تعالى ولذي القرى من غير فصل بين العبي والعقير ولنا ان الحلفاء
الارادة الراشدون رضي الله تعالى عنهم قسموه على ثلاثة اسهم على نحو ما قلناه وكفى بهم
قدرة ثم انه لم يذكر عليهم ذلك احد مع علمه جميع الصيابة بذلك وتوافقهم فكان
اجماعهم على ذلك وقال عليه السلام يا معتمة بني هاشم ان الله تعالى كره لكم
عسالة الناس واما حرمهم وعوصكم مني خمس الخمس وان عارض ايمانك في حق من ينت
حقه المعوص وهم الفقراء واليتيم علمه السلام عطاكم للبصرة الا ترى انه عليه السلام
علل فقال انهم ليسوا بالوامع هكذا في الحاشية والاسلام وسلك بين اصابعه دل على
ان المراد من النص قرب البصرة لا قرب القرية لان اعدى القرى مشترك بين اقرابة
الصلية والقرابة المودة وهذا الاخير مراد خاصة بدليل ان رسول الله صلى الله عليه وسلم
ابن عبد الله بن عبد المطلب بن هاشم بن عبد مناف وكان بعد مناف اربعة ابناء هاشم

أما وعثمان بن عفان فقلنا يا رسول الله هؤلاء اخواننا من بني هاشم لانكر فضلهم
لمكانك الذي وضعتك الله فيهم رأيت اخواننا من بني المطلب اعطيتهم
وتركتنا وانما قرأنا وقرأتهم واحده فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم أما
بني هاشم وبني المطلب فتبني واحده هكذا وشك بين اصابعه وفي رواية
اني داود والساعي نحوه وفيه انا وسوا المطلب لانفقتون في جاهلية ولا اسلام

والمطلب وعند شمس ونوفل وكان عثمان بن عفان من اولاد عبد الشمس وحيدر بن مطعم
من اولاد نوفل فلما قسم رسول الله صلى الله عليه وسلم عنائهم حيدر اعطى خمس الخمس بني هاشم
وبني المطلب ولم يعط عثمان وحيدرا اصلا فقالا اما لا سكر فصل بني هاشم لمكانك الذي
وضعتك الله فيهم يعي انك منهم وهم اخوتك ولكن نحن وسوا المطلب سواء فاما لك
اعطيتهم وحرمتنا فقال عليه السلام ايهم لم يعار قوفي في الجاهلية ولا في الاسلام
وشك بين اصابعه فعلم ان المراد قرابة المودة لانه لو كان المراد القرابة الصليبية
لا اعطى عثمان وحيدرا ايضا كما اعطى بني هاشم وبني المطلب فاذا كان المراد قرابة
المودة فقد مات ذلك نوحات رسول الله صلى الله عليه وسلم عنهم لانه علاه بصحتهم وهي
لم تنق ولا يستحقون السهم بعد وفاته اذا كانوا اعياء وما روى انه قسم عليه الصلوة
والسلام الخمس على خمسة اسهم فاعطى القرى سهمين لكن الكلام في انه اعطاهم
خاصة لفقرهم وحاجتهم اولقرائتهم وقد علمنا بقسمة الخلفاء الراشدين رضى الله
تعالى عنهم انه اعطاهم لحاجتهم وفقرهم لانهم والذليل عليه انه عليه الصلوة و
السلام كان يشدد في امر العنائهم وتناول من ويرعبرو وقال لا يحل من عنائكم شئ الا الخمس
وهو مردود فيكم ردوا المحيط والمحيط فان العلول عار وتساء على صاحبه يوه ايقيامه لم يحسن
عليه الصلوة والسلام القرابة لتبني من الخمس وعم المسلمين جميعا بقوله والخمس مردود

وإنما نحن وهم شيء واحد وتلك بين أصابعه وقال علماءنا وفي ذلك
 دليل على أن المراد بقوله تعالى ولذي القربى قرب النصرة لا قرب القرابة
 فادّعت أن النبي صلى الله عليه وسلم أعطاهم للنصرة لا للقرابة وقد انتهت
 النصرة انتهى الإعطاء لأن الحكم ينتهي بانتهاء علته وروى أبو يوسف
 عن ابن عباس رضي الله عنهما أن الحسن كان يقسم على عهده عليه
 الصلوة والسلام على خمسة أسهم لله والرسول سهم ولذي القربى سهم ولليتام
 سهم وللمساكين سهم ولأبن السبيل سهم ثم قسم أبو بكر وعمر وعثمان وعلي
 رضي الله تعالى عنهم على ثلاثة أسهم سهم للمساكين وسهم للمساكين وسهم
 لأبن السبيل وفي رواية للطحاوي عن محمد بن اسحاق قال سألت أبا جعفر
 يعني محمد بن علي فقلت أرايت علي بن أبي طالب رضي الله عنه حث وك
 العراق وما ولي من أمر الناس كيف صنع في سهم ذوى القربى قال سلك
 به والله سبل أبي بكر وعمر وعن عمرو بن شعيب عن أبيه عن جده قال
 دنا النبي صلى الله عليه وسلم من غير واحد مرة من سهامه ثم قال يا أيها الناس
 إنه ليس لي من هذا شيء ولا هذا ورافع أصبعه إلا الحسن والحسين
 مردود عليكم فادوا الخياط والمحيط فقام رجل في يده كبد من شعر فقال
 أحدث هذه لأصلم بها ردة فقال النبي صلى الله عليه وسلم أما ما كان لي ولبن
 عبد المطلب فهو لك فقال أما إذا بلغت هذه ما أرى فلا أرب لي فيها ومبذها
 رواه أبو داود وفي رواية له عن عمرو بن عتبة قال قال رسول الله صلى الله

فيكم بدل أن سبلهم سبل سائر فقراء المسلمين يعطى من يحتاج منهم كفاية لتقطته
 من التفسيرات الاحمدية والهداية وبدل المجهود ١٢

عليه السلام الى يعيرين المعتم فلما سلم احد وبرة من حب البعير ثم قال ولا يحل
لي من غنائمكم مثل هذا الا الخمس والخمس مردود فيكم وقال الشنخاري
الهام لم يخص عليه الصلوة والسلام القرابة شئ من الخمس وعم المسلمين
جميعا بقوله والخمس مردود فيكم فدل ان سبيلهم سبيل سائر فقراء المسلمين
يعطى من يحتاج منهم كعائفة وعن سعد بن ابى وقاص قال اعطى رسول الله
صلى الله عليه وسلم رهطا وابا جالس فترك رسول الله صلى الله عليه وسلم منهم رجلا
هو اعجبهم الى عصبة فقلت مالك على فلان والله انى لأراه مؤمنا فقال
رسول الله صلى الله عليه وسلم او مسلما ذكر ذلك سعد تلاتا واحدا ثم قال ذلك
ثم قال انى لا يعطى الرجل وعيره احب الى منه خشيعة ان يكفى السار على
وجهه ستم على عله وقال على القارى الاسلام والايمان مختلفان باعتبار اللغة
ومتحدان فى الشريعة وعن انى هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم
ايماء قرية ايتيموها وافتمم فيها مستهمكم فيها وابما قرية عصت الله ورسوله

له قبله فترك رسول الله صلى الله عليه وسلم منهم رجلا هو اعجبهم الى الخ قال العلامة العيسى
فيه دليل على ان الامام يصرف الاموال فى مصالح المسلمين الأهم فالأهم قاله فى عمدة القارى
ولذلك قال فى الدر المختار والخمس الباقي تقسم اقلتا عند الميتم والمساكين وابن السبيل
وحاز صوفه لصف واحد ١٢

ثم قوله لأراه مؤمنا قال رسول الله صلى الله عليه وسلم او مسلما اختلف اهل العلم فى ان الاسلام
متغاير للايمان او متحدان قال على القارى والحق ان الخلاف لفظى لان الاول ساء على اللغة والثانى
مداره على الشريعة وقيل التحقيق انها مختلفان باعتبار المعهوم متحدان فى المصداق ١٢

ثم قوله فستهمكم فيها الخ فيه ان مال الفئ لا يحبس عندنا وقال الشافعى انه يحبس كمال

فان خمسها لله ولرسوله تم هي لكم رواء مسلم وعنه ابن عباس عن النبي صلى الله عليه وسلم قال فما احرزه العدو فاستقده المسلمون منهم ان وجده

العبيمة والحديث حجة عليه قاله في المرات كذا ايضاً من رد المختار ورحمة الامة وفي شرح مسلم للنووي قال القاصي ان المراد بالاولى العتي الذي لم يوجب المسلمون عليه بحيل ولا ركاب بل خلا عنه اهله او صالحوا عليه فيكون سهمهم فيها اي حقهم من العطايا كما يصرف العتي والمراد بالتانية ما احدث عوة فيكون عبيمة يخرج منه الخمس وباقية للعائمين وهو معنى قوله تم هي لكم اي باقيةا وقد يحتمل من لم يوجب الخمس في العتي بهذا الحديث وقد اوجب الشافعي الخمس في العتي كما اوجبه كلهم في العبيمة وقال جميع العلماء سواء لالخمس في العتي قال ابن المديني لا يعلم احد اقل الشافعي قال بالخمسة في العتي ١٢

له قوله قال فيما احرزه العدو فاستقده المسلمون منهم الخ اعلم ان الكفار اذا غلبوا على اموال المسلمين والعباذ بالله واخرروها ودارهم قال الشافعي لا يملكونها واد استقدها المسلمون من ايديهم ترد الى صاحبها وله اخذها قبل القسمة وبعدها وقال ابو حنيفة ان الكفار اذا ملكوا اموال المسلمين بالاستيلاء والحرارة زال عنها ملك المسلمين ويشهد له قوله تعالى في سورة الحشر عند ذكر مصارف العتي للفقراء المهاجرين الذين اخرجوا من ديارهم واموالهم الآية حيث سمي الصحابة الذين هاجروا من مكة الى المدينة واخرجهم الكفار وتسلطوا على ديارهم واموالهم فقراء مع كونهم ذوي اموال وموت بمكة فعلم منه ما شارة النص ان الكفار حين استولوا على اموالهم ملكوها فصاروا فقراء مستحقين لاموال الصدقات وغيرها ويشهد له من الاحاديث ما اخرجناه الدارقطني والبيهقي عن ابن عباس عن النبي صلى الله عليه وسلم

صاحبه قبل ان يقسم فهو اخى به وان وجدته قد قسم فان شاء اخذه بالتمس
رواه الدارقطني والبيهقي في سننهما وروى الطبراني في المعجم الوسط نحوه
وروى الطحاوي عن قبيصة بن ذؤيب ان عمر بن الخطاب قال فيما احرر

فيما احرره العدو واستنقذه المسلمون منهم ان وحده صاحبه قبل ان يقسم وهو اخى
به وان وجدته قسم فان شاء اخذه بالتمس واخرج الطبراني عن جابر بن سمرة اصحاب العدة
ناقة رجل من بني سليم ثم اشتراها رجل من المسلمين فعمدها صاحبها فاتي النبي صلى الله
عليه وسلم فاحبسه فامره ان يأخذها بالتمس الذي اشتراها به صاحبها من العدو واليخلى
بيها ويبيده ومثله اخرج ابو داود في كتاب المراسيل واخرج الدارقطني وابن عدي و
غيرهما مرفوعا من وجدته ماله في الفئ قبل ان يقسم فهو له ومن وجدته بعد ما قسم وليس
له شيء وهذه الاخبار تثبت ما ذكرنا فانه لو لا ان الكفار يملكون اموالنا بالاستيلاء والافراد
لما صح بيعهم من آخر ولما اعتبرت قسمتها بعد علنا لا يقال اسأيد هذه الاخبار كلها صعبة
كما ذكره الشافعي على ما نقله عنه الربيعي وغيره فلا تقوم حجة لانا نقول كثرة الطرق يحبر
الضعف على انه ليس العرض منها اتات حكم حتى يصير الضعف وان الحكم تات ما شارة
نص القرآن بل العرض منها استياس ملك الاشارة وتقويتها فلا يصح حينئذ ضعفها ويكفي في
الباب حديث التميميين وغيرهما المخرج في ابواب اللحم المعيد لما ذكرنا فانه يتبت منه ان
عقيل بن ابى طالب حين خرج النبي صلى الله عليه وسلم واصحابه من مكة وكان هواذا كان كافرا
باع جميع دور النبي صلى الله عليه وسلم واجار النبي صلى الله عليه وسلم ذلك البيع حيث قال هل
ترك لنا عقيل مديرا فثبت بهذا ان المسلمين اذا اوقفوا على الكفار واحدا واما اموال المسلمين
منهم فان جاء صاحبه قبل ان يقسم احده بغير شيء وان جاء بعد ما قسم احده بالقيمة
واشار بالافراد الى ان مجرد الاستيلاء لا يفيد الملك ما لم يوحده الاحراز مدار الحرب

المشركون فاصابه المسلمون فعرفه صاحبه قال ان ادركه قتل ان يقسم وهله و
 ان حرت فيه السهام فلا شئ له **وعن** ابن عباس رضى الله عنهما قال سأل رجل
 رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال استر سعا من الغنم ان على ناقة وعد عربت
 عني فقال استر سعا من الغنم رواه الطحاوي وقال افلا ترى ان رسول الله صلى الله
 عليه وسلم في هذا الحديث انما عدلها بسبع من الغنم مما يحرق كل واحدة
 مهن عن رجل ولم يعدلها بعشر من الغنم اه وقال اهل العلم فحديث
 تعديل عشر شياء منسوخ -

باب الجزية

وقول الله عز وجل قاتلوا الذين لا يؤمنون بالله ولا باليوم الآخر ولا يحرموا
 ما حرم الله ورسوله ولا يدعون دين الحى من الدين اوتوا الكتب حتى يعطوا
 الجزية عن يدهم صاعرون وقوله تعالى قل للمسلمين من الاعراب استدعوا

= التقطته من شرح الوقاية وعمدة الرعاية وعمدة القارى وشرح معالى الآثار والمرقات ١٢
 له قوله تعالى من الدين اوتوا الكتاب بيان بقوله الدين لا يؤمنون بالله والمعنى توصع الجزية
 على الذى يعتقد كتابا من الكتب المدركة كاليهودى فانه يعتقد التوراة والساموى فانه يعتقد
 الرفور والنصرانى فانه يعتقد الانجيل التقطته من التفسيرات الاحمدية وشرح المكر ١٢
 له قوله قل للمسلمين الخ قال فى التفسيرات الاحمدية فيكون الآية دليلا على ان المرتدين
 ومشركى العرب لا يقبل منهما الجزية صرح به المفسرون وصاحب الهداية ابصا
 حيث قال فى باب كيفية القتال وهذا فى حق من يقبل منه الجزية ومن لا يقبل منه =

الى قوما ولى بأس شديد تقاتلونهم او يسلمون فان تطيعوا يؤتكم الله اجرا حسنا
وان تتولوا كما توليتم من قبل يعذبكم عذابا اليما **عن** يزيد بن رومان وعبد الله
ابن ابي بكر ان رسول الله صلى الله عليه وسلم بعث خالد بن الوليد الى اكيدر بن عبد
الملك رجل من كعدة كان ملكا على دومة وكان نصرانيا فقال رسول الله صلى الله عليه
لخالد انك ستجده يصيد البقر فخرج خالد حتى اذا كان من حصنه منظر العين و
في ليلة مقمرة صافية وهو على سطح ومعه امرأته فانت البقر تحك بقرونها باب
القصر فقالت له امرأته هل رأيت مثل هذا قط قال لا والله قالت فمى يترك مثل
هذا قال لا احد فزل وامر بفرسه فاسرج وركب معه نفر من اهل بيته فيهم
انتم له يقال له حسان فخرجوا معه يمدطرونهم فتلقاهم خيل رسول الله صلى الله
عليه وسلم فاخذته وقتلوا اخاه حسان وكان عليه قباء ديباح مخوص بالذهب
فاستلمه اياه خالد بن الوليد فبعث به الى رسول الله صلى الله عليه وسلم قبل قدومه
عليه ثم ان خالد اقدم بالاكيدر على رسول الله صلى الله عليه وسلم فحقت له دمه
وصالحه على الجزية وخلي سبيله فرجع الى قريته رواه البيهقي في السنن الكبرى
ولا بنى داود عن انس اقصر منه **وعن** عمر انه لم يأخذ الجزية من المجوس حتى
شهد عبد الرحمن بن عوف ان رسول الله صلى الله عليه وسلم احدها من مجوس
هجر رواه احمد والنخارى وابوداود والترمذى وفي رواية ان عمر ذكر المجوس
فقال ما ادرى كيف اصنع في امرهم فقال له عبد الرحمن بن عوف
اشهد لسمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول

يكلم تدين وعدة الاوتان من العرب لا فائدة في دعائهم الى قول الحرية لانه لا يقللهم
الا الاسلام قال الله تعالى يقاتلونهم او يسلمون هذا الموضع ١٢

سواءهم سنة اهل الكتاب رواه الشافعي وهو دليل على انهم ليسوا
 من اهل الكتاب وايضا على ان المجزية تؤخذ من غير اهل الكتاب
 لكونهم في معناهم وقدر روى عبد الرزاق عن ابن جريج قال
 قلت لعطاء المجوس اهل الكتاب قال لا وقال ايضا اخبرنا معاوية قال
 سمعت الزهري سئل أتؤخذ المجزية من ليس من اهل الكتاب
 قال نعم احدها رسول الله صلى الله عليه وسلم من اهل البحرين وعمر من
 اهل السواد وعثمان من يربرو عن الزهري ان النبي صلى الله عليه وسلم

له قوله سواءهم سنة اهل الكتاب يعنى في الحرية دليل على انهم ليسوا اهل الكتاب
 وعلى ذلك ابو حنيفة وجمهور الفقهاء وعبد الشافعي المجزية محصورة
 باهل الكتاب والمجوس عداه من اهل الكتاب فيكون داخل فيها وقدر روى عن
 الشافعي انهم كانوا اهل الكتاب مدلولوا واظنه ذهب في ذلك الى شئ روى عن
 علي بن محمد بن عصفيد وروى على بن ابي سعيد النخعي قال تم ذكر هذا الاثر ثم قال واكثر اهل
 العلم يأتون ذلك ولا يصححون هذا الاثرا والحجة لهم قوله تعالى ان تقولوا
 اما اهل الكتاب على طائفتين من قبلنا يعنى اليهود والنصارى وقوله تعالى يا
 اهل الكتاب لم تحاجون في ابراهيم وما ابرئت التوراة والانجيل الا من بعده و
 قال تعالى يا اهل الكتاب لستم على شئ حتى تقيموا التوراة والانجيل فدل على
 ان اهل الكتاب هم اهل التوراة والانجيل اليهود والنصارى لا غير اخذته من الجرح
 النقي ورجحة الامة وشروح الكثر ١٢

له قوله ان النبي صلى الله عليه وسلم صالح عدة الاوتان بالحرية الا من كان من العرب
 اتفق الاثمة على ان الحرية تصرب على اهل الكتاب وهم اليهود والنصارى وعلى

صالح عبدة الاوثان على الجربة الامن كان منهم من العرب رواه عبد
الوراق وروى البيهقي في هذا الباب من السنن الكبرى حدثت بريدة
اذ القيت عدوك من المشركين فادعهم الى احدى ثلاث خصال الحديث
وفيه فان هم ابوا فادعهم الى اعطاء الجزية وقال ابو عمر فحدثت
الزهري استثنى العرب من المشركين وقال السبني ابن الهمام وروى
عن ابن عباس ان النبي صلى الله عليه وسلم قال لا تقبل من مشركي العرب
الا الاسلام والسيف ويؤيده قوله تعالى تقاتلونهم اويسلمون وعن
ابن عباس رضي الله عنهما قال عا در رسول الله صلى الله عليه وسلم ابا طالب و
عنده ناس من قریش وعند رأسه مفعد رجل فلما رآه ابو جهل قام
فجلس فقال ابن اخيك يذكر آلهتنا فقال ابو طالب ما شأن قومك
يشكونك قال يا عم اريد هم على كلمة يدين لهم العرب ونؤدى اليهم
العجم الحزبية قال ما هي قال شهادة ان لا اله الا الله فقاموا وقالوا اجعل
الآلهة الها واحدا قال ونزل ص والفرآن ذي الذكر حتى اذا بلغ اثنان

المجوس فلا تؤحد من عبدة الاوثان مطلقا واختلفوا في المجوس هل هم اهل الكتاب
اولهم شبهة الكتاب فقال ابو حنيفة ومالك واحمل ليسوا اهل كتاب واسما لهم
شبهة كتاب عن الشافعي قولان واختلفوا فيما لا كتاب له ولا شبهة كتاب كعدو
الاوثان من العرب والهم هل تؤخذ منهم الحزبية ام لا قال ابو حنيفة تؤخذ من
العجم دون العرب وقال مالك تؤخذ من كل كافر عر بيا كان او عجميا الا مشركي قریش خاصة وقال الشافعي
واحمل في الطهر رواية لا تقبل الحزبية من عبدة الاوثان مطلقا وحديث الزهري وغيره حجة
على الشافعي رحمه الله في عدم تحريمه من غير المجوس والكتابي وعلى مالك في قوله من مشركي
العرب ايضا لتقطعه من رحمة الامة والتفسيرات الاحمدية ١٢

هذا الشيء عجيب رواه البيهقي في السنن وروى الترمذي مثله وقال حسن صحيح
وقال علماءنا يؤيد مذهبنا قوله عليه السلام في هذا الحديث وتؤدى
اليهم العجم الجزية وعن ابي عون محمد بن عبيد الله الثقفي قال وضع
عمر بن الخطاب في الجزية على رؤس الرجال على العنق ثمانية واربعين

له قوله وضع عمر بن الخطاب في الحزبية على رؤس الرجال الخ ولما كان ههنا بيان قدر
الجزية فاعلم انه اختلف فيه الحنفية والشافعية فبعد الحنفية الحزبية على
صربين حزية توضع بالتراضي والصلح فتقدر بحسب ما يقع عليه الاتفاق كما
صالح رسول الله صلى الله عليه وسلم اهل بجران على الف ومائتي حلة ولان الموحب
هو التراضي فلا يجوز التعدي الى غير ما وقع عليه الاتفاق وجزية يبتدئ النما
وصحها اذ اعلت على الكفار وقرهم على املاكهم فيصع على العنق طاهر العنق في كل
سنة ثمانية واربعين درهماً ياخذ منهم في كل شهر اربعة دراهم وعلى وسط الحال
اربعة وعشرين درهماً في كل شهر درهمين وعلى الفقير المعتل اثنى عشر درهماً وقال
الشافعية رحمه الله يضع على كل حال دياراً او ما يعادل الدار العنق والفقير في
ذلك سواء لقوله عليه السلام لمعاد حد من حاله دياراً او عدله معاف من غير
فصل بين عني وفقير وهذا مذهبنا من قبل عن عمر وعثمان وعلى ولم ينكر عليهم
احد من المهاجرين والانصار وصاروا جميعاً ولان الحزبية وحيت نصره للمقاتلة
لانها وحيت بدلائل النصر بالفس والمال والنصرة يتفاوت بكثرة المال و
قلته فكداما هو بدله وما رواه الشافعية فهو في مال وقع عليه الصلح بدليل
وجوبه على الحاملة ولا حزية عليهن احدته من التفسيرات الاحمدية و
بدال المجهود وشروحه اكثر ١٢

درهما وعلى المتوسط اربعة وعشرين وعلى الفقير اثنا عشر درهما رواه
ابن ابى شيبة والبيهقي وطرق اسناده متعددة وقال الشيخ ابن الهيثم
وقد جاء في بعض طرقه وعلى الفقير المكتسب اثني عشر درهما اخرجه
البيهقي وحديث الديتار محمول على الصلح وعن ابن عباس رضي الله
عنهما قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا تصلم قبلتان في امر ص

له قوله وعلى الفقير اثنا عشر درهما المراد ما لفقير هو الذي يقدر على الكسب والعمل واما
الذي لا يقدر على العمل فلا جزية عليه عندنا لما روى ابن زنجويه في كتاب الاموال
عن ابى بكر العباسي صلة بن زفر قال ابصر عمر شيئا كبيرا من اهل الدمة يسأل فقال له
مالك قال ليس لي مال وان الجزية تؤخذ مني فقال له عمر ما الصنفان اكلنا شبيبتيك
تم نأخذ منك الجزية تم كتب الى عماله ان لا يأخذوا الجزية من شيخ كبير والوجه
فيه ان خراج الارض لا يوظف على ارض لا طاقة لها فكله اخراج الرأس وليشهد له ان
عثمان بن حنيفة حين وجهه عمر بن الخطاب رضي الله عنه الى سواد العراق انما
وضع الجزية على المعتل ولم يتبين انه وضعها على غير المعتل وقال الشافعي على
غير المعتل ايضا الجزية في دمه له اطلاق حديث معاذ وهو قوله عليه السلام حد
من كل حالمة وحالمة قلنا حديث مع الجزية على كل حالمة وحالمة فقد مر انه محمول على
الصلم بدليل ذكر الحالمة فيه على انه كما حص منه الاغنى ونحوه منه يخص الفقير العير
المعتل عمدة الرعاية والمرقات وفتح القدير ملتقط منها ١٢

له قوله لا تصلم قبلتان في ارض واحدة نقل في الحاشية عن الفقه الظاهر انه نهي بمعنى
النهي والمراد نهي المؤمن عن الاقامة بارض الكفر او نهي الحكام عن ان يمكنوا اهل
الدمة من اظهار شعار الكفر في بلاد المسلمين كذا في بدل المجهره وقال في المرقات

واحدة وليس على المسلم جزية رواه احمد وابوداود والترمذي وقال ابوداود سئل
سفيان الثوري عن تفسير هذا فقال اذا اسلم فلاجزية عليه وروى الطبراني في
معجمه الاوسط عن ابن عمر عن النبي صلى الله عليه وسلم قال من اسلم فلاجزية عليه

قال الثوري لستى اى لا يستقيم دبان بارض على سبيل المظاهرة والمعادلة اما المسلم فليس
ان يختار الاقامة من طهر اى قوم كقار لان المسلم اذا صاع ذلك فقد احل نفسه فيهم محل
الذى فينا وليس له ان يجر الى نفسه الصغار ويتوسم بسمة من ضرب عليه المجزية واتى له
الصغار والذلة والله العزة والرسوله والمؤمنين واما الذى يخالف دينه دين الاسلام
فلا يمكن من الاقامة في بلاد الاسلام الا سذل المجزية ثم لا يؤدون له فى الاشاعة بدينه امر
وقيل هذا الحديث اشارة الى اخلاء اليهود والمصارى من جزيرة العرب قال ابن الملك اى
لا يبحر ان يسكن المسلم والكافر في بلدة واحدة وهذا مختص بجزيرة العرب ١٢
له قوله وليس على المسلم جزية اى لو اسلم من عليه الجزية بعد ما تمت الستة تسقط عنه
المجزية لقوله عليه السلام من اسلم فلاجزية عليه واما لم يسقط الرق بالاسلام لانه تعلق
به حق معين فلا يسطل به وقيد بالحرية لان الديون والمخارج والاخرة لا تسقط بالاسلام
والموت اتفاقا وقال الشافعي لا تسقط المجزية بالاسلام والموت لانها دين وبه قال
مالك في الموت ولا بها وحب عوصا عن العصمة وعن السكنى في دار الاسلام وقد وصل
اليه المعوص بسبل العصمة والسكنى فلا يسقط عنه العوص بخارص ولنا ما رويها ولا بها
عوص عن امتها وحوده وهو القل لا بها وحدث عقوبة على الكفر او بدلا عن الصرة
ولا تنفى العقوبة على الكفر بعد الاسلام ولا بعد الموت ولان شرع العقوبة فى الدنيا
لا يكون الا لدفع الشر وقد اندفع بالموت والاسلام ولا بها وحدث بدلا عن الصرة فى
حقها وقد قد ر عليها نفسه بعد الاسلام والعصمة تثبت بكونه آدميا والدمى يسكن ملك

وعن زياد بن جدير قال بعثني عمر بن الخطاب رضي الله عنه الى عين التمر مصداقاً
فامرني ان آخذ من المسلمين من اموالهم اذا احتلوا بها للتجارة ربع العشر
ومن اموال اهل الدمة نصف العشر ومن اموال اهل الحرب العشر مراواه
محمد بن الحسن في كتاب الآثار وعبد الرزاق في مصنفه وروى الطبراني في معجمه
الوسط نحوه مرفوعاً وقال علي الفاري رحمه الله الباري حديث عقبة بن حامر
أن ابوا ان لا تأخذوا كرهاً فخذوا كان في بدء الاسلام والامر ياخذ مقدار القرى
من المال المنزول به كرهاً كان من جملة العقوبات التي نسخت بوجوب الزكاة.

= نفسه فلامعنى لا يحاب بدل العصبية والسكنى ومعناه ان الذمى يملك موضع السكنى
بالشراء وغيره من الاسباب فلا يجوز ايجاب البدل لسكناه في موضع مملوك له احدته من شتر وحم الكثر
وبذل المجهود والحماية ١٢

له قوله فامرني ان آخذ من المسلمين الخ هذا هو المقر في المذهب في مال التجارات ما العشر
يؤخذ من مال الحرى ونصف العشر من الذمى وربع العشر من المسلم لشروط ذكرت في كتاب
الزكاة وهذا التفصيل مروي عن عمر انه امر عماله بهذا المحصر من الضمان ثم ما يؤخذ من
المسلم زكاة تصرف في مصارفها وما يؤخذ من الذمى ليس بركوة بل تصرف في مصرف الحرية والحراج
وكذا ما اخذ من الحرى بل الاخذ منهما للحماية كذا في النائية التي تقطع من المرات وعدة الرعاية ١٢
له قوله ان ابوا ان لا تأخذوا كرهاً فخذوا قال في المرات هذا كان في بدء الاسلام فانه عليه
الصلوة والسلام كان يبعث الحيوس الى العم وكانوا يهرون في طريقهم باحياء العرب ليس
هناك سوق يستأثرون منه الطعام ولا معهم راد فارحب عليهم ضيافتهم لئلا يقطعوا عن
العم وقلما قوى الاسلام وعملت التسفقه والرحمة على الناس سحر الوجوب ونفى
الحوار والاستصحاب ١٢

باب الصلح

وقول الله عز وجل وان حرموا للصلح فاحتملها وتوكل على الله وقال
 الشيم ابن الهمام والاية ان كانت مطلقة لكن اجماع الفقهاء على تقييدها بروية مصلحة
 للمسلمين في ذلك بآية اخرى هي قوله تعالى ولا تهنوا وتدعوا الى السلم وانتم الاعلنون قاما
 اذا لم يكن في المودة مصلحة فلا يجوز بالاجماع عن المسور بن مخرمة وروان بن الحكم قال اخرج
 النبي صلى الله عليه وسلم عام الحديبية في بصرع عشر مائة من اصحابه فلما اتى
 الخليفة قلد الهدى واشعر واحرم منها بعرة وسار حتى اذا كان بالثنية التي
 يهبط عليهم منها بركت به راخلة فقال الناس حل حل حل حلأت القصواء فقال
 النبي صلى الله عليه وسلم ما خلأت القصواء وما ذاك لها مخلق ولكن حبسها حابس
 القيل ثم قال والذي نفسي بيده لا يسألوني حطة يعظرون فيها حرمان الله
 الا اعطيتهم اياها ثم رجزها فوتمت فعدل عنهم حتى برل يا قصي الحديبية
 على تمد قليل الماء يدرسه الناس تدريضا فلم يلمته الناس حتى نزحوه وشكى
 الى رسول الله صلى الله عليه وسلم العطش فاسترع سهما من كنانته ثم امرهم ان
 يجعلوه فيه فوالله ما زال يحس لهم بالرى حتى صدروا عنه فببهاهم كذلك
 ادجاء بدل من ورقاء الحراعي في نفر من حراة تم اتاه عروة بن مسعود و

ي
 له قوله واشعر وعبر السافعي وهو مكروه عبد ابني حنيفة حسن عندهما والفتور
 على قولهما وقال الطحاوي اما كره الوحيمة الاشعار المحدث الذي يفعل عوام زمانه
 والاعراب على وجه المبالغة ويتخاف منه السراية الى الموت لا مطلق الاشعار واختاره
 في غاية البيان وصححه وفي فتح القدير انه الاول في هذا حاصل ما في الهداية والبحر الرائق ١٢

سأى الحديث الى ان قال اذ جاء سهيل بن عمرو فقال النبي صلى الله عليه وسلم اكتب
 هذا ما قاضى عليه محمد رسول الله فقال سهيل والله لو كنا نعلم انك رسول الله
 ما صدناك عن البيت ولا قاتلناك ولكن اكتب محمد بن عبد الله قال فقال النبي صلى الله عليه وسلم
 والله اني لرسول الله وان كذبتموني اكتب محمد بن عبد الله فقال سهيل وعلى ان لا يأتيك منا رجل
 وان كان على دينك الا رد دته علينا فلما فرغ من قصية الكتاب قال رسول الله
 صلى الله عليه وسلم لا صحابه قوموا فاحرقوا ثم احلفوا ثم جاء نسوة مؤمنات

له قوله هذا ما قاضى عليه محمد رسول الله الخ اى صالح لذلك قال في الهداية وادارأى
 الامام ان يصلح اهل الحرب او فريقا منهم وكان في ذلك مصلحة للمسلمين فلا بأس به ١٢
 ثم قوله وعلى ان لا يأتيك منا رجل وان كان على دينك الا رد دته علينا قال الشيخ ان
 الهام ولو شرطوا في الصلح ان يرد اليهم من حاء مسلما منهم بطل الشرط فلا يجب الوفاء
 به فلا يرد عندنا من حاء مسلمة منهم وهو قول مالك وقال الشافعي يجب
 الوفاء بالرجال دون النساء لانه صلى الله عليه وسلم فعل ذلك في الحدسية واما لو شرط
 مثله في النساء لا يجوز ردهن اجماعا قلنا قال تعالى فان علمتموهن
 مؤمنات فلا ترجعوهن الى الكفار وهذا هو دليل السهم في حق الرجال الصدا لا فرق
 بين الرجال والنساء في ذلك بل مفسده رد المسلم اليهم اكبر كذا في المرات ١٢
 ثم قوله منا رجل فيه ان الصلح لم يقع على رد النساء لقوله في هذا الحديث لا يأتيك منا رجل
 كذا في المرات ١٢

ثم قوله قوموا فاحرقوا ثم احلفوا فيه ان الاحلال لسك على المحصر وان له بحر هديه بالحرم
 عندنا لان الموضع الذي يحرق فيه بالحديسية من الحرم يدل قوله تعالى فان احصرتم
 فما استيسر من الهدى ولا تحلقوا رؤسكم حتى يبلغ الهدى محله وقد قال تعالى هديا

فانزل الله تعالى بآيها الذين آمنوا اذا جاءكم المؤمنات مهاجرات الآية
 فنهاهم الله تعالى ان يردوهن وامرهم ان يردوا الصداق ثم رجع الى
 المدينة فجاءه ابو بصير رجل من قرلث وهو مسلم فارسلوا في طلبه رجلين
 قد فقهوا في الرحلين فخرحابه حتى اذا بلغا ذا الحليفة نزلوا باكلون من تمر لهم
 فقال ابو بصير لاحد الرحلين والله اني لارى سيفك هذا يا فلان جيذا ارنى
 انظر اليه فامكنه منه فصر به حتى يردو فالاخرونه حتى في المدينة قد حل
 المسجد يعد وقال النبي صلى الله عليه وسلم لقد رأى هذا ذرا فقال قتل والله
 صاحبي واني لمقتول فجاء ابو بصير فقال النبي صلى الله عليه وسلم ويل امه مسعر
 حرب لو كان له احد فلما سمع ذلك عرف انه سيرده اليهم فخرج حتى
 اتى سيف البحر قال وانعلت ابو جندل ابن سهيل فلحق يابى بصير فحمل لا
 يحرر من قرلث رجل قد اسلم الا لحق يابى بصير حتى اجمعت منهم عصابة

= مالح الكعبة اى حرما ويؤيده حديث الطحاوى ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان
 بالحديسية حياؤه في الحل ومصلاه في الحرم وفي المهامة الحديسية قرية البهاستي
 حد الحرم من ذلك الصوب وهي من الحل وبعضها من الحرم على ما ذكره الواقدي و
 هو الموافق لمذهب ابى حنيفة وقد قال المحب الطبري الحديسية قرية قريسة من
 مكة الكرها في الحرم وهي على تسعة اميال من مكة وهو لا يبا في ما في صحيح البخاري ان
 الحديسية خارج الحرم اخذته من المرقاب وشرح معاني الآثار ١٢

له قوله وامرهم ان يردوا الصداق ولا شك في انصاح كاحها اختلعت القول في ان
 رد المهر كان واحدا ومتدويا واختلعا في انه هل يجب العهل به اليوم في رد المال
 اذ شرط في معاودة الكفار فقال قوم لا يجب وراعيوا الآية مسوخة وهو قول =

قوالله ما سمعون بعير خرجت لفرش الى السام الا اعترضوا لها فقتلوهم و
 اخذوا اموالهم فارسلت فرشت الى النبي صلى الله عليه وسلم تناسده الله والرحم
 لما ارسل اليهم من اتاه فهو آمن فارسل النبي صلى الله عليه وسلم اليهم سراياه
 البخاري ومروى الطحاوي عن المسور ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان
 بالحد بيعة جباؤه في الحل ومصلاه في الحرم وفي المدارك عند قوله تعالى
 واسألوا ما انفقم هو منسوخ فلم يبق سؤال البهر لامننا ولا منهم وقال علماءنا
 اما الصلح الذي وقع في العصة مع المشركين على ان يرد اليهم من جاء
 مسلما من عندهم الى بلاد المسلمين فهو منسوخ عندنا وان ناسخه يشد
 ان يرى من كل مسلم بين مشركين وعن الدراء بن عارب قال صالح النبي

عطاء ومجاهد وقادة وقال يوم هي غير مسوخة للشاقي فيه نولان في قول لا يعطاه وهو
 قولنا وقول مالك واحمد وفي قول يعطاه التقطته من المرقاة وفتح القدير ١٢
 له قوله جباؤه في الحل ومصلاه في الحرم وقال الطحاوي فتت بما ذكرنا ان النبي صلى الله
 عليه وسلم لم يكن صد عن الحرم وانه كان يصل الى بعضه ولا يجوز في قول احد من العلماء
 من قدر على دخول شئ من الحرم ان يخرج منه دون الحرم فلما تمت بالحديث الذي
 ذكرنا ان النبي صلى الله عليه وسلم كان يصل الى بعض الحرم استحال ان يكون بحر الهدى
 في غير الحرم لان الذي سيم بحر الهدى في غير الحرم بما سيجه في حال الصد عن الحرم
 لاني حال القدرة على دخوله فانه بما ذكرنا ان يكون النبي صلى الله عليه وسلم بحر الهدى
 في غير الحرم وهذا قول ابي حنيفة واني يوسف ومحمد رحمهم الله تعالى ١٢

له قوله صالح النبي صلى الله عليه وسلم المشركين يوم الحد بيعة على ثلاثة اشياء الح مال
 الشئ من الهبام ولو حاصر العدو والمسلمين وطلبوا المواد عنه على مال يدفعه المسلمون

صلى الله عليه وسلم المتشركين يوم الحديبية على ثلاثة اشياء على ان من أتاه من
 المشركين رده اليهم ومن أتاهم من المسلمين لم يردوه وعلى ان يدخلها
 من قابل ويعيم بها ثلاثة ايام ولا يدخلها الا بحلبان السلاح والسيوف والقوس
 ونحوه فجاء ابو جندل يحل في قبوده فردده اليهم متفق عليه وعن انس
 ان قرليتا صالحوا النبي صلى الله عليه وسلم فاشترطوا على النبي صلى الله عليه وسلم
 ان من جاءنا منكم لم نرده عليكم ومن جاءكم منا رده تموه علينا فقالوا يا
 رسول الله أكتب هذا قال نعم انه من ذهب منا اليهم فابعده الله ومن
 جاءنا منهم سيجعل الله له فرجا ومخرجا رواه مسلم وعن البراء بن عازب
 قال اعتمر رسول الله صلى الله عليه وسلم في ذي القعدة فابي اهل مكة ان
 يدعوه يد حل مكة حتى فاصاهم على ان يد حل يعني من العام المقبل يقيم
 بها ثلاثة ايام فلما كتبوا الكتاب كتبوا هذا ما قاضى عليه محمد رسول الله قالوا
 لا نقر بها فلو تعلم انك رسول الله ما معك ولكن است محمد بن عبد الله
 فقال اننا رسول الله وابا محمد بن عبد الله ثم قال لعلي بن ابي طالب امح
 رسول الله قال لا والله لا امحوك ابدا فاحذر رسول الله صلى الله عليه وسلم وليس
 يحسن يكتب فكتب هذا ما قاضى عليه محمد بن عبد الله لا يد حل مكة بالسلاح
 الا السيف في الغراب وان لا يخرج من اهلها باحد ان اراد ان يتبعه وان لا
 يبيع من اصحابه احدا ان اراد ان يقيم بها فلما دخلها ومضى الاجل اتوا عليها

= اليهم لا يجعله الامام لما فيه من اعطاء الدية اى البقيصة وليس للمؤمن ان يدل
 نفسه فالعرة حاصبة الايمان قال تعالى والله العرة والرسوله وللمؤمنين الا اذا حانت
 الامام الهلاك على نفسه والمسلمين فلا بأس ١٢

فقالوا قل لصاحبك اخرج عنا فقد مضى الاجل فخرج النبي صلى الله عليه وسلم متفق عليه وعن عائشة قالت في بيعه الساعان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان بمتحنهن بهذه الآية بايها النبي اذا جاءك المؤمنات ببايعتك فمن اقرت بهذا الشرط منهن قال لها قد بايعتك كلاما يكلمها به والله ما مست يده به امرأة قط في المبايعة متفق عليه وعن اميمة بنت رقيقة قالت بايعت النبي صلى الله عليه وسلم في نسوة فقال لنا فيما استطعتن واطقتن قلت الله ورسوله ارحم بنا منا يا نفسنا قلت يا رسول الله بايعنا تعضضنا قال انما فرلى لمائة امرأة كقولي لامرأة واحدة رواه الترمذي والسنائي وابن ماجة ومالك في الموطا وقال الترمذي حديث حسن صحيح وعن المسور ومروان انهم اصطلموا على وصع الحرب عشر سنين يأمن فيهن الناس وعلى ان بيننا عينة مكفوعة وانه لا اسلال ولا اعلان رواه ابو داود ومروى البيهقي في دلائل النبوة في ابواب قصة الحديبية عن عمرو بن الزبير وموسى بن عقبة مرسلان ذكر القصة وفي آخرها فكان الصلح بين رسول الله

له قوله انهم اصطلموا على وصع الحرب عشر سنين الخ قال الشرح ان الهام لا يقتصر حوار مدة الموادعة على المدة المذكورة وهي عشر سنين لأن ما علل جوازها به هو حاجة المسلمين او موت مصلحتهم فانه قد يكون ما اكثر من خلاف ما اذا لم تكن الموادعة او المدة المسماة حين للمسلمين فانه لا يجوز لانه ترك للجهاد صورة ومعنى وما ايجب الا باعتباره جهاد وذلك انما يتحقق اذا كان حذر المسلمين والاهو ترك للمأمورة وبهذا يتدفع ما نقل عن بعض العلما من منعه اكثر من عشر سنين وان كان الامام غير مستظهر وهو قول الشافعي ولذلك قلنا لاحد لها وان تعديروا تهاموكول الى رأى الامام واقضاء الحال كذا في المرات ١٢

صلواته عليه وسلم وبين قرأتين سنتين وقال في العيادة فكانت المدة المروية وهي
عشر سنين من المقدرات التي لا تمنع الريادة والنقصان لان المدة المودعة
تدور مع المصلحة وهي قد تزيد وقد تنقص وعن صفوان بن سليم عن عدة
من ابناء اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم عن آباءهم عن رسول الله صلى الله
عليه وسلم قال الامن ظلم معاهد او انتقصه او كلفه فوق طاقتة او اخذ منه
شيئا بعير طيب نفس فانا نجحيد يوم القيامة رواه ابو داود.

باب اخراج اليهود

من جزيرة العرب

وقول الله عز وجل انما المشركون نجس فلا يقربوا المسجد الحرام بعد
عامهم هذا وان حرمتم عيلة فسوف يغنيكم الله من فضله ان شاء الله عليم
حكيم عن جابر بن عبد الله قال اخبرني عمر بن الخطاب رضى الله عنه انه
سمع رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول لا يخرجن اليهود والنصارى من جزيرة

له قوله لا يخرجن اليهود والنصارى من جزيرة العرب الح ولم يتفق لرسول الله صلى الله
عليه وسلم ذلك ثم اخرج عمر رضى الله عنه اليهود من حيدر الى الشام قال السامى قوله
ارض العرب في مختصر تقويم البلدان جزيرة العرب خمسة اقسام تهامة ونجد وحجاز
وعروض ويمن فاصاتهامة في الناحية الجنوبية من الحجاز وما بعد وهي الناحية
التي بين الحجاز والعراق وما الحجاز وهو حل قبل من اليمن حتى يصل بالشام وقيل
المدينة وعمان وما العروض فهو السامرة الى البحر وما سمي الحجاز حجازا

العرب حتى لا ادع فيها الا مسلما رواه مسلم وفي رواية لئن عشت ان شاء الله

لانه يحريين تحددوا ليمامة نظم بعضهم حدا طولا وعرضا بقوله جريدة هذه الاعراب
 حدثت بـ محمد علمه للحشر باقى بـ فاما الطول عند تحقيقه بـ فمن عدن الى ربو
 العراق بـ وساحل جده ان سرت عرما بـ الى ارض الشام بالاتفاق بـ اهر ووجب
 ابو حنيفة ومالك والشافعي وغيرهم من العلماء اخرج الكافر من جزيرة
 العرب وقالوا لا يجوز تمكسهم سكتها وقال في البدائع واما ارض العرب فلا يترك
 فيها كنيسة ولا بيعة ولا يساع فيها الحرم ولا الحدير مصر اكان او قربة او ماء من مياه
 العرب ويسمع المشركون ان يتحدوا ارض العرب سكتا وطبا كذا ذكره محمد رحمه الله
 تفصيلا لارض العرب على غيرها وتطهيرها عن الدين الباطل قال علمه الصلوة والسلام
 لا يجتمع ديان في جزيرة العرب واختلفت في ان هذا الحكم لجميع جزيرة العرب او لبعضها
 فذهب الى الاول وقلنا عم هذا الحكم لجميع جزيرة العرب ولكن الشافعي ذهب الى
 الثاني وحصل هذا الحكم بالحجاز ثم قال لا يمنع الكفار من التردد ومسافرين في الحجاز ولا
 يمكن من الاقامة فيه اكثر من ثلاثة ايام وقال في الدر المختار ورد المختار ولو دخل
 لتجارة جار ولا يطيل فيسمع من ان يطيل فيها البكت حتى يتحد فيها مسكنا لان حالهم
 في المقام في ارض العرب مع الترام الحرية كحالهم في غيرها بلا حرية وهناك لا يمنع
 من التجارة بل من اطالة المقام فذلك في ارض العرب تشرح السير وظاهره ان حد
 الطول سنة تأمل واما دخوله مكة وحرمها فلا يجوز عند الشافعي وجوز
 اما ما ابو حنيفة دخوله المسجد الحرام والحرم وحجة الشافعي قوله تعالى اما
 المشركون محس فلا يقرنوا المسجد الحرام بعد عامهم هذا فعدم القربان عنده
 عبارة عن عدم الدخول فيسمعون من دخول المسجد الحرام خاصة عملا بظاهر الآية

لا يخرج اليهود والنصارى من جزيرة العرب ومروى أحمد عن أبي عبيدة

وما لك رحمه الله كما يمنع الدخول عن المسجد الحرام يمنع عن سائر المساجد قياسا عليه وعندنا معنى عدم القربان مع الحج والعمرة أي لا يدخلوا المسجد الحرام لأجلهما ولا يصعدون من مجرد الدخول فيه وفي سائر المساجد ويؤيدنا قوله تعالى بعد عامهم هذا ادلنا سب النبي عن الدخول التقييد بعد العام بخلاف النبي عن الحج والعمرة لانه لا يكون الا بعد عام فكله قيل لا يتمكوا من الحج مرة اخرى وكذا يؤيدنا قوله تعالى وان حلفتم عيلة فسوف يغتلبكم الله من فصله ان شاء لان معناه ان حلفتم فقرا بسبب ان الكفار يأتون الى المسجد الحرام للحج جماعة وجماعة وليستعلون منه بالتجارة فلو منعاهم لغات العمل بالتجارة وهي سبب لثقتنا فدل بالهجر فلا تحستوا منه فسوف يغتلبكم الله من فصله ان شاء من العوائم او المطرا والبيات او مستأجرا حرج الاسلام او غير ذلك وهذا المعنى انما يباين سب النبي عن الدخول للحج والعمرة اذ من المعلوم ان لو كان المراد النبي عن مجرد الدخول فيه لم يحا فوامده عبلة اذ يمكن ان لا يدخلوا المسجد الحرام وليستعلون بالتجارة في بلدة مكة ويكون ذلك سببا لثقتهم انتهى وفي المدارك فلا يقرنوا المسجد الحرام فلا يحجوا ولا يعمره واكما كانوا يفعلون في الحاهلية بعد عامهم هذا وهو عام تسع من الهجرة حيث امر ابو بكر رضي الله عنه على الموسم وهو مذهبنا ولا يمنعون من دخول الحرم والمسجد الحرام وسائر المساجد عندنا وعند الشافعي يمنعون من المسجد الحرام خاصة وعند مالك يمنعون منه ومن غيره التقطته من بدل المحمرد والمرقات والعرف السدي والدر المختار وهرد المختار والتفسيرات الاحمدية ١٢

بن الجراح قال آخرا ما تكلم به رسول الله صلى الله عليه وسلم اخرجوا يهود اهل الحجاز
واهل بخران من جزيرة العرب قلنا هذا الحديث الذي فيه الامر بالاجراج
من الحجاز فيه الامر باخراج اهل بخران وليس بخران من الحجاز فلو كان لفظ
الحجاز محصا للفظ جزيرة العرب على العراده او الاعلى ان المراد بجزيرة العرب

له قوله اخرجوا يهود اهل الحجاز واهل بخران من جزيرة العرب قيل والشافعي ما روى
ان النبي صلى الله عليه وسلم قال اخرجوا اليهود من جزيرة العرب اخرجوا اهل الدمة
من الحجاز فحق بعضهم بالسام ونعصهم بالكوفة واجلى ابو بكر قوما فلعنوا الحيد فاقضى
ان المراد بجزيرة العرب هو الحجاز فقط وقد اجيب عن هذا الاستدلال باجوبة
منها ان حمل جزيرة العرب على الحجاز وان صح محارص من اطلاق اسم الكل على البعض
فهو معارض بالقلب وهو ان يقال المراد بالحجاز جزيرة العرب اما لا يحازها بالبحار
كالبحارها بالبحار الخمس واما محارص من اطلاق اسم الجزء على الكل فترجح احد المجازين
معتق الى دليل ولا دليل الاما ادعاء من فهم احد المحاربين ومنها ان في خبر جزيرة
العرب زيادة لم تعد حكم الخبر والزيادة كذلك مقبولة ومنها ان استسباط كون علة التقرير
في غير الحجاز هي مصلحة مدع تنوت الحكم اعني التقرير لما علم من ان المستبطة انما تؤخذ
من حكم الاصل بعد تنويه والدليل لم يدل الاعلى على ان التقرير لا يتبونه لما تقدم في حديث
المسلم والكا فلاترأى باراهما وحديث لا يترك بجزيرة العرب دينان وخرهما فهذا
الاستنباط واقع في مقابلة النص المصريح فيه بان العلة كراهة اجتماع دينين فلو فرضنا
انه لم يقع النص الاعلى اخرجهم من الحجاز لكان المتعيب الحاق بقية جزيرة العرب
به لهذه العلة فكيف والنص الصحيح مصرح بالاجراج من جزيرة العرب وايضا
غاية ما في حديث ابي عبيدة الذي صرح فيه بلط اهل الحجاز ومهمه معارض لمنطوق

المحار فقط كما قال الشافعي لكان في ذلك افعال لبعض الحديث و افعال
لبعض وانه باطل وعن ابن عباس ان رسول الله صلى الله عليه وسلم اوصى بتلا^{ته}
قال احرهوا المشركين من جزيرة العرب واجيروا الوفد بنحو ما كنت اجيزهم

وما في حديث ابن عباس المصريح فيه بلطف حرية العرب والمفهوم لا يقوى على معارضة
المنطوق فكيف يبرحم عليه فان قلت فهل يخص لفظ حرية العرب المدرك مدركة
العام لماله من الاحراء بلطف المحار عدم من حوزا التخصيص بالمفهوم قلت هذا المفهوم
من معاهيم اللقب وهو غير معمول به عند المحققين من ائمة الاصول حتى قيل انه لم
يقل به الا الله قاق وقد تقرر عند فحول اهل الاصول ان ما كان من هذا القبيل يجعل من
قبيل التخصيص على بعض الافراد لا من قبيل التخصيص الاعداد اني تركت اني بيل الاوطار
له قوله احرهوا المشركين من جزيرة العرب اي اليهود والنصارى وهما مسركو اهل الكتاب
لانهم يقولون عذرا من الله واليسيم من الله وكذا المحوس وغيرهم من المشركين قاله في
بدل المحمود وقال الطحاوي في مشكل الآثار وهذا الحديث فيه خلاف ما روياه قلته في
هذا الباب من الدين امر رسول الله صلى الله عليه وسلم ما حلائهم من حرية العرب
لان الدين امر ما حلائهم منها فما روياه فيما تقدم ما في هذا الباب هم اليهود والنصارى
غير ما يخاف ان يكون ذلك اما اني من قبل ابن عيينه لانه كان يحدث من حصة فيحتمل
ان يكون جعل مكان اليهود والنصارى المشركين ولم يكن معه من الفقه ما يميزه بين
ذلك والله اعلم بحقيقة الامر في ذلك علان الثلاثة اولى بالخط من واحد فما خطوا
ذلك اولى من لفظ الواحد مما يحالهم فيه ودل على ما ذكرنا مما قلناه في ذلك ما
قد حدثنا الرضع المرادي قال حدثنا اسد بن موسى قال ثنا حريز بن عبيد الحميد عن قابوس
بن ابي طبيان عن ابيه عن ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا يصلي قسستان

متفق عليه قال الهروي في شرح صحيح مسلم قال سعيد بن حبيب سكت ابن عباس
عن الثالثة او قال فانسيتهما وعن عائشة قالت آخر ما عهد رسول الله صلى الله
عليه وسلم ان قال لا يترك بجزيرة العرب دنان رواه احمد وعن ابى هريرة قال
بينما نحن في المسجد خرج النبي صلى الله عليه وسلم فقال انطلقوا الى يهود فخرجنا معه
حتى جئنا بيت المدراس فقام النبي صلى الله عليه وسلم فقال يا معشر يهود اسلموا
تسلموا اعلبوا ان لا رخص لله ولرسوله وانى اسريد ان اجلبكم من هذه الارض
فمن وجد منكم بحاله تسبنا فليبعه متفق عليه وعن ابن عمر قال قام عمر

= ما رخص على مسلم حرية فدل معنى قوله وليس على مسلم حرية بعد قوله لا
يصلح قتلان ما رخص انه اراد بذلك ان المسلم الذي ليس عليه حرية هو الذي كان
قبل اسلامه على الحرية وهم اليهود والنصارى لا المشركين من العرب ودل ذكره القلة انه
اراد من يدين من لا من لا دين له واليهود والنصارى يديون بما يديون به وهم
دو واقلة والمشركون لا يديون لشيء فليسوا يديون قلة وفي ذلك معنى آخر
لطيف مما يجب ان يوقف عليه وهو ان الذي اوصى به رسول الله صلى الله عليه وسلم
مما ذكر في حديث ابن عباس الذي رواه عن يونس انما كان في مرض موته
بعد ما احق الله عروحل الشرك واهله برسول الله صلى الله عليه وسلم بدحولهم
في الاسلام وقتل من اتى منهم الدحول في الاسلام كما قال الله عروحل وله السلام
من في السموات والارض طوعا وكرها وكان من اسلم طوعا وكرها هم الذين اسلموا
وكان من سواهم ممن احبهم القتل فلم يكن حين اوصى رسول الله صلى الله عليه وسلم
بما اوصى به مما ذكرنا احد فكيف يجوز ان يوصى ما خراج معدومين وانما كانت وصيته
بما خراج موجودين وهم اليهود والنصارى وبالله التوفيق ١٢

خطيباً فقال ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان عامل يهود حيدر على اموالهم
وقال نفركم ما اقركم الله وقد رأيت اجلاءهم فلما اجمع عمر على ذلك اتاه
احد بني ابي الحقيق فقال يا امير المؤمنين اخرجنا وقد اقرنا محمد و
عاملنا على الاموال فقال عمر اظننت اني سويت قول رسول الله صلى الله عليه وسلم
كيف بك اذا اخرجت من حيدر بعد وبك قلوبك ليلة بعد ليلة فقال
هذه كانت هريسة من ابي القاسم فقال كدنت يا عدو الله فاجلاهم
عمر واعطاهم فيمة ما كان لهم من التهر ما الا وابل وعود صامن اكتاب
وحبال وغير ذلك رواه البخاري .

في قوله ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان عامل يهود حيدر لم اعلم ان المهرارعة
لا تصح عند الامام وعندهما تصح منه يفتي للحاجة وفيما سأل على المصارعة لسرط
منها ذكر المدة وقيل في بلادنا تصح بلا بيان مدة وليستدل بهذا الحديث
ويقع على اول نهر ع واحد وعليه الفتوى محتسب ويراريد وعمارة الرايد وعن محمد جواد
بلا بيان المدة وتقع على اول نهر ع واحد ومنه احد الفقيه انو الليت وعليه
الفتوى انما شرط محمد بيان المدة في الكوفة ونحوها لان وقتها متفاوت عندهم
واستدارها واستهاؤها محمول عندهم لكن قال في الحاشية بعد ذلك والفتوى
على القول الاول وتأول هذا الحديث صاحب القول الاول على انه عائد الى مدة العهد لانه
صلى الله عليه وسلم كان عامراً على احراج الكفار من حذيرة العرب وقيل حاد ذلك اول الاسلام
خاصة للنبي صلى الله عليه وسلم قال في السرايا لايه فقد تعارض ما عليه الفتوى وبما لا دلالة
من الحاشين مسروطين المطولات هذا حاصل ما في الدر المختار وروى المختار والهرقات ١٢

باب الفئ

وقول الله عز وجل وما افاء الله على رسوله منهم فما اوجهم عليه من خيل ولا ركاب ولكن الله يسلط رسله على من يشاء والله على كل شئ قدير عن ابن العدي بن عدي الكندي ان عمر بن عبد العزيز كتب الى

سنة قوله الفئ اعلم ان سيوت مال المسلمين اربعة لكل حراقة ومصرف الاول مال الفئ اى الخراج والحربية والمأخوذ من التعلين وهديه اهل الحرب للامام والذي احدها من اهل الحرب بلا قتال ومن جملة هذا النوع ما باحده العاشر من اهل الحرب واهل الذمة ادا مروا عليه ومال اهل بحران وما صرح عليه اهل الحرب على ترك القتال قبل يرول العسكر لساختهم لاجس في ذلك عند ناكل ذلك يصرف الى مصالح المسلمين مثل سد التعور اى تحصيها بالرجال والعدة والدخيرة وساء القباطر والجسور وارراق القضاة والعمال الدين يأخذون الصدقات والرقاء على السواحل ومثل ادراق العلماء اى اصحاب التفسير والفقه والحديث والعلوم الشرعية ومثل المقاتلة ومثل نفقة درارى هو لاء لان نفقة الدرية على الآباء طولهم يعطوا كمايتهم لاحتاجوا الى الاكتساب وانما قيد بقوله بلا قتال لان المأخوذ منهم بالقتال يحسبهم تقسم بين العامين وافاد بقوله كسد التعور بكاف التمثيل انه يصرف ايضا هذا النوع لبحر الكراع والسلاح وعمارة المساكن والرباطات والعدة للعدو وحفر السور العامة وبريمها والصرف على اقامة شعائر المساجد من وطائف الامامه والادان ونحوهما والثاني من انواع بيت المال الزكوة والعشر ومصرفهما ما ذكر في كتاب الزكوة ممن يجوز صرف الزكوة اليه والثالث خمس العنائم والمعادن والركاز ومصرفه ما ذكره الله تعالى في قوله فان الله حمده

من سألته عن مواضع الفئ انه صاحبكم به غير من الخطاب فراه المؤمنون عدلا موافقا
لقول النبي صلى الله عليه وسلم جعل الله الحق على لسان غير وقلبه فرض الاعطية
وعقد لاهل الاديان ذمة بما قرص عليهم من الجزية لم يضرب فيها بحس وكلا

الآية وقد ذكر في كتاب السير والاربع اللقطات والتركات التي لا وارث لها ودية مقتول
لاولى له ومصرفها للقطب الفقير والعقر والدين لا اولياء لهم يعطون منها فقائهم وادويتهم
ويكس منها موتاهم ويعقل منها حاياتهم وعلى الامام ان يجعل لكل نوع من هذه الاسواع
شيئا يحصه ولا يخلط بحصه بحص وان لم يكن في بعضها شئ فله ان يستقرص عليه من
النوع الآخر ويصرفه الى اهل ذلك ثم اذا حصل من ذلك النوع شئ يرد في المستقرص منه
الا ان يكون المصروف من الصدقات او خمس العبيد على اهل المخرج وهم فقراء فانه لا يرد
فيه شيئا لانهم مستحقون للصدقات وكذا في غيره اذا صرفه الى مستحقه وبحسب على الامام ان يبقى
الله تعالى ويصرف الى كل مستحق قدر حاجته من غير زيادة فان قصرت شئ من ذلك كان الله عليه
حسبنا هذا حاصل ما في تروح الكبر ١٢

له قوله لم يضرب فيها بحس قال في رحمة الامة مال الفئ وهو ما احد من مشترك لا حلى كره
بغير قتال كالحرية المأخوذة على الرأس واحرة الارض المأخوذة باسم المخرج او ما تركوه فرعا
وهو نوا ومال المرتد اذا قتل في رده ومال كافر مات بلا وارث وما يؤخذ منهم من العشر اذا
اختلفوا الى بلاد المسلمين او صلحوا عليه هل يحبس ام لا قال ابو حنيفة واحمد في
المعصوم عنه هو للمسلمين كافة فلا يحبس بل جميعه لمصالح المسلمين وقال مالك كل
ذلك هي غير مقسوم ويصرفه الامام في مصالح المسلمين بعد حاجته منه وقال الشافعي
يحبس وقد كان ذلك لرسول الله صلى الله عليه وسلم وما الذي يصح به بعده فقولان احدهما للمصالح
المسلمين والثاني للمقاتلة وما الذي يحبس منه قولان الجديد انه يحبس جميعه وهي رواية

معهم رواه ابوداود في سننه في كتاب الخراج وروى ان النبي صلى الله عليه وسلم
احد الحرية وكذا عمر وكذا معاذ رضي الله عنهما ووصع في بيت المال ولم يخمس
وعن عمر قال كانت اموال بني النضير مما افاء الله على رسوله مما لم يوحف
المسلمون عليه بحبل ولا ركاب فكانت لرسول الله صلى الله عليه وسلم خاصة
يفق على اهله نفقة ستم تم يجعل ما نقي في السلام والكراع عدة في سبيل الله

عن احمد والقديم لا يخمس الا ما تركوه فربما ١٢

له قوله روى ان النبي صلى الله عليه وسلم احده الحرية الخ هذا قول صاحب الهداية اسدل
تفعله عليه الصلوة والسلام فانه احده الحرية من محوس محرو بصاري محراب وقرص
الحرية على اهل اليمن على كل حال لم يبارا ولم يقل قط في ذلك انه حمله بل كان بين
جماعة المسلمين ولو كان لعل ولو بطريق ضعيف على ما قصت به العادة ومخالفة ما
قصت به العادة باطل فوقعه باطل بل قد ورد منه خلافه ابراهيم ابوداود عن ابن
العدى بن عدى الكندي الخ كذا في فتح القدير ١١

له قوله فكانت لرسول الله صلى الله عليه وسلم خاصة الخ قال ابن الهمام معناه ان التصرف
فيها كان اليه كيف شاء ١٢

له قوله تم يجعل ما نقي في السلاح والكراع عدة في سبيل الله قال ابن الهمام ما اوحف
المسلمون عليه من اموال الحرب بعد قتال نصر في مصالح المسلمين كما يصرف الحرام
وكذا الحرية من عمارة القنطرة والحسور وسد التعور وكري الانهار العظام التي لا ملك
لاحد فيها كسيحون وحجون والعراب ودجلة والى اوراق الفصاة والمحتسبين والمعلمين
والمقاتلة وحفظ الطريق من اللصوص فلا يختص به ولا يستحق منه احد قالوا وهي مثل
الاراضي التي اجلوا اهلها عنها والحرية ولا خمس في ذلك عندنا اهر وكان رأى عمر

متفق عليه وعن مالك بن اوس بن الحدثان قال ذكر عمر بن الخطاب يومما الفتى فقال ما انا حق بهذا الفتى منكم وما احد ما انا حق به من احد الا انا على منازلنا من كتاب الله عز وجل وقسم رسوله صلى الله عليه وسلم والرجل وقدمه والرجل وبلاؤه والرجل وعباله والرجل وحاجته رواه ابو داود وعنه قال

ان الفتى لا يحس كما تحس العبيمة بل تكون محملته معده لمصالح المسلمين ومحولة لنوائهم على تفاوت درحاتهم وتفاوت طبقاتهم واليه ذهب عامة اهل الفتوى غير الشافعى فانه كان يرى ان يحس الفتى ويصرف اربعة اجناسه الى المقاتلة والمصالح التقطته من المرقاة ١٢

في قوله ما انا حق بهذا الخ في الحق اشارة الى انه رضى الله عنه ليس انا حق به كما كان عليه الصلوة والسلام انا حق به قوله من كتاب الله عز وجل حال من مارلنا اى حاصلة منه والاطهر ان الاستثناء منقطع اى لكن نحن على مارلنا ومارتنا الميعة من كتاب الله كقوله تعالى للفقراء المهاجرين الآيات الثلاث وقوله سبحانه والسائقون الاولون من المهاجرين والانصار الآية وعدهما من الآيات الدائرة على تفاوت مارل المسلمين وقوله وقسم رسوله صلى الله عليه وسلم بالحر عطف على كتاب الله اى ومن نفسه مما كان سلكه صلى الله عليه وسلم من مراعاة التمييز بين اهل بدر واعحاب بيعة الرضوان ودوى المشاهد الذين شهدوا الحربين المعين وغيره المشار اليه بقوله والرجل وقدمه اى سبقه في الاسلام وقوله والرجل وبلاؤه والمراد مشقته وسعيه والرجل وعباله اى ممن يحميه والرجل وحاجته اى مقدار حاجته فالرجل وقدمه على وجه التفسير لقوله الا انا على مارلنا الخ قال التورستى كان رأى عمر رضى الله تعالى عنه ان الفتى لا يحس وان حملته لعامة المسلمين نصرت في مصالحهم لامرية

كان فيما احتج به عمر رضي الله عنه ان قال كانت لرسول الله صلى الله عليه وسلم
ثلاث صحايا سوا الضمر وخير وفدك اعاءها الله تعالى على نبيه صلى الله عليه وسلم
فاما سوا الضمر فكانت حيسا لنوائبه واما فدك فكانت حيسا لثناء السبيل و
اما خير فجزأها رسول الله صلى الله عليه وسلم ثلاثة اجزاء حزائين بين
المسلمين وخير اتفقه لاهله فمما فصل من نعمة اهله جعله بين ققراء
المهاجرين رواء ابوداود وعن المعبر بن شعبة قال ان عمر بن عبد العزيز
رضي الله عنه جمع بين مروان حين استخلف فقال ان رسول الله صلى الله
عليه وسلم كانت له فدك فكان يفتق منها ويعود بها على صعب بن هاشم

= لا حدمهم على آخر في اصل الاستحقاق وانما التفاوت في التفاصيل بحسب اختلاف
المراتب والمنارل وذلك اما تنصص الله تعالى على استحقاقهم كالمذكورين في الآت
خصوصا منهم من كان من المهاجرين والانصار لقوله تعالى والسابقون الاولون من
المهاجرين والانصار او بتقديم الرسول صلى الله عليه وسلم وتفصيله اما السبق اسلامه واما
بحسب ثلاثه واما السدة احتياجه وكثرة عماله التقطته من الممرقات ١٢
له قوله كان فيما احتج به عمر رضي الله عنه الخ اي استدلاله على ان الفئ لا يفتق
وذلك محصر من الصحابة ولم يكرهوا عليه قاله في الممرقات ١٢
له قوله واما خير فجزأها رسول الله صلى الله عليه وسلم ثلاثة اجزاء الخ في شرح السنة ١
فعل النبي صلى الله عليه وسلم ذلك لان خير كان لها قدر كثره فتم بعضها عبوة وكان
للنبي صلى الله عليه وسلم منها خمس الخمس وفي بعضها صلحا من غير قتال وايحاف حيل وبركات وكان
حيثما حالصا لرسول الله صلى الله عليه وسلم يصعبه حيث اراد الله تعالى من حاجته ونوائبه ومصالح
المسلمين فاقصت القسمة والتعديل ان يكون الجميع بيده وبين الخمس اثلاثا كذا في الممرقات ١٢

ويروج منها اتهم وان فاطمة سألتها ان يجعلها لها فابي فكانت كذلك في حياة
 رسول الله صلى الله عليه وسلم حتى مضى لسبيله فلما ان ولي ابو بكر عمل فيها بما
 عمل رسول الله صلى الله عليه وسلم في حياته حتى مضى لسبيله فلما ان ولي عمر
 ان الخطاب عمل فيها بمثل ما عمل حتى مضى لسبيله ثم اقتطعها من
 ثم صارت لعمر بن عبد العزيز اقرأت امرامعه رسول الله صلى الله عليه وسلم
 فاطمة رضى الله عنها ليس لي نحو وانى اشهدكم انى رددتها على ما كانت
 يعنى على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم وانى بكر وعمر رضى الله تعالى عنهما
 رواه ابو داود وعنه عوف بن مالك ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان اذا
 اتاه الصي قسمه في يومه فاعطى الآهل خطين واعطى الاعزب حظا
 فدعيت فاعطاني حظين وكان لي اهل ثم دعيت بعدى عمار بن ياسر فاعطى
 حظا واحدا رواه ابو داود وعنه ابن عمر قال رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم
 اول ما جاءه شئ بدأ بالمحدرين رواه ابو داود وعنه عائشة ان الذى

له قوله فاعطى الآهل خطين اح ويستفاد منه ان يرفع من مال الصي اوراق المعاتلة و
 درارهم وفسر الدارارى في شرح درر البحار بالروحة والاولاد ولولم يعطوا كفايتهم
 لاحتاجوا الى الاكتساب ولا يفرغون ليقال احدته من الهداه وورد المختار وقال في
 سيل الاوطار وفيه دليل على انه يسعى ان يكون العطاء على مقدراتنا الرجل الذى يلزم
 بفقته من الساء وغيرهن ادعير الروحة مثلها في الاحتياج الى لمائة ١٢
 ثم قوله بدأ بالمحدرين اى المعتقين وذلك سهم نوم لا يوان سهم وانما يدخلون في حملة
 مواليتهم وقال بعض الشراح اى مدأنى اول وقت يحيى الصي باعطائه نصيب المكاتبين
 قال ابن الملك وقيل اى المبردين لطاعة الله حلوصا كذا فى المرقاب ١٢

صلی اللہ علیہ وسلم اتی بطیفة فیہا خرز فقسمہا للحرۃ والامۃ قالت عائشۃ کان
انی یقسم للحر والعبد رواہ ابو داود۔

كتاب الصيد والذباح

وقول الله عز وجل يسألوك ماذا احل لهم قل احل لكم الطيبات
وما علمتم من الجوارح مكلبين تعلمون نهن مما علمكم الله فكلوا مما امسك

له قوله كان اني يقسم للحر والعبد اي يعطى كل واحد من الحر والعبد بقدر حاجتيه من الفوق
والظاهر ان يكون المراد من العبد والامۃ المعتوقين او المكاتبين اذ المملوك لا يملك و
يعقده على مالكه لا على بيت المال كذا في المرقآت ١٢

ثم قوله وما علمتم من الجوارح الخ والمراد من الجوارح كواسب الصيد من سباع الهائم
والطير كالكلب والهدوء والعقاب والصقر والبارى والساہين وغير ذلك من دى باب او محلب
هذا هو قول الشافعى وهو رواية عن ابى يوسف وهو المذكور فى الديصاوى
والكتاب وحال فى المدارك وقيل الجوارح من الجراحة فيكون الحرح شرطاً للحل وهو
مذهب ابى حنيفة رحمه الله صرح بذلك فى الهداية حيث قال اولاً ان الجوارح
هو الكواسب فى تأويل تم ذكر ان فى قوله تعالى وما علمتم من الجوارح ما يشير الى اشتراط
الحرح اذ هو من الجراحة فى تأويل ولا تنافى بينهما وابو يوسف لم يشترط رجوعاً الى التأويل
الاول وجملۃ ما فهم من الآية ان من ارسل كلباً او صقراً الى صيد يحل له ذلك الصيد
بشرائط الاول ان يكون الكلب او الصقر للمسلم وما فى معناه ويكون معلماً ثم يعلم
المعلم بترك اكل الكلب ثلاث مرات ورجوعه الى صاحبه والثانى ان يكون بحرحه

عليكم وادكروا اسم الله عليه واتقوا الله ان الله سبحانه الحساب وقوله تعالى
احل لكم صيد البحر وطعامه ماعالكم واللسارة وحرمة عليكم صيد البر ما دمتم حرما
واتقوا الله الذي اليه تحشرون وقوله تعالى واد احللتم فاصطادوا وقوله
تعالى حرمت عليكم الميتة والدم ولحم الخنزير وما اهل لغير الله به والميتة و
الموقودة والمتردية والنطيحة وما اكل السبع الا ما دكتم وقوله تعالى ويحرم عليكم
الحماة عن عدي بن حاتم رضى الله عنه قال قال لى رسول الله صلى الله عليه وسلم
اذا ارسلت كلبك فادكر اسم الله فان امسك عليك فادر كته حيا فادبجه وان

النته عنده والثالث ان يسمى عند الارسال والرابع انه يدركه ذكاه تايبا وان لم
يدركه كفى فان قدسنى من السم وط المدكوره فان لم يكن معلما او يكون معلما لكن لم يخرج اوله
يسم عند الارسال او ادركه حيا ولم يدكه تايبا او شاركه كلب غير معلم او كلب لم يدكر اسم الله
عليه او كلب محوسى حرمة النتة هذا هو بيان احكام الاصطيا بالسباع وهكذا الحال فى
الاصطيا برمى السهم ان رمى سهمها الى صيد وسمى وجرح اكل فان لم يدركه حيا كفى و
ان ادركه حيا ذكاه تايبا مسبيا فان لم يسم عليه اوله يخرج حيا او ادركه ولم يدكه حرمة النتة
كذا فى التفسيرات الاحمدية ٢

له قوله ويحرم عليهم الحماة وفيه دليل على حرمة ما سوى السمك من حيوان البحر لان كلها
حيات فيكون رد على الشافعى رحمه الله فى حلية جمع حيوان البحر كذا فى التفسيرات الاحمدية
له قوله اذا ارسلت كلبك الم قال فى الهداية واد ارسل كلبه المعلم او ماريه ودكر اسم الله
تعالى عند ارساله فاحد الصيد وحرمة فمات حل اكله لما رويما من حديث عدي رضى الله
عنه ولان الكلب او الماري آلة والدخ لا يحصل بمجرد الآلة الا بالاستعمال وذلك صهيها بالارسال
فقول مبرلة الرمى وامرارا المسكين فلا بد من التسمية عنده ولو تركه ماسيا حل ايضا على

أدركته قد قتل ولم يأكل منه فكله وإن أكل ولا تأكل فإنما أمسك على نفسه

ما نبهنا وحرمة متروك التسمية عامدا في الدائم ولا بد من الجرح في ظاهر الرواية
روايتي عليه، ليتحقق الدكاة الاضطرابي وهو الجرح في أي موضع كان من البدن
يا تنساب ما وجد من الآلة الله بالاستعمال وفي ظاهر قوله تعالى وما علمتم من
الخوارج ما يستر إلى اشتراط الجرح أدهو من الجرح بمعنى الخراطة في تأويل يجعل على
المخارج الكاسب بانه ومخلبه ولا تنافي وفيه أحد ما يبين وعن أبي يوسف رحمه الله
أنه لا يشترط وهو عا إلى التأويل الأول وحواله ما قلنا فإن أكل منه الكلب أو الفهد لم
يؤكل وإن أكل منه الباري أكل والفرق أن بدن الباري لا يحتمل الضرب وبدن الكلب
يحتمل فيصرب لبتركه وإن آية التعليم ترك ما هو مألوفه عادة والباري متوحش
متنفر فكانت الإحاطة آية تعليمه أما الكلب فهو ألوف يعاد الانتهاب فكان آية
تعليمه ترك مألوفه وهو الأكل والاسلاب وقوله فإن أكل منه الكلب الخ هو مؤيد
بما روينا من حديث عدي رضي الله عنه وهو حجة على مالك وعلى الشافعي رحمه
الله في قوله القديم في اباحة ما أكل الكلب منه اهـ وقال في نتائج الأفكار فإن قيل
روى أبو ثعلبة الخشني رضي الله عنه أنه علب السلام قال في صيد الكلب وإن أكل منه
وذلك دليل واضح لما لك والشافعي قلت رواية أبي ثعلبة معارضة لمحدث عدي
وحديث عدي مرجح على حديث أبي ثعلبة لأنه حديث يحمل ما أكل منه الكلب وحديث
عدي يحرم ما أكل الكلب منه وقد عرف في أصول الفقه أن المحرم يرجح على المحل عند
التعارض فيجعل باسمه المحل بحديث عدي دون حديث أبي ثعلبة انتهى
وفي الهداية وإن أدرك الهرسل والصيد حيا وحب عليه أن يذكيه وإن ترك تذكيته حتى
مات لم يؤكل وكذا الباري والسهم لأنه قد روي الأصل قبل حصول المقصود بالبدال أو المقصود

فان وجدت مع كلبك كلبا غيره وقد قتل فلا تأكل ما لك لا تدري ايهما قتل واذا
رمىته بسهمك فادكر اسم الله فان غاب عنك فوما علم تجد فيه الا اثر سهمك ^{تكل}

هو الا باحالة ولم تتست قتل موته فبطل حكم البذل وان حقه الكلب ولم يجرحه لم يוכל
لان الجرح شرط على ظاهر الرواية وان شارب كلب غير معلم او كلب محوسى او كلب لم يذكرا
اسم الله عليه يريد به عمد الم يוכל لما روي في حديث عدي رضى الله عنه ولانه
احتمع المبيهم والمحرم في طلب جهة الحرمه فصاوا احتياطا ١٢

له قوله واذا رميت بسهمك الحرمه اذ ارفع سهم بصيد فتحامل الصيد اى بكلف
المتبى او الطران مستعفة مع وقوع السهم فيه وغاب عن الطرفان لم يقعد الراعى
عن الطلب ولم يزل في طلبه حتى وحده ميما فهو حلال وان قعد هو عن طلبه تم
اصابه ميتا لا محل لقوله عليه الصلوة والسلام لا نى ثعلبة اذ ارميت سهمك فعاب
ثلاثة امامى في هذه الرواية عاب عنك فوما فادركته فكله ما لم يتن وروى انه عليه
الصلوة والسلام كره اكل الصيد اذ غاب عن الراعى وما لعل هو ام الارض قتلته فيحمل
هذا على ما اذا قعد عن طلبه والحديث الاول على ما اذا لم يقعد ولا نه يحتل ان
يهوت سبب آخر فيستدريما يمكن التحريم عنه لان الموهوم في المحرمات كالمحقق
وسقط اعتباره فعلا لا يمكن التحريم عنه للضرورة لان الاعتبار فيه يؤدى الى سد باب
الاصطفاة وهذه لان الاصطفاة يكون غالبا في الدار وتوارى الصيد فيها غالب فعالم
يقعد عن طلبه حل ككله دوا للضرورة ولا ضرورة فيما اذا استعمل بعسل آخر فيجوز
وهو القياس في الكل لا سيما بركناه للضرورة فعلا لا يمكن التحريم عنه وبقي على الاصل
فيما يمكن ويستتدريما للحل ان لا يوجد جراحة سوى جراحة سهمه هذا حاصل
ما في شرح الكسر ١٢

ان تسنت وان وجدته غريقا في الماء فلا تأكل منه عن علي بن ابي
سيدة في مصنفه والطبراني في معجمه عن ابي ريس عن النبي صلى الله عليه وسلم
في الصيد يساوي عن صاحبه قال لعلي هو امر الارض فقلته وروى عبد
البراق بخبره عن عائشة مرفوعا وقال علماء باجماع هذا الحديث على ما اذا
قعد عن طلبه والاول على ما اذا لم يقعد وعن ابن عباس قال ما امسك
عليك كلبك ان كان عالما فكل فان اكل فلا تأكل منه فانما امسكه على
نفسه واما الصخر والباري فكل وان اكل فان تعلمه اذا دعوته ان يحبيك
ولا تستطبع صريه حتى تدع الاكل رواه محمد في كتاب الآثار وروى
سعيد بن منصور عن راشد بن سعيد قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم
دبحه المسلم حلال وان لم يسم اذ لم يتعمد وقال البخاري تعليقا قال ان

له قوله وان وجدته غريقا في الماء او وقع في الماء او وقع على
سطح او حبل ثم تردى منه الى الارض لم يؤكل لانه المتردة وهو حرام بالنسبة والانه احتل
الموت بعد الرمي اذ الماء مهلك وكذا السقوط من علوي يؤيد ذلك قوله عليه السلام
لعدي رضى الله عنه وان وقع رميتك في الماء فلا تأكل فانك لا تدري ان الماء قتله
او سهمك وان وقع على الارض ابتداء اكل لانه لا يمكن الاحتراز عنه وفي اعتباره سلامة
الاصطبيات بخلاف ما تقدم لانه يمكن التحرر عنه فصار الاصل ان سب الحرمه والحل
اذا اجتمعوا وامكن التحرر عما هو سب الحرمه بفتح جهة الحرمه احتياطا وان كان مما
لا يمكن التحرر عنه حري وجوده محري عدمه لان التكليف حسب الواسع ١٢

له قوله وان لم يسم اذ لم يتعمد قال في الهداية وان ترك الذابح السميعة عمدا
فالدبحه ميتة لا تؤكل وان تركها ناسيا اكل هذا عندنا وقال الشافعي رحمه الله

عباس من نسي فلا بأس وقال الله ولا تأكلوا مما لم يذكر اسم الله عليه وإنه
لفسق والباسى لا يسمى فاسقا وقال مالك رحمه الله حديث عائشة اذكروا
انتم اسم الله وكلوا كان في ابتداء الاسلام وعن عدى رضى الله عنه قال
قلت يا رسول الله ارمى الصيد فاحدا فيه من الغد سهي قال اذا علمت ان سهمك
قتله ولم ترفيه اترسح فكل رواه ابو داود وقلنا وقد علمت ان في حلها شرطا آخر
وهو ان لا يقعد عن الطلب قال في البدائع وقد روى ان رجلا اهدى الى النى

= اكل في الوجه وقال مالك رحمه الله لا تركل في الوجهين والمسلم والكتاني في ترك
التسمية سواء وعلى هذا الخلاف اذا ترك التسمية عند ارسال المارى والكلب وعند
الرمى وهذا القول من الشافعي رحمه الله مخالف للاجماع فانه لا خلاف ومن كان قلبه
في حزمة متروك التسمية عامدا او بما لحظ في يدهم في متروك التسمية باسمه
مذهب ابن عمر رضى الله عنهما اي يحرم ومن مذهب علي وابن عباس رضى الله
عنه اي يحل بخلاف متروك التسمية عامدا فانه يحرم ولا نقاش ولهذا قال
ابو يوسف والمتأخرون رحمهم الله ان متروك التسمية عامدا لا تسع فيه الاحتياط
ونوقص القاصي نحو اربعة لا يبعد ان يكون مخالفا للاجماع اه وقال العلامة العيني
وبؤيد با هذا الحديث وعليل البخارى ١٢

له قوله حديث عائشة الح وتما منه ما رواه البخارى عن عائشة قالت قالوا يا رسول الله
ان هذا اقواما حدثت عهدهم اشرك با توينا يلحمان لا يدري ايذكرون اسم الله عليها
ام لا قال اذكروا انتم اسم الله وكلوا قال في عمدة القارى وقد استدرك في هذا الحديث
على ان التسمية على الذبحة ليست نواحة ادلوكات واحة لهما امرهم صلى الله تعالى
عليهم ما كل ذبحة الاعراب اهل لبارية واجيب بان هذا كان في ابتداء الاسلام

صلى الله عليه وسلم صيدا فقال له من اين لك هذا قال رميته بالامس وكنت في طلبه حتى هجم على الليل ففطعتني عنه ثم وجدته اليوم ومدررا في فيه فقال عليه السلام انه غاب عات ولا ادرى لعل بعض الهوام اعانك عليه لا حاجة لي فيه وروى عن ابن عباس رضى الله عنه انه سئل عن ذلك فقال كل ما اصميت ودع ما اصب قال ابو يوسف الاصم ما عابده والائمة ماتوا رى عنه وقال هشام عن محمد رحمه الله الاصم ما لم يتوا من عن بصرك والائمة ماتوا رى عن بصرك الا انه اقيم الطلب مقام البصر للصورة وعن ابي ثعلبة الخشني رضى الله عنه قال قلت يا ابي الله انا

والدليل عليه ان ما كان في آخره وذلك في اول الاسلام ويمكن انهم لم يكونوا حائرين بالتسوية ١٢

له قوله يا ابي الله انا بارض قوم اهل الكتاب افاكل في آسبهم الخ استفتي في تعلق المدكور رسول الله صلى الله عليه وسلم عن مسائل في الاكل في آية اهل الكتاب فاجاب النبي صلى الله عليه وسلم بقوله فان وحدتم غيرها اي عداية اهل الكتاب ولا تأكلوا فيها ولا فاعسلوها وكلاهما وهذا الفصل يقتضي كراهة استعمالها ان وحد غيرها مع ان الفقهاء قالوا بخوار استعمالها بعد العسل لا كراهة سواء وحد غيرها ولا واجيب بان المراد النهي عن الآية التي يطحون فيها الخمر الحمار يروى يشرنون فيها الخمر وانما هي عنها بعد العسل للاستعداد وكونها معدة للحاسة ومرار الفقهاء وان الكفار التي ليست مسعولة في الحاسات عاليا قلت التحقيق في هذا ان في حديث ابي ثعلبة هذا اريح الطاهر على الاصل لان الاصل في آية اهل الكتاب والمجوس الطهارة ومع هذا فقد امر بعسلها عند عدم وجود غيرها والصحيح ان

بارض قوم اهل الكتاب افناكل في آنيهم وبارض صيد اصيد نقوسى وبكلى
الذى ليس بمعلم وبكلى المعلم بما يصلح لى قال اما ما ذكرت من آية اهل

الحكم للاصل حتى تتحقق الحاسة ثم يحاج الى الجواب عن الحديث وحيث بحوايين
أحدهما ان الامر بالعسل للاحتياط والاستحباب والثاني ان المراد بالحديث
حالة تحقق بحاستها ويدل عليه قوله في رواية ابي داود ما يحاور اهل الكتاب وهم
يطعمون في فدورهم المحرير ويتربون في آيتهم الحمر فقال رسول الله صلى الله عليه
وان وجدتم غيرها فكلوا فيها واشربوا وان لم تجدوا غيرها فاعسلوها بالماء واكلوا
واشربوا فافهم المسئلة الثانية عن الصدا لقوس وبالكب المعلم وغير
المعلم فاحاب بقوله وما صدت الى آخره ويستفاد منه احكام الاول منه حوار
الصدا لقوس اذا ذكر اسم الله عليه وفي رواية ابي داود من حديث عمر بن شعيب
عن ابيه عن حذو ان اعرابيا يقال له انو تعلقة قال يا رسول الله ان لى كلابا ملكة الحديث
وفيه اقصى في قوسى قال كل ما ردت عليك فوسك دكيا وعردكى قال وان تعيب عى
قال وان تعيب عىك ما لم يصل وتجدي فيه اتر عرسهمك قوله ما لم يصل بكسر
الصاد المهملة واللام التفيلة أى ما لم ستس البانى وبحوب اشتراط التسمية وقد
مرت مباحثها عن قريب الثالث ان الكلب لا يبدان يكون معلما فاذا صاد بكنه المعلم
وذكر اسم الله عند الارسال فانه يؤكل واذا صاد بكنه غير معلم فان ادرك ذكاته يدكى
ويؤكل والا فلا يؤكل الرابع ان ذكر الكلب مطلقا يتناول اى لون كان ابيض او اسود او
احمر فيجوز باى لون كان وفيه حجة على احمد حيث لا يجوز بالكلب الاسود وان كان معلما
الخاص ان منه شرطين كون الكلب معلما والتسمية فاذا ارسل كلبا غير معلم او
ارسل معلما غير تسمية او وجد كلبا قد صاد من غير ارسال فلا يحل صيده الا بان

الكتاب فان وحدتم غيرها فلا تأكلوا فيها وان لم تحدا فاعسلوها واكلوا فيها
وما صدت بفوسك فذكرت اسم الله فكل وما صدت بكليك المعلم وذكرت
اسم الله فكل وما صدت بكليك غير معلم فادركت ذكاته فكل متفق عليه
وفي رواية الترمذي عنه قال قلت يا رسول الله اما اهل سفر نهر السموذ
والنصارى والمجوس فلا نجد غير آبتهم قال فان لم تحدا وغيرها فاعسلوها بالباء
ثم كلوا فيها واشهرنا وروى الترمذي وابوداود عن فيصة بن هلب عن ابيه
قال سألت النبي صلى الله عليه وسلم عن طعام النصارى وفي رواية سأله رجل فقال
ان من الطعام طعاما اخرج منه فقال لا يتخلجن في صدرك شئ ضارعب فيه
النصارية وعن عدي بن حاتم رضى الله عنه قال قلت يا رسول الله اما يرسل
الكلاب المعلمة قال كل ما امسك عليك قلت وان قتل قال وان قتل قلت

عيدركه وفيه حياة مستقرة ثم يديه قاله في عمدة الفارى وقال في المرات ولما كان السؤال
مر كما من مسالتين قال معصلا في الخواب اما ما ذكرت من آية اهل الكتاب اى ومن
الاكل فيها فان وحدتم غيرها فلا تأكلوا فيها اى احتياطا لقوله صلى الله عليه وسلم دع ما يريبك
اى ما يريبك وتروها عن استعمال طروفهم المستعمله في ايديهم ولو بعد العسل وتصدرا عن
مخالطتهم على طريق المبالغة وهذا هو التقوى وما بعده حكم الفتوى والعدة
بعموم اللفظ لا بخصوص السبب الآتى ذكره وان لم تحدا وائى غيرها فاعسلوها امر وجوب
اذا كان هناك غلبة الطر على محاستها وامر شديد اذا كان الامر بخلاف ذلك قاله
ابن الملك امره صلى الله عليه وسلم بعسل اهل الكفار فيما اذ اتيقن محاسته وما لا فكر اهته
تنزيهة واكلوا فيها ١٢

له قوله كل ما امسك عليك في هذا الاطلاق المطابق لقوله تعالى فكلوا مما امسك عليكم

أنا رمي بالمعراص قال كل ما حرق وما اصاب بعرضه فقتل فانه وفيد فلا تأكل
 من عليه وعنه ان النبي صلى الله عليه وسلم قال ما علمت من كلب او بامر
 تم ارسلته ودكرت اسم الله فكل مما امسك عليك قلت وان قتل قال اذا
 قتله ولحم يأكل منه شيئا فانما امسكه عليك رواه ابو داود وعن حارث قال نهيتم

من عرقه بالحرع ما شد لما روى الحسن عن ابي حنيفة وابي يوسف
 انه لا يشترط الحرع وظاهر المذهب انه يشترط جرح ذي الباب ودي المحلب للصيد
 في اى موضع كان لتحقيق الدكاة الا اضطراريه قالوا ووجهه ان المقصود احرار الدهر المسفوح
 وهو بالحرع عادة فاقم الجرح مقامه كما في الدكاة الاحدياريه والرمي بالسهم ولانه لو لم
 يحرعه صار موقوده وهي محرمة بالنص والفتوى على ظاهر الرواية والاصل هنا ان
 الموت ان حصل بالحرع يبين يؤكل وان حصل بالقتل او سلك فيه لا يؤكل حتما واحتياطا
 احديثه من الهرقات والعناية ١٢

له قوله انا رمي بالمعراص الخ قال في الهداياه وما اصابه المعراص بعرضه لم يؤكل وان حرقه
 يؤكل لقوله عليه السلام فيه ما اصاب بمحده فكل وما اصاب بعرضه فلا تأكل ولانه لا بد
 من الحرع لتحقيق معنى الدكاة على ما قدمناه ولا يؤكل ما اصابه السدقة فمات بها لا تأكل
 تدق وتكسر ولا تحرق نصا كما لمعراص اذا لم يحرق اه وقال في المرافع قال النووي
 الوقيد والمونود هو الذي يقتل بعد محمد من عصا او حجارة غيرهما والتفقوا على انه
 اذا اصطاد بالمعراص فقتل الصيد بمحده حل وان قتله بعرضه لم يحل وقالوا لا يحل ما قتله
 بالسدقة مطلقا لحدت المعراص وقال مكحول والاورعي وغيرهما من فقهاء التمام
 يحل ما قتل بالمعراص والسدقة ١٢

له قوله بهما عن صيد كلب المحوس لس المعنى على ما يتبادر من اللفظ من اختصاص

عن صيد كلب المحوس رواه الترمذي وعن عبد الله بن عمرو بن العاص ابن
رسول الله صلى الله عليه وسلم قال من قتل عصورا فما فوقها بغير حقها سأله الله
عن قتله فيل يا رسول الله وما حقها قال ان يدبها فيأكلها ولا يقطع رأسها
ودرعى بها رواه احمد والسنائي والدارمي وعن ابى واقد الليثي قال قدم الذي
صلى الله عليه وسلم المدينة وهم يحجون اسمه الايل ويقطعون الياب العم فها

الكلب بالمجوسى بل المراد صبيده بالكلب سواء كان كلب مسلم او مجوس ويجوز صيد المسلم سواء
كان بكلب المسلم او بالمجوسى فانه في الكوكب الدرى وقال في الهداية ولا يؤكل صيد المجوسى
والهرى والوتى لانهم ليسوا من اهل الدكا على ما يباهى في الذائح ولا بد منها في اناحة الصيد
بمخلاف النصارى واليهودى لانهما من اهل الدكا اختيارا فكذا اصطارا انتهى وقال في المرقاة
وقد قال علماءنا بشرط كون الذائح مسلما لقوله تعالى الا ما دكيتم او كتابيا ولو كان الكتابى
حرييا لقوله تعالى وطعام الدين او ثرو الكتاب حل لكم المراد منه مدكاتهم لان مطلق الطعام
غير المدكى يحل من اى كافر ويستترط ان لا يذكر الكتابى غير الله عند الذائح حتى لو دبح مدكر
المسيح او غيره لا تحل ويحتنه لقوله تعالى وما اهل بعد الله به لامن لا كتاب له مجوسيا لما سبق
او وثيبا لانه مثل المجوسى في عدم التوحيد ١٢

له قوله من قتل عصورا فما فوقها بغير حقها لم قال في سل الاوطار فيه دليل على تحريم قتل العصور
وما تناكله لحرد العت اه لذلك قال في الدر المختار وحل اصطيد ما يؤكل لحده وما لا يؤكل
لحمه لمصلحة حله او شمه او ريشه او لدفع شره وكله مشروع لا لطلاق النص وهو اذا حلقم
ما اصطادوا ١٣

له قوله وهم يحجون اسمه الايل ويقطعون الياب العم لم قال في الذائح وعلى هذا يحرم ما
اذا قطع من الذائح قطعة او من لحمها انه لا يحل المان وان دبحت الذائح بعد ذلك لان

ما يقطع من الهيمة وهي حية في مبيته لا تؤكل رواه الترمذي وابوداود وعن
ابن الطييل قال سئل على هل خصكم رسول الله صلى الله عليه وسلم بشئ فقال
ما خصنا بشئ لم يعم به الناس الا ما في فراغ سيفي هذا فخرج صحيفة فيها
لعن الله من ذبح لغير الله ولعن الله من سرق منار الارض وفي رواية من
غير منار الارض ولعن الله من لعن والده ولعن الله من آوى محدثا رواه مسلم
وعن رافع بن خديج قال قلت يا رسول الله انا لا اقوال العدو وعدا وليست معا
مدى أمد ثم بالقصب قال ما ابهر الدم وذكرا سم الله فكل ليس السن

بحكم الذكاة لم يثبت في الحرم المان وقت الامانة لانعدام ذكاة النساء لكونها حية وقت الثانية
وحال قرات الحياة كان الحرم مفصلا وحكم الذكاة لا يطهر في الحرم المفصل اهـ وقال في
الهداية وادارعى صيدا فقطع عصا منه اكل الصيد لما يباهر من ان الرمي مع الحرم
مبيح فلما قطع العصور كان الحرم موحدا لا محالة يحل ولا يؤكل العصور قال الشافعي رحمه الله
اكل ولنا هذا الحديث ولو صوب علق نساء فابان رأسها يحل لقطع الاوداج وبكره هذا
الصبيح لا يلاعه الجماع ١٢

له قوله لعن الله من دبح لعن الله قتاله في الدر المختار رحمه لقدر الامير ونحوه كواحد من العطاء
يحرم لانه اهل به لعن الله ولو وصية ذكر اسم الله تعالى ولو دبح للصيف لا يحرم لانه سنة الحلال واكرام الصيف
اكرام الله تعالى والفارق انه ان قدمها لياكل منها كان الذي يحرم الله والمنفعة للصيف او للوليمة او للرحم
وان لم يقدمها لياكل منها ليدفعها لغيره كان لتعظيم عند الله فتحرم وهل يكفر قولان برأية وشرح
وهي اية اهـ وقال في رد المختار وهل يكفر اي مما يبيد ويبين الله تعالى ادلعتي بكفر مسلم امكن
حمل كلامه او فعله على محمل حسن او كان في كفره خلاف ١٢

له قوله فكل ليس السن والظن الحرم قال في البدائع وجملته الكلام منه ان الآلة على صريح

والظم وسأحدثك عنه أما السن فعظم وأما الطم فمدي الحش وأصانته ابل
وعم فدم منها يعير فرماه رجل نسهم فحبسه فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان
لهذه الابل او ابدك او ابد الروح فادعلكم منها شئ فافطوانه هكذا امتنع عليه
وروى البخاري عن كعب بن مالك انه كان له غنم برعى سلع فابصرت

آلة تقطع وآله تقسم والتي تقطع نوعان حادة وكليلة أما الحادة فيجوز الدبح بها
حديثة اكات او غير حديد والاصل في حوار الدبح بدون الحديد ما روى عن عدي
بن حاتم رضى الله عنه انه قال قلت يا رسول الله ارأيت احدا ما اصاب صيدا وليس معه
سكين ايديكي يهرؤة او لشمه العصا فقال عليه الصلوة والسلام ما به الدمر عاشتت و
ادكر اسم الله تعالى وأما الكليلة فان كانت تقطع يجوز الحصول معى الدبح لكنه يكره لما
فيه من زيادة الالام لاحاده اليها ولهذا امر رسول الله صلى الله عليه وسلم بحديد التسمية
واراحة الديكة وكذلك اذا دبح بظفر مدروع او من مدروع حار الدبح بهما ويكره وقال
الشافعي رحمه الله لا يجوز لهذا الحديث لانه استثنى الطم والسن من الالاحة و
الاستثناء من الالاحة يكون حطرا ولنا انه لما قطع الاوداح فقد وجد الدبح بهما يجوز
كما لو دبح بالمرؤة وليطة القصب وأما الحديث فالمراد السن القائم والظم القائم لان الحشنة
انما كانت تفعل ذلك لاطهار الحلافة وذلك بالقائم لا بالسدروع والدليل عليه انه روى
في بعض الروايات انما كان قرصا بس او حرا بظم والقرص انما يكون بالسن القائم وأما الآلة
التي تقسم فالظم القائم والسن القائم ولا يجوز الدبح بهما بالاجماع ولو دبح بهما كان
ميتة للحديث الذي روي بالان الطم والسن اذ لم يكن مفصلا فالذاخر يعتمد على الذي يبحر فيحقق
فيقسم فلا محل اكله حتى قالوا الواحد غيره يده فامر به كما امر السكين وهو ساكت يجوز ويحل
اكله انتهى ١٢

له قوله فرماه رجل نسهم الخ لذلك قال في الهداية وما استأنس من الصيد فدا كاته الدبح

جارية لما نشاة من عسا موتا فكسرت حخرا فدا بختها به فسأل النبي صلى الله عليه وسلم
فامره ماكلها وقال على العادي واذا صلح الحخر آله للذبح بمعنى الحرح وكذا الطفر
المدروع والسن المدروع عندنا خلاف عن المدروع فانه يوجب الموت بالتقل مع الحدة فتصبر
الذبح في معنى المنخنة نعم يكره الذبح بالمدروع لما فيه من الضرر بالحيوان
كما لو دبح شفرة قليلة وحديث رافع يحمل على القائمتين توفيقا بين الاحاديث
ويؤيده ما رواه الطحاوي عن ابي رحاء العطاردي قال حرحا حخا جافا فصاد رجل
من الثوم راسا فدبحها بطفره فقتوها فاكلوها ولم اكل معهم فلما قدموا المدرسة
سألت ابن عباس رضي الله عنهما فقال لعلك اكلت معهم فقلت لا قال اصببت انما
عليه

وما توخس من النعم فدكاته العقر والحرح لان دكاة الاصطرار انما يصار اليه عند الحرح عن
دكاة الاحتيار على ما مروا بالحرج متحقق في الوجه الثاني دون الاول ١٢

له قوله فكسرت حخرا فدا بختها به الخ قال في الساية والاحسن ان يستدل لا صحاحا بهذا
الحديث وجه الاستدلال ان الاصل في النصوص التعليل والحرج يصح آله للذبح
بمعنى الحرح وكذا الطفر المدروع والسن المدروع خلاف عن المدروع فانه لا يصح آله بكونه
مدى الحسة وهو محتمل الحديث الاول ١٢

له قوله انما قتلها حقا قال الطحاوي في شرح معاني الآثار فلا ترى ان ابن عباس رضي الله عنهما
قد بين في حديثه هذا المعنى الذي به حرم كل ما دبح بالطفر انه الحقيق لان ما دبح به
فانما دبح به لا يحيرها فهو مخبوق فدل ذلك ان ما دبح به من انما دبح بالطفر هو الطفر
المراكب في الكف لا الطفر المدروع وكذلك ما دبح به مع ذلك من انما دبح بالسنة هو عنى
السنة المركبة في العم لان ذلك يكون عصا فاما السنة المدروعة ولا يشهد قول ابن عباس
وانى يثبت ومحمد رحمة الله عليهم اجمعين ١٢

قلها خنقا وفي رواية ابى داود والنسائي عن عدى بن حاتم قال قلت يا رسول الله
 ارأيت احدا ناصبا صيدا وليس معه سكين ايدى به بالمروة وشقة العصا فقال
 امر الدمر بما تشئت واذا ذكر اسم الله وروى ابو داود عن عطاء بن يسار عن
 رجل من بنى حارثة انه كان يرعى لقحة لشعب من شعاب احد فرأى بها
 الموت فلم يحد ما ينحرها به فاحد ويدا فراحته في لنتها حتى اهرق دمه اثم اخبر
 رسول الله صلى الله عليه وسلم فامره باكلها وروى مالك نحوه وفي روايته قال
 ندكها باستطاط وعن ابى العتراء عن ابيه انه قال يا رسول الله اما تكون
 الدكاة الا في الحلق واللثة فقال لو طعنت في فخذها لاجزأ عنك رواه الترمذى
 وابوداود والنسائي وابن ماجه والدارمي وقال ابوداود وهذا دكاة المتردى
 وقال الترمذى هذا في الصرورة وعن ابن عباس وابى هريره ان رسول الله
 صلى الله عليه وسلم هي عن شريطة الشيطان زاد ابن عيسى هي البيضة يقطع منها
 الجلد ولا تقرب الاوداح سميرك حتى يموت رواه ابوداود وعن ابى الدرداء
 قال هي رسول الله صلى الله عليه وسلم عن اكل المحتمة وهي التي تصدر بالسل

له قوله هذا في الصرورة وقال علماء باحرم دميحة لم تذك لعوله تعالى حرمت عليكم
 الميتة والدم ولحم الخنزير وما اهل لغير الله به والميتة والموتودة والمتردية والطيحة
 وما اكل السبع الا ما ذكتم وذكاة الضرورة حرج من كان من المدن وذكاة
 الاختيار دميح الحلق واللثة وعروق الذبيح الملقوم وهو محرى النفس والهوى
 الميم وكسر الراء وهو محرى الطعام والشراب والودجان مفتحتين وهما محرى الدم
 حل الدم بقطع اى ثلاث منها كذا في المرقاة ١٣

منه قوله هي رسول الله صلى الله عليه وسلم عن اكل المحتمة لحم والهوى لان هذا القتل ليس

رواه الترمذي وعنه العرياض بن سارية ان رسول الله صلى الله عليه وسلم نهي
يومر حيدر عن كل ذي ناب من السباع وعن كل ذي مخالب من الطير وعن لحم
الحمار الا هلية وعن المجتهد وعن الحليسة وان توطأ الحمالى حتى يضعن ما في
بطونهن قال محمد بن يحيى سئل ابو عاصم عن المجتهد فقال ان يصب الطير
والشئ فيرمي وسئل عن الحليسة فقال الدث والسيبع يدركه الرجل فاحذ
منه فيموت في يده قل ان يذكرها رواه الترمذي وقال بعض علماءنا يعنى
اذا حصلت لشخص حارسة حتى لا يحور وطوها حتى تصع حملها وكذا اذا تروج
جبل من الربا وعن ابن عمر قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم ينهى ان
تصبر بهيمة او غيرها للقتل متعمق عليه وعنه ان النبي صلى الله عليه وسلم
لعن من اتحد شئاً من الروح عرضاً متعمق عليه وعن ابن عباس ان النبي صلى الله
عليه وسلم قال لا تتحدوا شئاً من الروح عرضاً رواه مسلم وعن حارث قال نهي رسول
الله صلى الله عليه وسلم عن الضرب في الوجه وعن الوسم في الوجه رواه مسلم

= مدح لاصروهم ولا احتساري كذا يعهم من المرات ١٢

له قوله نهي يومر حيدر عن كل ذي ناب من السباع ولا يحور اكل ذي ناب من السباع
ولادى مخالب من الطيور ١٢

له قوله ان تصبر بهيمة او غيرها اى من دوات الروح بلا اكل وشرب حتى يموت فقوله
القتل اى لاجل قتله بالحس الموصوف وفي شرح السمع ارايه ان يحس الحيوان فيرمي اليه حتى
يموت كذا في المرات ١٢

له قوله نهي رسول الله صلى الله عليه وسلم عن الضرب في الوجه اى في وجهه كل شئ الا الكافر
حال القتال فانه قد يلجأ المسلم الى هذه الحال ١٢

له قوله وعن الوسم في الوجه قال النووي الوسم في الوجه معنى بالاجماع فاما وسم

وعنه ان النبي صلى الله عليه وسلم مر عليه حمار وقد رسم في وجهه قال لعن الله
الذي رسمه رواه مسلم وعن انس قال عدوت الى رسول الله صلى الله عليه وسلم
بعده الله بن ابى طلحة ليحنكه فواقنه في يده الميسم بسم ابل الصدقة متفق
عليه وقال في مسائل شتى من الدرا المختار ويجوز قصد البهائم وكنيتها وعن
هشام بن زيد عن انس قال دخلت على النبي صلى الله عليه وسلم وهو يريد فرأيت
يسم شاء حسنة قال في آذانها متفق عليه وعن شداد بن اوس عن رسول
الله صلى الله عليه وسلم قال ان الله تبارك وتعالى كتب الاحسان على كل شئ
فاذا قتلتم فاخسروا القبله واذا ذبحتم فاخسروا الذبح وليحد احدكم شفرته

الآدمي محرام لكرامته ولانه لاحاجة اليه فلا يجوز تعديده واما غير الآدمي فقال جماعة من
اصحاب السامعي يكره وقال المعوى لا يجوز فاشار الى تحريمه وهو الطاهر لهذا الحديث اذ
اللعن يقتضى التحريم واما غير الوجه فمستحب في نعم الزكاه والمحرية وجائز في غيرها واداء اسم
فمستحب ان يسلم العجم في آذانها والابل والبق في اصول الحمادها وفائدة الوسم التمييز
انتهى وقال في الدرا المختار ويجوز قصد البهائم وكنيتها اه وقال في عمدة القارى قال ابو حنيفة
مكره لانه تعديب ومثله وقد هي عنهما واجيب عنه بان ذلك الهى عام وحديث
الوسم خاص فوجب تعديبه قلت اذ علم تقاربهما يقتضى الخاص على العام والافلا
له قوله في يده الميسم يسمل الصدقة اى للعلامة المميزة لها عن غيرها وهو محمول
على غير الوجه وهي خاص به او بلا ضرره كذا في المرات ١٢

له قوله وليحد احدكم شفرته وليرح دميته لذلك قال في الدرا المختار ويحد احدكم شفرته
قبل الاصحاء وكره بعده كالحرب وحلها الى المدح ودحها من قضاها ان نقت حده حتى تقطع
العموى والالوت محل لموبها بلا ذكاة اه وقال في المرات يستحب ان لا يحد بحصاة الذبحة

وليدج ديجته رواه مسلم وعن جابر بن النبي صلى الله عليه وسلم قال دكاه الحسن دكاه
امه رواه ابوداود والدارمي ورواه الترمذي عن ابي سعيد وقال علماء باجملة

ولا يذبح واحدة محضرة الاخرى ولا يحرقها الى مدحها وقد قال علماء باجملة وكراه السحر قبل ان تدر
وكل تعذيب بلا فائدة لهذا الحديث وكراه الجمع وهو ان يبلع السكين الجماع وهو عرق
ابص في خوف عظم الرقعة قيل معنى الجمع ان بعد رأسه حتى يطهر مدحه وقيل ان
يكسر عنقه قبل ان يسكن الاضطراب وكل ذلك مكروه لما منه من زيادة تعذيب الحيوان
بلا فائدة ١٢

له قوله دكاه الحسين دكاه امه اي دكاه الحسن كدكاه امه فمن تحرقه اود بحرقه فوجد
في بطنها حيا ميتة لم يוכל اشعر او لم يستع هذا عند ابي حنيفة رحمه الله تعالى
وهو قول زفر والحسن بن زياد رحمهما الله وقال ابو يوسف ومحمد رحمهما الله
اذا تم خلقه اكل وهو قول الشافعي رحمه الله لقوله عليه السلام دكاه الحسين
دكاه امه معناه عندهم دكاه الام مائة عن دكاه الحسن احدثه من الهداية وقال
الامام السهرسي في مسوطه وابو حنيفة رحمه الله استدرك لقوله تعالى والمحققة فان
احسن احواله ان يكون حيا عند دمه الام فيصوت باحتساس نفسه وهذا هو المحقق
وقال عليه السلام نعدى بن حاتم رضى الله عنه اذا وقعت رميتك في الماء فلا تاكل
فانك لا تدري ان الماء قتله ام سهماك فقد حرم الاكل عند وقوع الشك في سب
رهوق الحياة وذلك موحود في الحسن فانه لا تدري انه مات بعد الام او باحتساس
نفسه وقد يتأني الاحرار عنه في الجملة لانه قد يوهم انفصاله حيا ليدفع وعلل اراهم
فقال دكاه نفس لا تكون دكاه نفسين ومعنى هذا ان الحسين في حكم الحيوان نفس واحدة
مودعة في الامر حتى يفصل حيا فيبقى ولا يتوهم نفاذ الجزء حيا بعد الانفصال وكذلك

الامام ابو حنيفة على التشبيه اى كذا كاه امه يد لبل انه روى بالنصب وان

بعد موت الامر يتوهم انفصال الحس حيا ولا يتوهم لقاء حيوة الحر بعد موت الاصل
والدكاة تصرف فى الحيوة فاذا كان فى حكم الحيوة لمسا على حده فيستترط فيه دكاة على
حده ولا نقول يتعدى بعداء الامر بل يسقيه الله تعالى فى بطن الامر من غير عداء
او يوصل الله اليه العدا كيف شاء ثم بعد الانفصال قد يتعدى الصا بعداء الامر
بواسطة اللس ولربك فى حكم الحر ولما جعل فى سائر الاحكام تبعا لم يتصور تقرير ذلك
الحكم فى الامر دونه حتى لا يتصور انفصاله حيا بعد موت الامر ولو انفصل خاتم ما
لم يحصل بعدهم مع ما انه ليس يتبع فى هذا الحكم وحقيقة المعنى منه ما سأل المطالب
بالدكاة تسهيل الدم لتمييز الطاهر من الحس وبه الامر لا يحصل هذا المقصود فى
الحين او المقصود تطيب اللحم بالصم الذى يحصل بالتوفد والتلتهب ولا يحصل ذلك
فى الحس مدح وهذا الخواب عما قالوا ان الدكاة تسمى على التوسع قلنا نعم ولكن لا ينطبق
بالعدركما لو قتل الكلب الصيد عما او احتياقا وهذا الان المقصود لا يحصل مدون
الحر واما حدة دح الحامل لانه يتوهم ان يفصل الحس حيا مدح ولان المقصود لحم
الامرود دح الحيوان لحم صحيح حلال كما لو دح ما ليس بما كولى المقصود الخلد و
المراد بالحديث التشبيه لا البيابة اى دكوه الحس كدكاة امه الا ترى انه ذكر
الحس اولاً ولو كان المراد البيابة لذكر المائت اولاد من المبوب عنه كما قيل فى الانفاط
الذى استشهد بها ومثل هذا يذكر للتشبيه يقال فلان شبيهه اسه وخط فلان
خط اسه وقال القائل عيناك عيناها وحيدك حدها + سوى ان عظم الساق
ملك دقق + والمراد التشبيه ويصح هذا التأويل فى الرواية بالنصب فان المروع حرف
الكاف قال الله تعالى وهى من مزا السحاب اى كبر السحاب ويحتمل الباء ايضا ولكن

كان مرفوعا فكذلك لانه اقوى في التثنية من الاول ومما يدل على ذلك

جعلنا المدح حرف الكاف لم يحل الحسين وان جعلناه حرف الباء لم يحل ومضى
احتتمع الموحب للحل والموحب للحرمة يغلب الموحب للحرمة والحديث مع
القصة لا يكاد يعم ولوتدت فالمراد من قولهم يخرج من بطنها حين ميت اى
مشرف على الموت قال الله تعالى امك ميت وابهم مستون ومعنى قوله صلى الله عليه
كلوا اى اذ يحرمه وكلوه والمراد بالمراس الصغار فلا يتناول الحسن ولشئ كان المراده
الحسين فيه بيان ان الحسين مأكول وبه نقول ولكن عند وجود الشرط فيه وهو ان يحصل
حياء به فحل به انتهى وقال في المرقاة حدثت انى سعيد الحدادى فمحدث في بطنها
الحسن الملقية امأكله قال كلوه ان شئتم فالظاهر فيه ان وجه بردهم هو ان الحسين
هل يحل دمه ام لا نظرا الى الرحمة والتسفة عليه لكونه صغيرا وحاصل الجواب
انه لا فرق بين الحسن وامه في الدكاة لان كلاهما داب روح وقد احلها الله لنا
بالدخ والافالمتبادر من كونه ميتة ان لا يحل اكله لتعموله لقوله تعالى حرمت عليكم
الميتة فلا وجه لسؤالهم حسدا قال في البدائع وعلى هذا يخرج الحسين اذا خرج
بعد دمه امه ان خرج حيا فله كي يحل وان مات قبل الدخ لا يؤكل بلا خلاف (قال
في بدل المجهر قلت ولكن حكى السامى عن الكفاية ان تقاربت الولادة يكره ذبحها وهذا
المرع لقول الامام رواه اخرج حيا ولم يكن من الوقت مقدار ما يقدر على دمه فمات
يؤكل وهو تهرىح على قولهما اه وهذا يخالف عموم قول البدائع وان مات قبل الدخ
لا يؤكل بلا خلاف وان خرج ميتا فان لم يكن كامل الحلق لا يؤكل ايضا في قولهم جميعا
لانه ممعتى المصعة وان كان كامل المخلق اختلف فيه قال ابو حنيفة رحمه الله لا يؤكل
وهو قول زقروا الحسن بن زياد رحمه الله وقال ابو يوسف ومحمد

تقديم ذكاة الحسين ويؤبده ما روى في موطأ محمد عن ابراهيم انه قال لا تكون

= والشافعي رحمه الله لا بأس بأكله واحتجوا بحديث ذكاة الحسين ذكاة امه فيقتضى
انه يتدكى بذكاة امه ولانه تنح لامه حقيقة وحكما والحكم في التسع يتت بعلة الاصل
ولا في حنيفة قوله تعالى حرمت عليكم الميتة والدم والحسن منته لانه لاحياء فيه
والمنته ما لا يحيا فيه فدخل تحت النص فان قيل الميتة اسم لزمان الحياة فشد
تقدم الحية وهذا لا يعلم في الحيين فالجواب ان تقدم الحياة ليس بشرط لاطلاق
اسم الميت قال الله تبارك وتعالى وكنتم امواتا فاحياكم على انا سلما ذلك فلا بأس
به لانه يحمل انه كان حيا فعانت بموت الامر ويحتمل انه لم يكن فمحرم احتياطا ولانه
اصل في الحية فكون له اصل في الذكاة والدليل على انه اصل في الحية انه بصور نقائه
حيا بعدد ثم الامر ولو كان تنعلا في الحياة لما تصور نقائه كما بعد روال الحية عن
الامر واد كان اصلا في الحية يكون اصلا في الذكاة لان الذكاة تقويت الحياة
ولانه اذا تصور بقائه حيا بعدد ثم الامر لم يكن د ثم الامر سدا لخروج الدم عنه اذ لو
كان لما تصور بقائه حيا بعدد ثم الامر اذ الحيوان الدموي لا يعيثن بدون الدم عادة
فبقى الدم المسفوح فيه ولهذا اذا حرح لسل منه الدم وانه حرام لقوله سبحانه وتعالى
وما مسفوحا وتوله عرشانه حرمت عليكم الميتة والدم ولا يمكن المصيرين لحمه و
دمه فيحرم اللحم ايضا واما الحديث فعذر روى تنصب الذكاة التامة معناه كذكاة
امه اذ التشبيه قد يكون بحرف التشبيه وقد يكون بحذف حرف التشبيه قال تعالى
وهي تتر من السحاب وقال عرشانه يسطرون اليك بطرا المعنى عليه من الموت اى
كسطر المعنى عليه وهذا حجة عليكم لان تشبيه ذكاة الحيين بذكاة امه يقتضى استوائهما
في الاعتبار الى الذكاة ورواية الرفع تحتمل التشبيه ايضا قال الله تعالى وحده عرشانه

ذكاة نفس ذكاة نفسين وعن جعفر بن محمد عن ابيه عن علي قال الحيتان
والخراد ذكي كله رواه عبد الرزاق في مصنفه وروى ابو داود وابن ماجه

= السموات والارض اي عرصها كعرص السموات والارض فيكون حجة عليكم وتحتل
اليامة كما قالوا ولا تكون حجة مع الاحتمال معه انه من اجبار الاتحاد وردد فيما تعم به
العلوى وانه دليل عدم البتوب اد لو كان ثابتاً لانتهم ١٢
له قوله الحيتان والخراد ذكي كله يعني عندنا لا يؤكل مائ الا السمك غير طاف المراد
بالمائ مائ المولد والمعاش دون بري المولد مائ المعاش كعص الطيور فانه يؤكل و
قال مالك والشافعي وجماعة منهم عبد الرحمن بن ابي ليلى يؤكل جميع حيوان
المحر حتى الحرث والسباع والكلب والاسان واستثنى بعض المالكية الكلب والخرير لهم
قوله تعالى احل لكم صيد البحر من غير فصل وقوله عليه الصلوة والسلام في البحر هو الطهور ماء
والحل ميتته ولنا قوله تعالى ويحرم عليهم الحماث وما سوى السمك حيث وبهي الذي
صلى الله عليه وسلم عن التداوي به واذا تحذيره الصمد ع وعن بيع السرطان والصيد
في الآية محمول على الاصطيد وهو مباح فيما لا يحل اكله والميتة المذكورة في الحديث محمولة
على السمك وهو مستثنى لقوله عليه الصلوة والسلام احلت لنا ميتتان ودمان اما الميتتان
فالسمك والخراد واما الدمان فالكبد والطحال والبصوص على تحريم السباع والخرير
مطلقة فتناول البري والبحري واعلم انه قال في ملا مسكين وغيره ان الخلاف
في البيع والاكل واحد وقال الزيلعي سعي ان يحور سعه بالاجماع لطهارته وقوله
غير طاف اي يؤكل السمك حال كونه غير طاف واما الطافي فلا يؤكل عندنا وقال
مالك والشافعي لا بأس بأكل السمك الطافي لان ميتة البحر حلال للحديث ولنا
قوله عليه السلام ما نصب عنه الماء فكلوا وما طفا فلا تأكلوا ولا دليل لهما مما روى =

عن حماران رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ما القاه البحر او جزر عنه فكلوه وما مات فيه وطعا فلا تأكلوه وفيه يحيى بن سليم اخرج له الشيخان فهو ثقة كذا قال ابن معين وقال الشوكاني حديث جابر ما من دابة في البحر الا وقد ذكاه الله ليبي آدم في سنده ضعف.

باب ذكر الكلب

عن ابن عمر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من اقبنى كلبا الاكلب ماشية او صار يقص من عمله كل يوم قدرا طان متعق عليه وفي رواية له ما عن ابي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من اتخذ كلبا الاكلب ماشية او صيدا او مراع انتقص من اجره كل يوم فبراط وقال محمد رحمه الله تعالى

لان المواد سميت البحر ما لعطه حتى يكون موبه مصافا الى البحر ولا تناول ما مات فيه بمرص او نحوه والطافي هو الذي مات في الماء حنف ابعه فيعلو ويظهره مطا على ظهره فان كان ظهره من فوق فليس بطاف فيؤكل كما يؤكل ما في بطن الطافي وهو اسم فاعل من طما الشيء فوق الماء يطمو طموا اذا علا والاصل في هذا ان ما عرف سبب موبه كلفط البحر او محسه في مكان كالخطيرة الصغيرة بحيث يمكن احده من غير حيلة او ابتلاع سمكة او قتل طيرا الماء اياها او اجها والماء عليها حل اكلها لان سبب موبها معلوم ولو ماتت من شدة حر الماء او برده او انخس الماء عن بعضه ومات روى هشام عن محمد ان كان رأسه على الماء لا يؤكل وان كان دسه في الماء ورأسه انخس عنه الماء يؤكل لان خروج رأسه من الماء سبب لموته فكان معلوما بخلاف خروج دبه فحاصل ان الشرط فيه ان يعلم سبب موته حتى لو ان عصا يصب فانه يؤكل ويؤكل العصا ملتقط من شروح الكبر ١٢

في الموطأ ذكره اقتناء الكلب لغير مسفعة فاما كلب الررع او الضرع او الصيد او
الحرس فلا بأس به وروى الترمذي عن ابي هريرة قال نهى النبي صلى الله
عليه وسلم عن ثمن الكلب الا كلب الصيد وروى السائي عن جابر نحوه و
قال في المحرم البقي سدد السائي جيد وروى ابو حنيفة في مسنده عن

نه قوله يكره اقتناء الكلب لغير مسفعة هذا بالاجماع واما بعده فلا يجوز عند الشافعي
مطلقا وبه قال احمد وعند بعض المالكية يجوز بيع الكلب المأدوم ما ساكه و
عندنا يجوز مطلقا الا اذا كان غفورا لا يقل التعليم دلائل الاحاديث السائي ومسند
ابي حنيفة والبيهقي وسائر الادلة مذكورة في الهداية وشرورها كذا في التعليق المحمد
وكتب مولانا محمد عبد الحلیم نور الله مرقداه في هامس الهداية ههنا بحث
وهو ان الدليل احص من الدعوى فان المدعى حوار بيع الكلب مطلقا والحدیث یعیّد جوار
بیع کلب الصيد والمأشیه لأعدو واجیب عنه بوجه الاول ما اختاره في النهاية من
ان يراد بهذا الحديث لانطال مذهب الخصم اد هو يدعى شمول عدم الجوار واما اثبات
المدعى فحديث ذكره في الاسرار برواية عبد الله بن عمر وابن العاص انه قضى
عليه السلام في كلب مارعين درهمان ذكره مطلقا من غير تخصيص في انواع الكلاب
في التخصيص وتخصيص المؤلف دليل على تقوّمه والثاني ما اختاره في الكفاية وغيرها
وهو ان الحديث يدل على حوار بيع جميع الكلاب لان كل كلب يصلح لحراسة الماشية ومن عادة الكلاب
ساحها عند حسن الذئب او السارق والثالث ان ما وراء كلب الصيد والمأشیه ملحق به دلالة فتدبر
ثم قوله فاما كلب الررع اليه قال في العالگیریّة ويحب ان يعلم بان اقتناء الكلب لأهل الحرس حائز
ثم عا وكذا لك اقتساره للاصطفاة مباح وكذلك اقتناءه لمحفظ الررع والمأشیه جائز كذا في المدبرة ١٢
ثم قوله روى ابو حنيفة الخ قال في فتح القدير وهذا الحديث على رأيهم يصلح محصنا و

الهيثم عن عكرمة عن ابن عباس قال رخص رسول الله صلى الله عليه وسلم في
 تمن كلب الصيد وهذا اسد جيد فان الهيثم ذكره ابن حبان في التقات من اثبات
 التابعين وفي رواية للبيهقي عن عبد الله بن عمر بن العاص انه قضى في كلب
 صيد قتله رجل باربعة درهما وقضى في كلب ماشية بكش وعن عبد الله
 ابن معقل عن النبي صلى الله عليه وسلم قال لولا ان الكلاب امة من الامم لامرت
 بقتلها كلها فاقتلوا منها كل اسود بهيم رواه ابو داود والدارمي ونرا د الترمذ

= المخصص بيان للبراد العام فيجوز ان كان دونه في القوة عندهم حتى احراروا تخصيص
 العام والقاطع بخبر الواحد ابتداء فمطل مدعا هم من عموم مع البيع ثم دليل التخصيص
 مما يعلل تعليل احرار كلب الصيد ساطع انه لكونه منتفعا به وحصوص الاصطبياد
 ملغى فصار الكلب المنتفع به خارجا سواء انتفع به في صيد او حراسة ماشية ١٢
 له قوله فاقتلوا منها كل اسود بهيم وقال النووي والعيني اجمعوا على قتل العقور
 واختلقوا فيما لا صر منه فاحد ما لك اصحابه وكثير من العلماء حو ا قتل الكلاب
 الا ما استتى منها ولم يروا الامر بقتل ما عدا المستتى مسوحا بل محكما (وقال
 في المسوى كان قتل الكلاب في صدر الاسلام لعنهم ابلوى باقتناءها فكانوا لا يركون
 اقتناءها الا بالقتل وقيل حصت المدينة بقتل ما فيها من الكلاب من حيث ان المدينة
 كانت محط الملائكة بالوحى وهم لا يدخلون بيتا فيه كلب ثم نسيم وقال انها امة من
 الامم وقال امام الحرم من امر النبي صلى الله عليه وسلم اولان قتلها كلها ثم سم ذلك
 الا الاسود البهيم ثم استقر الشرع على الهى من قتل جميع الكلاب التي لا صر فيها حتى
 الاسود البهيم لذ لك قال في مسائل شتى من الدرا المختار حار قتل ما بضر منها كلب
 عموم وهرة نصر وقال في العالم كبرية قرية فيها كلاب كثيرة ولاهل القرية منها ضرم

والساعي وما من أهل بيت يرتبطون كلبا إلا نقص من عملهم كل يوم قيد الرطل إلا
 كلب صيد أو كلب حرث أو كلب غنم وما روى مسلم عن جابر قال أمرنا رسول الله
 صلى الله عليه وسلم بقتل الكلاب حتى إن المرأة تقدم من البادية بكلبها فقتله
 ثم نهي رسول الله صلى الله عليه وسلم عن قتلها وقال عليكم بالأسود البهيم ذي النقطتين
 فإنه شيطان وقال إمام الحرمين أمر النبي صلى الله عليه وسلم ألا يقتلها كلها ثم
 سمى ذلك إلا الأسود البهيم ثم استقر الشرع على النهي من قتل جميع الكلاب
 إلا الملاحمة وشيئا حتى الأسود البهيم وعن ابن عباس قال نهي رسول الله صلى الله
 عليه وسلم عن التحريش بين البهائم رواه الترمذي وأبو داود.

باب ما يحل أكله وما يحرم

عن ابن عباس قال كان أهل الجاهلية يأكلون أشياء ويتركون أشياء وتقذرا
 فبعث الله نبيه وأمر أن كل ما كان حلالا وحراما حراما فما أحل فهو حلال

في يوم أذاب الكلاب أن يقتلوا الكلاب فإن أوارح الأمر إلى القاضي حتى يلزمهم ذلك
 كذا في محيط السرخسي ١٢

له قوله نهي رسول الله صلى الله عليه وسلم عن التحريش بين البهائم قال في بدل المجهود
 التحريش هو الإغراء وتهيسيم بعضها على بعض كما يفعل بين الخيل والحمال و
 الكباش والديوك وغيرها وإنما نهي عن ذلك لأنه من الملاحمة وفيه إيلا من
 الدواب وأهلكهم وإن كان بشرط من الخاسين فهو قمار أيضا.

وما حرم فهو حرام وما سكنت عنه فهو عفو وتلاقل لأجل ما أوحى إلى محمدا
 على طاعه يطعمه إلا أن يكون ميتة الآية رواه أبو داود وعنه قال نفي رسول
 الله صلى الله عليه وسلم عن كل ذي ناب من السباع وكل ذي مخلب من الطيور رواه
 مسلم وعنه ابن هزيمة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم كل ذي ناب من السباع
 فأكله حرام رواه مسلم وعنه ابن قنادة أنه رأى حمرا وحشيا فعفره فقال النبي
 صلى الله عليه وسلم هل معكم من لحمه شيء قال معنا رجله فآخذها فأكلمها
 فذبح عليه وعنه ابن نعلبه قال حرم رسول الله صلى الله عليه وسلم لحوم الحمر
 الأهلية متفق عليه وعنه راهم الأسلمي قال أتى لا وقد تحت القدر ولحم الحمر

لذته قل لا أحد فيما أوحى إلى الخ وفه تسمية على أن التحريم إنما يعلم بالوحي لا بالهوى
 كذا في المرقاب ١٢

ثم حوله عن رسول الله صلى الله عليه وسلم إليه دعى لا يحل دواب يصيد بناته فحرم
 السباع والمخالب يصيد بمخلبه أي بظفره فحرم نحو الحمامة من سبع بيان لدى باب والسبع
 كل محتجب به منتهى خارج قاتل عاده أو طير بيان لدى مخالب ولا المحشرات هي صغار
 دواب الأرض وأحد ما حشرته والحمر الأهلية بخلاف الوحشية فإنها ولها حلال فإله
 في الدر المختار وقال في رد المحتار وفي الكفاية والموتوى الحرمة لا يبداء وهو طور يكون بالباب
 وتارة يكون بالمخالب أو الحب وهو مد يكون حلقه كما في المحشرات والهوم وقد يكون معارض كما
 في الحلالة والمسمى فيه أن طبيعة هذه الأنعام مدومة شرعا فيحتسب أن يتولد من لحمها شيء
 من طائفتها فيحرم إذا ما لدن آدم كما أنه يحل ما أحل آدم ما له طعن الحموى انتهى وقال
 في الهداية ويبدخل في هذا الحديث الضبع والتعلب فيكون الحديث حجة على المشافعي
 في إباحة لحمها أنه قال لا يبدى وما روى أنه عليه السلام إياها أكلمها محمول على الاستدعاء انتهى

ارنادى منادى رسول الله صلى الله عليه وسلم ان رسول الله صلى الله عليه وسلم ينهاكم عن
لحوم الجحش وراه البخارى وعن جابر قال حذر رسول الله صلى الله عليه وسلم يعنى يوم
حيدر الجحش الاسمية ولحوم البغال وكل ذى ناب من السباع وكل ذى مخلب من
الطيور وراه الترمذى وعن خالد بن الوليد ان رسول الله صلى الله عليه وسلم نهى عن

وفي شرح السنة كل حيوان لا يحل أكله فلا يحل شرب لبنه الا لادمياب يعنى
للأطفال وكل طير لا يحل لحمه لا يحل بيضه كذا فى المرات ١٢

له قوله حرم رسول الله صلى الله عليه وسلم يعنى يوم حيدر الجحش الاسمية ولحوم البغال و
قال فى الدر المختار ولا يحل الجحش الا هليه والمحل الذى امة حمارة فلو امة نهمه اكل اتفاقا
ولو عرسا فكأنه ١٢

له قوله نهى عن اكل لحوم الحمل الجوع والى بدل المحمود واختلفت الروايات عن الامام
ابى حنيفة رحمه الله تعالى فى لحوم الخيل فعلى رواية الحسن عنه انه يحرم اكل
لحم الخيل واما على ظاهر الرواية عن ابى حنيفة انه يكره أكله ولم يطلق المحرم لاختلاف
الاحاديث المروية فى الباب واختلاف السلف وكرهها احيا طائفة المحرمة واما
الاستدلال لاني حذفت رحمة الله عليه على رويته الحسن ما لكتاب فتقوله جل ثناؤه
(والخيل والبغال والحمير لتركبوها وزنها) وستدل به من عباس على كراهة أكلها و
هو انه سئل عن لحم الخيل فقرا هذه الآية ولم يزل يبارك وتعالى لتأكلوها واما السنة
فما روى عن جابر رضى الله عنه ان كان يوم حيدر صاب الناس فاجتمعوا فاحدوا الجحش اهلية
فدحوها فحرم رسول الله صلى الله عليه وسلم لحوم الجحش الاسمية ولحوم الحمل لحدثت وعن
خالد بن الوليد انه قال نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن اكل لحوم الحمل والبغال والحمير
وعن المقداد بن معد يكرب ان النبي صلى الله عليه وسلم قال حرم عليكم الجحش الا هليه

أكل لحوم الخيل والبغال والحمير رواه أبو داود والسنن وفي المتفق عليه عن جابر
أن رسول الله صلى الله عليه وسلم نهي يومئذ عن لحوم الجمل الأهلية وأذن في لحوم
الخيول وعن انس قال ألقينا رنبا بئر الطهران فأخذتها فأتت بها أبا طلحة

وهذا نص على التحريم وبالإجماع وهو أن البعل حرام بالإجماع وهو ولد الفرس
فلو كانت أمه حلالا لكان هو حلالا أيضا لأن حكم الولد حكم أمه لأنه منها وهو
كعصها فلما كان لحم الفرس حراما كان لحم البعل كذلك وأما ما ورد من الاتحاد في
باب الأذن والاماحة فيحمل أنه كان ذلك في الحال التي كان يؤكل فيها الحمير يومئذ
وكانت الخيل تؤكل في ذلك الوقت تعرضت بدل عليه ما روى عن الرهري أنه قال ما
علمنا الخيل أكل إلا في حصار وعن الحسن أنه قال كان أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم
يأكلون لحوم الخيل في مغادتهم فهذا يدل على أنهم كانوا يأكلونها حال الضرورة كما قال
الرهري أو يحمل على هذه الأعمال دليل صيانة لها عن التناقص أو يترجم الحاطر على
المبهم احتياطاً وكتب مولانا محمد يحيى المرحوم قوله وأذن لنا في لحوم الخيل فيه تصريح
بأنه كان ذلك يومئذ في الرواية الآتية تفسر المراد بالأذن أنه كان تعريراً أمه صلى الله عليه وسلم
عليه السلام تروى حاله أروى التحريم ولا شك في أنه أسلم بعد خيبر فلم تكن رواية التحريم
إلا مسأخرة والأصل في روايته الصحيح أنه سمع من غير واسطة وأحمال الواسطة عدول
عن الظاهر فلا يسلم من عذر ضرورة انتهى وقال في الدر المختار لا تحمل الخيل عنده
عندهما والشافعي تحمل وقيل إن أبا حنيفة رجع عن حرمة مثل موته ثلاثة
أيام وعنه الفتوى أنه وقال في رد المحتار فهو مكروه كراهة تدبره وهو ظاهر الرواية
كما في كفاية السهقي وهو الصحيح على ما ذكره مختار الإسلام وغيره فهستأني به نقل تصحيح
كراهة المحرم عن الخلاصة والهداية والمجيب وقاصي حان والعماد وغيرهم

قد بحث الى رسول الله صلى الله عليه وسلم نوركها ومحمد يها فقبله متفق عليه
وعن عبد الرحمن بن شبل ان النبي صلى الله عليه وسلم نهى عن اكل لحم الصب
رواه ابو داود وسكت عنه وهو حسن او صحيح عنده وقال في الدر المختار

وعليه المتون واذا نوا السعداء على الاول لاحلاف بين الامام وصاحبه لانيهما وان
قالا بالحل لكن مع كراهة التدبير كما صرح به في التمهيد لاية عن الرهان قال ط والخلاف
في حيل الدرا ما حيل المحرم فلا توكل اتفاقا ١٢

له قوله فقبله قال في كتاب الرحمة في احلاف الاثمة ان الادب حلال بالاتفاق كذا
في المرافات ١٢

له قوله نهى عن اكل لحم الصب يقال للصب في الفارسية (سوسمار) وفي الهندية (كوه) وهذه
مكروهة عندنا وقال فقهاء ما كراهة تحريمه ومحمد ثونا بكراهة تنزيهه وقال الشافعي
وعيدوا نها حلال ويقول انه عليه السلام كان متوقفا في اول الزمان ثم استقر رأيه على تركه
وقال الشافعية ان الهى كان اولا ثم اجاز النبي صلى الله عليه وسلم واقول الاحاديث الصحاح
في الاحار والهي موحدة والخلاف في التريب وكيفية ما ذكره مسلم في كتابه فانه ذكر الهى
آحرافه في العرف السدي وقال في بدل المجهود ان رسول الله صلى الله عليه وسلم اباحه
اولا ولكن ترك اكله تقديرا واعتدرا به لم يكن في ارض قومي فاحد في اعاده تتردد فيه
باحتمال كونها من المسوحات فلم يأمر فيه لشيء ولعمريه عنه فكان في حكم الاباحه
الاصليه ثم بعد ذلك نهى عنه فصار حراما وهذا الوجه اولى لان فيه تغليب الخطر على
الاباحه ١٢

له قوله وسكت عليه لم قال المندري في اسداده اسمعيل بن عياش وصمصم بن زرعة وفيهما
مقال قلنا اسمعيل ادا روى عن الساميين كان حديثه صحيحا جهة كما صرحوا وصمصم حمص

وما روى من أكله محمول على الابتداء وعن أنى موسى قال رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم يأكل لحم الدحاج متفق عليه وعن زيد بن خالد قال سمى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن سب الديك وقال انه يؤذن للصلاة رواه في شرح السنة و
عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا تسبوا الديك فانه نوط للصلاة رواه
ابوداود وعن أنى اوفى قال عرو بما مع رسول الله صلى الله عليه وسلم سمع عرو
كأنما نأكل معه الحراد متفق عليه وعن أنى عمر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم

فهو شامي لأن حمص من الشام وقد اعترف البيهقي نفسه بان حديثه عن الشاميين صحيح في
ترك الوصور من الدم ولد اسكت علماء ابوداود فهو حسن او صحيح عنده وقد صرح البخاري و
أنى معين وعندهما ان حديثه عنهم صحيح واما مصمم فحمله القول فيه انه صدوق يهمل
هذه الصفة موجودة في كثير من رجال الصحيحين والحديث صحيح وقال العيني وقد صح
الترمذي لأن عباس عن شرحبيل بن مسلم عن أنى امامة فقد صح الاسناد كما في تنسيق الطام
له قوله رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم يأكل لحم الدحاج قال في عمدة القاري وفي الحديث حوار اكل
لحم الدحاج وفي التوضيح قام الاجماع على حله ١٢

فهو قوله كما يأكل معه الحراد قال في عمدة القاري واجمع العلماء على حوار اكله بغير تدكية
الا ان المشهور عند المالكية استراط تدكيته واختلفوا في صحتها فقل قطع رأسه وقال أنى وهب
بحدته دكاته وعن مالك اذا احدث حياته قطع رأسه او شواه او قللاه فلا بأس بأكله وما احدثه
حيا فعطل عنه حتى مات لا يؤكل وذكر الطحاوي في كتاب الصيد ان ابا حنيفة رضي الله تعالى
عنه قيل له رأيت الحراد هو عندك بمزلة السمك من اصاب منه شيئا أكله سمى اولم يسلم
قال نعم قلت وايسما وجدت الحراد آكله قال نعم قلت وان وحدته مما على الارض
قال نعم قلت وان اصابه مطر فقتله قال نعم لا يحرم الحراد حتى على حال انتهى كذا في

أحلت لنا ميتتان ودمان المبتتان الحوت والجراد ودمان الكبد والطحال رواه
 أحمد وابن ماجه والدارقطني وعن حابر قال عذوت حيتس الحيط وامر ابو
 عبيدة فجعلنا جو عاسديدا قال في البحر حوتا ميتا لم نرمثله يقال له العبدواكلما
 منه نصف شهر واحدا نوعا عبيدة عظيما من عظامه فمراكب تحتها فلما قدما
 ذكرنا للنبي صلى الله عليه وسلم فقال كلوا رزقا اخرج به الله لكم واطعموا ان كان
 معكم قال فادسلنا الى رسول الله صلى الله عليه وسلم منه فاكله مفتح عليه وروى
 مالك عن نافع ان عبد الرحمن بن ابى هريرة سأل عبد الله بن عمر عما لعطه البحر
 ونهاه عن اكله ذلك قال نافع ثم انقلب عبد الله فدا عابا بصيف فقرأ (احل لكم
 صيد البحر وطعامه ماعا لكم والسيارة) قال نافع فادسلني عبد الله بن عمر الى
 عبد الرحمن بن ابى هريرة انه لا بأس باكله قال محمد بن قولاس عن ابن عمر الاخذناخذ
 لا بأس بما لعطه البحر وما حصر عنه الماء ما يكره من ذلك الطافي وهو قول

في قوله الميتتان الحوت والجراد وقال الاثمة الاربعة حل اكل الجراد سواء مات خف
 ايه او ذكاة او ما صطاد مجوسي او مسلم قطعه شئ منه امر للاوعن احمد اذا قتله البرد لم يؤكل
 وملخص مذهب مالك انه ان قطعت رأسه حل والا فلا والدليل على عموم حله قوله
 صلى الله عليه وسلم أحلت لنا ميتتان كذا في المرقاب ٢

في قوله وهو قول ابى حنيفة الخ وهو قول حابر وحلى وابن عباس وسعيد بن المسيب و
 ابى الشعثاء والبخاري وطائوس والزهري ذكر عنهم ذلك ان ابى شيبة وعبد الرزاق وغيرهما
 واخرج الدارقطني والبيهقي اباحا الطافي عن ابى بكر وابى ايوب وبه قال الشافعي
 ومالك وأحمد وبعض التابعين احدا من اطلاق حديث هو الطهور ماؤه الحل ميتته
 وحديث احلت لنا ميتتان ودمان الميتتان والسمك والجراد واهل الدمان والكبد والطحال

أبي حنيفة والعامّة من فقهاءنا رحمهم الله تعالى وعنه ابن الزبير عن حابر
قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما لقاها البحر وحزر عنه الماء فكلوه وما ماتت فيه
وطعاماً فلا تأكلوه رواه أبو داود وابن ماجه وقال محي السنة الأكثرون على أنه موقوف
على حابر وقال على القاري لا يصرفان مثل هذا الموقوف في حكم الموقوف وعنه ابن
هريزة أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال إذا وقع الدباب في إناء أحدكم فليعصبه
كله ثم ليطرحه فإن في أحد جناحيه شعاع وفي الآخر داء رواه البخاري وعنه
قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا وقع الدباب في إناء أحدكم فامقلوه فإن في أحد
جناحيه داء وفي الآخر شعاع فإنه يتقى بحماحه الذي فيه الداء فليعصبه كله رواه
أبو داود وعنه ابن سعيد الخدري عن النبي صلى الله عليه وسلم قال إذا وقع الدباب في
الطعام فامقلوه فإن في أحد جناحيه سبأ وفي الآخر شعاع وإنه يقدم السم ويؤخر
الشعاع رواه في شرح السنة وعنه مسنده أن فارة وقعت في سمن فماتت فمسئل

أخبرنا أن ما حله وأحمد وعبد بن حميد والدارقطني وابن مردويه وغيرهم وأحاب
عنه أصحابنا بيان ميتة البحر ما لقطه البحر أو انحسر الماء عنه لمكون موته مصافاً إلى البحر
لأمامات فيه حشفة من غلابة وطهي على الماء كذا في السايه والدراية قاله في

التعليق المجدد ١٢

له قوله وما مات فيه وطعاماً فلا تأكلوه في شرح السنة اختلفوا في إباحة السمك الطافي وأما جملة
من الصحابة والتابعين وبه قال مالك والشافعي وكره جماعة منهم روى ذلك عن
حاروان بن عاص وأصحاب أبي حنيفة رضي الله عنهم ١٢

له قوله إذا وقع الدباب في إناء أحدكم الموقوف في شرح السنة فيه دليل على أن الدباب طاهر
وكذلك أحسام جميع الحيوانات إلا ما دل عليه السنة من الكلب والحديد وفيه دليل على أن

رسول الله صلى الله عليه وسلم عنها فقال القوها وما حولها وكلوه رواه البخاري و
 في الطحاوي في كتابه المشكل واختلاف العلماء بسند رجاله ثقات عن أبي
 هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه سئل عن قارة وقعت في سمن فقال إن
 كان جامدا أخذوها وما حولها بالقوة وإن كان دائبا أو مائعا فاستصحبوا به
 أو ما سنبهوا به وذكر هذا الحديث صاحب التمهيد أيضا وقال العلامة

علاء الدين له سائلة إذا مات في ماء قليل أو شراب لم يحسه وذلك مثل الذباب والحل
 والعقرب والخمسة والرسور ونحوها وهذا لأن غمس الذباب في الماء قد يأنى عليه
 ولو كان يحسه إذا مات فيه لم يأمره بالغسل لخوف من نجس الطعام وهذا قول عامة
 الفقهاء اه وقال في اختلاف الأئمة لا يفسد المائع عند أبي حنيفة رضي الله
 عنه ومالك رحمه الله وأنه طاهر في نفسه وإن راح من مذهب الشافعي أنه
 لا نجس المائع ولكنه نجس في نفسه بالموت وهذا مذهب أحمد كذا في المرقاة و
 قال فيه في موضع آخر وفي حياة الحيوان كل أنواع الدباب بحرم أكلها وبه وحده
 أنه يحل أكلها حكاه الرازي وفي الأحياء لو وقعت دابة أو سمكة في قدر طيب ونحوه
 أحرقه لم يحرم أكل ذلك الطيب لأن تحريم كل الدباب والحمل ونحوه إنما كان للاستعداد وهذا الاستعداد
 له قوله القوها وما حولها وكلوه وقال في عمدة القاري وقام لإجماع على أن هذا حكم
 السمن الحامد وأما المائع من السمن وسائر المائعات فلا خلاف في أنه إذا وقع فيه
 قارة أو نحو ذلك لا تؤكل منها شيء واختلفوا في بعده والانتفاع به فقال الحسن بن
 صالح وأحمد لا يباع ولا يسمع بشيء منه كما لا يؤكل وقال التوري ومالك و
 الشافعي يحور الاستصباح والانتفاع في الصابون وعذره ولا يجوز سعه ولا أكله و
 قال أبو حنيفة وأصحابه والليت يستعمل به في كل شيء ما عدا الأكل ويجوز بيعه

العيى والبيع من باب الاتقاع وروى عن ابى موسى انه قال سيعوه ويبيعون
 لمن سيعوه منه ولا تتبعوه من مسلم وروى عن ابن وهب عن القاسم و
 سالم ابهما احار ابيعه واكل ثمنه بعد البيان وقال على القارى والمراد من
 قوله صلى الله عليه وسلم فلا تقربوه اكلا وطعما لا اتقاعا وعن ابن عمر انه
 سمع النبى صلى الله عليه وسلم يقول اقتلوا الحيات واقتلوا الطعنين والابترقائما
 وطعسان البصر وسدس طان الحمل قال عبد الله فبيانا انا طار دحية اقلها
 ما داني اولى لامة لا تقلها فقلت ان رسول الله صلى الله عليه وسلم امر بقتل الحيات
 فقال انه نهي بعد ذلك عن دوات البوت وهن العوامر متفق عليه وقال
 فى الدر المختار فيه الامر بالقتل للاباحة لانه مفعول لما فالاولى ترك الحية البية
 لحوف الاذى وعن العباس قال يا رسول الله انا يريد ان نكس نمر مرموا فيها
 من هذه الجنان يعى الحيات الصغار فامر رسول الله صلى الله عليه وسلم بقتلها
 رواه ابوداود وعن ابن مسعود ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال اقتلوا الحيات
 كلها الا الجبان الابيض الذى كانه قصيب قصة رواه ابوداود وعن عكرمة

= لشرط البيان ولنا حديث الطحاوى ومرويات ابى موسى واس وهب ١٢

له قوله اقتلوا الحيات الحم وقال فى رد المختار قال الطحاوى لا بأس بقتل الكل لان النبى صلى الله عليه وسلم
 عهد مع الحسن ان لا يدخلوا بيوت امته فادخلوا فقد نقضوا العهد فلامه لهم والاولى
 هو الاعداء والانداد يقال ارجع ما دى الله فان ابى قتله اى يعى الانداد فى غير الصلوة كبحر قال
 فى الحلية ووافق الطحاوى غلوا احد آخرهم سيما يعى اس الهامر فقال والحق ان الحمل ثاب
 الا ان الاولى الامساك عما فيه علامة الحق لا للحرمة بل لدفع الضرر المتوهم من حمتهم ١٢
 له قوله الا الحيات الابيض الحم قال فى المرقاب وعند الحنفية سعى ان لا تقتل الحية =

عن ابن عباس قال لا اعليه الادفع الحديث انه كان يأمر بقتل الحيات وقال
 من تركهن حسينه تأثر فليس ما رواه في شرح السنة وعن انى هريرة قال قال
 رسول الله صلى الله عليه وسلم ما سالناهم صد حارساهم ومن برك سيئاً منهم حصة
 فليس منا رواه ابو داود وعن ابن مسعود قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اقتلوا
 الحيات كلهن فمن خاف نارهن فليس منى رواه ابو داود والسنائي وعن انى
 السنائي قال دخلنا على ابى سعيد الخدرى فيمما نحن جلوس اذ سمعنا تحت سيرة
 حركة فظننا فاداه فيه حية فوثبت لاقتلها وابو سعيد يصلى فاتار الى ان احلس
 فجلس فلما انصرف اشار الى بيت في الدار فقال انزى هذا البت فقلت نعم
 فقال كان فيه فتى ما حديث عهد بعرس قال فخرجنا مع رسول الله صلى الله
 عليه وسلم الى الحدائق فكان ذلك الفى يستأذن رسول الله صلى الله عليه وسلم بانصاف
 النهار فيرجع الى اهله فاستأذنه يوماً فقال له رسول الله صلى الله عليه وسلم حد
 علمك سلاحك فاني احشئ عليك مريضة فاحذر لرحل سلاحه ثم رجع فاداه
 امرأته بين اسابين فوثقه وهوى اليها بالرمح لمطعمها به واصابته عيرة
 فعالت له اكف عريك رمحك وارحل اليك حتى ينظر ما الذي اخرجني
 فدخل فاداه بحية عظيمة مطوية على الفراش وهوى اليها بالرمح فانتطمها به

في البيضا فامها من الحان وقال الطحاوى لا بأس بقتل الجميع والاولى هو الاصدار ١٢
 له قوله من تركهن حسينه تأثر فليس ما قال سارح مدحرف العاده على محج الحاصلة بان
 يقال لا تقتلوا الحيات فانكم لو قتلتموها لرحاها وليس عليكم تلا مقام هي رسول الله صلى الله
 عليه وسلم عن هذا القول والاعتقاد كذا في المرقاب وقال في بدل المحمود كذا اهل الهدى
 يظنون في بعض بلادها ان من قتل حية في حالة محصورة فيستعمل روحها ويلبسه في كل سنة ١٢

تم خرج فركزه في الدار فاصطربت عليه فما يدري انهما كان اسرع موتا الحية
 امر الهى قال محمدنا رسول الله صلى الله عليه وسلم وذكرنا ذلك له وقلنا ادع الله يحديه
 لما فقال استعمر والصاحمكم تم قال ان لهذه البيوت عوامر فاذا رأيتم منها شيئا
 فخرحو عليها ثلاثا فان ذهب والا فاقتلوه فانه كافر وقال لهم اذهبوا فادعوا صاحبكم
 وفي رواية قال ان بالمدينة حقا قد اسلموا فاذا رأيتم منهم شيئا فادعوه ثلاثة ايام
 فان بدا لكم بعد ذلك فاقتلوه فانهما هو سلطان رواء مسلم وعنه عبد الرحمن بن
 ابى ليلى قال قال ابى ليلى رضي الله عنهما صلى الله عليه وسلم اذا ظهرت الحبة في المسكن فقولوا لها
 انا سألك بعهد نوح وبعهد سليمان بن داود ان لا تؤذينا فان عادت فاقتلوها
 رواء الترمذي وابوداؤد وعنه ابى تعلقة الحنفي يرفعه الحسن ثلاثة اصناف
 صنف لهم اجمحة يطيرون في الهواء وصنف جناب وكلاب وصنف يحلون و
 يطعنون رواء في شرح السنة وعنه امر شريك ان رسول الله صلى الله عليه وسلم
 امر بقتل الورع وقال كان يسمي على ابراهيم متفق عليه ونقل ان عبد البر

له قوله امر بقتل الورع الح الورع قال الكرماني هي دابة لها عرائم تعد وفي اصول الحشيش
 وقال ان الاتيروهي التي يقال لها سام ابرص وقال العيني هذا هو الصميم وهي التي
 تكون في الجدران والسقوف ولها صوت نصيم به وقال في العيات وسمي حراما ارسلت
 ودربرها نوسته كه نوع ارجلياسه است كه آنرا سام ابرص يدرگويد سيد محمدا كه در
 سقف خانه ها باسد بهدي جهيلكي گويد انهي وقال مولانا ابوالحسنات محمد عبد الحى
 في دفع المفاتي والمائل مجمع متفرقات المسائل الاستفسار هل يجوز قتل الورع
 الاستفسار نعم بل في قتله ثواب حديث كما ورد ان من قتل ورعا وجد سبعين حسنة وفي

حراسة الروايات عن حاشية المشارق عن اميرتريك الحديث ١٢

الاتفاق على حوار قتله كذا في العتمة والعبي قال محمد بن الموطا وبهذا فأحد وهو قول أبي حنيفة والعامة من فقهاءنا وعن سعد بن أبي وقاص أن رسول الله صلى الله عليه وسلم أمر بقتل الورغ وسباه فولسفا رواه مسلم وعن أبي هريرة أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال من قتل ورعاً في أول ضربة كتبت له مائة حسنة وفي الثانية دون ذلك وفي الثالثة دون ذلك رواه مسلم وعنده قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ورعت بملة نبياً من الأنبياء فامر بقربية الحمل فاحرقت فأوحى الله تعالى إليه أن قرصتك بملة احرقت أمة من الأمم تسم متعن عليه وعن ابن عباس قال هي رسول الله صلى الله عليه وسلم عن قتل أربع من الدواب الله

له قوله فأوحى الله تعالى إليه أن قرصتك بملة احرقت أمة الخ قال في المرقاة ويمكن حمل النهي عن قتل السم على غير المودة أي معها جماع من الأحاديث وقياساً على القمل فإن أذى السم قد يكون استد من القمل لا ترى أنه لا يجوز قتل الهرة استد بخلاف ما إذا حصل منه الأذى ويمكن أن يكون الاحتراق مسوحاً أو محجولاً على ما لا يمكن قتله لأنه ضروره انتهى وقال في العالم الكبير قتل السملة تكلموا فيه في المحارقات استدات بالآدي لأمس بقتلها وإن لم تتدئ يكره قتلها و اتصفوا على أنه يكره لقاءها في الماء وقتل القملة يجوز بكل حال كذا في الخلاصة ولا تحرق بيوت السملة لئلا تملأ واحدة كذا في الفتاوى العتابية ١٢

ثم قوله السملة وفي حياة الحيوان يكره أكل ما حملت السم بغيرها وقوائمه لما روى الحافظ أبو يعين في الطب النبوي عن صالح بن حرات بن حدير عن أبيه عن جده أن رسول الله صلى الله عليه وسلم هي عن أن يؤكل ما حملته السم بغيرها وقوائمه ويحرم أكل السم لورود النهي عن قتله كذا في المرقاة ١٢

والحمله والهدد والصدور واه ابوداود والدارمي وعن سفيسة قال اكلت
مع رسول الله صلى الله عليه وسلم لحم حباري رواه ابوداود وعن ابن عمر قال سمى

له قوله الحمله وفي حيوة الحيوان كره مجاهد قتل الحمل ويحرم أكلها وان كان العسل
حلالا لان آدميه لبنها حلال لحمها حرام وياح بعض السلف أكلها كالخراد والدليل
على الحرمة هي النبي صلى الله عليه وسلم عن قتلها وفي الامامة نكره بيع الحمل وهو في الكوفة
صحيح ان رؤى جمعه والافهوسع عائب وقال ابو حنيفة لا يصح بيع الحمل والرنور
وسائر الحشرات كذا في المرقاة ١٢

له قوله الصد قال في المرقاة الصد يصم فيه طائر صم الرأس والمفاصله ريتين عظيم
نصفه ابيض ونصفه اسود كذا في النهاية امر وقال في العيات صد مرعبت برزك سره
كحشاك را شكار كذا ار مستحب ودر ترجمه شايه برشته كه آراد مارسي وركاك ومحمدى
لتور اگريد انقى وقال في المرقاة والصد بمشاء منه العرب ويتطير بصوته وتخصه
فهي عن قتله ليحلح عن قلوبهم ماتت فيها من اعتقادهم التثوم قلت وفيه إشارة الى ما
ورد اللهم لا طير الا طيرك ولا حير الا حيرك ولا اله عذرك اللهم لا تأتني بالحشرات الا انت ولا
يصرف السيات الا انت وفي حيوة الحيوان الاصح تحريم اكل الصد لهذا الحديث وقيل انه
يؤكل لان السافعي اوصف فيه الخراء على المحرم اذ قتله وبه قال مالك ١٢

له قوله اكلت مع رسول الله صلى الله عليه وسلم لحم حباري وفي حيوة الحيوان الملاصيرى الحمارى
طائر كبير العنق رمادى اللون في مقاره بعض طول ومن شأنها ان تصاد ولا تصيد كذا في المرقاة
وقال في بدل المحمود ولحم الحمارى مجمع على حله لا ارى فيه خلافا ١٢

له قوله سمى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن اكل الحلاله الخ في شرح السه الحكم في الدابة
التي تاكل العذرة ان يطر فيها فان كانت تأكلها احبانا فليست بحلاله ولا يحرم بذلك أكلها

رسول الله صلى الله عليه وسلم عن أكل الحلاله والمانها رواه الترمذي وفي رواية أبي داود قال يحيى عن ركب الجلالة وعن أبي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم السور من السبع رواه الطحاوي في مشكل الآثار وروى البيهقي في

كالدحاح وإن كان غالب عليها منها حتى طهر ذلك على لحمها ولبنها فاحتلوا في أكلها فذهب قوم إلى أنه لا يحل أكلها إلا أن تحس أمانا وتعلم من غيرها حتى يطيب لحمها وهو قول الشافعي وأحمد وأبي حنيفة وكان الحسن لا يرى بأساً بأكل لحوم الجلالة وهو قول مالك وقال إسحاق لا بأس بأكلها بعد أن يحسل غسل جيداً قاله في المرقبات وقال في رحمة الأمة الحلاله من غير أمانة ودحاجة يكره أكلها باتفاق الثلاثة وقال أحمد يحرم لحمها ولبنها ويصحبها فأن حسنت وعلمت طهر حتى زالت رائحة الحماسة حلت وزالت الكراهة بالاتفاق ثم قيل يحس البعير والنقرة أربعين يوماً والتماة سبعة أيام والدحاجة ثلاثة أيام انتهى وقال في رد المحتار في فصل السير بهم صرحوا بأن الحلاله لا يصح بها كما يأتي في الأصح فيه قال في شرح الوهانية وفي المستقى الحلاله المكروهه التي إذا قوت وجهت معها رائحة فلا تؤكل ولا يشرب لبنها ولا يعمل عليها ويكره بيعها وهبتها وتلك حالها وذكر المقالي أن عرقها يحس أه وصح المصنف في الحظر والاباحة أنه يكره لحم الأمان والحلاله قال الشارح هالك وتحس الحلاله حتى يذهب لبن لحمها وقدّر ثلاثة أيام لدحاجة وأربعة لتماة وعشرة لامل ونقر على الأظهر ولو أكلت الحماسة وعذرها بحيث لم يبق لحمها حلت أه ومنه علم أن الحلاله التي يكره سورها هي التي لا تأكل إلا الحماسة حتى استلحمها لا بها حيث غدر ما كولة ولذا قال في الحويزة فإن كاتب يخلط أو أكثر عليها علف لدواب لا يكره سورها ١٢

له قول السور من السبع يعني يدخل في السبع الهرة لأن لها ناباً تفأكل بها ما

السنة الكبرى عن عطاء قال لا بأس بتمس السطور وقال الخطابي ومن اجل
بيع السطور ابن عباس واليه ذهب الحسن البصري وابن سيرين والحكم
وجماد وبه قال مالك بن النس وسفيان الثوري وابو حنيفة وهو قول
الشافعي واحمد واسحاق وعن خالد بن الوليد قال عذرت مع النبي صلى
الله عليه وسلم يوم خيبر فانت اليهود فشكوا ان الناس قد اسرعوا الى خضائهم
فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم ألا لا يحل اموال المعاهدين الا بحقها رواه
ابوداود -

باب الحقيقة

عن زيد بن اسلم عن رجل من بني ضمرة عن ابيه انه قال سئل رسول الله
صلى الله عليه وسلم عن الحقيقة فقال لا احب الحقوق وكأنه انما كره الاسم
وقال من ولده ولد فاحب ان يسك عن ولده فليفعل رواه مالك

ولا يؤكل لحمها كالدب وغيره ١٢

له قوله لا بأس بتمس السطور يعني صح بيع السباع من المهاثم بسائر انواعها حتى الهرة
فبيع الهرة حائر لانها ينتفع بها في دفع موزيات البيت ويحدها ويجوز بيع كل ذي ناب من
السباع كالاسد والهدد والضبوع والدب وذئب محلب من الطيور لجوار الانتفاع بها شرعا
الا الخنزير فانه محس العين ولا يجوز الانتفاع به فكذا لا يجوز بيعه ولا يجوز بيع هوام الارض كالخنزير
ولا هوام البحر كالسرطان وكل ما عدا السمك وان لم تكن مؤذية ويجوز بيع ماله فمن كاسق مقوم
يجوز بيع الحيات ان انتفع بها في الادوية والا لهدا حاصل ما في الكز وشروها ١٢
له قوله من ولده ولد فاحب ان يسك عن ولده فليفعل قال في رد المحتار في آخر كتاب

ويؤب عليه باب استحباب الحقيقة وروى أبو داود والسنائي والطحاوي في مشكل الآثار والبيهقي في السنن الكبرى نحوه وفي رواية لمالك عن محمد بن إبراهيم بن الحارث التيمي أنه قال سمعت أبي استحباب الحقيقة ولو عصقوا وفي رواية أحمد والترمذي وأبو داود والسنائي مذهب عنه يوم السابع ويسمى ويخلق رأسه وقال الطحاوي في مشكل الآثار يستدل عند تأييده الأحاديث على استحباب الحقيقة وما روى من توكيدها أمرها محمول على السهم وعن ابن عباس أن رسول الله صلى الله عليه وسلم عرق عن الحسن والحسين

الاصححة يستحب لمن ولد له ولدان يسميه يوم اسبوعه ويخلق رأسه ويتصدق عند الاثمة الثلاثة مرة شعره قصة او ذهابا ثم يعرق عند المخلق حقيقة اباحة على ما في الجامع المحوى او تطوعا على ما في شرح الطحاوي وهي شاة تصلم للاهنية تدعى للدكر والاثني عشر فوق لهما ياء وطمح مخوذة او مد وبها مع كسر عطمها اولاً واتحاد دعوة اولاده قال مالك وسها الشافعي واحمد سنة مؤكدة شأنان عن العلامة وشاة عن الجارية حذر الافكار ملصا وقال في العرف السدي نسب الى ابي حنيفة انه لا يقول بالحقيقة والموهم اليه عبادة محمد في موطاه والحق ان مد هبنا استحبها لسابع بعد يوم الولادة او الرابع عشر والحادى والعشرين ويسميه في ذلك اليوم وفي عمدة القارى قال ابو حنيفة الحقيقة ليست سنة ونقل صاحب التوضيح عن ابي حنيفة والكوميين انها بدعة وكذلك قال بعضهم في شرحه والذي نقل عنه انها بدعة ابو حنيفة قلت هذا افتراء ولا يجوز نسبة الى ابي حنيفة وحاشاه ان يقول مثل هذا واما قال ليست سنة فمراده إما ليست سنة تامة وإما ليست سنة مؤكدة ١٢

له قوله ان رسول الله صلى الله عليه وسلم عرق عن الحسن والحسين كبشاً كذا يقال بذلك ابو حنيفة

كسنا كسارواه ابوداود وفي رواية البرمذي والسائي وابي داود ولا يضركم ذكرنا ان
 اواناتا وسامى مالك عن مافع ان عبد الله بن عمر لم يكن يسأله احد من اهله
 عقيقة الا اعطاه اياها وكان يعق عن ولده بشاة شاة عن الذكور والافات و
 في رواية له عن هشام بن عروة ان ابا عروة بن الزبير كان يعق عن منه
 الذكور والافات بشاة شاة وقلنا ان صدقة الفضة قد راسعار رأس الحسن
 رضى الله عنه واقعة حال لا عموما لها عندنا وعن بريدة قال كنا في الحاهلية
 اذ ولد لاحدنا غلام ذم شاة ولطم رأسه بدمها فلما جاء الاسلام كان ذم الشاة
 يوم السابع ويحلق رأسه ويطمحه برعقرا رواه ابوداود ومرا درين ونسبه
 وعن عائشة ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يؤتى بالصبيان فيبرك عليهم
 ويحسبهم رواه مسلم وعن اسماء بنت ابي بكر انها حملت لعبد الله بن الزبير
 بمكة قالت فولدت بهاء ثم اتيت به رسول الله صلى الله عليه وسلم فوضعت في حجره

وهو مالك فتدعيه عندهما شاة واحدة للذكر والانثى وعند الشافعي واحمد شاتان عن
 الغلام وشاة عن البنت كذا في رد المحتار وعمر الافكار ١٢

له قواه لا عموما لها عندنا وعند الاقصة الثلاثة بتصدق برسة شعره قصة اودها
 كذا في رد المحتار وعمر الافكار المسرور ١٢

له قوله وبحسبهم قال النووي في هذا الحديث فوائد منها تحنيك المولود عند ولادته وهو سنة
 بالاجماع اه وايضا قال النووي في موضع آخر اتفق العلماء على استحباب تحنيك
 المولود عند ولادته ثم بان تعدد معاني معناه وقريب منه من الخلو في صغ المحك التمرة حتى
 تصير مائعة تحييت تملع ثم يستقم ثم المولود ويصعها فيه ليدخل شئ منها جوفه ولستحب
 ان يكون المحدث من الصالحين ومعه يبرك له رجلا كان او امرأة فان لم يكن حاضرا عند المولود حمل اليه

ثم دعا بتمر فمصغها ثم فعل في فيه ثم حنكه ثم دعا له وبرك عليه وكان
اول مولود ولد في الاسلام متفق عليه وعن ابي رافع قال رأيت رسول الله
صلی اللہ علیہ وسلم أذن في أذن الحسن بن علي حين ولدته فاطمة بالصلاة رواه
الترمذي وابوداود وقال الترمذي هذا حديث حسن صحيح

كتاب الاطعمة

وقول الله عز وجل يا ايها الذين آمنوا اكلوا من طيبات ما رزقناكم
واشكروا لله ان كنتم اياه تعبدون عن سليمان قال فرأت في التوراة ان بركة
الطعام الوضوء بعده فذكرت ذلك للنبي صلى الله عليه وسلم فقال رسول الله صلى الله
عليه وسلم بركة الطعام الوضوء قبله الوضوء بعده رواه الترمذي ابوداود وعن عبد الله

له قوله اذن في اذن الحسن الخ قال في المرقاة وهذا يدل على سيرة الادب في اذن المولود
وفي شرح السنة روى ان عمر بن عبد العزيز رضى الله عنه كان يؤذن في اليمى ويقيم في اليسرى
اداولد الصبي قلت قد جاء في مسند ابي يعلى الموصلى عن الحسين رضى الله تعالى عنه مروي عن
من ولد له ولد فاذن في اذنه اليمى واقام في اذنه اليسرى لترصه اما الصبيان اهر وقال في
رد المحتار في باب الادب لا يمس الادب لغير الصلوات والافسدت للمولود ١٢

ثم قوله بركة الطعام الوضوء قبله والوضوء بعده اى غسل اليدين اطلاقا للكل على الحرم محاربا او مباحا
على المعنى اللغوي والعرفي قاله في المهمات وقال في العالمگیریة والسنة غسل لا يدي قبل الطعام
وبعد وآداب غسل الايدي قبل الطعام ان يبدأ باليسار ثم باليمين بعد الطعام على العكس
كما في الطهيريّة قال بحجم الاثنية بمحاربي وغيره غسل اليد الواحدة او اصابع اليدين لا يكفي سنة غسل

ابن الحارث بن جزء قال اتى رسول الله صلى الله عليه وسلم مخدز ولحم وهو في المسجد فاكل واكلنا معه ثم قام فغسل وعلينا معه ولم يزد على ان مسح ايدينا بالحصاء رواه ابن ماجه وعنه ابن عباس ان النبي صلى الله عليه وسلم خرج من الخلاء فقدم اليه طعام فقالوا الانأت بك بوصوء قال اما امرت بالوصوء اذ قمتم الى الصلوة رواه الترمذي والوداود والشافعي ورواه ابن ماجه عن ابى هريرة وعنه ابى هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من بات وفي يده غير لم يغسله فاصابه شئ فلا يلزم الا نفسه رواه الترمذي والوداود وابن ماجه وعنه عمر بن ابي سلمة قال كنت علاما في حجر رسول الله صلى الله عليه وسلم وكانت يدي تطيش في الصحفة فقال لي رسول الله صلى الله عليه وسلم وسلم سم الله

اليدين قبل الطعام لان المذكور غسل المدين وذلك الى الرشح كذا في القسمة ولا يمسح يده قبل الطعام بالماء لئلا يكون اثر الغسل ما قارفت الاكل ومسحها بعده ليرول اقل الطعام بالكية كذا في حزمة المفتين وفي التيسير سئل والدي عن غسل القدم عند الاكل هل هو سنة كغسل اليد فقال لا كذا في التارخاية ويكره للجنب رجلا كان او امرأة ان ياكل طعاما ويشرب قبل غسل اليدين والقدم ولا يكره ذلك للخاص والمستحب تطهير القدم في جميع المواضع كذا في فتاوى قاضي خان ١٢

له قوله وهو في المسجد فاكل واكلنا معه ولعله كان معتكفا او عبده اصباف او فعله لبيان الحرار فانه صاحب ما لم يتلوت المسجد كذا في المرافات ١٢

له قوله ولم يزد على ان مسح ايدينا بالحصاء وقال في المرافات قال بعض علماءنا من القصار الاثنان بالوصوء عند التناول والعراة اما يستحب في طعام يتلوت عنه اليد ويتولد منه الوصوء ١٢

له قوله سم الله الح ذهب جمهور العلماء الى ان الاوامر الثلاثة في هذا الحديث للبدن و

وكل يمينك وكل مما يليك متفق عليه وعن حديفة قال قال رسول الله

ذهب بعضهم الى ان الامر بالاكل باليمين للوجوب قال الروي استحباب التسمية
في ابتداء الطعام **جميع** عليه وكذا يستحب حمد الله في آخره قال العلماء ليس يجب ان
يحمى بالتسمية لیسه غيره فان تركها عمدا او ماسيا او جاهلا او مكرها او عازا العارض بم تمكن
في اثناء اكله يستحب له ان يسمى وتحصل التسمية بقوله بسم الله فان اتبعها بالرحمن الرحيم
كان حسنا وسمى كل واحد من الآكلين وقال الشافعي فان سمي واحد منهم حصلت
التسمية والتسمية في شرب الماء واللبن والعسل والمزق والذراع وسائر المشروبات
كالسمية على الطعام المرقات وعمدة القاري ملتقط منهما وقال في الدر المختار ورد المختار
سنة الأكل السملة اوله والحمد لله آخره فان لسي السملة فليقل بسم الله على اوله وآخره
اختيارا واقلت باسم الله فارفع صوتك حتى تلتق من معك ولا يرفع بالحمد الا ان يكونوا
فرعا من الأكل ما توجه اليه وانما يسمى اذا كان الطعام حلالا ولا يحل في آخره يهمل كان قبيحة
له قوله كل يمينك قال في عمدة القاري وقال تيجداري الدار الا سربا الاكل مما يليه والاكل
سا ليمين حملة اكثر اصحابنا على ان ياب ياب صرح القرطبي ومروى وقد نص الشافعي
في الامر على وعونه ورعهم القرطبي ان لاكل باليمين محمول على الندب ولاه من باب
تتريف اليمين ولا يهاقوى في الاعمال واستق وامكن ولا سب مستترة من ايمان
الركعة وفي حديث ابي داود يجل يمينه لطعامه ويقرأه ويسمى له لها سوى ذلك ان يجيب
الى الاستعانة باليمين في الحكم التعية ١٢

ثم قوله وكل مما يليك قال في عمدة القاري وذكر القرطبي ان الله كل مما يليك الاكل سنة
متفق عليها وجاهلها مكروه متديدا الاستتار ان كان الطعام مردها الله تعالى في
رد المختار ومن السنة ان لا تأكل من وسط القعدة ولا يجزئ تدبير في ذلك

صلى الله عليه وسلم ان الشيطان يستحل الطعام ان لا يذكر اسم الله عليه رواه مسلم
وعنه قال كنا اذا حضرنا مع النبي صلى الله عليه وسلم طعاما لم نضع ايدى بنا حتى يبدأ
رسول الله صلى الله عليه وسلم فيضع يده وانا نحضر ما معه مرة طعاما فجاءت حارية
كأنها تدفع مدهت لدفع يدها في الطعام فاحد رسول الله صلى الله عليه وسلم يدها
ثم جاء اعرابي كأنما يدفع فاحد يده فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الشيطان
يستحل الطعام ان لا يذكر اسم الله عليه وانه جاء بهذه الحارثية ليستحل بها
فاحدت يدها فجاء بهذا الاعرابي ليستحل به فاحد يده يده والدي نفسي يده
ان يده في يدي مع يدها زاد في رواية ثم ذكر اسم الله واكل رواه مسلم وعن ابي
ايوب قال لما عند النبي صلى الله عليه وسلم ف قرب طعام فلم ارطعا ما كان اعظم بركة
منه اول ما اكلنا ولا اقل بركة في آخره قلنا يا رسول الله كيف هذا قال انا ذكرنا اسم
الله عليه حين اكلنا ثم فعد من اكل ولم يسم الله فاكل معه الشيطان رواه
في شرح السنة وعن حار قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا دخل الرجل
بينه وبين الله عند دخوله وعند طعامه قال الشيطان لاميت لكم ولا عشاء و
اذا دخل فلم يذكر الله عند دخوله قال الشيطان ادرككم المييت واذا لم يذكر الله

من موضع واحد لانه طعام واحد بخلاف طس فيه الوان التماز فانه يأكل من حيث شاء لانه

الوان ١٢

له قوله ان الشيطان يستحل الطعام الخ قال النووي الصواب الذي عليه جماهير العلماء
من السلف والخلف من المحدثين والعلماء والمتكلمين ان هذا الحديث وشبهه من الاحاديث
الواردة في اكل الشيطان محمولة على طواهرها وان الشيطان يأكل حقيقة اذا فعل لا يحمله و
الشرح لم يذكره بل اتته بوجوب قوله واعتقاده ١٢

عند طعامه قال ادركتم المست والعسائر رواه مسلم وعنه عائشة قالت قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا اكل احدكم فمسي ان يذكر الله على طعامه فليقل بسم الله اوله وآخره رواه الترمذي والوداد وعنه امية بن مخشى قال كان رجل يأكل فلم يسم حتى لم يبق من طعامه الا نقمة فلما رجعها الى فيه قال بسم الله اوله وآخره فصحك الذي صلى الله عليه وسلم ثم قال ما زال الشيطان يأكل معه فلما ذكر اسم الله استقاع ما في بطنه رواه ابو داود وعنه ابن عمر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا تأكلن احدكم لتسماله ولا يشربن بها فان الشيطان يأكل لتسماله ويشرب بهارواه مسلم وعنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا اكل احدكم فليأكل سميده واداشرب فليشرب سميده رواه مسلم وقال محمد بن الموطا وسه ما حد لاسبعي ان يأكل سماله ولا يشرب لتسماله الا من علة وعنه كعب بن مالك قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يأكل ثلاثه اصابع ويلعق يده قبل ان يمسحها رواه مسلم

له قوله فمسي ان يذكر الله على طعامه الخ وفيه استعارتان مطلقا الذكر لله كاف في استدعاء الاكل ولكن المسئلة افضل في المحيط لوقال لا اله الا الله او الحمد لله او اشهد ان لا اله الا الله بصير معاملة للسنة في اول الوصوه فكذلك في اول الأكل لان التسمية في اول الوصوه أكدام وقال ابن الهيثم في التسمية فذكرها في حلال الوصوه فسمى لا تحصل السنة بخلاف نحوه في الأكل كذا في العاية معطلا ما ان الوصوه عمل واحد بخلاف الأكل وهو انما يستلزم في الأكل بحصيل السنة في الباقي لا اسند ذلك ما فاباه كذا في المرقاب .

له قوله فلما ذكر اسم الله استقاع الخ اختلوا في التسمية على الطعام فقال اصحاب أحمد بالوحد والجمهور على انه سنة كذا في مدون المحمود .

له قوله يأكل ثلاثه اصابع ويلعق يده الخ والكلام في هذا الباب على انواع الاول

وعن ابن عباس ان النبي صلى الله عليه وسلم قال اذا اكل احدكم فلا يمسح بده
حتى يلحقها او يلعقها متفق عليه وعن حارث بن اليبى صلى الله عليه وسلم امر
بلعق الاصابع والصحفة وقال انكم لا تدرسون في اية البركة رواه مسلم وعن بيضة
عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال من اكل في قصعة فاحسها استعمرت له
القصعة رواه احمد والترمذي وابن ماجه والدارمي وعنها قال قال رسول الله
صلى الله عليه وسلم من اكل في قصعة ثم احسها بقول له الفصعة اعتقك الله
من النار كما اعتقتني من الشيطان رواه رزين وعن ابن عباس عن النبي
صلى الله عليه وسلم انه انى نقصعة من تريد فقال كلوا من حواسها ولا تأكلوا

ان نفس اللعق مستحب مخاوطه على تنطعها ودفع الكبر والامريه محمول على اللدب و
الارشاد عند الجمهور وجملة اهل الطاهر على الوجوب وقال الخطابي قد عاب قوم
لعن الاصابع لان المترفة اسد عقولهم وعيظ طاعهم التسمع والتحمة ومرعوا ان
لعق الاصابع مستقيم ومستقدر اولم يعلموا ان الذي على اصابعه جزء من الذي اكله
فلا يباحى منه الامتكر ومترفة تارك للسنة الثانية ان من الحكمة في لعق الاصابع
ما ذكره في حديث انى هريزة اخرجته الترمذي قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا
اكل احدكم فليلعق اصابعه فانه لا يدري في اى طعامه البركة واخرجته مسلم وعنه
ايضا يعنى فيما اكل او فيما نقي على اصابعه او فيما نقي في الاء فيلحق بده ويمسح
الاء رجاء حصول البركة والمراد بالبركة والله اعلم ما يحصل منه التعدية وتسليم عاقته
من ادمى ويقوى على طاعة الله تعالى وعلة ذلك وقال البروى واصل البركة الريادة وتبوت
الحد الثالث انه يسعى في لعق الاصابع الانتداء بالوسطى ثم السمانه ثم الابهام كما
حاء في حديث كعب بن عجرة رواه الطبراني في الاوسط الرابع ان السنة ان يأكل بالامار

من وسطها فان البركة تنزل في وسطها رواه الترمذي وابن ماجة والدارمي وقال
الترمذي هذا حديث حسن صحيح وفي رواية اني داود قال اذا اكل احدكم طعاما
فلا يأكل من اعلى الصفحة ولكن يأكل من اسفلها فان البركة تنزل من اعلاها وعن
عكراس بن دؤيب قال اتينا بحفصة كثيرة الثريد والودر فخبطت بيدي في بواحيها واكل
رسول الله صلى الله عليه وسلم من بين يديه فقص بيده اليسرى على يدي اليمنى ثم
قال يا عكراس كل من موضع واحد فانه طعام واحد ثم اتينا بطبق فيه الوان التمر
فجعلت اكل من بين يدي وحالت يد رسول الله صلى الله عليه وسلم في الطبق فقال يا
عكراس كل من حيث تشئت فانه غير لون واحد ثم اتينا بها فغسل رسول الله صلى
الله عليه وسلم يده ومسح ببل كفه وجهه ودراعيه ورأسه وقال يا عكراس هذا

الثلث وان اكل بالحس فلا يجمع ولكنه يكون تاركا للسهل الاعد الصرورة الخا من انه ورد
ايضا استحباب لعق الصفحة ايضا على ما روى الطبراني من حديث العرياض بن سارية قال
قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من لعق الصفحة ولعن اصابعه اتبعه الله في الدنيا والآخرة
ومروى الترمذي استعفار القصعة السادس ما المراد باستعفار القصعة **يحتمل** ان
الله تعالى يخلق فيها تميرا او لطفات تطلب به المعمرة وقد مر في بعض الآثار انها تقول
احارك الله كما احترق من الشيطان ولا مانع من الحقيقة **يحتمل** ان يكون ذلك محار
كنى به ملتقط من عبدة القاري ١٢

له قوله كل من حبت شئت الخ قال ابن الملك قد تسمية على ان العاكهة اذا كان لونها واحدا
الا يجوز ان يحيط بيده كالطعام وعلى ان الطعام اذا كان دالوان يجوز ان يحيط ويأكل من اي نوع
يريد كذا في المرقاة ١٢

له قوله هذا الوصو في العري يعني غسل اليدين معا عبرت النار اي لاكل طعام طمع بالدار

الوصوء مما عيرت المارس واه الترمذى وروى البخارى عن جابر انه سئل عن الوصوء
 مما مسته النار فقال لا لقد كنا في زمن النبي صلى الله عليه وسلم لا نجد مثل ذلك من الطعام
 الا قليلا فاذا نحن وجدناه لم يكن لنا ما يدل الا الكفا وسوا عددنا واحدا ما تم صلى ولا
 تنوصا وعنده قال سمعت النبي صلى الله عليه وسلم يقول ان الشيطان يحضر احدكم عند
 كل شئ من شأنه حتى يحضره عند طعامه فاذا سقطت من احدكم اللقمة فليسط بها ما كان
 بها من ادى تم ليا كلفا ولا يدعها للشيطان فاذا فرغ فليلعق اصابعه فانه لا يدري
 في اى طعامه يكون البركة رواه مسلم وعن ابي حمزة قال قال النبي صلى الله عليه وسلم
 لا تأكل متكئا رواه البخارى وفي رواية لابي داود عن عبد الله بن عمر وقال ما سئوى

وما الوصوء الشرى فكان في ابتداء الاسلام تم نسخ بمثل هذه الاحاديث البقطة من المرقا
 والركب الدرى ١٢

له قوله فاذا سقطت من احدكم اللقمة الخ قال في رد المختار ومن السنة ان لا يترك لقمة
 سقطت من يده فانه اسراف بل يسعى ان يبتدئ بها ١٢
 له قوله لا تأكل متكئا قال في عمدة القارى وقال شيخنا ابن الدين رحمه الله جل الترمذى
 اخذت الاكل متكئا على الكراهة كما لو ب عليه وهو قول الجمهور وقد اكل غير واحد من
 الصحابة والتابعين متكئا رواه ابن ابي شيبة في مصنفه ثم قال اختلف في المراءى بالانكاء
 في حالة الاكل فقل المواد المترع المتقعد كالمتهى للطعام انتهى كلامه وفي الدليم المتكى
 هما هو المعتمد على الوطأ الذى تحته وكل من اسوى فاعدا على وطأ فهو المتكى كانه او
 مقعدته وسداها بالعود على الوطأ الذى تحته وقبل الانكاء هو ان سكى على احد
 جانبيه وهو على المتجدين وقال الخطاى حسب العامة ان المتكى هو المائل على احد
 شقيه وليس كذلك بل المتكى هما هو المعتمد على الوطأ الذى تحته وكل من استوى

رسول الله صلى الله عليه وسلم يأكل متكئا قط ولا يطأ عقبه رجلا ن وروى ابن ابي
 شيبة عن ابن عباس وحالدين الوليد وعبيدة السلماني ومحمد بن سيرين وعطاء
 بن يسار والزهري جواز ذلك مطلقا لذلك قال في العالمة لامية لا بأس بالاكل
 متكئا اذ لم يكن بالتكبر وفي الطهيرية هو المختار كما في جواهر الاحكام وعن
 ابن قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا وضع الطعام فاحلوا بكم ما به
 اروح لا قد امكم رواه الدارمي وعن قتادة عن ابن قال ما اكل النبي صلى الله عليه وسلم

قاعدة على وطئه فهو مكنت اي اذا اكلت لم اقعده ممكنا على الاوطئة فعل من يسكتون
 الاطعمة ولكن اكل العلقه من الطعام فيكون قعودي مستوفيا له ولعل الترمذي اما
 اما فلا اكل متكئا واستدل به بعضهم على ان ترك الاكل متكئا من خصائصه
 صلى الله عليه وسلم وقد عده ابو العباس بن العاص من خصائصه والطاهر عدم التخصيص
 وقد روى الطبراني في الاوسط من حديث ابي الدرداء قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم
 لا تأكل متكئا وروى حال اسناده ثقات وقال البيهقي في ذكره ايضا لا بأس من فعل المتعطين
 واصله مأخوذ من ملوك العجم وقد اخرج ابن ابي شيبة عن ابن عباس وحالدين الوليد
 وعبيدة السلماني ومحمد بن سيرين وعطاء بن يسار والزهري جواز ذلك مطلقا وادلت
 كونه مكروها وحلاف الاول فاستحب في صفة الجلوس للاكل ان يكون جاتا على ركبته
 وطهور قدميه او يصيب الرجل اليمنى ويجلس على اليسرى انتهى كلام عمدة القاري
 قلت لذلك قال في العالمة لامية ويكره الاكل والمغرب متكئا او واضعا شماله على الارض
 او مستندا كما في الفتاوى العتبية وقال في رد المختار ولا بأس بالاكل متكئا او مكتوبا الرأس
 في المختار وايضا قال في العالمة لامية لا بأس بالاكل متكئا اذ لم يكن بالتكبر وفي الطهيرية هو
 المختار كما في جواهر الاحكام ١٢

في قوله ما اكل النبي صلى الله عليه وسلم على حوا قال في عمدة القاري ليس ما ذكره القوم كله

على خواص ولا في سكرجة ولا خبر له مرقق قيل لقادة علام بأكلون قال على السهم رواه

بيان هيئة الخواص وهو طلق كبير من محاسن تحته كرسى من محاسن ملروق به طوله قدر ذراع
 رص فيه الرباد ويوضع بين يدي كبر من المتوفين ولا يحمله الا اثنان مما قوسهما اه وقال
 التور يستحق الخواص الذي يؤكل عليه معرب والاكل عليه لم يزل من دأب المتوفين
 وصليح الحارين لثلا يعتقه والى التطاطوع اكل انتهى وقال في المرات في البهاية
 السهم الطعام يتجده المسافروا اكثر ما يحمل في حله مستدير مثل اسم الطعام الى الحلد و
 سمي به كما سميت المزاودة روم وغيرة لك من الاسماء المفعولة اه تم استتهرت لما
 يوضع عليه الطعام حلد اكان او غيره ما عدا المائدة لما مر من انها شعار المتكبرين عالما
 فالاكل على السمة ستة وعلى الخواص يدعة لكها حائره وقال في الكوكب الدرى تم
 ان الاكل على الخواص اما ان يكون قصدا او اتعاقا فان كان الاول لم يكره اهته وان كان الثانى
 فلا يصير فى الاكل على الخواص الا انه لما كان من ديدن الحمايرة ههنا كان مهيا اذا كان على
 دأبهم والحاصل ان الاكل على الخواص بحسب نفس دأبه لا يربو على ترك الاولوية فاما
 اذ المر فيه التشبه باليهود والنصارى كما هو فى ديار ما كان مكروها تحريميا واما اذ الم يكن على
 دأبهم فلا يحلوا يصاح تعزيت منافع فان الطعام اذ لم يكن على مكان ارفع يصطبر فى اكله
 الى الانحاء فيقل بذلك اتساع المعطن فيكتفى بالقليل من العدا وان القعود على هذه
 الهيئة يستترع منه الرول والمسكة مخلاف تلك وكذا لك الاكل فى السكرجة وهو معرب
 سكورى فان لم يكن معربا منها ففى معاء وكان ذلك لاكتفائه صلى الله عليه وسلم بطعام
 واحد فان ذلك داع الى قلة الاكل والتفن يورث كثرتة والخبز المرقق على هذا
 القياس فانه مع كونه من دأب المتوفين المرفهين يكون سبب الاكثار فى الاكل لا اكل مع اهم
 لم يكن لهم غرابيل يغزل فيها الدقيق مع قلة الخنطة وكان عامة طعامهم اذ ذاك هو الشعير

البخاري وعنه انس قال ما أعلم النبي صلى الله عليه وسلم رأى رعيها مرققا حتى لحى
 بالله ولا ساة سبيطا بعينه قط رواه البخاري وعنه سهل بن سعد قال ما رأى
 رسول الله صلى الله عليه وسلم النبي من حين ابتعثه الله حتى قبضه الله وقال
 ما رأى رسول الله صلى الله عليه وسلم ممحلا من حين ابتعثه حتى قبضه الله قبل
 كيف كنتم تأكلون الشعير عار منحول قال كنا نطحه ونسحقه فيطير ما طار وما بقي
 ترينا فاكلنا رواه البخاري وعنه عائشة قالت كان يأتي علينا الشهر ما نوقد فيه
 نارا اما هو التمر والماء الا ان يؤتى باللحم مسوق عليه وعنها قالت ما سمع آل
 محمد يومين من خبز الا واحدا ثم متفق عليه وعنها قالت بوى رسول الله
 صلى الله عليه وسلم وما شبعنا من الاسودين متفق عليه وعنه النعمان بن بشير
 قال السقم في طعام وشراب ما شتم لقد رأيت نبيكم صلى الله عليه وسلم وما أحد من
 الدقل ما يملأ بطنه رواه مسلم وعنه انس رضى الله تعالى عنه قال سألت
 النبي صلى الله عليه وسلم مقيعا يأكل بهما وفي رواية يأكل منه اكل ذريعاروا مسلم
 وعنه ابن عمر رضى الله تعالى عنهما قال سمى رسول الله صلى الله عليه وسلم ان

له قوله ما أعلم النبي صلى الله عليه وسلم رأى رعيها مرققا لم وقال ابن بطال اكل المرقق
 حار مباح ولم يتركه سيدنا رسول الله صلى الله عليه وسلم الا رعدا في الدنيا وتركه للسمع
 وابتار الماعذ الله وغير ذلك قاله في عمدة القاري وقال في العالكميرية ولا بأس
 مأكلا الفاو ذم وانواع الاطعمة الشهية كذا في الطهيرية ولا بأس بالتمكك مانواع العالكة
 وتركه اضل كذا في حزانة المعتين ١٢

له قوله سمى رسول الله صلى الله عليه وسلم ان يقرن بين التمرتين لم قال بعض علماءنا
 هذا اذا صامهم احد فان خلطوا طعامهم واكلوا معا يجوز ان لا قال الا انه يجوز لكن

يقرن بين التمرتين حتى يستأذن أصحابه متفق عليه بسببه انهم كانوا في
صبي من العيش ثم نسج لما حصلت التوسعة لما روى البرار والطواني في الاوسط
عن بريدة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم كنت نهيتكم عن الاقتران في
السرا فان الله قد وسع عليكم فاقربوا ولكن الادب مطلقا التأدب في الاكل و
ترك التشره الا ان يكون مستحجلا وعن عائشة رضي الله تعالى عنها ان النبي
صلى الله عليه وسلم قال لا يجوع اهل بيت عند هم المروفي رواية قال باعائشة
بيت لا تهر فيه حيا ع اهلها قالها مرنين او ثلاثا رواه مسلم وعن سعد رضي
الله تعالى عنه قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول من تصبى سبع تمرات
عجوة لم يصره ذلك اليوم سم ولا سحر مسق عليه وعن ابي هريرة قال قال
رسول الله صلى الله عليه وسلم العجوة من الحمة وفيها شفاء من السم والكفاة من المن

لا يخوران بقصد الرجل منهم لمة اكبر من لمة صاحبه فان اتفق اكل احدهم اكثر لا قصد
حاز قاله في المرافات وقال في العالم كبرية المسافرين اذا خلطوا ازوادهم او اخرج كل
واحد منهم درهما على عدد الرفقة واشد رواه طعاما واكوا فانه يجوز ان تملوا
في الاكل كذا في الوحيير للكردي ١٢

له قوله لا يجوع اهل بيت عند هم المروفي قال النووي فيه فصلة التمر وحوار الاوتخار لاهل
والحت عليه كذا في المرافات ١٢

له قوله من تصبى سبع تمرات عجوة لم يصره ذلك اليوم سم ولا سحر مسق عليه وعن ابي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم العجوة من الحمة وفيها شفاء من السم والكفاة من المن
التصبي بسبع تمرات منه وتخصيص عجوة المدينة وعدد التسبيع من الامور التي عليها
التسارع لا تعلم بحس حكمتها فيجب الايمان بها واعتقاد فصولها والحكمة فيها وهذا كما قد
الصلوة ونصب الزكاة وغيرها كذا في المرافات ١٢

وماء هاشعاء للعين رواه الترمذي وعن عائشة ان رسول الله صلى الله عليه وسلم
قال ان في عجوة العالية شفاء وانها تزيق اول البكرة رواه مسلم وعن سعد
قال مرصت مرصا ابني النبي صلى الله عليه وسلم يعودني فوضع يده بين يدي
حتى وجدت بردها على فؤادي وقال امك رجل مفود آيت الحارث بن كذا
احا تقف فانه رجل يتطبب فلما خد سح تهرات من عجوة المدينة فليجأهن
سواهن ثم ليلدك بهن رواه ابو داود وعن عبد الله بن جعفر قال رأيت
رسول الله صلى الله عليه وسلم يأكل الرطب بالقثاء متفق عليه وعن عائشة ان
النبي صلى الله عليه وسلم كان يأكل البطيخ بالرطب رواه الترمذي ورواه
ابوداود ويهول يكسر حره ابيرد هذا وسرد هذا بجر هذا وقال الترمذي هذا
حدثت حسن غريب وعن ابني بسير المسلمين قال دخل علينا رسول الله
صلى الله عليه وسلم فقد صار بداوتهم اوكا يحب الزيد والمهر رواه ابوداود
وعن يوسف بن عبد الله بن سلام قال رأيت النبي صلى الله عليه وسلم احدى كسرة
من خبز الشعير فوضع عليها ثمرة فقال هذه ادم هذه واكل رواه ابوداود

له قوله آيت الحارث بن كذا لحم وده حوار مشاورة اهل الكفر في الطب لانه مات
في اول الاسلام ولم يصح اسلامه كذا في المرقاة ١٢
ثم قوله يأكل الرطب بالقثاء قال النووي فيه حوار اكل الطعامين معا والتوسع في
الاطعمة والاحلاف بين العلماء في حوار كذا في المرقاة ١٢
ثم قوله هذه ادم هذه اللحم والادام ما نطبع به الحوازة الصا طمه كحل وزيب و
ملم لدوده في اللحم والدم والحصى والتمر وهذا التفصيل عند ابن حنيفة
وابن يوسف وقال محمد بن مكي كل مع الحرة عائلنا فهو ادم وهو رواية عن

وقال تاج الترمذيه واما قوله عليه السلام ادم هذه في هذه الحديث فانه من
اسماء الترمذيه والابحان لا يتعلق بها وعن ام الميزر قالت دخل على رسول الله
صلى الله عليه وسلم ومعه علي ولما دوا له معلقة فحعل رسول الله صلى الله عليه وسلم
ياكل وعلي معه اكل فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم لعلي مه يا علي فامك
ماقه قالت فحعلت لهم سلقا وسعيرا فقال النبي صلى الله عليه وسلم يا علي من هذا
ماصب فانه اوفق لك رواه احمد والترمذي وابن ماجة وعن انس قال

ابي يوسف وقول الشافعي واحمد رحمهم الله تعالى ويقول محمد يفتي كما
في الخبر عن المهدي وبه احد القميه اواليت قال في الاحيار وهو المختار عملا
بالعرف وفي المحيط وهو الاظهر وفي الترمذيه عند الشافعي وجهان في وجبه ادم لما
سوى الله صلى الله عليه وسلم وضع تمره على كسبه وقال هذه ادم هذه رواه الوداود
وفي رجه آخر ليس ادا ما لانه فاكهة كالربيب وفي المحيط قال محمد الترمذيه والخور ليسا
بآدم وكذا اللعب والطعم والنمل وكذا سائر المأكله ولو كان في بلد ثوكلان تعالى الخبر
يكون ادا ما للعرف لذلك قال ماح الترمذيه واما قوله عليه السلام ادم هذه في هذه
الحديث فانه من اسماء الترمذيه والابحان لا يتعلق بها هذا حاصل ما في الدر المختار
ومراد المختار وفي القدر والسابة وقال في المرافات قال ميرك هذا الحديث يقوى
قول من ذهب من الاثمة الى ان التمر ادم كالا امام الشافعي ومن وافقه ويرد قول
من شرط الاصطباع من الادام ومن لم يشترط لكن حصص من الادام ما يؤكل غالباً
وحده كالتمر ولم يعده من الادام ويحتمل انه وقع اطلاق الادام على التمر في الحديث
مجازاً اولسديها بالادام حيث اكله مع الخنز فقلت هذا المحتمل هو المتعين والا كان
قوله صلى الله عليه وسلم تحصيلاً للحاصل واما مبنى الايمان والحمت فعلى العرف المختلف

أتى النبي صلى الله عليه وسلم تنه عتق فحعل يعتقه ويخرج السوس منه رواه ابو داود
وعنه ان حيا طادعا النبي صلى الله عليه وسلم لطعام صنعه فذهبت مع النبي صلى الله
عليه وسلم ففرب حبر شعير ومرفا فيه دباء وقد يد قال اس رضى الله تعالى عنه
فرايت النبي صلى الله عليه وسلم يتبع الدباء من حوالى القصعة فلم ازل احب الدباء
بعد يومئذ متفق عليه وعن اس عاص قال كان احب الطعام الى رسول الله
صلى الله عليه وسلم التريد من الحبز والتريد من الحيس رواه ابو داود وعن عمرو
ابن امية انه رأى النبي صلى الله عليه وسلم يحذر من كتف شاه فى يده فدعى الى
الصلوة فالتقاها والسكنى التى يحترقها ثم فامر صلى ولم يتوصأ صفق عليه
وعن المعيرة بن شعنة قال صفت مع رسول الله صلى الله عليه وسلم ذات ليلة
فامر بحبب فتوى ثم اخذ الشفرة فحعل يحزلى بهامه فحما بلال يؤذنه

= رما وما مكما ثم فى الحديث اتعارت تدبر العدا وان السعد ما ردى الس والتم حار رطب
على الاصم وفيه من القناعة والرضا ما لا يحصى ١٢

له قوله ويخرج السوس منه وقال فى السامى ولا تركل المارقة ان تصمم الدود فيها ما هى لانه
صيته وان كان طاهها قلت به يعلم حكم الدود فى العواكه والثمار ١٢

له قوله ان حيا طادعا النبي صلى الله عليه وسلم لطعام الحوى فى الحديث حوارا كل التريف طعام من
دونه من محترف وغيره واحاته دعوه ومؤكلة الحادرويان ما كان صلى الله عليه وسلم عليه من
التواضع واللطف ما صمناه وانه يس محبة الدباء وكذا اكل شئى كان يحبه وان كسب الحياط لس
يدنى وفى شرح المسد فيه دليل على ان الطعام اذا كان محتلفا يحوز ان يمد يده الى ما لا يليه اذا
لم يعرف من صاحبه كراهته كذا فى المهاب ١٢

له قوله فالتقاها والسكنى التى يحترقها فيه حواز تطع اللحم بالسكنى فانه فى عمدة القارى كذا نقل فى =

بالصلوة والى الشجرة فقال ماله تربت يداه قال وكان شاربه وفاء فقال لى اقصد لك
 على سواك او قصده على سواك رواه الترمذى وفى رواية للبخارى عن ابن عمر عن
 النبى صلى الله عليه وسلم قال وصروا للحى واحفوا السوارب قال الطحاوى ان المرنى والريح
 كما يحضيه ويوافقه قول ابى حنيفة وصاحبيه الاحقاء فعل من التقصير
 واما حديث المعيرة فليس فيه دليل على شئ لانه يجوز ان يكون النبى صلى الله
 عليه وسلم فعل ذلك ولم يكن بحضوره مهران بقدر على ابقاء السوارب وعن
 عائشة قالت قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا تقطعوا اللحم بالسكين فانه من
 صنيع الاعاجم وانهمسوه فانه اهنأ وامرأ رواه ابو داود والبيهقى فى شعب
 الامام وقال فى المرفأ فالمعنى لا تحلوا القطع بالسكين وانكم وعادتكم
 كالاعاجم بل اذا كان نضيجا فانهسوه واد المرءى يصح ما حذروه بالسكين وعن
 ابى هريرة قال اتى رسول الله صلى الله عليه وسلم لحم فرفع اليه الدراع وكانت
 بعجده فنهس منها رواه الترمذى وابن ماجه وعن ابن مسعود قال كان رسول
 الله صلى الله عليه وسلم يعجبه الثفل رواه الترمذى والبيهقى فى شعب الايمان وعن
 عائشة قالت قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يحب الخلواء والعسل رواه البخارى
 وعن ابن مسعود قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم سدد ادمكم اللحم رواه
 ابن ماجه وعن جابر ان النبى صلى الله عليه وسلم سأل اهل ادم فقالوا ما عندنا
 الا حل فدعا به فجعل يأكل به ويقول نعم ادم الحل نعم ادم الحل

رد المحتار على المحتبى ١٢

له قوله وانهمسوه الخ قال ابن الملك سعالما فى شرح السنة واستحب النهس للتواضع

وعند التكميل فى المرفأ ١٢

له قوله نعم ادم الحل قال الخطاى فيه مدح الاقتصاد فى المأكل ومع النهس عن

رواه مسلم وعنه امرهاني قالت دخل على النبي صلى الله عليه وسلم فقال أعدك
شيئاً قلت لا الأحب إليّ مني وحل فقال هاتني ما أقرب بيت من أدم منه حل رواه
الترمذي وعنه ابن أبي أسيد الانصاري قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم
كلوا الرب وادهوا به فانه من تجره مباركة رواه الترمذي وابن ماجه و
الدارمي وعنه ابن عمر قال أتى النبي صلى الله عليه وسلم بجينة في ثوب قد عا
بالسكين فسمي وقطع رواه ابو داود وعنه سليمان قال سئل رسول الله صلى الله
عليه وسلم عن السم والجبن والعراء فقال الحلال ما أحل الله في كتابه والحرام
ما حرم الله في كتابه وما سكت عنه فهو مما عني عنه رواه ابن ماجه والترمذي

ملاد الاطعمة قال النووي وفي معناه ما يحف مؤنثه ولا يعر وحده وفيه ان من حلفت
ان لا يأتي أدم فأتى بدم يحل تحت اه وهو كذلك عندنا لقصار العرف به انصا كذا في المرقا
كما قال في الهداية وحواشيها ١٥

له قوله ما أقرب بيت من أدم فيه حل اعلم ان في الحديث الحث على عدم التطر للحد والحل بعين
الاحتقار وانه لا بأس بسؤال الطعام من لا يستحي السائل منه لصدق المحبة واعلم
بعودة المسؤل لذلك كذا في المرقا ١٦

له قوله كوا الثريت اي مع الحد واحطوا اذ اما فلا يردان الثريت مانع فلا يكون تساؤله احلا
والامر للاحتياط لمن قدر عليه كذا في المرقا ٢

له قوله اتى النبي صلى الله عليه وسلم بحمة الخ اما اورد الحديث في هذا الباب لان في
صعته الحسن كان احتمال الحاسة تمت بالحديث انه صاهر يحور كله ويحرقه بالسكين
كذا في مدل المحمود ١٧

له قوله ما سكت عنه فهو مما عني عنه وفيه ان الاصل في لاسم والاباحه عند الجمهور

وعن ابن عمر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم وددت ان عدي حمرة
مصاء من برة سمراء ملبقة بسمن ولين فقام رجل من القوم فاتخذته فجاء به
فقال في اي شئ كان هذا قال في عكه صب قال ارفعه رواه ابو داود وابن حبان
وعن عائشة رضي الله تعالى عنها قالت سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم
يقول التليينة محبة لقواد المريض تذهب بعض الحزن متفق عليه وعنها
قالت كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا احدا هله الوعك امر بالمحساة فصنع ثم
امرهم فحسوا منه وكان يقول انه ليرتو قواد الحرب ولسرو عن قواد السقيم
كما تسرو احدا كن الوسم بالماء عن وجهها رواه الترمذي وقال هذا حديث
حسن صحيح وعن ابي هريرة قال ما عاب النبي صلى الله عليه وسلم طعاما قط ان
اشتهاه اكله وان كرهه تركه متفق عليه وعنه ان رجلا كان يأكل اكل كثيرا
واسلم وكان يأكل قليلا فذكر ذلك للنبي صلى الله عليه وسلم فقال ان المؤمن يأكل

من الخنفية والشافعية ويؤيده قوله تعالى هو الذي خلق لكم ما في الارض جميعا
وقد قيل كل شئ خلق لعباده وخلقوا لعبادته قال تعالى وما خلقت الجن والانس الا ليعبدون
التقطته من المرات ورد المبحار ١٢

له قوله ارفعه كتب مولانا محمد يحيى المرحوم وكان ذلك لبيان مسئلة وهي ان اطهار مثل
هذه الرعدة غير داخل في المسئلة المهمة عنها والحدث يستدل الى عدم حوار الصب لانها
لو كانت حلالا لم يأمر صلى الله عليه وسلم برفع الطعام المخلوط بالسمن الذي كان في عكة الصب
فاله في بدل المجهود ١٢

له قوله ما عاب النبي صلى الله عليه وسلم طعاما الا قال النوي من آداب الطعام ان لا يعاب كقوله
ما لم قليل المرحامض على رقيق غير تاصم ومحمد كذا في عبده القاري ١٢
له قوله ان المؤمن يأكل في معا واحد والكافر يأكل في سبعة امعاء علم انه ليس للكافر

في معًا واحد والكافري يأكل في سبعة امعاء رواه البخاري وروى مسلم عن ابي هريرة
 وابن عمر المستند منه فقط وفي أخرى له عن ابي هريرة ان رسول الله صلى الله عليه وسلم
 صام صيف وهو كافر فامر رسول الله صلى الله عليه وسلم بئساة فخلبت فشرب خللها
 ثم اخذى فشربه ثم اخذى فشربه حتى شرب خلل سبع شياه ثم انه اصبح
 فاسلم فامر له رسول الله صلى الله عليه وسلم بئساة فخلبت فشرب خللها ثم امر
 ما اخذى فلم يستنتها فقال صلى الله عليه وسلم المؤمن يشرب في معًا واحد والكافري يشرب
 في سبعة امعاء وعن عائشة ان رسول الله صلى الله عليه وسلم اراد ان يشترى علما

في زيادة امعاء بالنسبة الى المؤمن فلا بد من تأويل الحديث فقال القاضى اراد به ان المؤمن
 يقل حرصه وشره على الطعام ويبارك له في ما كله ومشربه فيستريح من قليل والكافر
 يكون كثير الحرص شديد الشره لا مطمئن لصره الا الى المطاعم والمشارب كالانعام فمثل
 ما بينهما من التفاوت في الشره بما بين من يأكل في معًا واحد وبين من يأكل في
 سبعة امعاء وهذا باعتبار الاعمال الاعلى وقال النووي ان المؤمن يسمى الله تعالى العبد
 طعامه فلا يتركه فيه الشيطان والكافر لا يسميه فيشاركه الشيطان واختار السيوطي
 في معناه ان المؤمن يبارك له في طعامه بدركة التسمية حتى تقع السنة منه وبين
 الكافر كسبه من يأكل في سبعة امعاء هو ويتحقق ذلك المعنى اذا حدث ذلك في
 شخص واحد وفي اشخاص مما تلي من حيث الوصف فيجد حال ذلك الواحد في الأكل وهو
 كافر بخلاف حاله وهو مؤمن وكذلك في الاشخاص والافعال يوجد في المؤمن من يرداد
 شهوته في الأكل على نكاح ويؤيده ما في نفس هذا الحديث وكما في ما يليه من حديث
 صافه صفا كافر على ما سأتى وفيه دلالة على كثرة الأكل وقلته اي خلق المؤمن
 قلة الأكل وخلق الكافر كثرة يعني ان المراد ما سبعة المتكرر وقال الطيبي من شأن

فالتقى بين يديه تهرافا كل العلامة فاكتر فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان كثرة

الكامل ايمانه ان يحصر في الرهادة وقلة العداء ويقع باللمعة بخلاف الكافر فاد اوجد
المؤمن والكافر على حد واحد فلا يقدر في الحديث كقوله تعالى الراى لا ينكم الا رايه او مشركة
والرايه لا سكرها الا زان او مشرك وحرمة ذلك على المؤمنين المرقاب ملخصا من مواضعه
وقال في الكوكب الدرى فيه اشكال فان الامعاء ستة لا سعة ومع ذلك فان الطعام لا
يصل اول ما يرد الى المعاء فكيف يصح قوله انه يأكل في سعة امعاء والجواب ان هذا تمثيل
وقصير لكثرة أكله والمعدة عدت سبعة الامعاء تعلينا فكان ذلك بطريق قول السعدى رحمه
الله عليه مع كنه يرى اوطعام تاسيى + أفتى المروى بقى حاصدا متلاء حروفه الى الالف فكأن
ذلك كناية عن كثرة الأكل وكذا لك قوله عليه السلام هذه الكاية عن كثرة أكله حتى انه لم
يترك موضعاً في حروفه الا على والاسهل الا وقد ملأه اه وقال في العرف السدى قيل ان
احوال الاما سى مخمعه فان بعض المسلمين يأكل كثيراً وبعض الكفار يأكل قليلاً فما مراد
الحديث واجيب بان المذكور في الحديث الاستعلاء أى يسعى ان يكون هكذا وليس بمحر
اه وفي العالم كبرية اما الأكل على المرات فرض وهو ما يدفع به الهلاك فان ترك
الأكل والشرب حتى هلك فقد عصى وما جور عليه وهو ما راد عليه ليتمكن من الصلوة
قائماً ويسهل عليه الصوم ومباح وهو ما راد على ذلك الى التسع لترداد قوة البدن ولا احر
فيه ولا وراى ويحاسب عليه حساباً يسيراً ان كان من حل وحرام وهو الأكل فوق التسع
الا اذا قصد به التقوى على صوم العدا ولا يستحق الصيف فلا بأس باكله فوق التسع ولا تجوز
الرياضة بتقليل الأكل حتى يصعب عن اداء العرائض فاما تحويج النفس على وجه لا يعجز
عن اداء العبادات فهو مباح وفيه رياضة النفس ومنه يصير الطعام مستهين بخلاف الاول
فانه اهلاك النفس وكذا الساب الذى يحاف السبق لا بأس بان يمتنع عن الأكل ليكسر

الاربعة يكفى التماسه رواه مسلم وعنه قال كما مع رسول الله صلى الله عليه وسلم
 بهما الطهران يحى الكفات فقال عليكم بالاسود منه فانه اطيب فليل اكلت ترى
 العم قال نعم وهل من بى الارعاها متفق عليه **وعن** سعيد بن زيد قال
 قال النبى صلى الله عليه وسلم الكفاة من المن وماؤها شفاء للعين متفق عليه و
 فى رواية لمسلم من المن الذى ابرل الله تعالى على موسى عليه السلام **وعن** ابى
 ايوب قال كان النبى صلى الله عليه وسلم اذا اتى بطعام اكل منه وبعث بفصله الى واه
 بعث الى يومها بقصعة لم يأكل منها لان فيها توما فسأله **أحرام** هو قال لا ولكن

بحسب من يحصر هذا حاصل ما فى الكوكب الدرى وها مشه ١٢

له قوله فسأله **أحرام** هو الم قال فى الدر المختار وروى بالمختار ويكره أكل نحو توم ويمسح منه اى
 كصل ونحو مما له رائحة كريهة للحدث الصحيح فى الهى عن قريان أكل التوم والبصل
 المسند قال الامام العيسى فى شرحه على صحيح البخارى قلب علة الهى ادى الملائكة وادى المسلمين
 ولا يختص بمسحده عليه الصلوة والسلام بل الكل سواء لرواية مساحدا بالجمع خلافا لمن
 شد ويلحق بما نص عليه فى الحديث كل ماله رائحة كريهة مأكولا او غيره واما حص التوم
 هيا بالذكر وفى غيره ايضا بالبصل والكراث لكثرة اكلهم لها وكذلك الخى بعضهم بذلك من بعده
 بخراومه حد حله رائحة وكذلك القصاب والسهاك والمخدوم والارض اولى بالالحاف و
 قال سحنون لا ادى الجمعية عليهما واحتتم بالحديث والحق بالحديث كل من آدى الناس
 بلسانه وبه افتى ابن عمر وهو اصل فى نهي كل من يتأدى به ولا يبعدان بعدا المحدثا
 ما كل ماله ريح كريهة لما فى صحيح ابن حبان عن المعيرة بن شعبة قال انتهيت الى رسول
 الله صلى الله عليه وسلم فوجد منى ريح التوم فقال من اكل التوم فاحدت يده فادخلتها وحده
 صدرى معصوما فقال ان لك عددا وفى روايه الطبرانى فى الاوسط استكيت صدرى

أكرهه من أجل ريحه قال فاني أكره ما كرهت رواه مسلم وفي المتفق عليه عن جابر
ابن النبي صلى الله عليه وسلم قال من أكل ثوما أو بصلا فليعتزلنا أو قال فليعتزل مسجدنا
وليبتعد في بيته والنبي صلى الله عليه وسلم اني بقدر فيه خضرات من يقول فوجد
لها ريحا فقال قدبوها الى بعض اصحابه وقال كل فاني اماحي من لا تباحي وروى
ابوداود والترمذي عن علي رضي الله عنه قال هي رسول الله صلى الله عليه وسلم عن

ما كلفته وفيه فلم يعنه صلى الله عليه وسلم وقوله صلى الله عليه وسلم وليبتعد في بيته صريح في
ان أكل هذه الاشياء عذر في التحلف عن الجماعة وايضاها علتان ادى المسلمين وادى
الملائكة فالنظر الى الاول يعذر في ترك الجماعة وحضور المسجد والنظر الى الثانية يعذر
في ترك حضور المسجد ولو كان وحده اهل ملخصا قول كونه يعذر بذلك يسعى تقبيده بما
اذا اكل ذلك بعد اكل ما سيقرب دخول وقت الصلاة لئلا يكون مباحا لما يقطع عن
الجماعة نصه ١٢

فيه قوله فليعتزل مسجدنا قل هذا خاص بمسجد النبي صلى الله عليه وسلم والجمهور على
انه عام في كل المساجد ومعنى مسجد ما يعنى مساجد المسلمين يدل عليه ما ورد في رواية
وان الملائكة تتأذى مما يتأذى منه بنو آدم وهذا يدل على ان علمة التي هو الرائحة الكريهة
المؤذية لاهل المسجد من بنى آدم والملائكة ومنه استدلال على كراهة كل ماله رائحة كريهة
كالصل والفحل والكرات ونحو ذلك ومثله تنجس الدخان المتداول في هذه
الارمان وقد اوله مليحة عامة شملت الخواص والعوام واحتلفت فيه اقوال انكرام من
محمروا من ملجأ كراهة ومن حاكمه بالكراهة تحديما او تحريها وقد حققت الامر فيه
في رسالتى ترويح حدس يتسرع حكمة تنجس الدخان فتراجع كذا في التعليق المجد على موهبا
محمد لمولانا محمد عبد الحى رحمه الله تعالى ١٢

أكل التمر المطبوخا قال محمد في الموطأ ما كره ذلك لريحه فاذا امتث طمحا فلا بأس به وهو قول أبي حنيفة والعامّة رحمهم الله تعالى وعن أبي ريار قال سألت عائشة عن البصل فقالت إن أحد طعام أكله رسول الله صلى الله عليه وسلم طعام فيه بصل رواه أبو داود وعن المقدام بن معدى كرب عن النبي صلى الله عليه وسلم قال كيلوا

له قوله لا مطبوخا قال في المرقاة وهذا الحديث بعيد بغير ما ورد من الأحاديث المطلقة في الهى ١٢

له قوله أحد طعام أكله رسول الله صلى الله عليه وسلم طعام فيه بصل أى مطبوخ لشهادة الطعام لأنه الغالب فيه قال ابن الملك قيل إنما أكل النبي صلى الله عليه وسلم ذلك في آخر عمره لعلم أن الهى للتبرية لا للتحريم اه وهو قول المطهر وقال ابن حجر في شرح التسهيل لا بأس به فيه عنه كالتمر والكراث والحل لأن محلها في الهى على أن الأصح أن هذا مكروه ليس بمحرم وقال الطيبي قد بين في حديث أبي أيوب على ما سبق أن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يكره لأجل ريحه وما كان مطبوخا ولا سيما البصل لم يكن له رائحة وقال الطحاوى في شرح الآثار بعد ما سرد الأحاديث فهداه الآثار دلت على أنها أكل نحو البصل والكراث والتمر مطبوخا كان أو غير مطبوخ أن تعد في بيته وكراهة حضور المسجد وما يحده مخرج لا يؤدى بذلك من محصره من الملائكة ونبي آدم قال وبه بأحد وهو قول أبي حنيفة وأبي يوسف ومحمد ١٢

له قوله كيلوا طعامكم قال المطهر العرص من كيل الطعام معرفة مقدار ما يستقرص الرجل ويسح ويستزى فانه لو لم يكل لكان ما يسيحه ويستزى به محمولا ولا يجوز ذلك وكذلك لو لم يكل ما يصفى على عياله ربما يكون باعصا على قدر كفايتهم فيكون القصا صرا عليهم وقد يكون رائدا على قدر كفايتهم ولم يعرف ما لا حد لتمام السنة فامر رسول الله صلى الله عليه وسلم

طعامكم مبارك لكم فيه رواه البخاري وعنه اسماء بنت ابى بكر انها كانت اذا
اتيت بتريد امرت به فعطى حتى تذهب فوراً دحانه وتقول انى سمعت رسول
الله صلى الله عليه وسلم يقول هو اعظم للبركة رواه الدارمي وعنه انى امامة ان
النبى صلى الله عليه وسلم كان اذا رجع ماشداً قال الحمد لله حمد الكثير اطيبا
ما ركا فيه غير مكفى ولا مودع ولا مستعنى عنه روى رواه البخاري وعنه انى
سعيد بن الحدي قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا رجع من طعامه قال الحمد
لله الذى اطعمنا وسفانا وجعلنا مسلمين رواه الترمذى وابوداود وابن ماجة
وعنه ابى ايوب قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا اكل او شرب قال الحمد لله
الذى اطعم وسقى وسؤعه وجعل له مخرجاً رواه ابوداود وعنه انس قال قال رسول
الله صلى الله عليه وسلم ان الله تعالى ليرضى عن العبد ان يأكل الاكلة فيحمده عليها
او يشرب الشراب فيحمده عليها رواه مسلم وعنه ابى هريرة قال قال رسول الله

صلى الله عليه وسلم بالكل ليكنوا على علم ويتقين فيما يعملون فمن راعى سمه رسول الله صلى الله عليه وسلم
يحمده بركه عظيمة فى الدنيا واخر اعطى فى الآخرة كذا فى المرقاة ١٢
له قوله هو اعظم للبركة لذكرى قال فى رد المحتار سنة الاكل ان لا يأكل الطعام حاراً
له قوله كان اذا رجع ماشداً قال الحمد لله الحمد فى العالم كبريه وسن الطعام
المسيلة فى اوله والحمد لله فى آخره فان لسمى السملة فى اوله فليقل اذا ذكر اسم الله على
اوله وآخره كذا فى الاحتيار شرح المختار واذا قلت لسمى الله فارفع صوتك حتى يلق من
معك كذا فى التارحايه يبدأ باسم الله تعالى فى اوله ان كان الطعام حاراً لا وبالحمد لله
فى آخره كيف ما كان كذا فى القيد ولا يسعى ان يرفع صوته بالحمد لله الا ان يصعق
حلساً وهرعوا عن الاكل كذا فى التارحايه ١٢

صلى الله عليه وسلم الطاعم التاكرام الصائم الصاررواه الترمذي ورواه ابن ماجه
والدارمي عن سنان بن سنة عن ابيه -

باب الضيافة

عن ابي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من كان يؤمن بالله واليوم
الآخر فليكرم صيفه ومن كان يؤمن بالله واليوم الآخر فلا يؤذ جاره ومن كان
يؤمن بالله واليوم الآخر فليقل خيرا وليصت وفي روايه بدل الجارون

له قوله الطاعم التاكرام قيل اقل شكره ان يسمى اذا اكل وعهد اذا فرغ كذا في المرفقات ١٢
له قوله فليكرم صيفه قال الجمهور الصياغة سنة وليست لواحدة وقد كانت واحدة فليس وجوبا
قوله الطحاوي وقالوا واكرام الصيف بطلاقة الوجه وطيب الكلام والاطعام ثلاثة ايام في الاول
بمقدوره وميسوره والباقي بما حصره من غير تكلف لثلاثين على وعلى نفسه وبعد الثلاثة
يعد من الصدقة ان شاء فعل والا فلا وقال الداودي يريد في اكرامه على ما كان يفعل
في عياله قال الكرماني فان قلت ما وجه ذكر هذه الامور الثلاثة قلت هذا الكلام
من حوامع الكلم لانها من الاصول اذ التالت منها اشارته الى القولية والاو لال الى الفعلية
التاني منهما الى التحلية عن الردائل والاو ل الى التحلية بالفضائل يعني من كان له صفة
التعظيم لامر الله لا يبدله ان يتصف بالشفقة على خلق الله عز وجل اما قولنا ما خيرا وسكوبا عن
النسب وما فعلا لما سمع او تركا لما يصم عمدة القاري والمرفقات ملتقط منهما ١٢

له قوله فليقل خيرا وليصت يعني اذا اراد ان يكرم فان كان ما تتكلم به خيرا يتاب عليه
واذا كان او صدوبا فليتكلم به وان لم يظهر له خيره سوا طهراته حراما ومكروه او صباح

كان يؤمن بالله واليوم الآخر فليصل رحمه متفق عليه، وعن ابن سيرين الكشي ان
 رسول الله صلى الله عليه وسلم قال من كان يؤمن بالله واليوم الآخر فليكرم صيفه حائزته
 يوم وليلة والصياغة ثلاثة ايام فما بعد ذلك فهو صدفة ولا يحل له ان يتوى
 عنده حتى يخرج منه متفق عليه، وعن ابن هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم
 من السنة ان يخرج الرجل مع صيفه الى باب الدار رواه ابن ماجه ورواه البيهقي
 في شعب اليمان عنه وعن ابن عباس وقال في اسناده ضعف قال علي القاري
 لكنه يحبر بتعدد اسناده مع انه في فوائد الاعمال وقال الطحاوي حديث
 عقبة فخذوا منهم حق الصيف وما تشبهه كان في صدر الاسلام فتنة وعن
 ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم الحير اسرع الى البيت الذي يؤكل
 فيه من الشفرة الى سام البعير رواه ابن ماجه وعن ابن هريرة رضى الله عنه قال
 حرم رسول الله صلى الله عليه وسلم ذات يوم اوليلة فاذا هو بائي بكر وعمر رضى الله

ع فليمنك عنه والكلام المباح مأمور بتركه مخافة المجذارة الى المحرام كذا في المرقاة ١٢
 له قوله فليكرم صيفه لم قال الورقاني الامر بالاكرام للاستحباب عند الجمهور لان الصياغة
 من مكارم الاخلاق لا واحدة لقوله جائزة والحائز تفصل واحسان هكذا استدلل به الطحاوي
 وابن بطال وابن عبد البر وقال الليث واحمل تجنب الصياغة ليلة واحدة للحديث المرفوع
 ليلة الضيف واحدة على كل مسلم واجاب الجمهور عن هذا وما تشبهه ان هذا كان في
 صدر الاسلام حين كانت المواساء واحدة وما به محمول على صياغة المصطربين كذا في
 التعليق المجدد ١٢

له قوله يخرج الرجل مع صيفه الى باب الدار والطاهران هذا من باب زيادة الاكرام
 كذا في المرقاة ١٢

تعالى عنها فقال ما اخرجكما من بيوتكما هذه الساعة قالوا الجوع قال واما والذي
نفسى بيده لا اخرجى الذى اخرجكما قوموا فقاموا معه فأتى معهما رجلا من
الانصار فاداهما ليس في يده فلما رأتها المرأة قالت مرحبا واهلا فقال لهما رسول
الله صلى الله عليه وسلم اين فلان قالت ذهب يستعذب لنا من الماء اذ جاء
الانصارى فطرا الى رسول الله صلى الله عليه وسلم وصاحبه تم قال الحمد لله ما
احد اليوم اكرم على الله اصيا فامى قال فاطلوا فجاءهم بعدق فيه يسروا
وهم يقولون كلوا من هذه واحدا المدية فقال له رسول الله صلى الله عليه وسلم اياك
والخلوب صديج لهم فاكلوا من الشاة ومن ذلك الثعديق وشربوا فلبسوا
وسروا وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا يكرهوا والذى نفسى بيده لسألك
عن هذا النعيم يوم القيامة اخرجكم من بيوتكم الجوع ثم لم يرجعوا حتى اصابكم
هذا النعيم رداه مسلم وعنه اى عسيب قال حريج رسول الله صلى الله عليه وسلم
ليلا فصر في فدا عانى فخرحت اليه ثم مربا في بكر فدا عاه فخرج اليه تم مربعه فدا
فخرج اليه فاطلق حتى دخل حائط المعص الانصار فقال لصاحب الحائط
اطعنا يسرا فجاء بعدق فوصعه فاكل رسول الله صلى الله عليه وسلم واصحابه ثم دعا
بماء بارد فشرب فقال لتسألن عن هذا النعيم يوم القيامة قال فاحد عبد لعدي
فصر به الارض حتى تناثر البسر قبل رسول الله صلى الله عليه وسلم تم قال يا رسول
الله انا المسئولون عن هذا يوم القيامة قال نعم الا من ثلاث حرقة لغز بها
الرجل عورته او كسرة سدا بها حوخته او حجر يتدخل فيه من الحجر والقر وراه
احمد والبيهقي في شعب الايمان ومثل الس او غيره لى رسول الله صلى الله عليه وسلم
استأذن على سعد بن عباد فقال السلام عليكم ورحمة الله فقال سعد وعليكم
السلام ورحمة الله ولم يسمع النبى صلى الله عليه وسلم حتى سلم ثلاثا وورد عليه سعد

رسول الله صلى الله عليه وسلم قالوا يا رسول الله انا ما أكل ولا نشبع قال
فلعلكم تغدقون قالوا نعم قال فاحتمعوا على طعامكم واذكروا اسم الله يبارك
لكم فيه رواه أبو داود وفي رواية لابن ماجة عن عمر بن الخطاب قال قال
رسول الله صلى الله عليه وسلم كلوا جميعا ولا نفر قوافل البركة مع الجماعة
وقال على القاري وأما قوله تعالى ليس عليكم جناح ان تأكلوا جميعا
او اشتاتاً فمحمول على الرخصة او دفعا للمخرج على الشخص اذا كان
وحده وعن ابن عمر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا وضعت
المائدة فلا تقوم راحل حتى ترفع المائدة ولا يرفع يده وان شبع حتى
يصرع القوم ولبعد رفاق ذلك يحبل حليسه فيقبض يده وعسى
ان يكون له في الطعام حاجة رواه ابن ماجة والسهلي في شعب الايمان
وعن جعفر بن محمد عن ابيه قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم
اذا أكل مع قوم كان آخرهم اكلا رواه السهلي في شعب الايمان وعن
اسماء بنت برمدا قالت اتى النبي صلى الله عليه وسلم طعام فعرض عليا
فقلنا لا نستهند قال لا يجتمع جوعا وكذا رواه ابن ماجة.

باب اكل المضطر

وقول الله عز وجل اما حرم عليكم الميتة والدم ولحم الخنزير وما اهل
به لغير الله فمن اضطر غير باغ ولا عاد فلا اثم عليه ان الله عفو رحيم و
قوله تعالى فمن اضطر في مخبضه غير متجانف لاثم فان الله عفو رحيم
عن ابي واقد اللمتي ان رجلا قال يا رسول الله انا يكون بارض فتصيب

بها المحبصة متى يحل لما الميته قال ما لم تضطجروا او تعتيقوا او تخنفوا بها
نقلا فشاكم بها معناه اذالم تجدوا صوحا او عوقا ولم تجدوا بقسلة
تأكلوها حلت لكم الميته رواه الدارمي فيه دليلا على الامر الذي يسم له
الميته هو الاضطرار ولا يتحقق ذلك مع ما يتبلىح به من العوق والصبح
فيمسك الرمق واوثره صاحب المتكوة في هذا الباب حديث الى داود
لاتات مذهبهم واراد ان الاضطرار لا يوقف على خوف الهلاك كما
كان عند المحبسة لان ذلك الحديث قد اتت فيه ان خوف الهلاك ليس

له قوله واوثره صاحب المتكوة في هذا الباب حديث الى داود الم هذا الحديث هو الذي
رواه ابو داود عن الهيج العامري انه ان النبي صلى الله عليه وسلم فقال ما يحل لنا من
الميته قال ما طعامكم قلنا نعتق ونضطم قال ابو نعيم فسر له عقه قدح عدوة
قدح عتية قال ذلك واني الخوع فاحل لهم الميته على هذه الحال وقد مسك الشافعي
بهذا الحديث وقال يجوز تناول الميته مع ادى شبع والتناول منه عند الاضطرار الى حد
الشبع وقد خالف على هذا حديث الدارمي الذي يسله في المتكوة وذكرناه في هذا الكتاب لان
في حديث الدارمي الامر الذي يسم له اميته هو الاضطرار ولا يتحقق ذلك مع ما يتبلىح
به من العوق والصبح فيمسك الرمق فالوجه فيه ان يقال الاعتناق بقدح
والاصطلاح ما حركا على سبيل الاشتراك بين القوم كلهم ومن الدليل عليه
قول السائل ما يحل لنا كانه كان واحدا قومه فلم يسأل لنفسه خاصة وكذا قول النبي
صلى الله عليه وسلم ما طعامكم قلنا سبب له ان القوم مصطرون الى اكل الميته لعدم
العي في مسك الرمق وما وصفه بظلمانه لهم تناول الميته على تلك الحالة
هذا وجه التوفيق بين الحديثين قال الخضر في القدح من اليس بالقدوة والقدح

بمناط لحل الميتة كيف والمرء ليس بعد اغتياف القدرح واصطباحه مما
يحاف عليه الهلاك قلنا فالجواب عنه ان القدرح كان لكل اهل البيت
جميعا لا قد حاقدها لكل احد فان بعد القدرحين في يوم لا حاجة في
الطعام فصلا عن الاضطراب.

باب الاشرية

عن انس قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يتنفس في الشرب ثلاثا

بـ بالعشى يمسك الرمي ويقيم النفس وان كان لا يستع الشبع التام وقد اباح الله تعالى
مع ذلك تناول الميتة وكان دلالة ان تناول الميتة مباح الى ان تأخذ من القوت
الشبع والى هذا ذهب مالك واحمد وهو احد قولي الشافعي وقال
ابو حنيفة لا يجوز ان يتناول منه الا قدرا ما يمسك به رمقه وهو القول الآخر
للشافعي اهـ واغرب في قوله وان كان لا يستع الشبع التام حيث يستعربان
أكل الميتة محل مع الشبع اذ لم يكن تاما ولا اطن احدا قال به واما قوله وقد
اباح الله تعالى مع ذلك تناول الميتة فان اراد به انه مع ما ذكر من الحال ممنوع
اذ لا دلالة للآية على ذلك وان اراد به انه مع الحديث المذكور فقد علمت
انه معارض بالحديث الذي يليه ومحمّل للتأويل كما سبق ومع الاحتمال لا يتم
الاستدلال لاسيما مع وجود المعارض على ان القاعدة ترويح المحرم على المبيع
احتياطا أحدثته من المرقاب ١٢

له قوله يتنفس في الشرب ثلاثا اي يتنفس في اثناء شربه ثلاثا قال

متفق عليه ونزاد مسلم في رواية ويقول انه ادوى وادرا وامرا وعن
ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا تشربوا واحدا كشر
البعير ولكن اشربوا متى وتلات وسبوا اذا انتم شربتم واحدا واذا
انتم رفعتم رواه الترمذي وعنده قال هي رسول الله صلى الله عليه وسلم ان
يتنفس في الماء او يتنعم فيه رواه ابوداود وابن ماجه وعن ابي سعيد
الخدرى ان النبي صلى الله عليه وسلم نهى عن العجم في الشرب فقال رحل
القدادة اراها في الماء قال اهرقها قال فاني لا اروي من نفس واحد
قال فابن القدر عن فيك ثم تنفس رواه الترمذي والدارمي وعنده
قال هي رسول الله صلى الله عليه وسلم عن الشرب من تلمة القدح وان يفتح

المبغى في شرح السنة المراد من هذا الحديث ان يشرب تلاتا كل ذلك يبين الامام
عن فمه فيتنفس ثم يعود والحذر المروي انه نهى عن التنفس في الماء هو ان يتنفس
في الماء من غير ان يبيد عن فيه قال القاضي التبرك في دفعات اقمع للعطش واغوى على
الهضم واقل اترا في برد المعدة وضعف الاعصاب قال ابن حجر في شرح الترمذي
وورود لسد حس انه صلى الله عليه وسلم كان يشرب في تلاتة انعاس ادا دنى الاثم
الى فيه سمي الله وادا أخره حمد الله يفعل ذلك تلاتا المتقطعة من المرات و
قال في العالم كيرية ولا يشرب سفس واحدا ١٢

له قوله اويسم فيه قال في المرات ان كان العجم للبرد فليصبر وان كان للقدح
فليطه بحلال ومحو لا بالاصبع لانه يهر الطبع منه اول يرق الماء انتهى وقال في
رد المحتار كتاب المحطروا لا يباحة وعن الثاني انه لا يكره العجم في الطعام الا انما له
صوت محواف وهو محمل الهى ١٢

في الشراب رواه ابو داود وعن ابن عباس قال سمى رسول الله صلى الله عليه وسلم
 عن الشراب من في السقاء متفق عليه وفي رواية لها عن ابى سعيد الخدري
 قال سمى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن احتياات الاسقية ثم ادعى رواية
 واحتماتها ان يقلب رأسها ثم يشرب منه وروى الترمذي وابن ماجه
 عن كبشة قالت دخل على رسول الله صلى الله عليه وسلم فشرب من في قربة
 معلقة قائما فقامت الي فيها فقطعته قلنا هذا الحديث يدل على ان الهى
 عن هم السقاء ليس بالتحريم بل للتبريد والفعل لبيان الجواز وعن عمرو
 بن شعيب عن ابيه عن حده قال رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم يشرب
 قائما وقاعد رواه الترمذي وفي رواية للدارمي وابن ماجه والترمذي
 عن ابن عمر قال كنا نأكل على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم ونحن نمشي
 ونشرب ونحن قيام وروى مالك عن ابن شهاب ان عائشة روى النبي
 صلى الله عليه وسلم وسعد بن ابى وقاص كانا لا يريان بشرب الاساء وهو

له قوله سمى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن الشراب من في السقاية قال المطهر و
 ذلك ان جريان الماء دفعة وانصاه في المعدة مصرها وقد امر النبي صلى الله عليه وسلم
 بالدفعات كما سبق اه ولان العب مدوم ولا يمكن مص الماء عند شربه من
 هم السقاء وقد روى البيهقي عن انس مرفوعا مصوا الماء مصا ولا تعبه عما قاله
 في المرات وقال في العالم كبرية ولا يشرب من هم السقاء والقربة لانه لا يخلو
 عن ان يدخل حلقه ما يضره كذا في الغياتية ١٢

له قوله كنا نأكل على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم ونحن نمتشي الخ قال في الكوكب
 الدرر ان الهى في هذين لهالم يكن شرعيا وانما هو لحفظ صحته الحاصلة لا يكون

قائم بأسا وفي رواية له عن مخبر عن عمر بن الخطاب وعثمان بن عفان
وعلى بن ابي طالب رضي الله تعالى عنهم كانوا يشربون خيا ما قال محمد
وبهذا أنا أحد لا يرى بالشرب قائما بأسا وهو قول أبي حنيفة والعامه
من فقهاءنا وعن الحسن بن علي رضي الله عنهما عن النبي صلى الله عليه وسلم انه نهى ان يشرب الرجل
قائما رواه مسلم وفي رواية له عن أبي هريرة قال قال رسول الله صلى الله
عليه وسلم لا يشرب أحد منكم قائما فمن شرب منكم فليستهي ذكر الطحاوي
وعنده ان النهي لأمر طبعي فان في الشرب والأكل قائما آفات لا لأمر شرعي
ومروى عن الشعبي انه قال اما اكره الشرب قائما لانه داع وعن
ابن عباس قال اتيت النبي صلى الله عليه وسلم بدلو من ماء رمزم فشربت
وهو قائم متفق عليه ومروى البخاري عن علي انه صلى الظهر ثم وعد
في حوائج الناس في رحمة الكوفة حتى حضرت صلاة العصر ثم اتى بماء فشرب
وعسل وجهه ويديه وذكر رأسه ومرحله ثم قام فشرب فصلى وهو قائم
ثم قال ان ما ساكرهون الشرب قائما وان النبي صلى الله عليه وسلم صنع مثل
ما صنعت وعن جابر ان النبي صلى الله عليه وسلم دخل على رجل من الانصار

في آت ما ارتكبت ما ذكره بيته النبي صلى الله عليه وسلم ففعله وتقديره ٢

له قوله لا يرى بالشرب قائما ما سألك قال في العالمانية ولا بأس بالشرب قائما و
سكت زيادة تفصيل في هذا المقام والتوفيق بين الأدلة فارجع الى رد المحتار كتاب الطهارة
في قوله فشرب وهو قائم وقال في رد المحتار اقلنا عن النسخ ولا يستحب شرب قائما
في هذين الموضعين اي ماء تم صرمه وفصل الوضوء وفي شرح الهداية ان الهداية
ومن الأدب ان يشرب فصل ماء وضوئه مسقلا قائما وان شاء قعد ٢

ومعه صاحب له فسلم فردا الرجل وهو يجول الماء في حائط فقال النبي صلى الله عليه وسلم ان كان عندك ماء مات في سنة والا كرمنا فقال عدي ماء يات في شئ فاطلق الى العريش فسك في قدح ماء تم حلب عليه من داخل فشرب النبي صلى الله عليه وسلم ثم عاد فشرب الرجل الذي جاء معه رواه البخاري ومروى عن ابن ماجه عن ابن عمر قال مررنا على بركة فجعلنا نكزع فيها فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا تكرر عرا ولكن ا غسلوا ايديكم ثم اشربوا فيها فانه ليس انا اطيب من اليد قال في فتح الباري الهى منه للتنزيه والفعل لبيان الحوازا وقصة حارفل الهى او الهى في غير حال الصرورة والفعل كان للصرة وعن ابن الس قال حلبت لرسول الله صلى الله عليه وسلم شاة داخل وشيب لبها بقاء من الدوا لني في دار الس فاعطى رسول الله صلى الله عليه وسلم القدح فشرب وعلى يساره ابوكرو عن يمينه اعرابي فقال عبر اعط انا بكر يا رسول الله فاعطى الاعرابي الذي على يمينه ثم قال الايمن والايس وفي روايه الايسون والايسون الا فسموا متفق عليه قال محمد في الموطا وبه ما حد وعن سهل بن سعد قال اتى النبي صلى الله عليه وسلم بقدح فشرب منه وعن بمبده علام اصغر القوم والا تساج عن يساره فقال ما علام انا اذن ان اعطيه

له قوله فسك في قدح ماء تم حلب عليه لم فيه انه لا بأس بطلب الماء المار في سموم الحر وفيه حار حلط الس بالماء عند السرب ولا يجوز عند البيع كذا في عمدة القاري ١٢
 له قوله الايمن والايس قال الرزقي قال الس هوسنة اى تقدمه الايمن وان كان مفصولا ولم يخالف في ذلك الا ان حرم فقال لا يجوز تقدمه على الايمن الا ما دعه كذا في التعليق المجد وقال في فتح الباري هذا مستحب عند الجمهور وقال ابن حزم يحب ١٢

الاستياخ فقال ما كنت لا وتر بفضل منك احدا يا رسول الله فاعطاه اياه
متفق عليه وعن ام سلمة ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال الذي
يشرب في آنية الفضة انما يجرجر في بطنه نار جهنم متفق عليه وفي
رواية لمسلم ان الذي يأكل ويشرب في آنية الفضة والذهب وعن حذيفة

بنه قوله ما كنت لا وتر بفضل منك احدا قال في المراتك اتفقوا على ان لا يؤترب في القرب
الدينية والطاعات وانما الايتار ما كان في خطوط النفس فيكره ان يؤترب فيه موضعه
من الصف الاول متلا وفيه ان من سبق الى موضع مباح او من مجلس العالم والكبير
فهو احب به ممن يحيي بعده وقال النووي الايتار في القرب مكروه وفي خطوط
النفس مستحب ١٦

له قوله الذي يشرب في آنية الفضة الح قال النووي اجمعوا على تحريم الاكل والشرب
في اماء الذهب والفضة على الرجل والمرأة ولم يخالف في ذلك احد فيحرم استعمالها
في الاكل والشرب والطهارة والاكل بالملقعة من احدهما والتحريم محرمته والمبول
في الاماء وسائر اسعها لهما سواء كان صغيرا او كبيرا قالوا وان اتلى طعام فمها
فليحرقهما الى اماء آخر من غيرهما وان اتلى بالدهن في قارورة فضة فليصبه
في يده اليسرى ثم يصبه في اليمنى وليستعمله ويحرم تربيين البيوت والخواصت وغيرها
باوايهما قاله في المراتك كذا في الهداية وقال قاصيخان رحمه الله يكره الاكل
والشرب والادهاان في آنية الذهب والفضة وكذا الحمامة وما حبل ولما دهن و
كذا لا كتحال سبل الذهب والفضة والنساء فيما سوى الحلي من الاكل والشرب
والادهاان من الذهب والفضة والقعود بممرله الرجال ولا رخصة لرجال فيما
يتخذ من الذهب والفضة اركان مفصفا او مذهبها ما حلا الحتم من الفضة وحلية السيف

قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول لا تلبسوا الحرير ولا الديباج ولا تشربوا في آنية الذهب والفضة ولا تأكلوا في صحافها فانها لهم في الدنيا وهي لكم في الآخرة متفق عليه وعن ابن عمر ان النبي صلى الله عليه وسلم قال من شرب في اناء ذهب او فضة او اناء فيه شيء من ذلك فانه يمحرج

والسلام لرحمة جاءت فيه انتهى وقال في الهداية قال في الجامع الصغير يكره ومزاده التحريم ١٢

له قوله لا تلبسوا الحرير ولا الديباج قال في المرقاة واستسى من الحرير قدر أربعة اصابع في اطراف التوب على ما هو المتعارف والمخلوط به ان كان لخمته من حله وسداه من الحرير فصاح وعكسه لا الا في الحرب وقديما حر الحرير لعله المحاكاة وكثرة القبل اهكد في الهداية ١٢

له قوله من شرب في اناء ذهب او فضة او اناء فيه شيء من ذلك لم قال ابو يوسف يكره كراهة تحريمية السر والكراسي اذا كانت مقصصة او مدهنة وكذا السر اذا كان مقصصاً او مدهناً وكذا اللجام والركاب وغيرها لان الاحبار مطلقه وهذا حديث الدارقطني مؤيد ولأن من استعمل اناء كان مستعملاً لكل جزء منه ومنه قالت الثلاثة ابي الشافعي ومالك وأحمد رحمهم الله تعالى وقال الوحيفة يجوز اشرب في الاناء المقصص والركوب في المسرح المقصص والحلوس على الكرسي المقصص والسير المقصص اذا كان يتقى موضع الفضة معناه انه لا بأس بالشرب في الآنية المقصصة والمدهنة اذا صعد على العود في الكرسي والسير يقعد على العود والخشب دون الذهب والفضة والابن حنيفة ما روى عن النبي صلى الله عليه وسلم ان قدح النبي صلى الله عليه وسلم انكسر فاحدهم كان

في بطه ما رجهم رواه الدارقطني ومروى البخاري عن انس رضي الله
 تعالى عنه ان قدح النبي صلى الله عليه وسلم انكسر فالتخذ مكان الشعب
 سلسلة من فضة وفي رواية لاحيد عن عاصم الاحول قال رأيت عبد الله
 رضي الله عنه قدح النبي صلى الله عليه وسلم فيه ضبة فضة وعن الزهري
 عن عروة عن عائشة قالت كان احب الشراب الى رسول الله صلى الله عليه وسلم
 الخلو اليارد رواه الترمذي وعن عائشة قالت كان النبي صلى الله عليه وسلم
 يستعذب له الماء من السقيا قيل هي عن يديها وبين المدينة يومان رواه
 ابوداود وعن ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا اكل احدكم
 طعاما فليقل اللهم بارك لما فيه واطعما حيرامه واذا سقى لبنا فليقل اللهم
 بارك لما فيه وردا منه فانه ليس شئ يحرث من الطعام والشراب الا اللبس
 رواه الترمذي وابوداود -

باب النقيع والانبذة

عن انس قال لقد سقيت رسول الله صلى الله عليه وسلم قدحى هذا الشراب كله

في الشعب سلسلة من فضة رواه البخاري ولاحيد عن عاصم الاحول قال رأيت عبد
 الله رضي الله عنه قدح النبي صلى الله عليه وسلم فيه صفة فضة وان التفصيل ونحوه
 تابع ولا معتبر بالتتابع فلا يكره كالمحنة المكففة بالحريرو العلم في التوب ومسما والد
 في النص وقال الربيعي روى ان هذه المسئلة وقعت في مجلس ابي جعفر الدوانيقي
 وابو حنيفة وائمة عصره حاصرون فقالت الائمة يكره وابو حنيفة رحمه الله ساكت

النسل والنبيذ والماء واللين رواه مسلم وعن عائشة قالت كما ننذر رسول الله صلى الله عليه وسلم في سقاء يوكأ أعلاه وله عزلاء ينبذه عدوة فيشربه عشاء وينذه عشاء فيشربه عدوة رواه مسلم وعن ابن عباس قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم ينبذ له أول الليل فيشربه إذا أصبح يومه ذلك والليلة التي تحيى والعد والليلة الأخرى والغدا إلى العصر فإن

بقييل له ما تقول فقال ابن وضع فاه في موضع الفضة يكره والأفلا بقييل له من ابن ذلك فقال أرايت لو كان في أصبعه حاتم فضة فشرب من كفه أكره ذلك فوقع الكل وتعب أبو جعفر من حواره انتهى وقول محمد يروى مع أبي حنيفة ويروى مع أبي يوسف هذا حاصل ما في قاصصنا واردة المختار والباية والهداية ١٢

له قوله والسيد قال في المرقاة وهذا السيد له مفعلة عظيمة في زيادة القوة قال ميرك وهو حلال اتفاقا ما دام حلوا ولم يمتد إلى حد الاسكار لقوله صلى الله عليه وسلم كل مسكر هرام ثم قوله كما ننذر رسول الله صلى الله عليه وسلم قال النووي فيه دلالة على حوار الانبياء وحوار شرب السيد ما دام حلوا لم يتغير ولم يعمل وهذا حائر باجماع الامة ١٢
له قوله فيشربه إذا أصبح يومه ذلك الم قال النووي واما قوله في حديث عائشة المتقدم بعده عدوة فيشربه عشاء الم فليس مخالف الحديث ان عباس هذا في الشرب الى ثلاث لان الشرب في يوم لا يجمع الريادة وقال بعضهم لعل حديث عائشة كان رمس المرحيت يجتنب سواده في الريادة على يوم واحد ان عباس في رمس يؤمن فيه تغير قبل الثلاث وقيل حديث عائشة محمول على سيد قليل يصرع في يومه وحديث ابن عباس في كثير لا يصرغ فيه ١٢

له قوله فان لم يمتد سقاء الحادما وامره فصب قال النووي واما سقيه الحادما

نقى شئ سقاه الخادم أو أمر به فصيب رواه مسلم وعنه ابن عمر أن رسول الله صلى الله عليه وسلم نهى عن الدباء والحنتم والمنقذ والمقيروا ممران يبدن في اسقية الأدمر رواه مسلم وفي رواية للبخاري عن عبد الله بن أبي أوفى قال نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن شرب الجرا لا تخضر قلت أنت شرب في الأبيص قال لا وروى مسلم عن بريدة أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال نهيتكم عن الطروف فإن طروفا لا يحل شربها ولا بجرمه وكل مسكر حرام وفي رواية له قال نهيتكم عن الشربة إلا في طروف الأدمر فاشربوا في

بعد الثلاث وصبه فلأنه لا يؤمن بعد الثلاث تعيره وكان الذي صلى الله عليه وسلم يتنزه عنه بعد الثلاث وقوله سقاه الخادم وصبه معناه تارة يسقيه الخادم وتارة يصبه وذلك الاختلاف لاختلاف حال السيد فإن كان لم يطهر فيه تعيره ونحوه من مادي الأسكار سقاه الخادم ولا يريقه لأنه مال يحرم اضعافه ويترك شربه تغرها وإن كان قد طهر فيه شئ من مادي الأسكار والتعير اراقه لأنه إذا اسكر صار حراما وبحسب الفراق ولا يسقيه الخادم لأن المسكر لا يجوز سقيه الخاء مكرما لا يجوز شربه وأما شربه صلى الله عليه وسلم قبل الثلاث فكان حيث لا تغدو ولا مادي تعير ولا تنك أصلا له قوله أن رسول الله صلى الله عليه وسلم نهى عن الدماء الخ وكان ذلك في أول الإسلام خوفا من أن يصير مسكرا ولا يعلم به فلما طال الزمان وعلم حرمة السكر واستقرت أئيم الامتداد في كل وعاء كذا في المرقاة ١٢

له قوله ما شربوا في كل وعاء الخ لذلك قال في الدر المختار وحل الامتداد اتحاد النبيذ في الدماء جمع الدماء وهو القرع والحنتم جرة حضراء والمرمت المطلق بالوقت أي القير والمقيروا الخشب المسقورة وما ورد من النهي لسم ١٣

كل وعاء غير ان لا تشربوا مسكرا قال على القاري وهو من مديع الاحاديث
حيث جمع بين الناسخ والمنسوخ وعن جابر قال كان يتند لرسول الله صلى الله عليه وسلم
في سقاء فاذا لم يجدوا سقاء يند له في تور من حجاره رواه مسلم
وعن ابى مالك الاشعري انه سمع رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول ليشربن ناس
من امتي الخمر يسمونها بعير اسمها رواه ابو داود وان ما جبه .

له قوله كان يند لرسول الله صلى الله عليه وسلم في تور من حجارة قال المروى فيه التصريح
بسم الله عن الابتداء في اوعية الكتيبة كالدامر والحستم والمقير وعدها لان تور
الحجارة اكثف من هذه كلها واولى بالهي منها فلما نتت انه صلى الله عليه وسلم استدل به
فيه دل على السم وهو موافق للحديث بريدة الذي مضى كتب بهيتكم عن الاوعية
فابتدوا واحتسوا كل مسكر ١٢

نه قوله ليشربن ناس من امتي الخمر يسمونها بعير اسمها اعلم ان جميع ما يستخرج
منه الاشربة اربعة العنب والتمر والربيب والحبوب والحبطة والستعير والذرة
نحو الماء المستخرج منها حالتان شئ ومطبوخ والمطبوخ قد يطبخ حتى يبقى ثلثه وقد
يطبخ حتى يبقى ثلثاه وقد يطبخ حتى يبقى نصفه والحرام من الاشربة ايضا اربعة
والحلال ايضا اربعة كما في الدرر فحكم الاشربة الاربعة التي هي حلال اذا غلت
واشتدت ان القليل اى القدر غير المسكر منها حلال اذا كان بقصد التقوى على
العبادة وحرام بقصد التلذذ والكثير اى القدر المسكر منها حرام هذا مذهب ابى حنيفة
وهو قول ابى يوسف واما الشافعي واحمد ومالك ومحمد بن حسن
فداهوا الى ان المسكر المائع من كل شئ يحرم قليله وكثيره اسكر لم يسكر وافتى
ارباب الفتوى منا بقول محمد بن حسن فالمراد الاشربة الاربعة التي هي حلال =

باب تغطية الاواني وغيرها

عن جابر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا كان حنم الليل او اُمسيتم فكفوا صدياكم فان الشيطان ينتشر حينئذ فاذا ذهب ساعة من الليل فخلوهم واغلقوا الابواب واذكروا اسم الله فان الشيطان لا يعتمر باما مغلقة واذكروا قديمكم واذكروا اسم الله وحده واذكروا اسم الله ولو ان تعرضوا

= عند الشيخين ادعلت واستدت والاحلا تحرم كغيرها اتفاقا قلت ليس في هذا الحديث حجة على ابي حنيفة لانه لم يسم المحرم بغير اسمها وهو يقول بمثل ما قال ابن مسعود وكيع وسفيان الثوري والاوراعي وغيرهم وقد تقدم تفصيله مع ذلك في باب بيان المحرم ووعيد شارحها فان شئت فارجح اليه بل المراد بهذا الحديث ما يسميه الناس المحرم بغير اسمها كالشربة المفرحة وعرق المساط وشراب الصالحين ويرحمون انها غير محرم وهم منه كاذبون لانه كل مسكر حرام فالمدار على حرمة المسكر فلا ينع تسويتها بغير اسمها ١٢

له قوله فكفوا صدياكم الم قال في المسوى وعلى هذا عمل اهل العلم انتهى وقال في المرات قال القرطبي جميع او امر هذا الباب من باب الارشاد الى المصلحة ويحتمل ان تكون للنداب لاسيما فمن يئوى امتثال الامور والاغلاق مقيد بالليل والاصل في جميع ذلك يرجع الى الشيطان فانه هو الذي يسوق الفارة الى الاحراق ١٢ له قوله واذكروا اسم الله قال الثوري فيه حمل من انواع الخير والآداب الجامعة جامعها تسبحة الله تعالى في كل حركة وسكون لتحصيل السلامة من الآفات الدنيوية والأخروية =

عليه سيئاً واطعوا مصايحكم متفق عليه، وفي رواية للنخاري قال خمدوا الآنية
واوكؤا الاسقية واجيفوا الابواب واكفوا صدياكنم عند المساء فان للحن انتشاراً
او خطفة واطعوا المصايح عند الرقاد فان القويسقة ربما احترت القتيلة فاحترت
اهل البيت وفي رواية لمسلم قال عطوا الاناء واوكؤا السقاء واغلقوا الابواب و
اطفؤوا السراج فان الشيطان لا يحل سقاء ولا يفتح باباً ولا يكشف اماً فان لم يجد
احدكم الا ان يعرض على امائه عوداً ويدكر اسم الله فليعمل فان القويسقة
تصرم على اهل البيت بيتهم وفي رواية له قال لا ترسلوا فواشيكنم وصياكنم
اداعابت الشمس حتى تذهب فحمة العشاء فان الشيطان يبعث اذا
غابت الشمس حتى تذهب فحمة العشاء وفي رواية له قال عطوا الاماء واوكؤوا
السقاء فان في السنة ليلة ينزل فيها وباء لا يمر بانه ليس عليها عطاء
او سقاء ليس عليه وكاء الا نزل فيه من ذلك الوباء وعنده قال سمعت النبي
صلى الله عليه وسلم يقول اذا سمعتم نباح الكلاب ونهيق الحمير من الليل
فتعودوا بالله من الشيطان الرحيم فانهم يريون ما لاترون واقلوا الخدوج
اداهدأت الأرجل فان الله عز وجل يبت من خلقه في ليلته ما يشاء و
اجيفوا الابواب وادكروا اسم الله عليه فان الشيطان لا يفتح باباً اذا جيف
ودكر اسم الله عليه وغطوا الحرار واكفوا الآنية واوكؤوا القرب رواه في صحيح السنة

كذا في المرقاة ١٢

له قوله فان القويسقة ربما احترت القتيلة فاحترت اهل البيت قال النووي هذا
عام يدخل فيه السراج وغيره واما القناديل المعلقة فان جيف بسببها حريق
دخلت في ذلك والا فلا بأس لا تنفأ العلة كذا في المرقاة ١٢

السنة وروى احمد والبخاري في تاريخه وابوداود وابن حبان في صحيحه
 والحاكم في مستدركه عنه نحوه وعنه قال جاء ابو حميد رجل من الانصار
 من النقيع با ناء من لبن الى النبي صلى الله عليه وسلم فقال النبي
 صلى الله عليه وسلم الا حبرته ولوان تعرض عليه عودا متفق عليه وعن
 ابن عمر عن النبي صلى الله عليه وسلم قال لا تتركوا النار في بيوتكم حين تنامون
 متفق عليه وعن ابن موسى قال احترق بيت بالمدينة على اهله من
 الليل فحدثت شأنه النبي صلى الله عليه وسلم قال ان هذه النار ما هي
 عدو لكم فادامتم فاطفئوها عنكم متفق عليه وعن ابن عباس قال
 جاءت فارة تحذ الفتيلاء فالتفتها بين يدي رسول الله صلى الله عليه وسلم
 على الحبرة التي كان قاعدا عليها فاحترقت منها مثل موضع الدرهم
 فقال ادا انتم فاطفئوا سرجمكم فان الشيطان يدل مثل هذه على هذا فحرقكم رواه
 ابوداود -

كتاب اللباس

وقول الله عز وجل يا بني آدم قد انزلنا عليكم لباسا يواري سوآتكم
 ورتبنا للباس التقوى ذلك خير وقوله تعالى قل من حذر زينته الله التي
 اخرج لعباده والطيبات من الرزق عن انس قال كان احب الثياب الى

له قوله كان احب الثياب الى النبي صلى الله عليه وسلم ان يلبسها الحبرة قال الحدرى
 وفيه دليل على استحباب لبس الحبرة وعلى جوار لس المخطط قال ميرك وهو مجمع
 عليه قاله في المرقاة وكذا قال المروى ١٣

النبى صلى الله عليه وسلم ان يلبسها الخيرة متفق عليه وعنه ان النبى صلى الله عليه وسلم كان شاكيا لحدس تنوكا على اسامة وعليه توب قطر قد توتج منه فعلى بهم رواه الدعوى فى شرح السنة وعن عائشة قالت كان على النبى صلى الله عليه وسلم توبان قطريان علبطان وكان اذا فعد فعرق تقلا عليه فقدم بزم من الشام لعلان اليهودى فعلت لوبعتت اليه فاستترت منه توبين الى الميسرة فارسل اليه فقال قد علمت ما تريد اما تريد ان تذهب معالى فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم كذب قد علم انى من اتقاهم وآداهم للأمامة رواه الترمذى والسنائى وعنها قال بصعت للنبى صلى الله عليه وسلم ردة سوداء فلبسها فلما عرف فيها وجد سايح الصوف فقد فيها رواه ابوداود وعن ابي ردة قال اخرجت اليها عائشة كساءا ملبدا وازارا علبطا فقالت قص روح رسول الله صلى الله عليه وسلم فى هدين متعق عليه وعن امر سلمه قالت كان احب الثياب الى رسول الله صلى الله عليه وسلم القميص رواه الترمذى وابوداود وعن ابن عباس قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يلبس قميصا فوق الكمين مستويا الكمين باطراف اصابعه رواه ابن حبان وقال على الفارى نقله

له قوله قص روح رسول الله صلى الله عليه وسلم فى هدين قال الروى فى امثال هذا الحديث بيان ما كان عليه صلى الله عليه وسلم من الرهاوة فى الدنيا والاعراض عن متاعها وملادها فيجب على الامة ان يقتدوا وان يقتفوا على اثره فى جميع سيره كدائى المرات ١٢ له قوله مستوى الكمين باطراف اصابعه وقال فى رد المحتار اعلم ان الكسوة منها عرس وهو ما يستر العورة ويبدف الحش والبرد والاولى كونه من القطن او الكتان

في الجامع الصغير برواية ابن ماجه عنه وعن الكشي قال كان كماما يحمل
رسول الله صلى الله عليه وسلم بطحارواه الترمذي وعن ابن عمر قال كان
رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا اعتم سدال عمامته بين كتفيه رواه
الترمذي وعن عباد قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم عليكم بالعمائم

اذا الصوف على وفاق السنة بان يكون ديله لنصف ساقه وكمه لرؤس اصابعه و
حمله قدر ستراه وفي مرقاة الصعود حديث الرشح مخصوص بالقيص الذي كان يلبسه
في السفر وكان يلبس في الحضر قميصا من قطن وكماء مع الاصابع كداور وفي
حديث رواه البيهقي في شعب الایمان وروى فيه عن علي كان يمدكم القيص
حتى اذا لمع الاصابع قطع ما فضل ١٢

له قوله كان كماما اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم بطحار الكمام كمام الكاف جمع
كلمة ما يصم كقبات وقمة وهي القلنسوة المدورة سميت بها لانها تعطي الرأس
بطحار يصم الموحدة فسكون المهملة جمع طحار اي كانت مسوطة على رؤسهم
لارقة غير مرتفعة عنها قال الطيبي يده ان اتصاب اقلنسوة من السنة
بمعزل وروى ابن عساكر بسند ضعيف عن ابن عباس انه صلى الله عليه وسلم
كان يلبس دوات الآذان في الحرب قبل هي جمع كبريا يصم معنى بطحار حسدا انما
كانت عريضة واسعة فهو جمع انعم من قولهم للارض المتسعة طحار والمراد انها كانت صيقة
رومية او هندية بل كان وسعها مقدار ثلثي القامة من المرات وقال في العالم كبرى ولا بأس
بلبس القلايس وقد صح انه صلى الله عليه وسلم كان يلبسها كذا في الوخير للكرودي ١٢

له قوله اذا اعتم سدال عمامته بين كتفيه قال في العالم كبرى سدال سدال العامة
بين الكتفين الى وسط الطم كذا في الكروا خلعوا في مقدار ما يسعي من سدال العامة

فانها سيما الملائكة وأرخوها حلف ظهوركم رواه البيهقي في شعب الإيمان
وعن ركانة عن النبي صلى الله عليه وسلم قال فرق ما بيننا وبين المتكبرين
العمائم على القلاص رواه الترمذي وعن معاوية بن قررة عن
ابيه قال اتيت النبي صلى الله عليه وسلم في رهط من مزينة فبايعوه وأنه
لمطلق الاررار فادخلت يداي في حيب قميصه فمست الحاتم رواه
ابوداود وعن المعيرة بن شعبه ان النبي صلى الله عليه وسلم لس حبة رومنة

منهم من قدر لشروهم من قال الى وسط الطهر ومنهم من قال الى موضع الجلوس
كذا في الدخيرة اه وهكذا في غيره من كتب الخفية ١٢

له قوله وانه لمطلق الاررار كتب مولانا محمد يحيى المرحوم من تقرير شيخه ان اطلاقه
صلى الله عليه وسلم ازماره كان اذ ذاك لعارض ولم يكن هذا من عامة احواله صلى الله
عليه وسلم كذا في بدل المهود ١٣

له قوله لس حنة رومنة الحبيبة بضم الحيم وتشديد الموحدة توان بينهما قطن
الا ان يكونا من صوف فقد تكون واحدة غير محسوة ومن فوائد الحديث حوار
لس الصوف وكره هالك لسه لمن يجد غيره لما فيه من الشهرة بالرهالان
احقار العمل اولى قال ان بطلان ولوي بصر التواضع في لسه بل في القطن وغيره مما
هو بدون تمه قللت وقد روى البيهقي عن ابي هزيمة وريدين ثابت انه صلى الله
عليه وسلم عن الشمرتين رقة الثياب وعلطها وليتها وحسوتها وطولها وقصرها
ولكن سداد فيما بين ذلك واقتصاد هذا هو المختار عند السادة المقتضية واما
اكثر طوائف الصوفية فاختاروا لس الصوف لأنهم لم يلبسوا الخنوط المصنوع
مالا من مسد وحسن مسطره واما لبسوا السترا العورة ودفع الحر والقر فاحترقوا بالحق

صيقة الكمين متفق عليه وعن عائشة قالت كان فراش رسول الله صلى الله عليه وسلم الذي ينام عليه ادما حشوا ليف متفق عليه وعن جابر ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال له فراش للرجل وفراش لامرأته والثالث للصيف والرابع للشيطان رواه مسلم وعن عائشة

من الشعر والغليظ من الصوف وقد وصف ابو هريرة وفضالة بن عبيد اصحاب الصفة ما يهر كان لباسهم الصوف حتى ان كان بعضهم ليعرق فيه فيوجد منه ريح الضأن اذا اصابه المطر وقد نقل السيوطي في الدارعن ابن عباس رضي الله تعالى عنهما ان اول من لبس الصوف آدم وحواء ولما اهبطا من الجنة الى الارض التقطته من المرات وقال في رد المحتار والاولى كون الكسوة من القطن او الكتان او الصوف ١٢

له قوله صيقة الكمين قال في التعليق المحمدية لبس الصق من الثياب بل يسعى ان يكون ذلك في العزم مستحبا لما في ذلك من التأهب والتأسي برسول الله صلى الله عليه وسلم في لباسه مثل ذلك في السقم وليس به بأس في المحصر انتهى كذا في تيسير النظام ١٢

له قوله وفراش لامرأته قال الروي واما تعديد الفراش للروح والروحة فلا بأس به لانه قد يحتاج كل واحد منهما الى فراش هذا المرص ونحوه واستدل بعضهم بهذا على انه لا يلزمه النوم مع امرأته وان له الانفراد عنها بفراش والاستدلال به في هذا صيغ لان المراد بهذا وقت الحاجة بالمرح وغيره كما ذكرنا ولا ان النوم مع الروححة وان كان ليس بواجب لكنه معلوم بدليل آخر ان النوم معها غير عداها فصل وهو ظاهر فعل رسول الله صلى الله عليه وسلم الذي واظب عليه مع مواظبه صلى الله عليه وسلم على قيام الليل فينام معها فاذا اراد القيام لو طيفته قام وتركها فيجمع بين

قالت كان رسول الله صلى الله عليه وسلم الذي يتكئ عليه من آدم
حشوه ليف رواه مسلم وعنها قال بينا نحن جلوس في بيتنا في حر
الطهيرة قال قائل لاني بكر هذا رسول الله صلى الله عليه وسلم مقلدا متقضا
رواه البخاري وعن ابن عمر ان النبي صلى الله عليه وسلم قال من حرّ ثوبه

= وطيفته قصاع حقا المسدود وعشمتها ما المعروف لاسيما من عرف من حالها حشوها
على هذا امره لا يلزم من اليوم معها الجماع ١٢

له قوله كان رسول الله صلى الله عليه وسلم الخ قال النووي فيه حوار اتحاد
العراشي والوسادة والنوم عليها والارتفاق بها قلت الا طهرانه يقال فيه
بالاستحباب لمداومته عليه السلام ولانه اكمل للاستراحة التي قصدت بالقيام
للقيام على السطاط في العادة كذا في المرات ١٢

له قوله متقعا التقيع هو تعطية الرأس واكثر الوحد مرداء وغيره قاله في
عمدة القاري وقال في اشعة اللغات اختلفوا في التقيع فذهب بعضهم الى
الكراهة وبعضهم الى ان التقيع للرجل عند الحاجة مباح واختار الجمهور
ان التقيع حائز مطلقا مستد للفت لعله صلى الله عليه وسلم وبمعل صحابته الاكر من
رضوان الله تعالى عليهم اجمعين ١٢

له قوله من حرّ ثوبه خيلاء الخ قال في العالم كبرى اسبيل الارار والقمص بدعة
يسعى ان يكون الارار فوق الكعبين الى نصف الساق وهذا في حق الرجال واما النساء
فيرحين ازارهن اسهل من ازار الرجال يسترطنهن فدهنهن واسبيل الرجل اراده اسهل
من الكعبين ان لم يكن للخيلاء فيه كراهة تعريه كذا في العرائف وقال في مدال المحمود
قال العلماء المستحب في الارار والتوب الى نصف الساقين والحائز لا كراهة ما تحتها =

خيلاء لم يطر الله اليه يوم القيامة متفق عليه وعنه ان النبي صلى الله عليه وسلم
 قال من جرتوبه حبلاء لم يطر الله اليه يوم القيامة فقال ابو بكر يا رسول
 الله ارادى يسترحى الا ان اتعاهده فقال له رسول الله صلى الله عليه وسلم
 انتك لست ممن يفعله حبلاء رواه البخاري وعن سالم عن ابيه عن النبي
 صلى الله عليه وسلم قال الارسال في الازار والقمص والعمامة من حرمتها
 شيئا حبلاء لم يطر الله اليه يوم القيامة رواه ابو داود والنسائي وابن ماجه
 وعن ابي هريرة ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لا يصبر الله بسوم
 القيامة الى من حرأزاره يطرأ متفق عليه وعن ابي سعيد الخدري
 قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول ازره المؤمن الى اتصاف
 ساقيه لاحتاج عليه فيما بينه وبين الكعبين وما اسفل من ذلك فعى
 امار قال ذلك ثلاث مرات ولا يطرأ الله يوم القيامة الى من حرأزاره
 يطرأ رواه ابو داود وابن ماجه وعن ابن عمر قال مرت برسول الله
 صلى الله عليه وسلم وفي ارأرى اسرخاء فقال يا عبد الله ارفع ازارك
 فدفعته ثم قال رد فرددت فمارلت اتحراها بعد فقال بعض القوم الى
 ابن ق ل اى اتصاف الساقين رواه مسلم وعن ابي هريرة قال قال رسول
 الله صلى الله عليه وسلم ما اسفل من الكعبين من الامر ارقى النار رواه
 البخاري وعن ابن عمر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم بيما رحل

الى الكعبين من ان من هو ممسوع وان كان محذرا فهو ممسوع مع تحريم
 ولا يصح تدريبه يحيى وقال يرد بخبر ربحال السرايل انى تقع على طهر

يجزأ زاره فمن الخلاء حسفت به وهو تحليل في الأرض إلى يوم القيامة رواه البخاري وعن أم سلمة قالت لرسول الله صلى الله عليه وسلم حين ذكر الأزار فالمرأة يا رسول الله قال ترخي سدرًا فقالت إذا تنكست عنها قال فذراعا لا تزيد عليه رواه مالك وأبو داود والنسائي وابن ماجه وفي رواية الترمذي والنسائي عن ابن عمر فقالت إذا تنكست أقدامهن قال فيرخين ذراعا لا يزيدن عليه وعن دحية ابن خليفة قال أتى النبي صلى الله عليه وسلم بقباطي فاعطاني منها قبضية فقال اصدا عنها صدين فاقطع احدهما قميصا واعط الآخر امرأتك تختم به فلما ادبر قال وأمر امرأتك ان تجعل تحته توبالا يصفها رواه أبو داود وعن علقمة ابن ابني علقمة عن امه قال دخلت حفصة بنت عبد الرحمن على عائشة وعليها خمار رقيق فستقته وكستها حمارا كثيفًا رواه مالك وعن عائشة ان اسماء بنت ابني بكر دخلت على رسول الله صلى الله عليه وسلم عليها ثياب رفاق فاعرض عنها وقال يا اسماء ان المرأة اذا بلغت المحيض لن يصلح ان يرى منها الا هذا وهذا وأشار إلى وجهه وكفيه رواه أبو داود وعن عبد الواحد ابن ايمى عن ابيه دخلت على عائشة وعليها درع قطري تمس حمسة دراهم فقالت ارفع

له قوله وأمر امرأتك ان تجعل تحته توبالا يصفها قال في رفع المعنى واللباس مثل الاستفسار هل يجوز للمرأة ان يلبس ثيابا رقيقة الاستبشار لا يجوز لعدم حصول ستر العورة كذا في السراج المبرور ١٢

بصرك الى جاريتي انظر اليها فانيها تركي ان يلبسه في البيت وقد كان
 لي منها درع على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم فما كانت امرأة تقين
 بالمدينة الا ارسلت الي تستعذره رواء البخاري وعن امرسامة ان النبي
 صلى الله عليه وسلم دخل عليها وهي تحتم فقال لية لاليتين رواء ابوداود
 وعن جابر قال هي رسول الله صلى الله عليه وسلم ان يأكل الرجل لثماله

له قوله هي رسول الله صلى الله عليه وسلم ان يأكل الرجل لثماله الم قال الموصي اما فقه
 الاحاديث وفيها ثلاث مسائل احدها يستحب الداءة ما يمس في كل مكان من باب
 التكريم والريفة والمطافة ونحو ذلك كلس العسل والحف والمداس والسر اويل والكم
 وحلق الراس وتريحيله وقص المتارب وتنف الانط والسواك والاكتحال وتقليم الاظفار
 والوصوء والغسل والتيم ودخول المسجد والخروج من الخلاء ودفع الصدقة وغيرها
 من انواع الدفع الحسنة وتناول الاستبراء الحسنة ونحو ذلك الثانية يستحب الداءة
 باليسار في كل ما هو صد السائق فالمسئلة الاولى فمن ذلك حلق العسل والحف و
 المداس والسر اويل والكم والخروج من المسجد ودخول الخلاء والاستبراء وتناول
 احمار الاستبراء ومن الذكر والامتناع والاستبراء وتعالج المستقدرات و
 اشباهها الثلاثة يكره المتش في لعل واحدة او حف واحد او مداس واحد الا
 لعدر ودليله هذه الاحاديث التي ذكرها مسلم قال العلماء وسند ان ذلك تشويه
 ومثله ومحالف للوقار ولأن المسئلة بصيرارفع من الاخرى معصية متشبه بها ما كان
 سببا للعتار وهذه الآداب الثلاثة التي في المسائل الثلاث تجمع على استحبابها
 وانها ليست واجبة واما استئمال الصماء بالمسد فقال الاصمعي هو ان
 يستعمل بالتوب حتى يحلل به حسده لا يرفع منه حائنا فلا يبقى ما يخرج منه يده

او يحتبى في لعل واحدة وان لشملة الصماء او يحتبى في ثوب واحد كما شفا
عن فرجه رواه مسلم **وعن** انى هريزة قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم
اذا لبس قميصا يداً نسيا منه رواه الترمذى **وعن** جابر قال اتيت النبي
صلى الله عليه وسلم وهو محتب يستمله قد وقع هديها على قدميه رواه ابو داود
وعن ابن عمر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم انما يليس الحرير في

- وهذا يقويه اكثر اهل اللغة قال ابن قتيبة سميت صماء لانه سد المفاصل كلها
كالصخرة الصماء التي ليس فيها حرق ولا صدع قال ابو عبيد **واما** الفقهاء فيقولون هو
ان يشتمل بثوب ليس عليه غيره ثم يرفعه من احد حاسيه فصعده على احد مكبيه
قال العلماء فعلى تفسير **اهل اللغة** نكوه الاشتمال المذكور لئلا تعرض له حاحه من
دفع بعض الهوام ونحوها او غير ذلك فعصر عليه او يتعدر فيلحقه الصبر وعلى تفسير
الفقهاء عجز ما لا شتمال المذكور ان اكتشف منه بعض العورة والاميكرة **واما** الاحتباء
بالمدا فهو ان يعدد الانسان على اليته ويصب ساقيه ويحتوى عليهما ثوب او نحوه او يدا
وهذه القعدة يقال لها الحوة يضم الحاء وكسر ها وكان هذا الاحتباء عادة العرب في مجالسهم
فان اكتشف معه شئ من عورتهم فهو حوا مراحتي وقال في المرات قال ابن الهمام مكره
اشتمال الصماء في الصلوة وهو ان يلف ثوب واحد رأسه وسائر جسده لا يداغ منه
ليديه وهل يشترط عدم الارامع ذلك عن محمد يشترط **وعن** غيره لا والحاصل
انه ان كان يتحقق منه كشف العورة فهو حرام وان كان محتب فهو مكروه **واما** النهي
في الاحتباء فهو بغير الكشف والانهو جائز بل **يستحب** في عذر حالة الصلوة ١٢

له قوله انما يليس الحرير في الدنيا من لاخلان له في الآخرة قال في الهداية لا محل للرجال
ليس الحرير ويحل للنساء لأن النبي عليه السلام يحى عن لبس الحرير والديباخ وقال

الدنيا من الاخلاق له في الآخرة متفق عليه وعنه عمر والس وابن الربيع وابي امامة عن النبي صلى الله عليه وسلم قال من لبس الحرير في الدنيا لم يلبسه في الآخرة متفق عليه وروى الترمذي والسائي عن ابي موسى الاشعري ان النبي صلى الله عليه وسلم قال احل الذهب والحرير للآيات من امتي وحرم علي ذكرها وقال الترمذي هذا حديث حسن صحيح وفي المتفق عليه عن علي قال اهديت لرسول الله صلى الله عليه وسلم حلة سيدة فبعت بها التي قلستها فبعت العصب في وجهه فقال اني لم ابعث بها اليك لتلبسها انما بعت بها اليك لتشققها خيرا بين النساء وفي رواية لمسلم عن حارث قال لبس رسول الله صلى الله عليه وسلم يوما قباء دياح اهدى له ثم اوشك ان يرعه فارسل به الى عمر فقبل قدا اوشك ما اترعه يا رسول الله فقال بها في عنقه حبريل فجاء

انما يلبسه من لا حلاق له في الآخرة وانما حل للنساء محدث آخر وهو ما رواه عدة من الصحابة رضي الله عنهم منهم علي رضي الله عنه والنبي صلى الله عليه وسلم مخرج وما حدى يدي به حريروا الاخرى ذهب وقال هو من محرمان سلى ذكر امتي حلال لآياتهم ويروى حل لآياتهم

في قوله وحرم علي ذكرها اي ذكر امتي ولا كور لعمومه يستعمل لصيان انصافكم حيث لم يكونوا من اهل التكليف حرم على من السهم والمراد من الذهب عليه و لا فالاولى من الذهب والعصه حرام على الذكور والآيات وكذا الحلى العصبه مختص بالنساء لا ما استتى للرجال من الحاتم وغيره كذا في المرقاة ٢

في قوله لبس رسول الله صلى الله عليه وسلم يوما قباء دياح قال في مرقاة وكان لبسه اذ راكبا

عمر بن بكير فقال يا رسول الله كرهت امرأوا عطنتيه فمالى فقال انى لم اعطكه
تلبسه انما اعطيتكه تبعة فباعه بألفى درهم قال فقهاؤنا يحب ان
يعلم ان لبس الحرير وهو ما كانت لجمته حريرا وسداه حريرا حرام لهذه
الاحاديث على الرجال في جميع الاحوال عند ابي حنيفة رحمه الله تعالى و
ما روى ترحيص النبي صلى الله عليه وسلم في لبس الحرير في الحرب محمول على

له قوله يحب ان يعلم الم اعلم انه ذهب المتأفحى و موافقوه الى ان لبس الحرير
للرجل يحور اذا كانت به حكة لما فيه من البرودة وكذلك للقمل وما في معنى ذلك وقال
مالك لا يحور وقال ابو حنيفة رحمه الله تعالى ان لبس الحرير وهو ما كانت
لجمته حريرا وسداه حريرا حرام على الرجال في جميع الاحوال لانه لا فصل فيما روي
يريد به قوله عليه السلام وحرم على ذكرها ووال ابو يوسف ومحمد رحمهما
الله تعالى لا يكره في حاله الحرب ويكره في غير حالة الحرب لما روى الشعبي رحمه الله
انه عليه السلام رخص في لبس الحرير والديباخ في الحرب قال العلامة العيني هذا
لم يثبت عن الشعبي ولكن روى ابن عدي في الكامل من حديث عن عيسى بن ابراهيم
ابن طهمان الهاشمي عن موسى بن حبيب عن الحكم بن عمير وكان من اصحاب النبي صلى الله
عليه وسلم قال رخص رسول الله صلى الله عليه وسلم في لبس الحرير عند القتال وأعله
عند الحق في احكامه يعني هذا وقال انه ضعف عنه هم متروك وقال ابن
القطان في كتابه لا يحميه وموسى بن حبيب ضعف الصالدة لك بقول ابي حنيفة
قال اكثر اهل العلم وما روي ان ثبت محمول على المخلوط وحديث
الحكمة بطير التداوى بالانوال التقطته من المروى والعالم كبرية والهداية و
الساية والعرف السدي ١٢

المخلوط وحديث الحكة بطير الله اوى بالانوال وعن عمران النبي صلى الله عليه وسلم
 عن نهي عن لبس الحرير الا هكذا ورفع رسول الله صلى الله عليه وسلم
 اصبعه الوسطى والسبابة وضمهما منقن عليه وفي رواية لمسلم انه
 خطب بالجابية فقال نهي رسول الله صلى الله عليه وسلم عن لبس الحرير
 الا موضع اصبعين او ثلاث او اربع وعن اسماء بنت ابى بكر انها
 اخرجت جبة طيالة كسرواية لها لبنة ديباح وفرجها مكفوفين
 بالديباح وقالت هذه حبة رسول الله صلى الله عليه وسلم كانت عندنا
 فلما قبضت قبضتها وكان النبي صلى الله عليه وسلم يلبسها فتحن نعلها
 للمرضى نستشفى بها رواه مسلم وعن ابن عباس قال نهي رسول الله
 صلى الله عليه وسلم عن التوب المصمت من الحرير فاما العلم وسدى التوب

له قوله الا موضع اصبعين او ثلاث او اربع قال في المرات في هذه الرواية ايا حبة
 العلم من الحرير في التوب اذ الم يرد على اربع اصابع وعليه الجمهور قال قاصي
 روى لشر عن ابي يوسف عن ابي حنيفة انه لا بأس بالعلم من الحرير في التوب
 اذ كان اربعة اصابع اودودها ولم يحك فيها علاماً ١٢

له قوله وفرجها مكفوفين بالديباح قال في الهداية لا يحل للرجال لبس الحرير و
 يحل للنساء الا ان القليل عقرو وهو مقد اربعة اصابع او اربع كالا علم والمكفوف بالحرير ١٢
 له قوله فاما العلم وسدى التوب فلا بأس به قال في الهداية ولا بأس بلبس ما سداه
 حرير ولحمته غير حرير كالقطن والحر في الحرير وغيره لان الصحابة رضى الله عنهم
 كانوا يلبسون الحر والحر وسدى بالحرير ولان التوب انما يصير توباً باللبس واللبس
 بالحمية فكانت هي المعتدلة دون السدى ١٢

قلا بئس به رواه ابو داود وعن ابى ربحانة قال نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم
عن عشر عن الوشم والوشم والتف وعن مكاة الرجل الرجل بعير شعاع
ومكاة المرأة المرأة بعير شعاع وان يجعل الرجل في اسفل ثيابه حذرا مثل

له قوله والتف قال في العالم كبريه تف الشيب مكروه للفرين لا لترهيب العدو وكذا
نقل عن الامام كذا في جواهر الاحلال ١٢

نه قوله عن مكاة الرجل الرجل بعير شعاع الخ قال في الهداية ويكره ان يقل
الرجل فم الرجل اوده او شيئا منه او يعاقبه وذكر الطحاوى ان هذا قول ابى
حنيفة ومحمد وقال ابو يوسف رحمه الله لا بأس بالتقيل والمعانقة لما روى
ان النبي عليه السلام عانق جعفر ارضى الله عنه حين قدم من الحبشة وقبل بين
عبيده ولهما ما روى ان النبي عليه السلام نهى عن المكاة وهي المعانقة وعن المكاة
وهي التقيل وما رواه محمود على ما قبل التحريم ثم قالوا الخلاف في المعانقة في ازار
واحد اما اذا كان عليه قميص او حلة فلا بأس بها بالاجماع وهو الصحيح انتهى وقال
في عاية النيات وكذا التقيل اذا لم يكن على وجه الشهوة بل على وجه المدبرة لا بأس به ١٢
نه قوله ان يجعل الرجل في اسفل ثيابه اى في دملها واطرافها حذرا اى
كثيرا مرثدا على قدر رابع اصابع لما مر من جواره ويدل عليه تقييده بقوله
مثل الاعاجيم اى مثل ثيابهم في تكثير سجا فهم ولعلهم كانوا يفعلونها انصا
على طهارتها ثيابهم تكدرا واختارا قال المطهر يعنى لس الحذر حرام على
الرجال سواء كان تحت الثياب او فوقها وعادة جهال العجم ان يلبسوا تحت
الثياب قوبا قصيرة من الحذر ليلين احصاءهم كذا في المرقاة ١٢

الاعاجم او يجعل على منكبه حديرا مثل الاعاجم وعن النبي وعن ركب
الممور ولبوس الحاتم الا لدى سلطان رواه ايوداود والسائي وعن
معاوية قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا تتركبوا الحد ولا العار رواه

له قوله او يجعل على منكبه حديرا اي علما من حديد او ثدا على قدر رابع اصابع
كد في المرقاة ١٢

ثم قوله وعن ركب الممور وقال في العالم كبرية ولا بأس بحلود الممور والسماح كلها اذا
رعت ان يجعل منها مصلى او ميسره السرح كما في الملتقط انتهى فكلية لا بأس
فيها استعملت فيما تركه اولى لأن ركب الممور من رعا الاعاجم وفيه الرية والختلاء
هذا مقتضى للنهي لا ما قال الطيبي السامعي ان المقتضى لنهي ركب الممور بحاسه
ما عليها من التعوير فابها لا تظهر ما لا بد من قلنا هذا ساقط عن الاعتدال ان كل
اهاب ديع فقد ظهر الاحد آدمي والحديد والكلب على قول مع ان شعر الميتة
عندنا طاهر من اصله احداثه من المرقاة

ثم قوله ولبوس الحاتم الا لدى سلطان وقال في الدر المختار وتترك التحم لتغير
السلطان والقاصي ودي حاحه اليه كمتولي فصل اه وقال في رد المحتار اشار الى
ان التحم سمه لمن يحتاج اسم كعاني الاحذر قال القهستاني وفي الكرماني
نهي الحيواني بعض تلامذاته عنه وقال اذا صرت قاصا فتحتم وفي المستان
عن بعض المتابعين لا يتحتم الاثلاثة امير وكاتب او احمق وطاهره انه يكره لعدم
ذي الحاحه لكن قرى المصنف افضل كالهداية وغيرها يبيد الجوار وحيد في الدرر
ما في في الاصلاح يا حب فانهي للتعريم وفي التارخانية عن الستار كولي
المناس اتحاد الحامم الا لدى سلطان واحاره عامة اهل العلم وعن يونس بن ابي

أبو داود والنسائي وعن علي قال سماني رسول الله صلى الله عليه وسلم عن خاتم الذهب وعن لبس القسي والمباثر رواه الترمذي وأبو داود والنسائي وابن ماجه وعن حذيفة قال نهانا رسول الله صلى الله عليه وسلم أن نشرب في آنية الفضة والذهب وإن أكل فيها وعن لبس الحرير والديباية وإن تجلس

إسحاق قال رأيت قس بن أبي حازم وعبد الرحمن بن الأسود السعدي وغيرهم يتحتمون في يسارهم وليس لهم سلطان ولا سلطان يلبس للزينة والحاجة إلى الحتم وغيره في حاجة الزينة والحتم سواء فحاز لعيره وبه مأخذاه فهو اختيار للجوار كما هو قول العامة ولا ينافي أن تركه أولى لعير ذي حاجة فافهم ومقتضاه أنه لا يكره لقصد الزينة والحتم وأما لعصا الزينة فقط فقد مر في ١٢

له قوله نهانا رسول الله صلى الله عليه وسلم أن نشرب في آنية الفضة والذهب وإن أكل فيها قال في الدر المختار وكره الأكل والشرب والادهاا والتطيب من أمانه ذهب وصلة للرجل والمرأة لا إطلاق الحديث وكذا يكره الأكل يملقة الفضة والذهب والاكتمال بحلبها وما أشبه ذلك من الاستعمال كالحلة ومراة وقلم ودواة ونحوها يعني إذا استعملت ابتداء فيما صنعت له بحسب متعارف الناس والأفلاكرا هو حتى لو نقل الطعام من أمانه الذهب إلى مرصع آخر أو صب الماء أو الدهن في كفه لا على رأسه ابتداء ثم استعماله لأناس به محتجب وغيره وهو ما حذر في الدر المختار ١٢

له قوله عن لبس الحرير والديباية وإن يجلس عليه وفي فتاوى قاصيها قال أبو حذيفة لا بأس يا فتراش الحرير والديباية والنوم عليهما وكذا الوسائد والمرافق والسطوانة من الديباية والحرير إذا لم يكن فيها تماثيل وقال أبو يوسف ومحمد يكره جميع ذلك وأما حاصله أن النهي في الحديث محمول على التحريم عندهما وعنده على التثريب

عليه متفق عليه وقال ابو يوسف ومحمد حرم توسد الحرير واقتراشه و
 اليوم عليه وهو الصميم كما في المواهب ومثله في متن درر البحار وقال الحنفى
 والقهستاني وبه احد الكرمات كما في الكرماني ونقل مثله اس الكمال
 وعن عبد الله بن عمرو بن العاص قال رأى رسول الله صلى الله عليه وسلم
 على تومين معصمين فقال ان هذه من ثياب الكفار فلا تلبسهما وفي
 رواية قلت اعسلهما قال بل احرقهما رواه مسلم وروى ابو داود عنه

كما اتارا اليه بقوله لا تأس فان الورع من يدع مالا تأس به مخافة ان يكون به
 تأس وهو معنى الحديث المشهور دع ما يريبك الى ما لا يريبك وكان الامام الوحيقة
 ما حصل له دليل قطعى على كون مهيبة التحريم والنصوص في تحريم لبس الحرير لا تشمل
 لان القعود على شئ لا يطلق عليه لسه فلهذا احكم بالتميزيه وهذا من ورعه
 في العتري واما عمله بالتقوى مشهور لا يخفى ومذكور في ما قبله مما لا يحصل
 قاله في المرات وقال في الدر المختار ويحل عنده توسد الحرير واقتراشه
 واليوم عليه وقالوا الشافعى ومالك حرام وهو الصميم كما في المواهب
 قلت فيحيط هذا الكنه خلاف المشهور اه وقال في رد المختار انما حل عنده
 لما روى ان النبى صلى الله عليه وسلم جلس على مرفقة حرير وكان على ساط اس حاس
 رضى الله تعالى عنهما مرفقة حرير وروى ان السارضى الله تعالى عنه حصر وليمة
 مجلس على وسادة حرير ولان المجلس على الخيوط استخفاف وليس بتعظيم مجرى مجرى
 المجلس على ساط فيه تصاوير مع عن السراج ١٢

له قوله فلا تلبسهما في ما روى قاصيما يكره للرجل ان يلبس المصوغ بالعمير والزعفران
 والورس كذا في المرات وقال في الدر المختار يكره لبس المعصم والمزعم الاخضر والاصفر

قال رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم وحلى ثوب مصبوغ بعصفر موردا فقال ما هذا فعرفت ما كره فاطلقت فاحرقته فقال النبي صلى الله عليه وسلم ما صعب بثوبك قلت احرقته قال افلا كسوته بعض اهلك فانه لا بأس به للنساء وفي رواية له عن عمران بن حصين ان نبي الله صلى الله عليه وسلم قال الا وطيب الرجال ريح لا لون له وطيب النساء لون لا ريح له قال سعيد الراوى اراه قال انما حملوا قوله في طيب النساء على انها اذا خربت فاما اذا كانت عند زوجها فلتطيب بما شاءت وعن البراء بن رضى الله عنه قال كان النبي صلى الله عليه وسلم هريرى وقد رأى آيته في حلة حمراء ما رأيت شيئا

= للرجال مفاده انه لا يكره للنساء ١٢

له قوله وقد رأى آيته في حلة حمراء قال القاصى وهذا محله لما ذهب اليه الشافعى وغيره ان ليس الثوب الاحمر اذ الم يكن حيرا الاكراهة في لبسه انتهى قلت وعند الحنفية اذ الم يكن حيرا ولا معصفا يحور لبسه كذا في مذهب المجهود وقال في المرافات واما ما ورد في سمائله صلى الله عليه وسلم عليه حلة حمراء فقال ابن حجر الحديث صحيح وبه اسد دل اما من الشافعى على حل ليس الاحمر وان كان قاننا وقال في الدر المختار ومرد المختار وكره ليس المعصفر والهر عمر الاحمر والاصفر للرجال مفاده انه لا يكره للنساء ولا بأس لساير الالوان وفي المحتى والقسمناى وشرح المقايمة لا في المكارم لا بأس بلبس الثوب الاحمر وقدروى ذلك عن الامام كمالى الملتقط ا ه ط ومفاده ان الكراهة تنزيهية لان كلمة لا بأس تستعمل غالبا فيما ركه أولى مما لى صرح في التحفة بالحرمة فاما دأها بحريميه وهى المحمل عند الاطلاق قاله المصنف وفي منتخب الفتاوى قال صاحب

احسن منه رواه البخاري وروى ابو داود عنه قال كان رسول الله
 صلى الله عليه وسلم له شعر يبلغ شحمة اذنيه ورأيت في حلة حمراء لم
 ارتسئاً قط احسن منه وفي رواية له عن هلال بن عامر عن ابيه قال
 رأيت النبي صلى الله عليه وسلم بما يحطب على بغلة وعليه برد احمر وعلى
 امامه يعبر عنه وعن عبد الله بن عمرو قال مر رجل وعليه ثوبان
 احمران فسلم على النبي صلى الله عليه وسلم فلم يرد عليه رواه الترمذي و
 ابو داود وفي رواية لابي داود وقال نهى عن مياثر الارجوان وعن البراء

الروضة يجوز للرجال والنساء لبس الثوب الاحمر والاحضر بلا كراهة فهذه النقول
 مع ما ذكر في المجتبى والقسمهاني وشرحنا في المكارم تعارض النقول بكراهة التحريم
 انما يدع التوفيق بالمصوغ بالحس وبذلك قلت وللتسلا في هذه رسالة سماها
 تحفة الاكمل والهامام المصدر لبيان جوار لبس الاحمر وقد ذكر فيها كثيرا من النقول منها
 ما قدمناه وقال لم يحد نصا قطعيا لاثبات الحرمة ووجدنا ما الهى عن لسه لعله
 قامت بالفاعل من تشبه بالنساء او بالاعا حرم او التكرار ما تنهاى العلة نزول الكراهة
 باحذ من المية لاظهار نعمة الله تعالى وعروض الكراهة للصبي بالحس نزول
 بحسبه ووجدنا ناض الامام الاعظم على الحارود ليل قطعيا على الاباحة وهو اطلاق
 الامر ما حد الحرمة ووجدنا في الصحيحين موحد منه تستفي الحرمة والكراهة بل يشب
 الاستحباب اقتداء بالنبي صلى الله عليه وسلم ومن اراد الريادة على ذلك فعليه بما
 اتفق ونكس جل الكتب على الكراهة كالسراخ والمخطو ولاحتيار والمفتي والمدحرة و
 عبرها وانه اتمى العلامه باسم وفي الحاوي الراهدى ولا يكره في الراس اجماعا
 ونقل في هذه الرسالة تمايية اقوال بمسألة مستحب ٢٢

ابن عازب ان النبي صلى الله عليه وسلم نهى عن المبتزة الحمر اءرواه العوى
 في شرح السنة وعن ابي رمية التيمي قال اتيت النبي صلى الله عليه وسلم
 وعليه ثوبان احمران وله شعر قد علاه السيب وشبهه احمر اءرواه
 الترمذي وفي رواية لابن داود وهو ذو وفرة وبها ردع من خاء وعن
 سمرة ان النبي صلى الله عليه وسلم قال البسوا الثياب البيض فابها اطهر واطيب
 وكفنا فيها موتاكم اءرواه احمد والترمذي والسائي وابن ماجة وعن
 ابي الدرداء قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان احسن ما زرتكم الله
 في قبوركم ومساجدكم البياض اءرواه ابن ماجة وعن ابي سعيد الخدري
 قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا استجد ثوبا سماه باسمه عمامة
 او قميصا او رداء ثم يقول اللهم لك الحمد كما كسوتني به اسألك حيرة وخير
 ما صرع له واعود بك من شره وشر ما صرع له اءرواه الترمذي وابوداود
 وعن معاذ بن النسيان ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال من اكل طعاما
 ثم قال الحمد لله الذي اطعمني هذا الطعام وراقبه من غير حول
 مني ولا قوة غفر له ما تقدم من ذنبه واءرواه الترمذي ونرا اءابوداود ومن
 ليس ثوبا فقال الحمد لله الذي كساني هذا وراقبه من غير حول مني
 ولا قوة غفر له ما تقدم من ذنبه وما تأخر وعن ابي مطر قال ان عليا
 اشترى ثوبا ثلثة دراهم فلما لبسه قال الحمد لله الذي راقني من

له قوله وعليه ثوبان احمران وقال في رد المحتار ولس الاحقر سنة صما في

المشعة ١٢

له قوله البسوا الثياب البيض الخ وقال في رد المحتار ويستحب الابيض ١٢

الرياسة ما اتحمل به في الناس واواري به عورتى ثم قال هكذا سمعت
رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول رواه احمد وعنه ابن ابي امامة قال ليس
عنه من الخطاب رضى الله عنه ثوبا جديدا فقال الحمد لله الذى كساني ما
اواري به عورتى واتحمل به في حياتى ثم قال سمعت رسول الله
صلى الله عليه وسلم يقول من لبس ثوبا جديدا فقال الحمد لله الذى
كساني ما اواري به عورتى واتحمل به في حياتى ثم عمدا الى الثوب
الذى احلق فتصدق به كان في كنف الله وفي حفظ الله وفي ستر الله
حيا وميتا رواه احمد والترمذى وابن ماجه وعن عائشة قالت
قال لى رسول الله صلى الله عليه وسلم يا عائشة ان اردت اللعوق لى
فليكفك من الدنيا كزاد الراكب وياك ومجالسة الاغنياء ولا تستخلى
ثوبا حتى ترقيه رواه الترمذى وعن ابن ابي امامة اياس بن ثعلبة
قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم الا تسمعون الا تسمعون ان
المداذة من الايمان ان المداذة من الايمان رواه ابو داود وفي
رواية له عن سويد بن وهب عن راحل من ابناء اصحاب النبى صلى الله
عليه وسلم عن ابيه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من ترك لبس قوب
حمال وهو يقدر عليه وفي رواية تواضعا كساه الله حلة الكرامة و
من تزوج الله توجه الله تاجر الملك ومروى الترمذى منه عن معاذ

به قوله ان المداذة من الايمان والمراد من الحديث ان التواضع في اللباس والتوقى
عن العائق في الدربة من اخلاق اهل الايمان والايمان هو الباعث عليه كذا
في المراتب وقال في رد المحتار اعلم ان الكسوة منها مكروه وهو اللبس للتكبر

ابن النضر حديث اللباس وعن عمرو بن شعيب عن ابيه عن حده قال
قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الله يحب ان يرى اثر نعمته على عبده
رواه الترمذي وعن ابى الاحوص عن ابيه قال اتيت رسول الله صلى
الله عليه وسلم وعلى ثوب دون فقال لي الك مال قلت نعم قال من
اي المال قلت من كل المال قد اعطاني الله من الابل والبقر والعمم و
الحمل والرقبن قال فاذا آتاك الله ما لا فليراثر بركة الله عليك وكرامته
رواه احمد والنسائي وفي شرح السنة بلفظ المصالح وعن ابى رحاء
قال خرج علينا عمر بن حصين وعليه مطرف من حرور قال ان

له قوله ان الله يحب ان يرى اثر نعمته على عبده وقال في راد المختار علم ان الكسوة
مهما مستحب وهو الزائد لاحذ الريبة واظهار بركة الله تعالى قال عليه الصلوة والسلام
ان الله يحب ان يرى اثر نعمته على عبده وما هو التوب التحميل للقرين في الاعداد
والجمع ومجامع اللباس لا في جميع الاوقات لانه صلب وحلاء ورمما يعيط المحتاجين
ما يتحدر عنه اولى وفي الهدية عن السراحيه لئس الثياب المحملة صاح اذالم يتكرر
وتفسيره ان يكون معها كما كان قبلها ام وقال في المرات فان قلت لئس انه
حت على الدادة قلت انما حث عليها لئلا يعدل عنها عند الجاحد ولا تتكلف للتدابر
المتكلفة كما هو متشاهد في عادة اللباس حتى في العلماء والمتصوفة فاما من اتحد ذلك
ديد ما وعادة مع القدرة على الجديد والطاقة فلا لانه حسه ودعاة ١٢

له قوله فليراثر بركة الله عليك وكرامته وفي شرح السنة هذا في تحسين الثياب
بالتطيف والتجديد عند الامكان من عذر ان يبالغ في البعامة والدقة ومطاهرة
الملبس على اللبس على ما هو عادة العجم كذا في المرات ١٢

رسول الله صلى الله عليه وسلم قال من انعم الله عليه نعمة فان الله يحب ان يرى
 ان نعمة على عبده رواه احمد وعنه حارث قال اتانا رسول الله صلى الله عليه وسلم
 زائرا فرأى رجلا شعثا قد تفرق شعره فقال ما كان يجده هذا ما يسكن به رأسه
 وراى رجلا عليه ثياب وسخة فقال ما كان يجده هذا ما يغسل به ثوبه رواه
 احمد والسنائي وعنه ابن عباس قال كل ما شئت واليس ما شئت ما اخطأتك
 اتيتان سرى محملة رواه البخارى فى ترجمة باب ووصل هذا التعليق ابن
 ابي شيبة فى مصنفه وعنه عمرو بن شعيب عن ابيه عن جده قال قال رسول
 الله صلى الله عليه وسلم كلوا واشربوا وتصدقوا والبسوا ما لم يخالط اسراف ولا
 محيلة رواه احمد والسنائي وابن ماجه وعنه ابن عمر قال قال رسول الله
 صلى الله عليه وسلم من لبس ثوب شهرة فى الدنيا لبسه الله ثوب مدالة يوم القيامة

له قوله ما كان يجده هذا ما يغسل به ثوبه قال الطيبي انكر عليه مداده لما يؤدى الى
 دلته واما قوله امداده من الايمان فانتات التواضع للمؤمن كما جاء المؤمن من
 صواصع وليس مدليل وله العزة دون التكرور منه حديث انى بركاتك لست ممن
 يجعله حياء قللت الصواب ان البدادة وهى القناعة بالدون من الثواب لا تنافى
 المطافعة التى ورد فيها من الدين ولا تستلزم المدالة عند ارباب انيقس كذا فى
 المرقاة ١٢

ثم قوله كل ما شئت واليس ما شئت الحم قريب من هذا ما قال فى العاصم كبريه وحاصله
 ان من فعل شئ من ذلك تكرا فله مكروه ومن فعل ذلك لمجاجة وضرره لم يكره
 كذا فى الكافي ١٢

ثم قوله من لبس ثوب شهرة اى ثوب تكبر وتفاخر وتجبرا وما يتجده المترهدة ليستبهر

رواه احمد وابوداود وابن ماجه عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من تشبه
بقوم فهو منهم رواه احمد وابوداود -

باب الخاتم

عن ابن عمر قال اتهم النبي صلى الله عليه وسلم خاتما من ذهب وفي رواية وجعله

في نفسه بالرهدة وما يشعر به المتسدد من علامة السيادة كالنوب الاحصاء وما يلحسه
المتفككة من لس الفقهاء والحال انه من جملة السفهاء كذا في المرقاة وقال
في مراد المختار والاولى كونه بين النفيس والحسب ادخل الامور اوساطها وللهمي
عن الشهرة تين وهو ما كان في نهاية العاسة او الحساسة ١٢

له قوله اتهم النبي صلى الله عليه وسلم خاتما من ذهب اي ابتداء قبل تحريم الذهب
على الرجال قال الامام محمد في موطنه لا يسعي للرجل ان يتختم بذهب ولا حديد
ولا صفر ولا تختم الا بالقصة واما النساء فلا بأس بتختم الذهب لهن وقال النووي
اجمعوا على اباحة خاتم الذهب للنساء وعلى تحريمه على الرجال كذا في المرقاة ١٢
له قوله وجعله في يده اليمى لس الخامس في اليمين واليسار ثابت منه عليه السلام
والخلاف في الاولوية قال العلامة العيني في عمدة القاري قال شيخنا في شرح الدرر
في الاحاديث استحباب التختم في اليمين وهو اصم الوجهين لا صحاب الشافعي
ان التختم في اليمين افضل منه في اليسار وذهب مالك الى استحباب التختم في
اليسار وكره التختم في اليمين واما مذهب الحنفية فقد سوى الفقيه
ابو الليث في شرح الحامع الصغير بين اليمين واليسار انتهى وقال في الدر المختار

في يده اليمنى ثم القاه ثم اتخذ خاتما من ورق نقش فيه محمد رسول الله وقال لا يفتن احد على نقش خاتمي هذا وكان اذا لبسه جعل قصه مما يلي بطن كفه متفق عليه وعن عبد الله بن جعفر قال كان النبي صلى الله عليه وسلم يتختم في يمينه رواه ابن ماجه ورواه ابو داود و المسائي عن علي وعن ابن عمر قال كان النبي صلى الله عليه وسلم يتختم في يساره رواه ابو داود ومسلم عن انس وعن علي قال نهي رسول الله

ﷺ بالختم ويجعله لطن كفه في يده اليسرى وقيل اليمنى الا انه من شعار الروا هو حجب الخمر عنه قهستاني وغيره عبارة القهستاني عن المحيط حاران يجعله في اليمنى الا انه شعار الروا حق اه ونحوه في الدخلة تأمل قلت ولعله كان وما من متصرا كان ذلك من شعارهم في الرمن السابق ثم الفصل واقتطع في هذه الامور ولا يهي عنه كيما كان وفي غاية البيان قد سوى الفقيه او الليت في شرح الخامة الصعديين اليمن واليسار وهو الحق لانه قد اختلف الروايات عن رسول الله صلى الله عليه وسلم في ذلك وقول بعضهم انه في اليمين من علامات اهل المعنى ليس لتسبي لان النقل الصحيح عن رسول الله صلى الله عليه وسلم يعني ذلك ١٢

له قوله ثم اتخذ خاتما من ورق قال في المدر المختار ولا يتختم الا بالعصاة الحصول الاستعناء بها ١٢

ثم قوله ولا يفتن احد على نقش خاتمي هذا قال في المدر المختار ويقتضيه اسمه او اسم الله تعالى لا تمثال المساء او طبر ولا محمد رسول الله ١٢

ثم قوله وكان اذا لبسه جعل قصه مما يلي بطن كفه قال في الهداية ويجعل النقش

صلى الله عليه وسلم عن لبس القسي والمعصر وعن تحتم الذهب وعن قراءة القرآن في الركوع رواه مسلم وقال مالك في موطنه أنما أكره أن يلبس الغلمان شيئاً من الذهب لأنه يلغى أن رسول الله صلى الله عليه وسلم نهى عن التحتم بالذهب فأنكره للرجال الكبر منهنم والصغار وعن عبد الله بن عباس أن رسول الله صلى الله عليه وسلم رأى حاملاً من ذهب في يد رجل فزرعه فطرحه فقال بعد أحدكم إلى حمرة من نار فيجعلها في يده فقبل للرجل بعد ما ذهب رسول الله صلى الله عليه وسلم حدثاً تمك انتفع به قال والله لا آخذه أبداً وقد طرحه رسول الله صلى الله عليه وسلم رواه مسلم وعن ابن مسعود قال كان النبي صلى الله عليه وسلم يكره عشر خلال الصفرة يعني الحلوف وتغيير السيب وجداً لثراً والتمتم بالذهب

إلى ما طس كفه بخلاف السوا لا أنه ترون في حقهن ١٢

له قوله وعن قراءة القرآن في الركوع وفي البحر يكره قراءة القرآن في الركوع والسجود تخريفاً قاله في العرف السدي ١٢

له قوله أنما أكره أن يلبس الغلمان شيئاً من الذهب الخ قال في الدر المختار وكره الناس الصبي ذهباً وحرباً فإن ما حرم لبسه وشربه حرم الماسه واقترا به ١٢

له قوله الصفرة يعني الخلق قال في المرقاة وبهية مختص بالرجال ١٢
له قوله وتغيير السيب قال الإمام محمد في موطنه لا يرى بالخصاب بالوسمة والحباء والصفرة بأساوان تركه أبيض فلامأس وكل ذلك

والتترج بالريثة لغر محلها والضرب بالكعب والرقى اليا لمعوذات وعقد
التمائم وعزل الماء لعير محله وفساد الصبي غير محرمه رواه ابو داود
والنسائي قال ائمتنا ان قوله صلى الله عليه وسلم وفساد الصبي من
المشهورات الدائنة عند العرب فامربه على التسففة منه على امته
لاعد ذلك فاذا تب ان فارس والروم يفعلون ذلك ولا يبالون به تم

له قوله والتبرج بالريسة اي اطهار المرأة ريسنها ومحاسنها للرجال وقوله لعير
محله اي لعير وحها ومحاسنها كذا في المرات ١٢
له قوله والضرب بالكعب والمراد الهوى عن اللعب بالنرد وهو حرام كرهه عليه
السلام والصحة وفي معناه اللعب بالشطرنج وهو مكروه عندنا ما ح عند
الشافعية يستروا معتدكا لهم قاله في المرات وكذا في الدر المختار ١٢
له قوله والرقى اليا لمعوذات قال محمد في موطنه وبهذا ما أخذنا بأس
بالرقى ما كان في القرآن وبما كان من ذكر الله فاما ما كان لا يعرف من الكلام فلا
يسعى ان يرقى به ١٢

له قوله وعقد التمائم جمع تصبئة والمراد بها التعاويذ التي تحتوى على رقى الحاهلية
من اسماء الشياطين والعاط لا يعرف معانيها وميل التمائم حذر ان كانت العرب في
الحاهلية تعلقها على اولادهم يتقون بها العين في رعبهم فاطله الاسلام لا بد
لا يسمع ولا يدفع الا الله تعالى قاله في المرات وقال في الدر المختار في المحتى
التميسة المذكورة ما كان لعير العربية ١٢

له قوله وعزل ماء لعير محله معني لعير محله لعير الاماء فان محل العزل الامر
دوب الحرائر وهو في الحرة محمول على عدم رادها وقيل فيه تعريض بايتان الدبر اي

انه لا يعود على اولادهم بضره فلم يده وعن علي ان النبي صلى الله عليه وسلم
 اخذ حريرا فجعله في يمينه واخذ ذهبا فجعله في شماله ثم قال ان هذين
 حرام علي ذكورا متي رواه احمد وابوداود والنسائي واما ما قال النبي
 صلى الله عليه وسلم في حلي الذهب من نحر يمينها للساء فذلك في الرمان الاول
 ثم نسخ واييم النساء التحلى بالذهب وعن معاوية ان رسول الله صلى الله
 عليه وسلم نهى عن راكوب النمرور وعن لبس الذهب الا مقطعا رواه ابو
 داود والنسائي وقال في الهداياه ولا بأس بسمار الذهب بجعل في
 حجر الفص اي في ثقبه لانه تابع كالعلم في التراب فلا يعد الا سالا
 وعن عبد الرحمن بن طرفة ان جداه عرفته من اسعد قطع اذنه يوم
 الكلاب فاتخذ انفا من ورق فانتن عليه وامره النبي صلى الله عليه وسلم
 ان يتخذ انفا من ذهب رواه الترمذي وابوداود والنسائي وعن
 بريدة ان النبي صلى الله عليه وسلم قال لرجل عليه حاتم من شبه ما لي
 اجد منك ريم الاصام فطرحه ثم جاء وعليه حاتم من حديد فقال

صبه في غير الموضع الذي يحمل ان يصب فيه اذ يحمل الماء فرح المرأة كذا
 في المرقاة ١٢

له قوله الامقطعا اي مكسرا اطعنا صغارا مثل الصباغ على الاسلحة والحوائم الفضة
 واعلام الثياب كذا ذكره بعض الشراح من علماء ثاكد في المرقاة ١٢

في قوله فامره النبي صلى الله عليه وسلم ان يتخذ انفا من ذهب لذل لك قال في الدر المنثور
 ويتخذ انفا منه لان الفضة تشنه ١٢

في قوله وعليه حاتم من حديد لم فلا يتختم الا بالفضة للحصول الاستعانة بها في حرمه

ما لي اري عليك طينة اهل النار فطرحة فقال يا رسول الله من اى نسي
اتحده قال من ورق ولا تشبهه متقالا رواه الترمذى وابوداود والنسائى
وقال الترمذى رضى الله تعالى عن التخيتم بخاتم الحديد
بعد قوله في حديث سهل التمس ولو خاتما من حديد لان حديث
سهل كان قبل استقرار السنن واستحكام الشرائع وحديث بريدة بعد
ذلك وعن انس ان النبى صلى الله عليه وسلم اراد ان يكت الى كسرى وفيه
والبحاشى فقبل انهم لا يقلول كتابا الا بخاتم فصاغ رسول الله صلى الله عليه وسلم
خاتما حلقة فضة نقت فيه محمد رسول الله صلى الله عليه وسلم وفي رواية
للبحارى كان نقت الخاتم ثلاثة اسطر محمد سطر ورسول سطر والله سطر
وعن ابن عباس ان رسول الله صلى الله عليه وسلم اتخذ خاتما فلسه قال
سعلنى هذا عندكم منذ اليوم اليه نظرة واليكم نظرة ثم القاه رواه النسائى

بغيرها كحجر وذهب وحديد وصفر ورماس ونرجاج وعدها وفي الجوهرية
او التخيتم بالحديد والصفرة والبحاش والرماس مكروه للرجال النساء التقطته من
الدر المختار وروى المختار ١٢

له قوله ولا تشبهه متقالا يعنى لا يزيد على متقال قاله في الدر المختار وقال في
رد المختار وقيل لا يبلغ به المتقال دحية اقول ويؤيده بعض الحديث السابق
من قوله عليه الصلوة والسلام ولا تشبهه متقالا ١٢
له قوله ثم القاه والاظهر منه انه صلى الله عليه وسلم بعد بحريم خاتم الذهب ليس
خاتم الفضة على قصد الريبة من غير نقت فتبعه الناس محافظة على متابعة
السنة فرأى في فلسه ما يترتب عليه من الحيلاء فرماه فرماه الناس فلما

وعن انس ان نبي الله صلى الله عليه وسلم كان خاتمه من فضة وكان
فصه منه رواه البخاري وعنده ان رسول الله صلى الله عليه وسلم لبس
خاتم فضة في يمينه فيه فص حبشي كان يجعل فصه مما يلي كفه متفق
عليه وعنده قال كان خاتم النبي صلى الله عليه وسلم في هذه وأشار الى
الخنصر من يده اليسرى رواه مسلم وعن علي قال نهاني رسول الله

عن الخاتم الى لبس الخاتم لاجل الختم به لسه وقال للناس انما اتحد ما حاتم وقتنا
فيه نمشا للمصلحة فلا يفتش عليه احد اسماء بل يفتش اسمه اذ احاط اليه
وبهذا يطهر وجهه قول من قال من ائمتنا وغيرهم بکراهة لبس الخاتم
لغير المحكم وقد روى احمد وابوداود والسنائي عن ابي رحمة انه صلى الله عليه وسلم
نهي عن لبس الخاتم الا لدى سلطان كذا في المرقاة وقال في الدر المختار وترك
الخاتم لغير السلطان والفاضل ودي حاجة الله كمتول الفصل ١٢

له قوله فيه فص حبشي ثم الخلقة في الخاتم هي المعتدلة لان قوام الخاتم بها ولا
معتبر بالص حتى انه يجوز ان يكون محمدا او غيره كذا في السراج الوهاج قاله في
العالمگیری وقال في الدر المختار والعدة بالخلقة من الفص لا بالفص يجوز
من محمدا وعقيق وياقوت وغيرها ١٢

له قوله كان خاتم النبي صلى الله عليه وسلم في هذه الخو في الصاوي ويسعى ان يلبس
الخاتم في خصره اليسرى دون سائر اصابعه ودون اليمنى لان اللبس في
اليمنى علامة الرخص واما الجوارفات في اليمنى والبسار جميعا وبكل دلت
وردا لا تركذا في الدخلة فانه في العالمگیری وقال في المرقاة قال النووي
يكراه للرجل جعل الخاتم في الوسطى والى تليها كراهة تدريه واما المرأة فلهاء

صلی اللہ علیہ وسلم ان اتختم فی اصبعی هذه او هذه قال فاقوماً الى الوسی
والقی تلہا رواہ مسلم وعن ابن الریران مولاة لہم ذهبیت بابتة الزیر
الی عمر بن الخطاب وفی رجلہا اجراس فقطعہا عہ وقال سمعت رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول مع کل جرس شیطان رواہ ابو داود وعن سائتہ
مولاة عبد الرحمن بن حیان الانصاری كانت عند عائستہ اذ دخلت علیہا
بحاریہ وعلیہا جلاجل بصوتن فقالت لا تدخلنہا علی الا ان تقطعن جلاجلہا
سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لا تدخل الملائکة بیتا فیہ جرس
رواہ ابو داود۔

باب النعال

عن ابن عمر قال رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یلبس النعال التي

= اتختم فی الاصابع کلہا ۱۲

لہ قولہ مع کل جرس شیطان وظاہر اللفظ العموم فیدخل فیہ الحرس الکبر والصغیر
ویدخل فیہ الحرس المتخذ من نحاس او حديد او الذهب اذ النصة والحاصل
ان کل حلقة لہا صوت ففی حکم الجرس لا یجوز لبسہا للنساء ولا اللباسات الصغار
کذا فی بدل المجہود ۱۲

لہ قولہ لا تدخل الملائکة بیتا فیہ جرس وکتب مولا ما یجوز یجوز المرحوم من تقریر شیخہ
رحمہ اللہ تعالی قولہ بیتا فیہ جرس ومن الواجب ان یعلم ان هذه الکراہة فیما
کان وضعہ کذلک واما ما لبس بموضع للصوت والحرس فلا یحرم وان لم یضرب
التصویت احیاً کما شہد فی حلی النساء اذ اکثر منہا کذا فی بدل المجہود ۱۲
لہ قولہ یلبس النعال التي لبس فیہا شعر قال ابو عبدہ لا أعلم خلافا فی حوازلہ

ليس فيها شعر، رواه البخاري وعنه اس قال ان نعل النبي صلى الله عليه وسلم كان لها قبالة ن رواه البخاري وعنه ابن عباس قال كان لنعل رسول الله صلى الله عليه وسلم قبالة ن متى شرا كهما رواه الترمذي وعنه جابر قال سمعت النبي صلى الله عليه وسلم في غزوة عراها يقول استكثروا من النعال فان الرجل لا يزال راكيا ما انتعل رواه مسلم وعنه ابي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا استعل احدكم فليبدأ باليمنى واذا نزع فليبدأ بالشمال تكن اليمنى اولهما فتعل واخرهما تنزع فتى عليه وعنه جابر قال نهي رسول الله صلى الله عليه وسلم ان يتعل الرجل قائما رواه ابو داود ومرواه الترمذي وابن ماجه عن ابي هريرة وعنه ابن عباس قال من السنة اذا جلس الرجل ان يتخلع بعلمه فيضعهما بحسبه رواه ابو داود وعنه ابي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم

والنعال الستية في غير المقابر والها في المقابر فيه خلاف قاله في عمدة القاري وقال على القاري رحمه الله تعالى قلت الطاهر ان المستحب على القبر منى بالنعال وتغيرها نعم يمكن ان يكون مشيه على القبر فيه ما من الخلع على ان الموضع موضع ادب وتوضع الامكان تكبر واحتياال فعالمه بالصد وامره بالامر الاستد وهو لا يما في خوار لسها دعا للمخرج المكان الضرورة انهي وقال في العالم كيرية اتحاذا النعل من الحسب بدعة ١٢ له قوله هي رسول الله صلى الله عليه وسلم الخ قال المظهر هذا مما يلحقه النعب في لسه قائما كالخف والنعال التي تحتاج الى سد شرا كهما كذا في المرقاة ١٢ له قوله فيضعهما بحسبه اي الايسر تعظيما للايمن ولا يصح قد امه تعظيما للقبلة ولا وراءه خوفا من السرقة كذا في المرقاة ١٢

لا يمتشي احدكم في نعل واحدة ليحفهما جميعا او ليعلمهما جميعا متفق
 عليه وعن جابر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا انقطع شسع
 نعله فلا يمش في نعل واحدة حتى يصلح شسعه ولا يمش في حف
 واحد ولا يأكل بسماله ولا يحتبى بالثوب الواحد ولا يلتحف الصغار
 رواه مسلم وماروى عن عائشة انها قالت ربما متشى النبي صلى الله
 عليه وسلم في نعل واحدة ان صح فتيئنا نادر لعله اتفق في داره بسبب
 وقال على الفارس رحمه الله البارسى قلت وعلى فقد يركوبه بعد النهي
 يحمل على حال الصرورة او بيان الحوار وان الهى ليس للتحريم وعن
 ابن بريدة عن ابيه ان الجاشي اهدى الى النبي صلى الله عليه وسلم
 نحفين اسودين ساذجين فلبسهما رواه ابن ماجة وزاد الترمذى
 عن ابن بريدة عن ابيه ثم نوصا ومسم عليهما.

باب الترحل

عن عائشة قالت كنت ارجل رأس رسول الله صلى الله عليه وسلم

له قوله ان الجاشي اهدى الى النبي صلى الله عليه وسلم نحفين اسودين الخ قال في
 العالكية وعن ابي القاسم الصغار الحف الاحمر حف فرعون والحف الابيض
 حف هامان والحف الاسود حف العلماء وبعد القيت عشرين من كبار فقهاء بلخ
 فما رأيت لاحد هم خذابيض ولا احمر ولا سمعت انه امسكه وكأله عليه الصلوة
 والسلام امسك خذابيض سودا اهدى له حفاة اسوداد فقص وليس كذا في القية

وانا حائض متفق عليه وعن عطاء بن يسار قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم في المسجد فدخل رجل ثائر الرأس والحمد فاشارة اليه رسول الله صلى الله عليه وسلم سده كأنه يأمره باصلاح شعره ولحيته ففعل ثم رجع فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم اليس هذا حيرا من ان يأتي احدكم وهو ثائر الرأس كأنه شيطان رواه مالك وعن ابي قتادة انه قال لرسول الله صلى الله عليه وسلم ان لي حمة أفارحلها قال رسول الله صلى الله عليه وسلم نعم وأكرمها قال فكان ابو قتادة ربما دهنها في اليوم مرتين من اجل قول رسول الله صلى الله عليه وسلم نعم وأكرمها رواه مالك وفي رواية لابي داود عن ابي هريرة ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال من كان له شعر فليكرمه وعن عبد الله بن معقل قال نهي رسول الله صلى الله عليه وسلم عن الترحل الا عبا رواه الترمذي وابوداود والبيهقي وقال في المستوى وعليه العمل اما حديث ابي قتادة فهو فهم فهمه من قوله صلى الله عليه وسلم وأكرمها ولعل المراد الاكرام المحصوص وهو المنوسط المقصود بين الاقراط في التعم ودين ترك التطيف والهبة البدء الرثه وعن عبد الله بن يرمدة قال قال رجل لعصالة بن عبيد مالي اراك تنحنا قال ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يبهانا عن كتب من الاسرافاء قال مالي لا اري عليك حداوا قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم بأمرنا ان نحتسب احيانا رواه ابوداود وعن ابن المسيب سمع يقول ان الله طيب يحب الطيب نطيف يحب النطافة كرم يحب الكرم جواد يحب الجود فمظفوا اراه قال افنيتمكم ولا تشبهوا باليهود قال فدكرت ذلك لها حرب مسمار فقال حدثني عامر بن سعد عن ابيه عن النبي صلى الله عليه وسلم مثله الا انه قال نظفوا افنيتمكم رواه الترمذي وعن عائشة قالت

كنت اغتسل أنا ورسول الله صلى الله عليه وسلم من ماء واحد وكان له شعر فوق
الحمة ودون الوفرة رواه الترمذي واليسائي وعن ابن المنطية رجل من
اصحاب النبي صلى الله عليه وسلم قال قال النبي صلى الله عليه وسلم نعم الرجل خريم
الاسدي لو لا طول جنته واسبال ازاره قبلت ذلك خريما فاحذ شفرة فقطع
بها جنته الى اذنيه ورفع ازاره الى اصاب ساقيه رواه ابوداود وعن وائل
بن حجر قال اتيت النبي صلى الله عليه وسلم ولي شعر طويل فلما راآني رسول الله
صلى الله عليه وسلم قال قباب دباب قال فرجعت فجزنته ثم اتيت من الغد فقال
اني لم اعك وهذا احسن رواه ابوداود وقال صاحب بدل المجهود هذا
اي تقصير الشعر احسن من اطالته وان كان الاطالة حائزا وقال
الطحاوي في مشكل الآثار في هذا الحديث عن رسول الله صلى الله عليه وسلم
ما قد دل على ان جز الشعر احسن من تربيته وما جعله رسول الله صلى الله
عليه وسلم الاحسن كان لا شيء احسن منه ووجب لزوم ذلك الاحسن

له قوله فقطع بها جنته الى اذنيه قال في شرح السنة هذا اي حوازة قطع الحمة الى الابد
في حق الرجال واما النساء فانهن يرسلن شعورهن لا يتحدن حمة كذا في المرقاة ١٢
له قوله دباب دباب بصم الدال المعجمة فهما وتحييت الماء الموحدة ولعد
الالف مثلها والدماب التوم ويعال الدباب الشرا الدائم كذا في
بدل المجهود ١٢

له قوله افي لم اعك لان طول الشعر ليس بمذموم ولا حاء امر بقطع ما زاد
على مقدار معلوم منه لكن جز الشعر احسن من تربيته التقطته من المرقاة
ومشكل الآثار ١٢.

وترك ما بحاله وعن النبي قال كان تنعم رسول الله صلى الله عليه وسلم إلى شجرة
أذنيه رواه أبو داود وقال في العرف السدي وفي حديث الغد اشكال
وهوان عاده عليه السلام في الاستعارة الحجة واللغة والوقرة ولم يثبت الصم
وأما قلت حصص قلعل الراوي رأى تحت عمامته عليه السلام وكانت ثلثة
بسبب العمامة في فم مكة ومرا الحافظ على هذه الرواية ولم يعمل شيء و
في الفتاوى الهندية في باب المحظور والأباحة أن الصغار للرجال مكروهه
وأما الإرسال فلم أجده كراهة وعن عبد الله بن جعفر أن النبي صلى الله عليه وسلم
أمهل آل جعفر ثلاثاً ثم أتاهم فقال لا تبكوا على أخي بعد اليوم ثم قال ادعوا
لي بني أسي تحيي بنا كايا أفرح فقال ادعوا إلى الخلاف فأمره فخلق رؤسها
رواه أبو داود والنسائي وعن علي قال نهي رسول الله صلى الله عليه وسلم

له قوله فخلق رؤسها قال في المرات وأما خلق رؤسهم مع أن القاء الشعر أفضل
الأبعد فراغ أحد المسكين على ما هو المعتاد على الوجه الأكمل لما رأى من اشتغالهم
أسماء بنت عميس عن رجل شعورهم بما أصابها من قتل روحها في سبيل الله
فاشعق عليهم من الوسم والقمل ١٢

له قوله نهي رسول الله صلى الله عليه وسلم أن تخلق المرأة رؤسها قال في المرات وذلك
لأن الدواب للسباع كاللحى للرجال في الهيئته والجمال وفيه بظن المصنوع حوار حق
الرجل ولا خلاف فيه بل في أنه هل هو سنة لما فعله على كرم الله وجهه وقدره على
الله عليه وسلم وقال عليكم بسنتي وسنة الخلقاء الراشدين المهديين وأوليس سنة
لأنه عليه الصلوة والسلام مع سائر صحابه وأطب على ترك خلقه إلا بعد عراع أحد
المسكين فالخلق رخصة ومستحب وإفقاء الشعر أصل وسنة انتهى وقال في

ان تخلق المرأة رأسها رواه النسائي وعن ابن عباس قال كان النبي صلى الله عليه وسلم
يحب موافقة اهل الكتاب فيما لم يؤمر فيه وكان اهل الكتاب يسدلون اشعارهم
وكان المشركون يعرقون رؤسهم فسدل النبي صلى الله عليه وسلم باصيته ثم فرق بعد
متفق عليه وعن عائشة قالت اذا فرقت لرسول الله صلى الله عليه وسلم رأسه
صعدت فرقه عن يافوخه وارسلت ناصيته بين عبيه رواه ابوداود وعن باقر
عن ابن عمر قال سمعت النبي صلى الله عليه وسلم يقول عن القرع قبل انافع ما
القرع قال يخلق بعض رأس الصبي ويترك البعض متفق عليه والحق بعضهم
التفسير بالحديث وعن ابن عمر ان النبي صلى الله عليه وسلم رأى صيا قد خلق
بعض رأسه وترك بعضه فيها هم عن ذلك وقال احلقوا كله او اتركوا كله

= العالم كبرية ولو خلقت المرأة رأسها فان فعلت لوحه اصابها الالباس به وان فعلت
ذلك لتبها بالرحل فهو مكروه كذا في الكبرياء ١٢

له قوله ثم فرق بعد والقرع اسمه في الشعر لانه الذي رجع اليه النبي صلى الله عليه وسلم
والظاهر انه نوحى منه تعالى قاله في بدل الجهود وقال في رر المختار والعالم كبرية
الاسمة في شعر الرأس اما الفرق او الحلوى ١٢

ثم قوله يهي عن القرع عالي السوى هي هيئنا كراهة معصية للرحل والمرأة لا طلاق
الحديث قال وهو كراهة تحريم وكذلك كراهة هالك والحنفية اتقى وليس
هذا محقق بالصبي بل ادركه كبري كراهة ذلك عند الصبي باعتبار العادة العالية
قاله في بدل الجهود وقال في رر المختار ١٢ والعالم كبرية ويكره القرع وهو ان يخلق
البعض ويترك البعض ١٢

له قوله اسلقوا كله او اتركوا كله فيه انما الى ان يخلق في غير الجود والعبرة حائر =

رواه مسلم وعنه الجراح بن حيان قال دخلنا على انس بن مالك يحدثني
 اختي المعيرة قالت رأت يومئذ غلاماً وملك قرناً او فصتان فمسح رأسك
 وبرك عليك وقال اخلقوا هذين او فصوهما فان هذا زى اليهودى رواه
 ابو داود وعنه انس قال كانت لي ذؤابة فقالت لى اى لا احزها كان رسول
 الله صلى الله عليه وسلم يمدها ويأخذها رواه ابو داود وعنه ابن عمر ان النبي
 صلى الله عليه وسلم قال لعن الله الواصلة والمستوصلة

وان الرجل يحري بين الخلق وتركه لكن الافضل ان لا يخلق الا في احد المسكن كما كان
 عليه صلى الله عليه وسلم مع اصحابه رضى الله عنهم وانهم على كرم الله وجهه
 كذا في المرقاة ١٢

له قوله لا احزها لم فيه ان الدؤابة اسماء يحوزها الغلام اذا كانت مع غيرها
 من الشعور التي في الرأس واما اذا خلق شعرة كله وترك له دواءه فهو القراع التي نفي
 عنه رسول الله صلى الله عليه وسلم كذا في مذل المجهود ١٢

له قوله لعن الله الواصلة اعلم ان المحدثين والعقهاء اختلفوا في الوصل فمذهب
 المحدثين تعميم الحرمة سواء كان يتبع الانسان او غيره والعقهاء حملوا النهي
 في الوصل على ان حرمة الوصل محمول على ما اذا كان يتبع النساء لان استعمال جرم
 الآدمي حرام وهذا الوصل عند العقهاء مكروه وكذلك يكره اذا تضمن الوصل حداً
 واما الوصل بغير شعور النساء فلا بأس به لانه ليس فيه استعمال جرم الانسان ولا
 الحداع والحق مع العقهاء فان المسوّة من حصن التزين كيف كان ما لم يلزم فيه
 الكراهة من وجه آخر لذلك قال في العالم الكبرى ووصل المتبع بغير الآدمي حرام
 سواء كان شعراً او شعراً غيرهما كذا في الاحتيار شرح المختار ولا بأس للمرأة ان تجعل

والواشمة والمستوشمة متفق عليه وعن عبد الله بن مسعود قال لعن الله الواشحات
 والمستوشحات والمتمصحات والمعلمات للحسن المعيرات خلق الله فجاءته امرأة فقالت ائمه
 لمحي ائمتك لعنت كيت كيت فقال ما لي الا لعن من لعن رسول الله صلى الله
 عليه وسلم ومن هو في كتاب الله فقال لقد قرأت ما بين اللوحين مما وجدت
 فيه ما تقول قال لئن كنت قرأته لقد وجدته اما قرأت ما آتاكم الرسول
 فخذوه وما نهاكم عنه فانتهوا قالت بلى قال وانه قد مضى عنه متفق عليه
 وعن ابن عباس قال لعنت الواصلة والمستوصلة والماصة والمتمصصة
 والواشمة والمستوشمة من غير داء رواه ابو داود وعن ابي هريرة قال قال
 رسول الله صلى الله عليه وسلم العيين حق وهي عن الوشم رواه البخاري وعن ابن عمر
 قال لعن رسول الله صلى الله عليه وسلم ملبدا رواه البخاري وعن انس
 قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يكثر دهن رأسه وتسمي محليته ويكثر
 القناع كان توبه توب رايات رواه في شرح السنة وعن عائشة قالت كنت

في قرونها ودواشها شئ من الورك كذا في فتاوى قاضي حان وفي جوار صلوة المرأة مع
 شعر غيرها الموصول اختلاف بينهم والمختار انه يجوز كذا في العناتية ١٢

له قوله الواشمة وفي كتب الحمية ان موضع الوشم بحسن فان الدم خرج من مستقره
 والمحمد تحت الجملد وهو بحسن كذا في المعرف السدي ١٢

له قوله ملبد افيه حوار التلسيد في غير حال الاحرام قاله في المرقاة ١٢

له قوله كثر القناع وهو كسر القاف وحنة النون وفي آخره مهملة خرقه تلقى
 على الرأس تحت العمامة بعد استعمال الدهن وقاية للعمامة من اثر الدهن

واتساخها به شمت نقاع المرأة كذا في المرقاة ١٢

اطيب النبي صلى الله عليه وسلم يا طيب ما نجد حتى اجد ويبص الطيب في رأسه
ولحيته متفق عليه وعن نافع قال كان ابن عمر اذا استجبر استجبر بالوة غير
مطراة وبكافور يطرحه مع الالوة ثم قال هكذا كان يستجبر رسول الله صلى الله عليه وسلم
راوه مسلم وعن ابى هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم المطرة خمس الختان

له قوله احدى ويبص الطيب في رأسه ولحيته قال المطهر ولا بشكل هذا بقوله طيب
الرجال ما خفى لونه لانه المراد به ماله لون يظهر زينة وجهه الا كالحمرة والصفرة و
ما لم يكن كالنسيك والعصير فهو جازا ثم وفي معانيها الكافور والرماد قاله في المرات و
قال في العالم كبرية ولا بأس بغالية الرأس واللحم كذا في الفتاوى العتبية ١٢

له قوله المطرة خمس قال في عمدة القاري اراد بالمطرة السنة القديمة التي احياها
الانبياء عليهم السلام وانفقت عليها الشرائع فكانها امر حلى وطروا عليه ١٢

له قوله الختان قال في شرح شريعة الاسلام من السنة الختان وبه قال ابو حنيفة وقال
الاكثر ومنهم الشافعي انه واجب لانه من شعائر الاسلام ويمكن ان مراد من حديثه
انه ثابت بالسنة لانه عبر واجب لكن غالب الكتب مشهور بان الختان سنة لكن ان لم
يولد محتوما حانا تاما واما قيد بانه لما في الخلاصة ومجتمعا الصاوي صبي ولد محتوما بحيث لو رآه
الساير يراه كأنه حتن وليس عليه الختان من احرى واعترف بذلك اهل البصرة من
الجمامين ترك ولا يتعبر من له وذكره ابن العربي ان اربعة عشر نسلا ولدوا محتومين آدم وشيث
ونوح وصالح وشعيب ويوسف وموسى وداود سليمان وعيسى وخضر بن صفوان وهروبي
اصحاب الرس ونبيا محمد صلى الله عليه وسلم وعلى سائر الانبياء المرسلين وذكر صاحب الشريعة
انه قد ولد الانبياء كلهم محتومين مسرورا بن اى مقطوعا السرة كرامة لهم لتلايطر احد
الى عور انهم الا ابراهيم عليه الصلوة والسلام فانه قد ختن نفسه بستة يسعة بعد ذلك

والاستعداد وفصل الشارب

هذا الرجل وأما للنساء فمكرمة فهي خراطة القناري حان الرجال سنة وأخلاق
في حان المرأة قال في ادب القاصي مكروه وفي موضع آخر سنة وقال بعض العلماء واجب
وقال بعضهم ممن قلت والصحيح انه سنة والمكرمة تصم المرأة واحدة المكارم
في عتاي الصوفية ان وقت الحان من سمع الى عشرة سنين اهر وكانه اداد الوقت الاصل
الاعدل تاله في المرات وقال في العالم الكبرية واحتلوا في الحان ميل انه سنة وهو الصحيح
كدا في العرائث انه امر الوقت المستحب للحان من سبع سنين الى اثني عشرة سنة هو المختار
كدا في السراحيه وقال بعضهم يجوز بعد سنة امار من وقت الولادة كذا في حواهم القساوي
اختلقت الروايات في حان الساء كفي بعضها انه سنة هكذا حكى عن بعض المتأخرين و
ذكر الشمس الاثنية الحلواني في ادب القاصي للجهاد ان حان الساء مكرمة كذا في المحيط ١٢

له قوله والاستعداد اداي خلق العانة وهو استعمال الحديد من نحو الموسيقى في خلق العانة دي الشعر
الذي حو الى ذكر الرجل وروح المأقوزاد ان شريح وحلقه الذي جعل العانة مست الشعر مطلقا والتمه
الاول فان اراد الى شعره بعيد الحديد لا يكون على وجه السنة كذا في شرح المتأخرين ويحب ان يعلم انه
لا يقطع شيئا من شعره وهو حب فانه في المرات وقال في اندر المختار ولستحب خلقه سنة قال في
الهندية ويستدعي من تحت السرة وفي الاستباه والسنة في عامه المرأة العتف ١٢

له قوله قص الشارب ذكر اهل السنة ان الاحفاء الاستعمال وكذا الملهي بالموت وكاف المبالغة في ذلك
وان القص يدل على احذ البعض وكلاهما ثابت وقد دلت السنة على الامرين فاختار جازالت قص
الشارب على احفائه وقال لطحاوي لم يجد عن الشارب في هذا شيئا موصوفا واصحابه الذين
سأناهم المرنى والربيع كما ما يحضار تنوارهم ولا يريد على ايها احدا ذلك عن السامعي و
قال الاستقراء انت احمد بن حنبل يعني سنة شاربها وسميته بقرون وقد سئل عن الاحفاء

ورقلم الاطعام و تنف الايط متفق عليه و مروى احمد بسند حسن عن

ابن السرة وقال ابو حنيفة وصاحبا ه يستحب احياء التوارب و يراه افضل من قصها لان
الفطرة هي التي لا بد منها وهي قص التوارب وما سوى ذلك فصل حسن فنت الآثار كلها التي رويها
في هذا الباب ولا تضاد ويحب يتنوتها ان الاحياء افضل من القص واصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم
قد كانوا يحضون سواربهم وفيهم انهم مرة وهم من روي عنه عن رسول الله صلى الله عليه وسلم انه قال من افطر
قص التوارب قتل ذلك ان قص التوارب من الفطرة وهو مما لا بد منه وان ما بعد ذلك من الاحياء هو
افضل ومنه من اصله المحرم ليس في القص التقطه من المرات وتشرح معاني الآثار وبدال المحمود ١٢

له قوله وتقليم الاطعام ويستحب قلم اطافره الا لما هدي في دار الحرب يستحب نومه وتاربه واطعامه يوم
الجمعة وكونه بعد الصلوة افضل الا اذا احره اليه تا حيرا فاحتسا فيكره لان من كان طفره طويلا كان
مررقه صقاف في الحديث من قلم اطافيره يوم الجمعة اعاده الله من الملائكة الى الجمعة الاخرى وتراياده ثلاثة
ايام وروى في حديث مرسل عبد الله بن مسعود عن النبي صلى الله عليه وسلم يعلم اطعامه ويقص تاربه يوم الجمعة قبل
الخروج الى الصلوة وروى البرقي كالعادي من اراد ان ياتى العصى على كره فلقم اطعامه يوم الخميس وفي
حديث ضعيف يا علي قص الاطعام واسف الابد واحلق العانة يوم الخميس والعسل والطيب واللبن يوم
الجمعة وفي فتح العروبة روى انه صلى الله عليه وسلم بدأ بمسحته اليمنى الى المصم ثم بمسحته اليسرى الى الاكمام
ومسحها باليمنى وذكره العراي في الاحكام وجمعها فيها قال في الهداية عن العرائث وينبغي الاستبراء
باليد اليمنى والاستبراء بها فبدأ أسناتها ويحتمل بانها مهاد في الرجل بمسح اليمنى ويحتمل بمسح اليسرى
ونقله القسطنطيني عن المسعودي وقلم الاطافير بالاسنان مكروه يورث المرض فاد اقليم اطعامه او حرقه
يدعى ان يد منه فان رعى به فلا بأس وان العاه في الكيف او في المعسل كره لانه يورث داء عمانية وبدا
ادعه الطعم والشعر وحرقه الحيش والدبر عمانية ١٣ الدر المختار وروى المختار المرات فلتقط منها ١٤
له قوله وتنف الايط قال في رد المختار ويجوز في إزالة المستح من الطيب الملقى في المتنف اولى ١٥

والداني المليم والطبراني عن شداد بن اوس وعن ابن عباس ان النبي
 صلى الله عليه وسلم قال الحتان سمة للرجال ومكرمة للنساء وعن ام عطية
 الانصارية ان امرأة كانت تخنن بالمدينة فقال لها النبي صلى الله عليه
 وسلم لا تهكي فان ذلك اخطى للمرأة واحب الى البعل رواه ابو داود
 وقال هذا الحديث ضعيف ورواه مجهول ورواه الطبراني بسند
 صحيح وعن ابن عمر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم حالقوا
 المشركين او عروا اللحي واحقوا السوارب وفي رواية انهكوا السوارب
 واعروا اللحي متفق عليه واما رواية قص السوارب فمصاصها استقبلوا
 شعر السوارب بالمقراص لا بالموسى فانه بدعة وعن عمر بن شعيب
 عن ابيه عن حذاه ان النبي صلى الله عليه وسلم كان يأخذ من لحيته من اعصها
 وطولها رواه الترمذي ورواه محمد بن كتاب الآثار عن ابن عمر انه
 كان يقص على لحيته ثم يقص ما تحت القصعة وقال وبه مأخذ وهو قول
 ابى حنيفة رحمه الله تعالى وعن يحيى بن سعد انه سمع سعيد بن المسيب
 يقول كان ابراهيم خليل الرحمن اول الناس صيف الصيف واول الناس
 احتن واول الناس قص شاربه واول الناس رأى الشيب فقال ما رب
 ما هذا قال الرب ببارك وتعالى وهاهنا ابراهيم قال مرادى وهاهنا رواه

له قوله او عروا اللحي قال في الدر المختار لا يجوز على الرجل قطع لحيته
 له قوله كان يأخذ من لحيته عروا وطولا لذلك قال فقها ما ولا بأس بأخذ اطراف اللحية
 والبسة فيها القصعة وهو ان يقص الرجل لحيته بما اراد منها على قصة قطعه كما ذكر
 محمد بن كتاب الآثار عن الامام قال وبه مأخذ محيطا واخذته من الدر المختار ورواه المختار

مالك وعنه انس وال وقت لنا في قص السارب وبقلم الاطقار وننف
الايضا وحلق العانة ان لا تترك اكثر من اربعين ليلة رواه مسلم وعنه ابن
ابن ارقم ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال من لم يأخذ من ساربه قلنس ما
رواه احمد والنزمذي والنسائي وعنه ابن ابي هريرة ان النبي صلى الله عليه وسلم
قال ان اليهود والنصارى لا يصبغون فحالفهم متغن عليه وعنه وال
فان رسول الله صلى الله عليه وسلم عير والشيب ولا تشبهوا باليهود رواه الترمذي
ورواه النسائي عن ابن عمر والريدي وعنه ابن ابي درجال قال رسول الله صلى
الله عليه وسلم ان احسن ما عير به الشيب الحناء والكم رواه الترمذي
وابو داود والنسائي وعنه انس قال يحيى النبي صلى الله عليه وسلم ان يتعرف
الرجل متفق عليه وقال في الهامة ان احاديث اماحة الرعمر ان للرجال

[illegible]

ثم قوله ان احسن ما عيونه الشيب الحناء والكم قال في العالم الكبيره اتفق المتأخر رحمهم الله
تعالى ان الحصاب في حق الرجال بالجمرة ستة وانه من سماء المسلمين وعلا ما بينهم **عن**
الاشعري ان الحصاب خمس لكن بالحناء والكم والوسمة وادامه اللحية وتنعير الرأس والحصاب
في غير حال الحرب لأشبهه في الاصح كذا في الوحي الكبير ١٢

منسوحة وعن ابن عمر انه كان يصفر لحيته بالصفر حتى يمتلئ ثيابه من الصفرة فقل
له لم تصع بالصفرة قال افي رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم يصع بها ولم يكن شئ أص
اليه منها وقد كان يصع بها ثيابه كلها حتى عمامته رواه ابو داود والنسائي وعن
ابن عباس قال مر على النبي صلى الله عليه وسلم رجل قد حصب الخناء فقال ما احسن
هذا قال فتر آخر قد حصب بالخاء والكم فقال هذا احسن من هذا ثم آخر قد حصب
بالصفر فقال هذا احسن من هذا كله رواه ابو داود وعن حارقال افي بابي تخافه يوم فتر
مكة ومراسته ولحيته كالنعامه يا صا فقال النبي صلى الله عليه وسلم غير واحد البشئ واجتنبوا
السواد رواه مسلم وعن ابن عباس عن النبي صلى الله عليه وسلم قال يكون قوم في آخر الزمان
يخصون بهذا السواد نحو اصل الحمام لا يجدون رائحة الجنة رواه ابو داود والنسائي وروى
ابن ماجه عن صهيب الخير قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان احسن ما اختصنتم به
لهذا السواد رعب لسانكم فكم واهيب لكم في صدر عدوكم وعن عمرو بن شعيب عن
ابيه عن حماد قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا تنتفوا الشيب فانه نور المسلم من
شاب شبته في الاسلام كتب الله له بها حسنة وكفر عنه بها خطيئة ومرفعه
بها درجة رواه ابو داود وعن كعب بن مرة ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال من
شاب شبته في الاسلام كاتب له نورا يوم القيامة رواه الحرمدى

له واخسوا اسوادوا قال في عمدة القاري وروى ابن رجب عن مالك قال لعائشة في صبغ
الشعر بالسواد بهذا معلوما وغيره . حسب الى وعن احمد بن حنبل في رواية عن النشافعيه
ايصاروا ثيابا والمتهمون يكرهون قتل يحرم انتهى وقال في الذخيرة واما الحصب بالسواد فهو فعل
ذلك من العزاة لذلك اهيب في غير النعم وهو محذور منه اتفق عليه ائمة اهل البيت رحمهم الله تعالى ومن فعل ذلك
ليس فيه نصيب من الجنة وذلك مكره وعليه عمدة المشايخ وبعضهم حذر ذلك من غير كراهة و
روى عن ابي يوسف رحمه الله تعالى انه قال كذا يحصى ان تترى في ثيابها ان اتد من ثيابها كذا في =

والسائي وروى احمد في مسنده عن ابني امامة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يا معشر الانصار جددوا اوصعروا وحالفوا اهل الكتاب وان تركه ابيض من غير خضاب فلا بأس وقال محمد بن موطئه لا تزي بالخضاب بالوسمه والحناء والصفرة بأسا وان تركه ابيض فلا بأس بذلك كل ذلك حسن وعن ثابت قال سئل اس عن خضاب النبي صلى الله عليه وسلم فقال لو شئت ان اعد شيطان كن في رأسه فعلت قال ولم يختضب وروى في روايته وقد اختصب ابو بكر بالحناء والكمم واختصب عمر بالحناء بمخنا متفق عليه وعن عثمان بن عبد الله بن موهب قال دخلت على ام سلمة فأنجحت اليها شعرا من شعر النبي صلى الله عليه وسلم مخضوفا رواه البخاري وعن عائشة ان هذا بنت عتبه قالت يا سي الله يا يعنى فقال لا ابا يعك حتى تعبرى كهك فكأتهما كفاسع رواه ابو داود وعنه ما قالت او من امرأة من وراء ستر

العالم كرية وراة المختار ١٢

له قوله ولم يختصب وقال في الدر المختار والا صح انه عليه الصلوة والسلام لم يفعله اه وفي راة المختار لانه لم يحتمل له لانه توفي ولم يبلغ شبابه عشرين سنة في رأسه ولحيته بل كان سبع عشرة كعا في البخاري وغيره وورد ان ابا بكر رضى الله عنه حصب بالحناء والكمم صدى وقال في المرقاة قال الصبي ما قاله صاحب المهابة من ان المختار انه عليه الصلوة والسلام صرع في وقت وترك في معظم الاوقات فاحذر كل ما رآى وهو صادق وهذا التأويل كالمنع من الجمع به بين الاحاديث اه وهو بهامه المدعى ١٢

له قوله فكأتهما كفاسع شبهه بد بهاجين لم تحصهما انكى سبع في الكراهية لانهما جند شبهة بالرجال والنسب بالرجال مكروه وفيه بيان كراهية حصاب الكعبين الرجال تشبه بالساء كذا في المرقاة ١٢

بيدها كتاب الى رسول الله صلى الله عليه وسلم فقبح النبي صلى الله عليه وسلم يده
فقال ما ادرى ايدى رجل امر بد امرأة قالت بل يده امرأة قال لو كنت امرأة
لغيرت اطعارك بعنى بالحماء رواه ابو داود والنسائى وعن كريمة بنت
همام ان امرأة سألت عائشة عن حصاب الحناء فقالت لا بأس ولكنى اكرهه
كان حينئذ يكرهه ربيعة رواه ابو داود والنسائى وعن ابى هريرة قال اتى رسول الله

له قوله سألت عائشة عن حصاب الحناء والحضاب شامل لحنطاب الشعر والحشم ولكن تقييد
ابى داود فى ترجمة الباب بالساء يدل على ان المراد به حصاب الحشم فان حصاب اليمين
والرجلين بالحناء مسحب للنساء وحرام للرجال الا لمجاورة التداوى ونحوه كذا فى بدل المحذور
له قوله كان حينئذ يكرهه ربيعة قال فى المرات استدل الشافعى به على ان الحناء ليس بطيب
لامه كان يجب الطيب وفيه انه لا دلالة لاحتمال ان هذا النوع من الطيب لم يكن ملائم
طعمه الطيب كما لا يلائم الزباد مثلاً طعم البعض وكما كان يجب اللحم وامتنع عن اكل
بعض الحيوانات لما تعافى به نفسه التريفة ثم اظاهر ان كرهه مختص بالشعر فانه يقى
فيه رطوبة وحماضه ولذا عدل عن الحناء فى صفة لحيته التريفة الى الورس و
الزعفران واما فى يد امهات المؤمنين فلا شك انه لم يكن يكرهه لعمامته من الاكابر
على المرأة الى لم تكن محمودة ١٢

له قوله اتى رسول الله صلى الله عليه وسلم بمحت قد حصب يديه وراحله بالحجارة لم ذلك
قال فى راد المختار ان حصاب يدي الرجل وراحليه مكروه للتشبه بالنساء وقال فيه فى
موضع آخر وفى المحرر الاخر ويكره للانسان ان يحصب يديه وراحليه وكذا الصبي الا
لمجاورة ثأبه ولا بأس به للنساء اهر مريد انهم طاقول طاهره انه كما يكره للرجل فعل ذلك
بالصبي يكره للمرأة ايضا وان حل لها فعله لنفسها انتهى وقال فى العالم الكبيرة ولا تنسى ان

صلى الله عليه وسلم محبت قد حصت بديته ورجله بالخنا فقل رسول الله صلى الله عليه وسلم ما بال هذا قالوا بتشبهه بالنساء فامر به فنفى الى البقيع فقبل بارسول الله الانقله فقال اني نهيت عن قتل المصلين رواه ابو داود وعن ابن عباس قال لعن النبي صلى الله عليه وسلم المتشبهين من الرجال والمترجلات من النساء وقال اخرجوهم من بيوتكم رواه البخاري وعنده قال النبي صلى الله عليه وسلم لعن الله المتشبهين من الرجال بالنساء والمتشبهات من النساء بالرجال رواه البخاري وعن ابي هريرة قال لعن رسول الله صلى الله عليه وسلم

من يخص يدى الصبي المذكور ورجله الا بعد الحاجة ويحور ذلك النساء كذا في البيهقي ١٢ له قوله اني نهيت عن قتل المصلين قال في المرقاة لادلالة للحدوث على ان من ترك الصلاة منع من القتل على ما عليه اصحاب الشافعي فان وصف المصلي يكون لمن يترك عليه فعل الصلاة ولا يخرج عن هذا الوصف تركها مرة او مرتين ولا يقال المصلي في الحرف لمن صلى مرة او اريد ولعن من يخط عليه فعل الصلاة ولدا قال بعض الثقات من قال لسلطان ما ساء له عادلي فهو كاد مع انه قد يعمل نعم يدل بالمعهوم عدم من اعتده ان تارك الصلاة يقتل لانهم تركوا اكثر شعائر الاسلام لكن قتلهم بطريق المقالة ولدا قال بعض علماء ما ترك اهل بلدة اداء الصلاة لقائلتهم ١٣ له قوله لعن رسول الله صلى الله عليه وسلم الرجل يلبس لبسة المرأة الخ فلا بأس بلبس الصبي اللؤلؤ وكذا الدال كذا في شرح الوهابية معربا للمصنف لان قوله تعالى وتسترحون منه حلية تلبسونها اي اللؤلؤ والمرجان يفيد الحوار وكذا قوله تعالى خلق لكم ما في الارض جميعا وجزءه في الحوشة محرمة اللؤلؤ وكذا في المسراح لان فيه تشبها بالنساء فانه من حليهن وقد اخرج ابو داود والسنائي وابن ماجه والحاكم وقال صحيحهم على

الرجل يلبس لبسه المرأة والمرأة تلبس لبسة الرجل رواه ابو داود وعن ابن
ابي مليكة قال قل لها شئ ان امرأة تلبس البعل قالت لعن رسول الله
صلى الله عليه وسلم الرجل من النساء رواه ابو داود وعن يعلى بن مرة ان النبي
صلى الله عليه وسلم رأى عليه خلوفا فقال لك امرأة قال لا قال فاعسله ثم اغسله
ثم اغسله ثم لا تعد رواه الترمذي والنسائي وعن عمار بن ياسر قال قدمت
على اهل من سفر وقد تسققت بداي فخلعوني برعمران فعدوت على النبي
صلى الله عليه وسلم فسلمت عليا فلم يرد علي وقال اذهب فاعسل هذا عندك
رواه ابو داود وعن الوليد بن عقه قال لما فتح رسول الله صلى الله عليه وسلم
مكة جعل اهل مكة يأبونه يصيبوا بهم فيدعولهم بالبركة ويمسح برؤوسهم فحيي
في اليه وانا محلق فلم يمسي من اهل الخلق رواه ابو داود وعن ابي موسى

شرط مسلم لعن رسول الله صلى الله عليه وسلم الرجل يلبس لبسة المرأة والمرأة تلبس لبسة
الرجل فيدخل في هذا اللؤلؤ ايضا بالاولى لان تحليلهن به اكثر قال صاحب الدر المختار و
حمل المصنف ما في المية على قوله وما في الحرة على قولهما اي من ان لبس عقد
اللؤلؤ لبس حلي وهو ما امتنع عليه اصحاب المتون في كتاب الايمان فلو حلف لا يلبس حليا
وليس ذلك يحنت للعرف قال وقد راجعوا قولهما في الكافي قولهما اقرب الى عرف ديارنا
فيفتي به ثم قال المصنف وعلى كون المرحم قولهما والمعتد في المذهب حرمة لبس اللؤلؤ
ونحوه على الرجال لانه من حلي النساء التمهيطه من الدر المختار ورواد المختار ١٢
له قوله لا تعد فانه لا يليق بالرجال فانه في المرات ١٢

له قوله وانا محلق فلم يمسي من اهل الخلق هذا يدل على ان ما يحرم على الرجال محرم
عليهم ان يستعملوه في الصبيان من اللباس وغيره لا كما قال الشافعي رحمه الله تعالى

قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا يقبل الله صلوه من رجل في حسد
شيء من خلوفه رواه ابوداود وعن ابى هريرة قال قال رسول الله صلى الله
عليه وسلم طيب الرجال ما ظهر ريحه وحتى لو نه وطيب النساء ما ظهر لونه
وحتى ريحه رواه الترمذي واليسائي وعن انس قال كانت لرسول الله صلى الله
عليه وسلم سكة بتطيب منها رواه ابوداود وعن ثوبان قال كان رسول الله
صلى الله عليه وسلم اذا سافر كان آخر عهده باسا من اهل بيته فاطمة واول من
يدخل عليها فاطمة فقدم من غرارة وقد علق مسحاً واسترا على ما بها

من ان الكارعة مكلفين في حق الناس الصغار كذا في بدل المجهود ١٢

قوله لا يقبل الله الح المراد بهى ثواب الصلوة الكاملة للتشبه بالساعة كذا في المرقاة ١٢

قوله طيب النساء الح في شرح السنة قال سعد اراهم حملوا قوله وطيب النساء على ما اذا ارادت
ان تخرج فاما اذا كانت عند زوجها فلتتطيب بماء شئت كذا في المرقاة ١٢

قوله كانت لرسول الله صلى الله عليه وسلم سكة الح بضم السين المهملة وتشديد الكاف نوع
من الطيب عذير قليل يتخذ من المسك وفي القاموس السكة طيب يتخذ من الراك اه الطاهر
ان المراد بها طرف فيها طيب ويتعبد قوله يتطيب منها لانه لو اراد بها نفس الطيب لقال
يتطيب بها قال الحزري في صحيح المصالح المسك بضم السين المهملة وتشديد الكاف
طيب مجموع من احلاط والسكة قطعة منه ويحمل ان يكون وعاء قال ميرك ان كان
المراد بها نفس الطيب والطاهر ان يقال كلمه من للتبعيض ليتعبد به كان يستعمل فيها دفعا
مخلاف ما لو قاله بها فانه يؤهم انه يستعملها بدفعه واحدة وان كان المراد بها الوعاء فمن
للاستدراك كذا في المرقاة ١٢

تعالى

قوله قد علق مسحاً واسترا على ما بها الح قال في العالمكية ذكر الحقيقة الوحيدة رحمه الله

وحلت الحسن والحسين قلبين من قصة فقد لم يدخل فطبت ان ما
منعه ان يدخل ما رأى فهكت السنز وفكت القلبين عن الصبيين وقطعته
منهما فاطمناً الى رسول الله صلى الله عليه وسلم يكره ان يأخذ منهما فقال
يا تويمان اذهب بهذا الى آل فلان ان هؤلاء اهل اكره ان ياكلوا طعامهم في
حياتهم الدنيا يا تويمان اشترى فاطمة قلادة من عصب وسوارين من عاج رواه
احمد وابوداود وعن ابن عباس ان النبي صلى الله عليه وسلم قال اكتملوا بالانتم
فانه يجلو البصر ويمت السحر ورواه عن النبي صلى الله عليه وسلم كانت له مكحلة

في شرح السير الكبير لا بأس بان يستريح طال البيوت باللبود المقتضية اذا كان قصد فاعله
دفع البود وان كان قصد فاعله الرسة وهو مكروه وذكر خمس الانتم السرخسي في شرح السير ايضا
لا بأس بان يستريح طال البيت باللبود اذا كان قصد فاعله دفع البود ورواه عليها فقال او
بالخمس اذا كان قصد فاعله دفع الحر وانما يكره من ذلك ما يكون على قصد الزينة كذا
في الدصرة وارجاء السر على الباب مكروه من عليه محمد رحمه الله تعالى في السير الكبير لانه
زينة وتكره الحاصل ان على ما كان على وجه التكرير وان فعل الحاجة وصورة
لا هو المختار كذا في العيانية ١٢

له قوله وحلت الحسن والحسين قلبين من القصة المكره النبي صلى الله عليه وسلم ذلك لانه لا
يحلى الرجل بذهب وفضة مطلقاً الا بحاتم ومطقة وحليقة سيف من العضة اذا لم يدره الترس
وما حرم لبس الرجل وشربه حرم الناس الصبي واشراية النقطة من الدر المختار وقال
في العالم كبرى ويكره الخيال والسوار للصبي الذكر كذا في السراج ١٢

له قوله يا تويمان اشترى فاطمة قلادة من عصب وسوارين من عاج قال في العالم كبرى ولا بأس
بنساء متعاقبات الحر في شعورهن من صغر ونحاش او مشاة او حديد ونحوها للزينة والسوار منها ١٢
له قوله اكتملوا بالانتم الح قال في العالم كبرى لا بأس بالانتم بدو حال باتفاق المتأخرين ويكره

يُحْتَلُّ بِهَا كُلُّ لَيْلَةٍ ثَلَاثَةً فِي هَذِهِ وَثَلَاثَةً فِي هَذِهِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَعَنْهُ قَالَ
كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحْتَلُّ قَبْلَ أَنْ يَنَامَ بِالْإِثْمَدِ ثَلَاثًا فِي كُلِّ عَيْنٍ قَالَ وَ
قَالَ إِنَّ خَيْرَ مَا تَدْرِي يَنْفَعُ مِنَ الدُّودِ وَالسَّعُوطِ وَالْحِجَامَةِ وَالْمَتْنِ وَحَيْرَ مَا أَكْثَلَنِي بِهِ
الْإِثْمَدُ فَإِنَّهُ يَجْلُو الْبَصَرَ وَيَهَيِّئُ الشَّعْرَ وَإِنْ خَبِرَ مَا تَحْتَمُونَ فِيهِ يَوْمَ تَسْمَعُونَ عَشْرَةَ
وَيَوْمَ تَسْمَعُونَ عَشْرَةَ وَيَوْمَ أَحَدِي وَعَشْرِينَ وَإِنْ رَأَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَبَّ
عَرَجَ بِهِ هَامِزًا عَلَى مَلَأَمِنَ الْمَلَائِكَةِ الْآفَالُوا عَلَيْكَ بِالْحِجَامَةِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ
وَقَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ وَعَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى
الرِّجَالَ وَالنِّسَاءَ عَنْ دُخُولِ الْحَمَامَاتِ تَمْرَحُصَ لِلرِّجَالِ إِنْ دَخَلُوا
بِالْمِيَارِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبُو دَاوُدَ وَقَالَ فِي التَّوَكُّبِ الدَّرِيُّ قَوْلُهُ تَمْرَحُصَ
لِلرِّجَالِ فِي الْمِيَارِ رِيسِيهِ عَلَى عِلَّةِ الْمَنْعِ أَنَّهُ كَتَفَ الْعَوْرَةَ فَحَسَتْ لَا كَتَفَ لَا نَهَى وَ
بِذَلِكَ يَعْلَمُ أَنَّ الْحَمَامَاتِ الَّتِي كَانَتْ مَخْتَصَّةً بِالنِّسَاءِ وَلَا بَأْتِيهَا الرِّجَالُ وَجَمَلَةٌ عَمَلَتَهَا
وَحَدَامُهَا إِنَّمَا هُنَّ النِّسَاءُ لَا غَيْرَ حَازَانَ يَدْخُلُهَا النِّسَاءُ وَلَا يَكْتَشِفْنَ فَيُشَاهِدْنَ

الْكُحْلُ الْأَسْوَدُ بِالِاتِّفَاقِ إِذَا قَصِدَ بِهِ الرِّيَّةُ وَاخْتَلَفُوا فِي مَا إِذَا قَصِدَ بِهِ الزَّيْنَةُ عَامَّتُهُمْ
عَلَى أَنَّهُ لَا يَكْرَهُ كَذَا فِي حَوَاهِ الْأَحْلَاطِ ١٢

قَوْلُهُ وَالْحِجَامَةُ قَالَ فِي الْعَالِمِ الْكَبِيرِ وَتُسَمَّى الْحِجَامَةُ لِكُلِّ وَاحِدٍ كَذَا فِي الطَّهْرَةِ وَالْحِجَامَةُ نَعْدُ نَصَفَ
السَّهْرِ يَوْمَ السَّبْتِ حَسَنٌ مَا فَعَّ حَدَّثَ أَيْ كَرِهَ قَبْلَ نَصَفِ الشَّهْرِ كَذَا فِي الْقَوَارِي الْعَنَابِيَّةِ ١٢
قَوْلُهُ حَازَانَ يَدْخُلُهَا النِّسَاءُ الْحَمْدُ لَدَلَّكَ قَالَ فِي الْعَالِمِ الْكَبِيرِ وَلَا بُدَّ أَنْ يَدْخُلَ النِّسَاءُ
الْحَمَامَاتِ إِنْ كَانَتْ لِلنِّسَاءِ حَاضَةً لَعَيُّومِ الْمَلُوكِ وَيَدْخُلْنَ بِمُتَرَاكِدٍ إِنْ خَدَّاهُ الْمُفَتِّينَ وَيَدْخُلْنَ الْمُتَرَاكِدُ
حَدَّ كَذَا فِي السَّرَاحِيَّةِ ١٢ وَأَمَّا مِنَ النُّصُوصِ الَّتِي مَعَ كَوْنِ الدُّخُولِ حَاضَةً لَهَا هَذِهِ الشُّرُوطُ
مَعْنَى أَنَّ ذَلِكَ قَسْدُ الْمَلِكِ لَا يَنْهَى فِي الْعَالِ لَا يَسْمَحُ لِعَصَمَةٍ مِنْ نَحْوِهَا وَيَكْتَشِفْنَ ١٢

وعن ابي المليح قال قدم على عائشة نسوة من اهل حمص فقالت من اين انتم
 قلن من الشام قالت فلعلكن من الكوفة التي ندخل نساءها الحمامات قلن
 بلى قالت فاني سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول لا تحلع امرأة ثيابها
 في عرييت راحها الا هتكت الستريدها وبين ربتها وفي رواية في عرييتها
 الا هتكت سترها مما بينتها وبين الله عز وجل رواه الترمذي وابوداود وعنه
 عبد الله بن عمر وان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ستتم لكم ارض العجم
 وسجنون فيها سيوتا يقال لهما الحمامات فلا يدخلنها الرجال الا بالانصر
 وامنعوها النساء الا مريضة او مفساة رواه ابوداود وعنه حابران النبي صلى الله
 عليه وسلم قال من كان يؤمن بالله واليوم الآخر فلا يدخل الحمام بعير
 اراد ومن كان يؤمن بالله واليوم الآخر فلا يدخل طيلته الحمام ومن
 كان يؤمن بالله واليوم الآخر فلا يجلس على مائدة تدار عليها الخمر رواه
 الترمذي والساقي.

باب التصاوير

عن ابن عباس عن ميمونة ان رسول الله صلى الله عليه وسلم اصبح يوما

ويظهر بعضهن الى بعض حتى في الاحاب فصلا عن المرائث واما ابنت معا لامر
 او مع الحامية وامتالها فلا تكاد توحد ان تستتر في البيت فصلا عن الحمل وهو متاهد
 في كثير من الحمامات للنساء خصوصا في بلاد العجم وانه لا تنور منها الا نادرة العصر
 من السوان كانه صلى الله عليه وسلم رأى في سورة النور ما حرى فسد عنهن هذا الباب
 بحيث لا كشف لانه للنساء الصا احدثه من المرات ١٢

واجما وقال ان حيريل كان وعدني ان يلتقي في الليلة فلم يلقيني امر والله ما اخلص
 ثم رفع في نفسه جرو و كلب تحت قسطاط له فامر به فاخرج ثم احدث به ماء
 فوضه مكانه فلما امسى لقبه حيريل فقال لقد كنت وعدتني ان تلتقي في
 البامرحة قال اجل ولكن لا تدخل بيتا فيه كلب ولا صورة فاصبح رسول الله
 صلى الله عليه وسلم يومئذ فامر بقتل الكلاب حتى اسد يا مرن يقتل كلب الحائط
 الصغير ويترك كلب الحائط الكبير واه مسلم وقال في المستوى كان قتل الكلاب
 في صدر الاسلام لعموم البلى ما قتلها فكانوا لا يتركوا اقتناءها الا بالقتل
 وقيل حصص المدينة تقتل ما فيها من الكلاب من حيث ان المدينة كانت محط
 الملائكة بالوحى وهم لا يدخلون بيتا فيه كلب ثم سمى وفي رواية لهما عن ابي
 طلحة قال قال النبي صلى الله عليه وسلم لا تدخل الملائكة بيتا فيه كلب ولا نساء وبها

له بول فامر بقتل الكلاب ثم قال في بدل اليهود والامر بقتل الكلاب ميسوح تحدث عارف
 مسلم وعنه امر يا رسول الله صلى الله عليه وسلم بقتل الكلاب حتى ان المرأة لتفقه من النادية كلها
 فقتله ثم هي رسول الله صلى الله عليه وسلم عن قتلها ١٢

له قوله لا يدخل الملائكة بيتا لم اختلف الحديث في امتناع ملائكة الرحمة بما على المسلمين
 فاشتبه النووي ونفاه عاصم اى وقال ان الاحاديث مخصصة بحديث وهو ظاهر كلام علماءنا
 فان طاهره ان ما لا يؤثر كراهة في الصلوة لا يكره انقاره وقد صرح في العنق وغيره بان الصورة الصغيرة
 لا تكره في الميت قال ونقل انه كان على حاتم ابي هريرة دانتا اهل ولو كانت تمتنع ودخل الملائكة
 كره انقارها في السبب لانه يكون شر القناع وكذا المحاسة وهو صريح قوله في الحديث اوافطعها
 وسأند او جعلها بسما أحدته من الدار المختار و١٠ المختار وقال في العالم كبرى احتلب
 المشايخ رحمهم الله تعالى في رأس الصورة بلا حنة هل يكره التحادة والصلوة عنده ١٢

ومروى البخاري عن عائشة ان النبي صلى الله عليه وسلم لم يكن يترك في بيته
شيئا فيه تصاوير الا تقضه قلنا خبر حبريل ومثله

له قوله قلنا الم احدته من الداء المختار ١٢٤

ثم قوله خبر حبريل الم هو قوله للنبي صلى الله عليه وسلم اما لا تدخل بيتا فيه كلب ولا صورة ثم والله
وهذا الشارح الى الجواب عما يقال ان كانت عليه الكراهة فيما مذكور الم الم الذي تقع منه الصورة
لا بد حله الملائكة لان شر القاع بقعة لا تدخلها الملائكة يسعى ان تكره ولو كانت الصورة
مهاية لان قوله ولا صورة مكره في سياق المني فتعم وان كانت العلة التشبه بعادتها فلا
تكره الا اذا كانت امامه او فوق رأسه والجواب ان المعلقة هي الامر الاول واما الثاني فيفيد
استدنية الكراهة غير ان عموم المص المذکور مخصوص بعد المهاية لما مروى ان حان والسائ
استأذن حبريل عليه السلام على النبي صلى الله عليه وسلم فقال ادخل فقال كيف ادخل وفي بيتك
سرويه تصاوير فان كنت لا بد فاعلا فاطعم رؤسها وادفعها وسائدا وادفعها سطا فاعلم
يرد على هذا ما اذا كانت على ساط في موضع السجود فقد مر انه يكره مع انها لا تصنع دخول الملائكة
ولس فيها تشبه لان عدة الاصنام لا يسجدون عليها بل ينصونها ويتوجهون اليها الا
ان يقال فيها صورة التشبه بعادتها حال القيام والركوع وتعظيم لها ان يسجد عليها ملخصا
المخيل والحرأ قول الذي يظهر من كلامهم ان العلة اما التعظيم او التشبه كما قدمنا والتعظيم
اعم كمالوكا عن يمينه او يساره ر موضع سجوده فانه لا تشبه فيها بل فيها تعظيم وما كان
فيه تعظيم وتشبه فهو أشد كراهة ولهذا تفاوتت رتبها كما مر وخبر حبريل عليه السلام
معلول بالتعظيم بل الحديث لا يروى غيره بعد رد حول الملائكة انما هو حيث كانت الصورة
معظمه وتعليل كراهة الاصنود بتعظيم اولي من التعليل بعد رد حول لان التعظيم قد يكون
عاصرا لان الصورة اذا كانت على ساط مفرقت تكون مهاية لا تصنع من الدحول ومع هذا

مخصوص غير المهيأة كما بسطه ابن الكمال وعن أبي هريرة قال قال رسول الله
صلى الله عليه وسلم أتاني جبريل عليه السلام قال أتيتك البارحة فلم يمعني
أن أكون دخلت إلا أنه كان على الباب نمتيل وكان في البيت قرامستره تمشل

لو صلى على ذلك البساط وسجد عليها تركه لأن فعله ذلك تعظيم لها والظاهر أن الملائكة
لا تصنع من الدخول بذلك الفعل العارض وأما ما في الفهم عن شرح عتاب من أنها لو كانت
حلقه أو تحت رجليه لا تركه الصلوة ولكن تركه كراهة جعل الصورة في السب الحديث فظاهر
الامتناع من الدخول ولزمها كراهة جعلها في بساط معروف وهو خلاف الحديث
المخصص كما مر ذكره في رد المختار ١٢

له قوله مخصوص غير المهيأة أعلم أن بعض الشافعية وعبرهم ذهبوا إلى كراهة
اتحاد ما بين الصور من الثياب وما كان يوطأ من ذلك ويمتنعون أولاً وكرهوا كونه في البيوت
وقال أبو حنيفة ومالك والشافعية ما كان من ذلك يوطأ ويمتنعون فلا بأس به
وكرهوا ما سوى ذلك التقطه من عمدة القاري وشرح معاني الآثار فلذلك قال في
العالم الكبير اتحاد الصور في البيوت والقياب في عدا حالة الصلوة على نوعين نوع يرجع إلى
تعظيمها فيكره ونوع يرجع إلى تحقيرها ولا يكره وعن هذا قلنا إذا كانت الصورة على
البساط مفروشا لا يكره وإذا كان البساط منصوباً يكره كذا في المحيط ١٢

له قوله كان على الباب نمتيل الخ قال في الدر المختار ورد المختار وكره كراهة محرمية ليس
ترب منه تماثيل دى روح وإن يكون فوق رأسه أو بين يديه أو تحت قدميه أو لونه أو
محل سجوده تماثيل ولونى وساده مصونة لا مفروشة وأختلف فيما إذا كانت التماثيل حلقه والأظفر
الحكاهة ولا يكره لو كانت تحت قدميه أو محل جلوسه لأنها مهيأة أو في يده عماراة
الشمى بدنه لأنها مستورة بثيابه أو على حاتمته سقش غير مستبين قال في البحر ومفاده

وكان في البيت كلب فمُرَّ برأس التمثال الذي على باب البيت فيقطع فيصير
كهبة الشجرة ومربا لستر فيقطع فليجعل وساديين منوذتين توطآن
ومربا للكلب فيخرج ففعل رسول الله صلى الله عليه وسلم رواه الترمذي و
ابوداود وعن عائشة أنها كانت قد اتخذت على سهوة لها سترافيه
نماثل فتهتكه النبي صلى الله عليه وسلم فاتخذت منه نمرقين فكانتا في البيت
يحلس عليهما متفق عليه وعنهما أنها استترت نمرقة فيها تصاوير فلما
رآها رسول الله صلى الله عليه وسلم قام على الباب فلم يدخل فعرفت في وجهه
الكراهية قالت فقلت يا رسول الله اتوب الى الله والى رسوله ماذا اذنت
فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما بال هذه النمرقة قالت استنيتها لك
لتقعد عليها وتوسدها فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان اصحاب هذه
الصور بعد نون يوم القيامة ويقال لهم احيوا ما خلقتم وقال ان البيت
الذي فيه الصورة لا تدخله الملائكة متفق عليه قال العلامة العسّي

كراهة المستين الالمستر بكيس او صرة او توب آخروا حره المصف او كانت صغيرة لا
تتبين تفاصيلها للباطن ما وهي على الارض ذكره الحلبي او مقطوعة الرأس
او الوحة او محوّة عسولا تعيش بدونه او لعردى راح لا يكره لانها لا تعد ١٢
له قوله فاتخذت منه نمرقين فتاوى قاصيخان يكره ان يصلى وبين يديه
او فوقه او على يمينه او يساره او توبه تصاوير وفي الساط رواتان والصحيح
انه لا يكره على الساط اذ العريسي على التصاوير قال وهذا اذا كانت الصورة تدور
للباطن من غير تكلف وان كانت صغيرة او محوّة الرأس لا بأس به هذا

فيه انه صلى الله عليه وسلم انكر على عائشة حس قالت لتقعد عليها ونوسدها
فدل ذلك على كراهة استعمال الستر الذي فيه الصورة بعد ان قطع وعلمت
منه الوسادة ويفهم من الاحاديث الى قبله خلافه فقلت لا تعارض بينهما
اصلا لانه محي السارع اولا عن الصور كلها ثم لما تقرره بهيه عن ذلك
ايح ما يفهم لانه يؤمن على الماهل تعظم ما يفهم ويبقى الهى فما لا
يتمهم وعن سجد بن ابي الحسن قال كب عند ابن عباس ادجاءه حل
فقال يا ابن عباس انى را حل انما معيسى من صعبه يدى وانى اصعب هذه
التصاوير فقال ابن عباس لا احدثك الا ما سمعت من رسول الله صلى الله عليه وسلم
سمعتة بقول من صور صورة فان الله معذبه حتى يسم فيه الروح وليس
بناقم فيها ابدا قربا الرجل ربوة شديده واصفر وجهه فقال ويحك ان ابنت
الا ان يصع فعليك بهذه الشجرة وكل شئ ليس فيه روح رواه البخارى
وعن ابن عباس قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول كل مصور
فى النار يجعل له بكل صورة صورها نفسا فيعذبه فى جهنم قال ابن عباس
فان كنت لابد فاعلا فاصنع التجر وما لا روح فيه متفق عليه وعن عائشة
عن النبي صلى الله عليه وسلم قال اشتد الناس عذابا يوما القيامة

له قوله فاصنع التجر الخ فلهذا قال فى المرقاب ان التجر يحويه سما لا روح له فلا تحرم
صنعه ولا التكب به وهذا مذهب الجمهور الا مجاهدا فان جعل التجر
المتمة من المكروه اه وانما دليل الجمهور باق بعد هذا تحت حديث المصاير ١٢
به قوله اشتد الناس عذابا الخ قال فى ردالمحتار هذا الفرق بين المجانة وغير المجانة
فى اقتناء الصورة واما فعل التصوير فهو غير جائز مطلقا لانه مصاهاة لخلق الله تعالى ١٣

الدين يصاهون مخلوق الله متفق عليه **وعن** ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان استد الناس عدايا يوم القيامة من قتل نيا او قتله نيا او قتل احدا والديه والمصورون وعالم لم ينتفع بعلمه رواه البيهقي في شعب الايمان **وعن** عبد الله بن مسعود قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول استد الناس عدايا عبد الله المصورون متفق عليه **وعن** ابي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يخرج شقي من الناس يوم القيامة لها عيان تصران وادنان تسمعان ولسان يطق يقول اني وكلت بتلاتة بكل جبار عنيد وكل من دعا مع الله الها آخروا المصورين رواه الترمذي **وعن** ابن عباس قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول من تعلم بحلم لم يره كلف ان يعقده بين شعيرتين ولن يفعل ومن استنمع الى حديث قوم وهم له كاهنون او يهرون منه صب في اذنيه الا نك يوم القيامة ومن صور صورة عذاب وكل من ان يسميها وليس بنا فخ رواه البخاري **وعن** ابي هريرة قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول قال الله تعالى ومن اظلم ممن ذهب بخلق كخلقى فليخلقوا ديرة او ليخلقوا حدة او شعيرة متفق عليه **وعن** عائشة قالت لما تسكى النبي صلى الله عليه وسلم ذكر بعض لسانه كمسة يقال لها مارية وكانت امرسلة و

له قوله الدين يصاهون مخلوق الله يستفاد منه وجه قول الجاهل هو في تخصيص المصورين بدواب الروح لانه لا يجوز ان ينسب خلقها الى فعل المخلوق لاحقيقه ولا نجار الخلاق سائر النانات والجمادات حيث منسب فعلها الى الناس بخار او يقال است فلان هذا التكرار متلا وصح فلان هذه السعيبة متلا وما عدا من دون الله ولو كان من الجمادات كالشمس والقمر فيسبى ان يحرم تصويره كذا في المرقاة ١٢

ام حبيبة اتتا ارض الحبشة فذكرتا من حسنها وتصاوير فيها فرفع رأسه فقال
 اولئك اذا مات فيهم الرجل الصالح سوا على قبره مسجد اتم صوروا فيه
 تلك الصور اولئك شرار خلق الله متفق عليه وعن ابي هريره قال كان رسول
 الله صلى الله عليه وسلم يأتي دار قوم من الانصار ودونهم دار فشق ذلك عليهم
 فقالوا يا رسول الله تأتي دار فلان ولا تأتي دارنا قال النبي صلى الله عليه وسلم لان
 في داركم كلبا قالوا ان في دارهم ستورا فقال النبي صلى الله عليه وسلم السور سبع
 رواه الدارقطني وعنه ان رسول الله صلى الله عليه وسلم رأى رجلا يتبع حمامة
 فقال شيطان يتبع شيطانة رواه احمد وابوداود وابن ماجه والبيهقي في
 شعب الايمان وعن عائشة ان النبي صلى الله عليه وسلم خرج في عراة فاخذت
 نمطا فسترته على الباب فلما قدم مرأى البسط فحذبه حتى هنكه ثم قال

له قوله السور سبع أى السور سبع وليس لشيطان كالكلب الخمس كذا في المرقاة ١٢

له قوله شيطان سبع شيطانه لذلك قال في الدر المختار ودر المختار يكره امساك الحمامات ولو
 في برحها ان كان يصير بالناس مطرا وحب والاحتياط فيما اذا جلب حماما ولم يد رصاحها
 ان يصير قاصها قوسيتها ويذهب له محتبى فان كان يطيرها فوق السطح مطلقا على عورت

المسلمين ويكره جاجات الناس يرميه ملك الحمامات عرسا ومع اشدا المع فان لم
 يمتنع بذلك دحها أى الحمامات المحتسب وصرح في الوهابية يوجب التعزير وذب
 الحمامات ولحقه بغيره بما مر ولعله اعتمد عادتهم واما الاستئناس فمباح ١٢

له قوله فسترته على الباب الخ وكأنه كان لعنما للريه لا للحجاب فلهذا وقع العتاب
 واستدل به على انه يجمع من ستر المحيطان وهو كراهة تدريه لا تحريه قاله في المرقاة
 وقال في العالم كبرية ذكر شمس الائمة السرخسى في شرح السير لا بأس بان يستر محيطان

ان الله لم يرأمرنا ان نكسوا الحجارة والطين متفق عليه وعن بريدة ان النبي
صلی الله علیه وسلم قال من لعب بالنرد شرفكأما صنع يده في لحم خنزير و
دمه رواه مسلم وعن ابي موسى الاشعري ان رسول الله صلى الله عليه وسلم
قال من لعب بالنرد فقد عصى الله ورسوله رواه احمد وابوداود وعن
ابن عباس عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ان الله تعالى حرم الخمر و
الميسر والكوبة وقال كل مسكر حرام قيل الكوبة الطبل رواه البيهقي في
شعب اليمان وقال بعض الشراح من علماء الكوبة النرد وعن ابن عمر
ان النبي صلى الله عليه وسلم نهى عن الخمر والميسر والكوبة والعيراء والعبداء شراب
تعمله الحبشة من الذرة يقال لها السكركة رواه ابوداود وعن علي انه
كان يقول الشطرنج هو ميسر الاعاجم وعن ابن شهاب ان ابا موسى الاشعري

في البيت باللود اذا كان قصد فاعله دفع النرد ونراد عليها فقال او بالحسيت اذا كان قصد
فاعله دفع الحرد اما نكرو من ذلك ما يكون على قصد الزينة كذا في الدخيرة ١٢
له قوله فكأما صنع يده في لحم خنزير ودمه قال الروي وهذا الحديث حجة للنشافعي
والجمهور في تحريم اللعب بالنرد ام وكذا الاحاديث التي بعده وقال المذاهب
ذهب جمهور العلماء الى ان اللعب بالنرد حرام وقد فعل بعض متأخري الاجماع
على تحريمه ذكره ميرك واما الشطرنج فمذهبتنا ومذهب الجمهور ايضا على
تحريم اللعب به مطلقا وقال الشافعي يباح بشرط معتبره عنه كذا في المرقاة ١٢
له قوله الكوبة الطبل قال ميرك هي طبل اللؤلؤ لا طبل العراة والحجامة كذا في المرقاة ١٢
سنة قوله الشطرنج هو ميسر الاعاجم لهذه الاحاديث قال في الدر المختار وكرهه تحريما
اللعب بالنرد وكذا الشطرنج وايضا المتأخرون وقال في المرقاة دليل التامعي انه قد

فتال لا لعب بالسطرنج الا حاطي وعنده انه سئل عن لعب السطرنج
فقال هي من الماثل ولا يحب الله الماثل روى البهقي الاحاديث الثلاثة في
شعب الایمان -

كتاب الطب والرقى

عن انهريره قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم المعدة حوص المبدل و
العروق اليها واردة فاد اصبحت المعدة صدسرت العروق بالصحة واد ا
فسدت المعدة صدسرت العروق بالسقم رواه السهقي في شعب الانساب
وعنده قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما ابرل الله داء الا ابرل له
شفاء رواه البخاري وعن حارقال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لكل داء
دواء فاذا اصاب دواء الداء برأ ما ذكر الله رواه مسلم وعن اسامة بن شريك
قال قالوا يا رسول الله اقمند اوى قال نعم يا عماد الله ندا ووافان الله لم يصع

يتصربه في امر الحرب ومكيدة العدو قلت ما اصعب هذا التعليل وما اسيف هذا
الناويل مع المصوص الواسدة في دمه وعدم شوت فعله من اصحاب النبي صلى الله عليه وسلم
واما الشرط بالسطرنج فحرام مجمع عليه ١٢

له قوله الا ابرل له شفاء فان قلت يحس كذا كثيرا من الموصى يداود ولا يدرب
قلت انما جاء ذلك من الجمل حقيقة المداواة او تشخيص الداء لا لفقد الدواء
كما قال النووي ١٣

له قوله برأ يادن الله قال في العالم كبريه الاشتغال التداوى لا مأس به اذا اعتقد ان
التاى هو الله تعالى وانه جعل الدواء سببا اما اذا اعتقد ان التاى هو الدواء فلا كذا في السراحيه ١٤

دواء الاوضع له شفاء غير داء واحد اللهم مرواه احمد والترمذي وابوداود
وعن ابي الدرداء قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الله انزل الدواء
والدواء وحعل لكل داء دواء فتداوا ولا تداوا بما يحرام مرواه ابوداود
قال في الدر المختار اختلف في التداوي بالمحرم وظاهر المذهب المنع
كما في رضاع البحر لكن نقل المصنف تعة وهنا عن الحاوي وقيل يرحص
اذا علم فيه الشفاء ولم يعلم دواء آخر كما رخص الحبر للعطشان وعليه
الفتوى اه وحديث الباب لا يداوا وما المحرم محمول على عدم الحاجة بان
يكون هناك دواء غيره نعي عنه ويقوم مقامه من الطاهر اب وعن
ابن هريرة قال نهي رسول الله صلى الله عليه وسلم عن الدواء الحبيب مرواه احمد
وابوداود والترمذي وابن ماجة وقد جاء تفسيره في رواه الترمذي
بالسم وعن عبد الرحمن بن عثمان ان طيبا سأل النبي صلى الله عليه وسلم
عن صعدع يجعلها في دواء فنهاه النبي صلى الله عليه وسلم عن قتلها مرواه
ابوداود وعن ابي هريرة انه سمع رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول في
الحبة السوداء شفاء من كل داء الا السام قال ابن شهاب السام الموت و
الحبة السوداء التوبير متفق عليه وعن اسماء بنت حميس ان النبي
صلى الله عليه وسلم سألها بما تستمتش قال يا نبي الله قال حارها قالت ثم
اسميت السام فقال النبي صلى الله عليه وسلم لو ان سئسا كان فيه الشفاء من
الموت لكان في السام مرواه الترمذي وابن ماجة وعن ابي هريرة ان ناسا

له قوله فيها النبي صلى الله عليه وسلم عن قتلها لانها ليس بمؤد ولا مأكول ولا يتوقف

الدواء عليه بان لا يكون له مد لا كذا في مدال المجهود ١٢

من اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم قالوا لرسول الله صلى الله عليه وسلم
الكفاءة جد رى الارض فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم الكفاءة من المن و
ماءها شفاء للعدس والعجوة من الجنة وهي شفاء من السم قال ابو هريرة
فاحدث ثلاثة اكموا وخمسا او سبعا فعصرنهن وحملت ماءهن في
فارورة وكملت به جارية لي عمتاء فبرأت رواه الترمذي وقال هذا
حديث حسن امراد الحديث بكماله والأخيلة الكفاءة من المن وماءها شفاء
للعين صحيح رواه احمد والشيخان والترمذي عن سعد بن نمره وكذا احمد
النسائي وابن ماجه عن ابى سعيد وجابر وابو يعيم في الطب عن ابن عباس
وعن عائشة وعن ابى سعيد الخدري قال جاء رجل الى النبي صلى الله عليه وسلم
فقال ان احى اسطلى بطنه فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم اسقه عسلا
فسقاه تمر حاء فقال سقيته فلم يرد الا اسنطلا فقال له تلاب مرأت تم حاء
الرابعة فقال اسقه عسلا فقال لقد سقيته فلم يرد الا اسنطلا قال
رسول الله صلى الله عليه وسلم صدق الله وكذب بطن احبك فسقاه فبرأ متفق عليه

له قوله فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم اسقه عسلا الخ قال النووي اعترض بعض الملاحدة
فقال العسل مسهل فكيف يستقى لصاحب الاسهال وهذا حمل من المعترض وهو
كما قال (ل كدوا بما لم يحيطوا بعلمه) فان الاسهال يحصل من انواع كثيرة ومنها
الاسهال الحادث من الهيمية وقد اجمع الاطباء على ان علاجه ما تترك الطبيعة و
فعلها وان احتاجت الى معين على الاسهال اعينت فيحمل ان يكون اسهاله من الهيمية و
امره لشراب العسل معاونة الى ان احست المادة فوقف الاسهال وقد يكون ذلك من
باب التحريك ومن دعائه وحسن اثره ولا يكون ذلك حكما عاما لكل الناس وقد يكون

وعن ابى هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من لعق العسل ثلاث
غداوات فى كل شهر لم يصبه عظيم من البلاء وعن عبد الله بن مسعود قال
قال رسول الله صلى الله عليه وسلم عليكم بالسعائين العسل والقرآن رواهما
ابن ماجة والبيهقى فى شعب الايمان وقال والصحيح ان الاحبر موقوف
على ابن مسعود ولعل البيهقى له اسنادان والصحيح اسناد الموقوف وعن
زيد بن ارقم قال كان النبى صلى الله عليه وسلم يبعث الريت والورس من دات الحب
رواه الترمذى وعنه قال امرنا رسول الله صلى الله عليه وسلم ان نتداوى من
دات الحب بالقسط البحرى والزيب رواه الترمذى وعن ارقم قال
قال رسول الله صلى الله عليه وسلم على ما يد غرس اولادكن بهذا العلاق عليكم
بهذا العود الهذى فان فيه سبعة اشقة منها دات الحب يسقط من العذرة
ويولد من دات الحب متفق عليه وعن اس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم
لا تعدوا صياكم بالعهر من العذرة وعليكم بالقسط متفق عليه وعنه قال
قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان اتمل ما تد او يتم به الحمامة والقسط البحرى
متفق عليه وعن ابن مسعود قال حدث رسول الله صلى الله عليه وسلم عن ليلة
اسرى به انه لم يمر على ملا من الملائكة الا امروه مراهمك بالحمامة رواه
الترمذى وابن ماجة وعن سلمى حادمة النبى صلى الله عليه وسلم قالت ما كان
يشكى الى رسول الله صلى الله عليه وسلم وجعا فى رأسه الا قال اختم ولا وجعا فى رجليه

= دات حارة قاتلها ومن حمله لمجمرات كذا فى عمدة الفارى ١٢

= قوله ان اتمل ما تد او يتم به الحمامة قال فى العالم كبرية ونسحب الحمامة لكل

١٠ احدثها فى الرطبيرة ١٢

الآ قال اختص بهما رواه ابوداود وفي رواية للترمذي عنها قالت ما كان
 يكون رسول الله صلى الله عليه وسلم قرحة ولا كحة الا امرني ان اضع عليها
 الحناء وعن ابى كسرة الامامى ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يحتجم
 على هامته وبين كتفيه وهو يقول من اهراق من هذه الدماء فلا يضره
 ان لا يتداوى لشيئ لشيئ رواه ابوداود وابن ماجه ومروى رزين عنه
 ان رسول الله صلى الله عليه وسلم احتجم على هامته من الشاة المسمومة قال
 معبر واختمت اما من عبر سم كذا في باقوى فذهب حس الحفظ عنى
 حتى كبت الف فائمة الكتاب فى الصلوة وعن جابر ان النبى صلى الله عليه وسلم
 احتجم على وركه من وشاء كان به رواه ابوداود وعن انس قال كان رسول الله
 صلى الله عليه وسلم يحتجم فى الاخدعين والكاهل رواه ابوداود والترمذى وابن
 ماجه وكان يحتجم لسمع عشرة ولسع عشرة واحدى وعشرين وعن ابن
 عباس ان النبى صلى الله عليه وسلم كان يستحب الحمامة لسمع عشرة ولسع عشرة
 واحدى وعشرين رواه فى شرح السبعة وعن ابي هريرة عن رسول الله صلى الله عليه وسلم

له قوله اختص بهما احما الحناء والحديث باطلاقة لتشمل الرجال والنساء لكن ينبغي للرجل
 ان يكتفى باحتصاب كفوف الرجل ويحتب صم الاطعام احذر ان التشبه بالنساء
 ما امكن كذا فى المرقاة ١٢

له قوله مذهب حس الحفظ الم ولعل السب كثره احد الدم واحتجامة فى غير محله او
 زمانه او اوانه والله اعلم والافقد حار فى حديث ابن عباس رضى الله عنهما على ما رواه
 الطبرانى والولع مرفوعا الحمامة فى الرأس شفاء من سبع اداوى صاحبها من الخن
 والصداع والجدام والبرص والنعاس ووجع الضرس وظلمة يعبد ما فى عينيه اه كذا فى المرقاة ١٢

قال من احجم لسبع عشرة وتسع عشرة واحدى وعشرين كان شفاء من كل داء رواه ابوداود وعن كبشه بن ابى بكرة ان اباها كان ينهى اهله عن الحجامة يوم الثلاثاء ويرغم عن رسول الله صلى الله عليه وسلم ان يوم الثلاثاء يوم الدم وفيه ساعة لا يبرأ رواه ابوداود وعن نافع قال قال ابن عمر بانافع سعى في الدم فأتى بحجام واحمله شاماً ولا تحمله سبخاً ولا صياً قال وقال ابن عمر سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول الحجامة على الريق امتل وهي تزيد في العقل وتزيد في الحفظ وتزيد الحافظ حفظاً فمن كان محتجماً فبوم الحجب على اسم الله تعالى واحتنبوا الحجامة يوم الجمعة ويوم السبت ولوم الاحد فاحتنموا يوم الاثنين ويوم الثلاثاء واجتنبوا الحجامة يوم الاربعاء فانه اليوم الذي اصاب به ابوب في الملاء وما يد وحذا امر ولا يرض الا في يوم الاربعاء اوليلة الاربعاء رواه ابن ماجة وعن معقل بن يسار قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم الحجامة يوم الثلاثاء لسبع عشرة من الشهر دواء لداء السنة رواه حديث من اسمعيل الكرمانى صاحب احمد وليس اساده بذلك هكذا فى المنتهى وروى رزى نحوه عن ابى هريرة وعن الزهري مرسل عن النسي صلى الله عليه وسلم من احجم يوم الاربعاء او يوم السبت فاصابه وضمه ولا

فيه دواء كان ينهى اهله عن الحجامة يوم الثلاثاء ولعله محصور من بعد السابعة عشر من الشهر لما رواه الطبرانى والبيهقى عن معقل بن يسار مرفوعاً من احجم يوم الثلاثاء لسبع عشرة من الشهر كان دواء لداء سنة كذا فى المرقاة وقال فيه موضع آخر وحاصل الكلام ان يوم الثلاثاء اختلف الرواية فيه فيسعى ان يتوفى ما له من فيه اليها صوره ١٢

له قوله من احجم يوم الاربعاء او يوم السبت الخ قال فى العالم كبرى الحجامة بعد نصف

يلوم من الأنف من رواه احمد وابوداود وحال وقد اسند ولا يصح وقال علي
القاري رحمه الله المارى لكن حصل به الاعتضاد على ان المرسل جنة عبدنا
وعنده جمهور النقاد وعنده مرسل قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من
احتجهم او اطلق يوم السبت او الاربعاء فلا يلوم من الأنف من رواه
في شرح السنة وعن ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم
الشفاء في ثلاث في شرطه فحجهم او شربة عسل او كية بنا رواه الهى امتى
عن النكي رواه البخاري وقال علي القاري رحمه الله المارى والتهى من

= الشهر يوم السبت حتى نافع جدا ويكره قل نصف الشهر كذا في القواوى العمامة انتهى
قلت لعل السبت الذى وقع في العالم كبرية مخصوص بالسابع عشرة والسبع عشرة
والاحدى عشرين لئلا يخالف احاديث الهى فيها اختاب بحامه السبت هذا ما ظهر في الآن
لعل الله يحدث بعد ذلك امرا

له قوله والهى من غير ضرورة داعية اليه الحروب البخاري في صحيحه باب من اكثوى او كوى
غيره وعمل من لم يكره قال الحافظ كانت اذا دان النكى حائر للحاجة وان الاولى بركة اذا لم تعين
وامه اذا خاز كان اعم من ان ياتر الشخص ذلك بنفسه او بغيره لنفسه او لغيره وذكر البخاري
فيه حديث حارمرور عا ان كان في شئ من ادوتكم شفاء ففى شرطه فحجهم اولدعة بها رواه
احب اب اكثوى ونسط الحافظ في روايات الباب اما حه وسهيا تم قال والهى محمول على الكراهة
او على خلاف الاولى لما يقتضيه مجموع الجاديت ومن ان له خاص بغير ان لانه كان به الماسوم
وكان موضع خطرافها عن كيه فلما اشتد عليه كواه فلم يحجر وقال اس عتيمة النكى نوعا
كى الصبح لئلا يغفل هذا الذى قيل فيه لم يוכל من اكثوى لانه يريد ان يدفع القدر والقدر
لاندفع والتانى كى الحراج اذا اعل اى فسد والعصراد قطع فهو الذى تسرع التداوى به

غير ضرورة داعية اليه وبذلك تجمع الروايات ويصح اكتواء الاصحاب رضي الله
عنه والافكف يتصور عنهم مخالفة امره عليه السلام وعن المغيرة بن
شعبة قال قال النبي صلى الله عليه وسلم من اكثوى او استرقى فقد برئ من
التوكل رواه احمد والترمذي وابن ماجه وعن حابر قال سمى ابي يوم الاحزاب
على الكحل فكواه رسول الله صلى الله عليه وسلم رواه مسلم وعنه قال محمد بن سعد بن

عمران كان الكول امر محتمل فهو خلاف الاولى لما فيه من تحمل التعذيب بالنار لامر غير محقق
وحاصل الجمع ان الفعل يدل على الخوار وعدم الفعل لا يدل على المعنى بل يدل على ان
تركه امر حم من فعله واما الهى عنه فامر على سبيل الاحتياط والتدبير وإما عما لا يتعين طريقا
الى الشفاء كدافى هامة الكوكب الدرى ١٢

له قوله من اكثوى اى بالعز في اسباب الصحة الى ان اكثوى من غير ضرورة ملحجة كدافى
في المرات ١٢

له قوله فقد برئ من التوكل اعلم بان الاسباب المراد بالضرورة تنقسم الى مقطوع به كالماء
المريلى لضرر العطش والحذر المزيل لضرر الجوع والى مطعون كالقصد والحجامة وشرب السهل
وسائر ابواب الطب اعنى معالجة العرودة بالحرارة ومعالجة الحرارة بالبرودة وهى الاسباب
الطاهرة في الطب والى موهوم كالحكى والرقية واما المقطوع به فليس تركه من التوكل بل
تركه حرام عند خوف الموت واما الموهوم فشرط التوكل تركه اذ به وصف رسول الله
صلى الله عليه وآله وسلم المتوكلين واما الدرر جنة المتوسطة وهو المطرسة
كالمداواة بالاسباب الطاهرة عند الاصابة فعلة ليس مما قصا التوكل بخلاف الموهوم
وتركه ليس محضو الخلاف المقطوع به بل عديكور اصل من فعله في بعض الاعتوال
وفي حق بعض الاشخاص وهو على درجة بين الدرر حتى كره في الفصل انعماد به في الفصل

معاذ في الحلة فحسده النبي صلى الله عليه وسلم بيده فمشتقص ثم وسمت فحسده
 الثانية رواه مسلم وعن انس ان النبي صلى الله عليه وسلم كوى اسعد بن
 نمرارة من الشوكه رواه الترمذي وعن جابر قال بعث رسول الله صلى الله
 عليه وسلم الى ابي بن كعب طيبا فقطع منه عرفا ثم كواه عليه رواه مسلم وعن
 عائشة ورافع بن خديج عن النبي صلى الله عليه وسلم قال الحمى من فيم جهنم
 فاردوها بالماء متفق عليه وعن عتبة بن عامر قال قال رسول الله صلى الله
 عليه وسلم لا تكرر هو امرضاكم على الطعام فان الله تعالى يطعمهم وليستقبحهم رواه
 الترمذي وابن ماجه وعن عوف بن مالك الاصحى قال كنا نرقى في الجاهلية
 فقلنا يا رسول الله كيف ترى في ذلك فقال اعرضوا على ما قالكم لا بأس بالرقى
 ما لم يكن فيه شرك رواه مسلم وفي رواية لما لك ان ابا بكر دخل على عائشة
 رضي الله عنهما وهي تستكي ويهودية ترقىها فقال امر فيها كتاب الله قال
 محمد في الموطا وبهذا أحد لا بأس بالرقى بما كان في القرآن وما كان من ذكر الله

طرائع والتلاتين كذا في العالم كبرية ١٢

له قوله فاردوها بالماء قال الووى اردوها بالماء ليس فيه ما يسيى صفة وحالته والاطباء
 يسمون ان الحمى الصفر اويها يردد ما حها سقى الماء البارد والتديد البرودة ويسمونه
 التلم ويعسلون اطرافه بالماء البارد ولا يبعد انه صلى الله عليه وسلم اراد هذا النوع من الحمى
 والعسل نحو ما قالوه فلم يبق للملحد المعرض الا احتراعه الكذب كذا في المرقاة ١٢
 له قوله بما كان في القرآن اى آياته وحروفه وكذا مطلق الذكر بشرط ان يكون بلسان عربى
 او غيره ويعرف معناه وكذا يجوز ان يكتب شئ من القرآن او غيره على شئ ويعسل به ويسقى
 المريض والآيات الشعراء الواردة في القرآن والقرآن كله شعراء ولسورة الفاتحة في هذا الباب

فنا ما كان لا يعرف من الكلام فلا ينبغي ان يرقى وعن عائشة قالت قال
 لي رسول الله صلى الله عليه وسلم هل رأى قبكم المعريون قلت وما المعريون قال
 الذين يشتركون فيهم الحسن رواه ابو داود وعن جابر قال سئل النبي صلى الله عليه وسلم
 عن المشرة فقال هو من عمل الشيطان رواه ابو داود وعنده قال يحيى رسول الله
 صلى الله عليه وسلم عن الرقي فجاء آل عمران حذرو فقالوا يا رسول الله انه كانت
 عندهما رقية ترقى بها من العقرب وانت تهيت عن الرقي فعرضوها عليه
 فقال ما ارى بها بأسا من استطاع منكم ان يتعمر اخاه فلينفعه رواه مسلم وعن
 علي قال بيده رسول الله صلى الله عليه وسلم ذات ليلة يصلي فوصعه يده على الارض
 فلدغته عقرب فمالها رسول الله صلى الله عليه وسلم بنعله فقتلها فلما
 انصرف قال لعن الله العقرب ماتدع مصليا ولا غيره او بيا وغيره ثم دعا
 بماء فجعله في اناء ثم جعل يصبه على اصبعه حيث لدغته ويسمى
 ويعود بالمعوذتين رواه البيهقي في شعب الايمان وعن ابي سعيد الخدري
 قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يعوذ من الحيات وعين الانسان حتى برئت
 المعوذتان فلما برئت احدهما وترك ما سواههما رواه الترمذي وابن ماجة

تأثير بلية محذوب واما ما كان لا يعرف معناه بان يكون فيه القاط محمولة المعنى عريضة المعنى
 ولا يجوز ان يرقى به لاحتمال ان يكون فيه كلمة كفر او شرك مما يتضمنه رقى الكثر ارباب الرقى الا
 ان يكون عرض على النبي صلى الله عليه وسلم واحاطة به ومادة التفصيل في هذا البحث في مدارج
 السوء والمواهب القدسية وشرحه والخصص الحصين وشرحه كذا في التعليق المحدث
 له قوله عن المشرة الخ قال في مدل المحمود وانما اراد بها السوء الذي كان اهل الجاهلية
 يعالجون به ويرغمون به يشعرون انهم يرضونهم ويرون فيها من الالفاظ المشركية

وعن الشفاء بنت عبد الله قالت دخل رسول الله صلى الله عليه وسلم وأنا عند حفصة فقال ألا تعلمين هذه رقية السحرة كما علمتنيها الكتاب رواه أبو داود
وعن عائشة قالت أمر النبي صلى الله عليه وسلم أن يسرق من العين متفق عليه
وفي رواية لما لك أن رسول الله صلى الله عليه وسلم دخل بيت أم سلمة وفي البيت صبي يبكي فذكروا أن به العين فقال له رسول الله صلى الله عليه وسلم ألا تسترقون له من العين قال محمد بن الموطأ أنه تأخذ لا يرى بالرقية بأسا إذا كانت من ذكر الله تعالى وعن أم سلمة أن النبي صلى الله عليه وسلم رأى في بيتها حارية في وجهها سبعة تعنى صخرة فقال اسرفوا لها قال بها النظره متفق عليه
وعن عمران بن حصين أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لا رقية إلا من عين أو حمة رواه أحمد والترمذي وأبو داود ورواه ابن ماجه عن بريدة
وعن أنس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا رقية إلا من عين أو حمة

له قوله ألا تعلمين هذه رقية السحرة قال في بدل المجهود السحرة تعنى النور وسكون الميم وهي قروح تخرج في الحب أو الحسد وراقية السحرة كلام كانت لساء العرب تنسجعه لعلم كل من سمعه أنه كلام لا يضر ولا ينفع وهي أن يقال العروس تحتفل وتختضب ويكحل وكل شيء تفعل عبرا لا تعصى الرجل ١٢

له قوله كما علمتنيها الكتاب فيه دليل على حوار تعلم النساء الكتاب وأما حديث لا تعلموهن الكتابة فمحمول على من يحتسب في تعليمها الفساد كما في بدل المجهود ١٣
له قوله لا رقية إلا من عين أو حمة في شرح السنة لم يرد به في حوار الرقية من غيرهما بل تحووا الرقية بذكر الله تعالى في جميع الأوجاع ومعنى الحديث لا رقية أولى وأبعد من ردتها كما تقول لا فني إلا على لاسيف الأدو الفقار كما في المرقاة ١٤

أودع رواه أبو داود وعنه قال رخص رسول الله صلى الله عليه وسلم في الرقعة من العين والجمعة والنملة رواه مسلم وعنه أسماء بنت عميس قالت ما رسول الله أبولد جعفر يسرع إليهم العين أو اسنري لهم قال نعم فإنه لو كان شئ سابق القدر لسبقته العين رواه أحمد والترمذي وابن ماجه وعنه ابن عباس عن النبي صلى الله عليه وسلم قال العين حق فلو كان شئ سابق القدر سبقته العين وإذا استغسلتم فاعسلوا رواه مسلم وعنه أبي أمامة بن سهل بن حبيب قال رأى عامر بن ربيعة سهل بن حبيب يغتسل فقال والله ما رأيت كاليوم ولا حلة حماة قال ملط سهل فأنى رسول الله صلى الله عليه وسلم فليل له يا رسول الله هل لك فى سهل بن حبيب والله ما يرفع رأسه فقال هل تهتمون له أحد فقالوا نعم عامر بن ربيعة قال قد عار رسول الله صلى الله عليه وسلم عامرا فتعلط عليه وقال علامير يقتل أحدكم أحياه الأبركت اغتسل فغسل له عامر وجهه ويديه ومرفقيه وركبتيه وأطراف راحلته وداحلته إذا مره فى قدح ثم صبت عليه فراح مع الناس ليس له بأس رواه فى شرح السنة ورواه مالك وفى روايه قال ان العين حق ترصاله فوصاله وعنه عثمان بن عبد الله بن موهب قال ارسلنى اهللى الى امرسلة نقدح من ماء وكان اذا اصاب الانسان عين او شئ نعت اليها محصبة فاحرجت من

له قوله رخص رسول الله صلى الله عليه وسلم فى الرقعة الخ قال التوريشى الرخصة انما تكون بعد الهى وكان صلى الله عليه وسلم قد نعى عن الرقى لما عسى ان يكون فيها من الاغصاط الخاطئية فانتفى الناس عن الرقى ويحصل لهم فيها اداعيت عن الاغصاط الجاهله كذا فى المرقاة له قوله فغسل له عامر الخ ذكره فى راجحة المصالح

شعر رسول الله صلى الله عليه وسلم وكانت تمسكه في جليل من فضة فخفضته
 له فشرب منه قال فاطلعت في الحبل فראيت شعرات حمراء واه البخاري
 وعن نرينب امرأة عبد الله بن مسعود ان عبد الله رأى في عني خيطا فقال
 ما هذا فقلت خيطا رقي لي فيه قالت فاحذه فقطعه ثم قال انتم آل عبد الله
 لاعبياء عن الشرك سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول ان الرقي واليمائم
 والتولة شرك فقلت لم نقول هكذا لقد كانت عيسى تقذف وكنت اختلف الى
 فلان اليهودي فاذا رافاها سكنت فقال عبد الله انما ذلك عمل الشيطان
 كان نحسها بيده فاذا رقي كفت عنها انما كان يكفبك ان تقولي كما كان رسول
 الله صلى الله عليه وسلم يقول اذهب البأس رب الناس واشف انت الشافي لا
 تشاء الا شفاءك شفاء لا يعاد رقباء رواه ابو داود قال في المسوى اختلف
 الاحاديث في الاسترقاء ووجه الجمع ان يحمل على الاحوال المتغايرة فالمنهي من
 الرقي ما كان فيه شرك او كان بذكر فيه مردة الشياطين او ما كان فيها بغير
 لسان العرب ولا يدعى ما هو ولعله يدخل فيه سحر او كهروا ما ما كان بالقرآن
 وبذكر الله تعالى فانه مستحب وعن عيسى بن حمزة قال دخلت على عبد الله

له قوله كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول اذهب البأس رب الناس في التعليل الحمد وهذه الادعية
 الواردة في هذه الرواية وامثالها مما هو مذكور في كتب الحديث وجمع كثير منها صاحب المواهب وغيره
 من الادوية الروحانية والآلهة مفعلة حلال لا اترك الادوية الطبيعية تاما بدونها وقد جربت
 بعضها واحدا بخطها وقد عرض لي مرات امراض مهلكة انحوت الاطباء وعالجتها بهذه فكأني نستطت
 من عقاب ولله الحمد على ذلك ومن كمل ايمانه وحسن اعتقاده وحده مثل ما وجدته ١٢
 له قوله فانه مستحب اعلم ان للرقية انواعا بعضها مأثورة عن السلف فقد روي عن عائشة

ابن عكيم وبه حيزة فقلت ألا تعلق تميمة فقال نعوذ بالله من ذلك فقال
 رسول الله صلى الله عليه وسلم من يعلق شيئا وكل إليه رواه ابو داود وقال في
 الدر المختار وفي المجتبى التميمية المكروهة ما كان بعير العربية وعن عبد الله
 بن عمر قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول ما ألقى ما أتيتان أما
 شربت ترياقا وتعلقت بميمة او قلت الشعر من قل نفسي رواه ابو داود.

باب الفأل والطيرة

عن ابي هريرة قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول لا طيرة وحبرها

يرحم الله عنها انها كانت لا يرى بأسا ان يعود في الماء ثم يعالج به المريض وقال مجاهد لا بأس
 ان يكتب القرآن ويعسله ويسقيه المريض وامر اسعاس حلا ان يكتب لامرأة يعسر عليها
 الولادة آيتين من القرآن وكلمات تم يعسل وتسقى وسئل سعيد بن المسيب عن الصفوف
 الصغار يكتب فيها القرآن يعلق على السام والصبيان فقال لا بأس بذلك اذا جعل في كبر من
 وري او حديد او يخذل عليه وقد روى البغوي في الاحاديث المروعة كذا في مستوى ١٠
 له قوله التميمية الخ وفي التلوي عن ابن الاثير التمام جمع بميمه وهي حذرات حكايت
 العرب تعلمها على اولادهم يتقون بها العين في رعيهم فانظروا الاسلام ولا بأس
 بان يشد الحب والمخاض النعا ويد على العصا اذا كانت ملفوفة بالنقطة من ردا محتاجا ١٢
 له قوله ما ألقى ما أتيت الخ قال ابن الملك يعني ان استاء استعحر حرام على وكذا شرب
 الترياق وعلق التمام حرامان على واماني حق الأئمة والتمامه واستاء الشعر
 غير حرام اذا لم يكن فيه كذب ولا هو مسلم او شئ من المعاصي وكذا الترياق ادى
 ليس فيه محرم شرعا من الحوم الاغاعي والحجر وعجوه كذا في المرقاة ٢

الفأل قالوا وما الفأل قال الكلمة الصالحة يسميها أحدكم متفق عليه وعن
 ابن عباس قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يتفأل ولا ينطير وكان يحب
 الاسم الحسن رواه الامام احمد في مسنده لسند حسن والغوي في شرح
 السنة وعن ابن النقي صلي الله عليه وسلم كان يحسنه اذا خرج للحاجة ان
 يسمي باسمه يا نعيم رواه الترمذي وعن بريدة ان النبي صلى الله عليه وسلم كان
 لا ينطير من شئ فادعت عاملا سأل عن اسمه فادعا اسمه فرح به
 وسأوى شرو ذلك في وجهه وان كره اسمه سأوى كراهية ذلك في وجهه واذا
 دخل قرية سأل عن اسمها فان اعجب اسمها فرح به وسأوى شرو ذلك في

له قوله قال الكلمة الصالحة يسميها أحدكم اي على قصد التقاء كطالب ضالة يا واجد وكناهر
 يادراق وكسافر يا سالم وكناحر الحاجة ما نحم وكناحر ما مصور وكناحر ما مصور وكناحر ما مقبول و
 امثال ذلك ومعنى الترخص في الفأل والمع من الطيرة هو ان الشخص لو رأى شيئا
 وطه حسا وحرمه على طلب حاجته فليعمل ذلك وادارأي ما بعده مستوعما ويصعد من
 المصى الى حاجته فلا يجوز قبوله بل معنى لسيله فاذا قتل وانتهى عن المصى في طلب حاجته فهو
 الطيرة لانها احتضمت ان تستعمل في التوهم كذا في عمدة القاري والمراق ١٢

في قوله وان كره اسمه الخ قال ابن الملك فالسنة ان يختار الانسان لولده وحادمه من
 الاسماء الحسنة فان الاسماء المكروهة قد توافق القدر كما لو سمي احد اسمه بحسار وبجأري
 قضاء الله بان يلحق بذلك الرجل او اسمه حسار فاعتقد بعض الناس ان ذلك سبب اسمه
 فتشاءمون ويحذرون عن محالته ومواصلته وليس في الحديث انه كان ينطير بالاسماء
 القبيحة كما توهمه ايراده في هذا الباب فان محله باب الاسماء وكان المصنف راى صدر الحديث
 واورده اعتمادا على دلالة معنى التطير مطلقا المنقطعة من المراق ١٢

وجهه وان كره اسمها رؤى كراهية ذلك في وجهه رواه ابو داود وعنه عمرو
ابن عامر قال ذكرت الطيرة عند رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال احسبها
العتال ولا ترد مسلما فاذا رأى احدى كره ما كره فليقل اللهم لا مأنى بالحسنات
الآلات ولا بدفع السيئات الآلات ولا حول ولا قوة الا بالله رواه ابو داود ومرسل
وعنه عبد الله بن مسعود عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال الطيرة شرك
قاله ثلاثا وما من الا ولكن الله يدهم بالتوكل رواه ابو داود والترمذي وقال
سمعت محمد بن اسمعيل يقول كان سليمان بن حرب يقول في هذه الحديث
وما من الا ولكن الله يدهم بالتوكل هذا عدى قول ابن مسعود وعنه قطن
ابن قبيصة عن ابيه ان النبي صلى الله عليه وسلم قال العياقة والطرق والطيرة من الجبت

له قوله الطيرة شرك اى لا اعتقادهم ان الطيرة تحلب لهم نفعاً وتدفع عنهم ضرراً فاداء
عملوا بوجوبها فكأنهم اشرکوا بالله في ذلك وليسى شركاً حقيقياً وقال شارح يعنى
من اعتقد ان تسامى الله يفع او نصر بالاستقلال فقد اشرک اى شركاً حقيقياً
كذا في المرقاة ١٢

له قوله العياقة الح العياقة بكسر العين وهى رحر الطير والتفاؤل والاعتبار فى ذلك
باسمائها كما يتفاؤل بالعقاب على العقاب وبالعراب على العرنة وبالهده على الهدي
قيل العاعة الخط اى فى الرمل والطيرة هى التساؤم بالسنى والطرقى هتم
فسكون وهو الصرب بالحصى الذى يفعله السام وقيل هو الخط فى الرمل والحاصل
انه نوع من التكهون وكان هذا اصدعهم عن مقاصدهم ففاه الشرح واطله وبهى عنه
اعطى الله لس له تأتير في جلب نعم او دفع ضرر وادها من عمل الجبت اى الشيطان
التقطته من المرقاة ١٢

رواه ابو داود وعن ابي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا عدوى و

له قوله لا عدوى قال التور لستى العدوى هما مجاورة العلة من صاحبها الى غيره
وذلك على ما يذهب اليه المطبعة في علل سبع المحدثات والحديث والحديث والحديث
والبحر والرمم والامراض النوائية وقد اختلف العلماء في التأويل فمنهم من يقول المراد
منه نفي ذلك وابطاله على ما يدل عليه ظاهر الحديث والقراءة المسوقة على العدوى
وهم الاكثرون ومنهم من يرى انه لم يرد ابطالها فقد قال صلى الله عليه وسلم من
المحدث ومنه من يراك من الاسد وقال لا يوردن دوعاهه على مصيرها وما اراد بذلك نفي
ما كان يعتقد أصحاب الطبيعة فابهم كانوا يرون العلل المتعدية مؤثره لا محالة
واعلمهم بقوله هذا ان ليس الامر على ما يوهمون بل هو معلق بالمشيئة ان شاء كان
وان لم يشأ لم يكن ويتبدل الى هذا المعنى قوله فمن اعدى الاول اى ان كنتم ترون ان
النسب في ذلك العدوى لا غير فمن اعدى الاول ومن بقوله من المحدث ومن بقوله لا
يوردن دوعاهه على مصيرها ان مدانة ذلك نسب العلة وليتقنه اتقاء من المحدثات
المائل والسعفة المعيوبية وحديث الفرق الاولى على الناس في اسناد الهم بالحديثين
ان الله فيهما انما جاء شفا على ما سيرة احد الامر من تنصيه عليه في نفسه او عاهة في اسله
فيعتقد ان العدوى حى قلت وقد اختاره العسلا في شرح الحجة ولسطنا الكلام معه
في شرح التبرج ومحملة انه يرد عليه اختتامه عليه السلام عن المحدث ومن عند اسادة المايعة مع
ان منصب السوة بعيد من ان يورد لحسم مادة من العدوى كلا ما يكون مادة لطيفها انصافا
الامر بالتحب اظهر من صم مادة من ان العدوى لها تأثير بالطبع وعلى كل تقدير فلا دلالة اصلا
على نفي العدوى مسا والله اعلم قال التبرج لستى وارى القول الثاني اولى بالمأويلين لما فيه
من التوفيق بين الاحاديث الواردة فيه ثم لان القول الاول يعنى الى تعطيل الاصول

لا طيرة ولا هامة ولا صفراء

الطيرة ولم ير الشرح معطيلها بل و مراد بآياتها والعترة بها على الوجه الذي ذكرناه
 واما استدلالهم بالقراءة المسوقة عليها فانا قد وجدنا التواريخ يجمع في النهي بين ما هو
 حرام وبين ما هو مكروه وبين ما ينهى عنه لمعنى وبين ما ينهى عنه لمعان كقراءة وردل على
 صحة ما ذكرناه قوله صلى الله عليه وسلم للمجدوم الممايع قد ما يعاك فارح في حديث الترمذي
 سويده الثقي وهو مذكور بعد قوله صلى الله عليه وسلم للمجدوم الذي احديده فوضعها
 معه في القفصة كل ثقة بالله وتوكل عليه ولا سبل الى التوفيق بين هذين الحديثين
 الا من هذا الوجه بين الاول التوفيق من اسباب التلف وبالثاني التوكل على الله حل حلاله
 ولا اله غيره في مناركة الاسباب وهو حاله اه وهو جمع حسن في غاية التحقيق والله ولي
 التوفيق ١٢

له قوله ولا هامة وهي اسم طير يتسارم به الناس وهي الصدى وهو طير كبير يصعب
 بصره بالهائم ويطير بالليل ويصوت وليكن الحراب ويقال له يوم كذا في المرقاب ١٢
 ثم قوله ولا صفراء قال ابو داود في سننه قال نفية سألت محمد بن راشد عنه قال كذا وايتنا جيون
 مسد خول صفراء فقال النبي صلى الله عليه وسلم لا صفراء وقال القاصي هرا بكون نعياما
 يتوهم ان شهم صفراء تكتر فيه الدواهي والفتن القفظة من المرقات وقال في العالم كبرية سألته
 في جماعة لا يسافرون في صفراء ولا يبدؤن بالاعمال فيه من السباح والدخول ويتمسكون بها
 سوى عن النبي صلى الله عليه وسلم وآله وسلم من بشرى بحرو ح صفراء بشرته بالحمة هل يصح هذا
 المحرو هل فيه غمسة وهي عن العمل وكذا الاسباء فدون اذا كان القمر في برج العنبر و
 كذا الا يخطون النياب ولا يقطعونها اذا كان القمر في برج الاسد هل الامر كما عمووا قال
 اما ما يقولون في حق صفراء ذلك شئ كات العرب يقولونه واما ما يقولون في القمر في

وقر من المجدوم كما تفر من الاسد رواه البخاري وفي رواية لمسلم عن
 عمرو بن الشريد عن ابيه قال كان في وفد ثقيف رجل مجذوم قاتل اليه
 النبي صلى الله عليه وسلم ايا قد بايعناك فارحه وفي رواية ابن ماجة عن
 جابر ان رسول الله صلى الله عليه وسلم اخذ بيد مجذوم فوضعا معه في الفصعة
 وقال كل ثقة بالله وتوكل عليه وروى البخاري عن ابي هريرة قال قال رسول
 الله صلى الله عليه وسلم لا عدوى ولا هامة ولا صفر فقال اعدائي يا رسول الله فقال
 لا يكون في الرمل لكأبها الطاء فيحاط بها البعير الا ضرب يجرها فقال رسول الله
 صلى الله عليه وسلم فمن اعدى الاول وقال في المستوى وعدى ان لا مؤثر في
 الوجود الا القدره الوحشية وحدها ولكن في العالم اسباب ومسببات يحكم
 العادة عليها يد امر الاحكام من القصاص وذرك المستهلك وغيرها ثم هذه
 الاسباب منها جلية كالضرب بالسيف للقتل وكالا مساك عن الطعام و
 الشراب مدة طويلة للموت ومنها خفية كتعدى المرض من مريض الى غيره
 وفي الشرع الاسباب الخفية بمعنى انها لا يدار عليها حكم ولا ينسب ان محاصم
 احدا احدا اذا اوامر مراضه على صحاح غيره مثلا والعرب قد تسمى الشيء مطلقا
 وتريد به باعتباره دون اعتباره وعلم ان ابي هريرة قال قال رسول الله صلى الله

عليه السلام ان في الاسد فانه تسمى بذلك اهل الجور لتعديدهم مقاتلهم يسبون الى المعنى صلى الله عليه
 وآله وسلم وهو كذب محض كذا في حواشي الفناوي ١٢

في قوله وهو من المجدوم والمجدوم قد تقدم ان هذا امر حصه للمعصاة وتركه حائرا لا قويا ماء على
 ان الحدام من الامراض المعديه فيعدى يادون الله فيحصل منه صراره ومعنى لا عدوى للمعنى
 ما كان عليه من ان المرض لا يبعثه لاي حله سبحانه كذا في لرقا ١٢

عليه السلام لا عدوى ولا هامة ولا نوع ولا صفر، رواه مسلم وعن حابر قال سمعت النبي صلى الله عليه وسلم يقول لا عدوى ولا صفر ولا غول، رواه مسلم وعن سعد بن مالك ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لا هامة ولا عدوى ولا طيرة وان تكن الطيرة في شئ ففي الدار والفرس والمرأة، رواه ابو داود وروى الطحاوي ان سعيد بن المسيب قال سألت سعدا عن الطيرة قال نعم في وقال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول لا طيرة وان كانت

له قوله ولا نوع، نعم فسكون اي طلوع نجم وعروب ما يقابله احدهما في المشرق والآخر في المغرب وكانوا يعتقدون انه لا بد عنده من مطر او ريح ينسوه الى الطالع او العارب ففي صلى الله عليه وسلم صحة ذلك وانما علط النبي صلى الله عليه وسلم في امر الانواع لان العرب كانت تسب المطر اليها فاما من جعل المطر من فعل الله وامر الله بقوله مطرا متورا كذا في وقت كذا وهو هذا اليوم الفلاني فان ذلك حائر اي ان الله تعالى قد اجري العادة ان ياتي المطر في هذه الاوقات ذكره الطبري والافطهر ان الهوى على اطلاقه حسا المعادة فساد الاعتقاد ولا به ليرد ما يدل على حواره وحاصل المعنى لا تقولوا مطرا سوء كذا بل قولوا مطرا بفعل الله تعالى المتقطعة من المرات ١٢

له قوله ولا عول قال في المرات قوله لا عول ليس بفعل العول ووجوده وانما فيه ابطال عم العرب في تلوته بالصورة المختلفة واعتباره فكون المعنى بقوله لا عول ايها لا تستطيع ان تفعل احدا وفي شرح التور يستقى قال الطحاوي يحتمل ان العول قد كان تورا فعه الله تعالى عن عباده وعن عصمهم هذا ليس سعيد لانه يحتمل انه من حصان نص نعمة نبينا صلى الله عليه وسلم وبطيره مع المتساطين من استراق السمع بالتهافت الناقص

الطيرة في شئ في المرأة والدار والعرس وقال في شرح معاني الآثار وفيه
 ان سعدا استمر سعيدا حين ذكر له الطيرة واخبره عن النبي صلى الله عليه وسلم
 انه قال لا طيرة ثم قال ان يكن الطيرة في شئ في المرأة والعرس والدار فلم
 يحد منها فيهن وانما قال ان يكن في شئ فبعدها اي لو كانت تكون في شئ لكنت
 في هؤلاء فاد الرنك في هؤلاء التلت فليس في شئ وقد روى عن عائشة
 ان ما تكلم به رسول الله صلى الله عليه وسلم في ذلك كان على غير هذا اللفظ لأن
 ابا حسان قال دخل رجلان من بني عامر على عائشة فاحداهما ابا هريرة
 يحدث عن النبي صلى الله عليه وسلم انه قال ان الطيرة في المرأة والدار والعرس
 فعصبت وطارت سقفة منها في السماء وشقة في الارض فقالت والدي ابرل
 القرآن على محمد ما قالها رسول الله صلى الله عليه وسلم وطانما قال اهل الجاهلية كانوا
 يتطبرون من ذلك فاحدث عائشة ان ذلك القول كان من النبي صلى الله عليه وسلم
 حكاية عن اهل الجاهلية لانه عده كذلك وعن ابن عباس قال قال رسول الله
 انا كنت في دار كثر فيها عدد دابة واما لما فتحونا الى دار قل فيها عدد دابة واما لما فتحنا
 صلى الله عليه وسلم ذراوها دميعة ماواه ابوداود وفي رواية له عن يحيى بن عبد الله
 بن محير قال اخبرني من سمع قزوة بن مسيك يقول قلت يا رسول الله عدد نارض
 يقال لها ايين وهي ارض ربيعة وميتاوان وباءها شديدا فقال دعها عليك فان من
 القوم المتكف قال علي القاري رحمه الله الباري وليس هذا من باب العدوى والطيرة
 وانما هو من باب الطب فان اسن صلاح الهوائ من اعون الاشياء على صحة الابدان
 وفساد الهوائ من اسرع الاشياء الى الاسقام.

باب الكهانة

عن معاوية بن الحكم قال قلت يا رسول الله امور اكلنا نصنعها في

الجاهلية كما نأق الكهان قال **فَلَا تَأْتُوا الْكُهَانَ** قال قلت كما ستطير قال ذلك
تسنى يحده أحد كرى نفسه فلا يصدكم قال قلت ومنار حال يخطون خطا قال
كان نتي من الانبياء يخط فمن وافق خطه هذا كى رواه مسلم **وعن ابن**
هزيمة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من أتى كاهنا فصدقه بما يقول أو أتى
امراته حائضا أو أتى امرأته في دبرها فقد برئ مما امر الله على محمد رواه احمد وابوداؤ
وعن حصية قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من أتى عترة فاسأله عن

له موله فلا تأتوا الكهان قال في الدر المختار واعلم ان تعلم العلم يكون **فرض عين** وهو
نفذ ما يحاح لديه و**فرض كفاية** وهو ما اراد عليه ليعم غيره وصنفا وباهو
التميز في العقيدة وعلم القلب وحراما وهو علم الفلسفة والشعيرة والتعيم والرسل وعلم
الطبايعين والسحر والكهانة اه وقال في رد المحتار الكهانة وهي تعاظم الخدع عن الكائنات في
الاستقل وادعاء معرفة الاسرار قال في نهاية الحديث وقد كان في العرب كهنة كسوق وسطيهم
كان يوعم ان له ما يعالني الله الاصنام ومنهم انه يعرف الامور بمقدومات يستدل بها على مواضعها
من كلام من يسأله او حاله او فعله وهذا يخصه باسم العراف كالمندعي معرفة المسروق ونحوه و
حديث من أتى كاهنا يشمل العراف والتعيم والعرب لسمى كل من يتعاظم على ما ادقها

له قوله يخطون خطا وهو الرمل هو علم بصروف اشكال من الخطوط والنقط بقواعد معلومة تخرج
حروفها تجمع ويستخرج جملة دالة على عواقب الامور وقد علمت انه حرام طحا واصله لادريس
عليه السلام اي فهو شريعة مسروحة وفي تباؤى اس حجاب تعلمه وتعلمه حرام مستند التيميم
لما فيه من ايها المعوامان فاعله يتشارك الله تعالى في عيبه كذا في رد المحتار

له قوله من أتى عترة قال النووي العراف من جملة انواع الكهان قال الخطاى وعنده
العراف هو الذي يتعاظم معرفة مكان المسروق ومكان الصلاة ونحوهما وقال على القاري

عليه السلام من اقتبس يابا من علم النجوم لعذر ما ذكر الله فقد اقتبس شعبة من
 السحر المحم كاهن والكاهن ساحر والساحر كافر رواه رررر وعن قتاده قال
 خلق الله تعالى هذه النجوم لثلاث جعلها زينة للسماء وروا جوما للشياطين وعلاما
 يهتدى بها فمن تأول فيها بعد ذلك اخطأ واضاع نفسه وكلف ما لا يعلم رواه
 البخاري تعلقا وفي رواية رررر وكلف ما لا يحنيه وما لا علم له وما عجز
 عن علمه الانبياء والملائكة وعن الربيع منله وراود الله ما جعل الله في محم حياة
 احدا ولا ررقه ولا موته وانما يعرفون على الله الكذب وسعطلون بالحكم وعن
 زيد بن خالد الجهني قال صلى لنا رسول الله صلى الله عليه وسلم صلاة الصبح بالحديبية
 على انوسماء كانت من الليل فلما انصرف اقبل على الناس فقال هل تدرون ماذا
 قال رررر قالوا الله ورسوله اعلم قال قال اصبح من عبادي مؤمن بي وكافرا ما
 من قال مطرنا بفضل الله ورحمته فذلك مؤمن بي كافر بالكوكب واما من قال
 مطرنا بنوء كذا او كذا فذلك كافر بي مؤمن بالكوكب معق عليه وعن ابى هريرة

له قوله فذلك كافر بي مؤمن بالكوكب قال الروي واختلفو اني كفر من قال مطرنا بنوء كذا على قولين
 أحدهما هو كفر بالله سبحانه سالب لاصل الايمان ومنه وجها واحدهما انه من قاله معتقدا
 بان الكوكب داعل مدبر مستحق للمطر كزعم اهل الجاهلية فلا شك في كفره وهو قول الشافعي و
 الجاهيل وتايبها انه من قال معتقدا بان الله تعالى بعصاه وان النوء علامه له ومطبه بدول
 الصمت فهذا الاكفر لانه بقوله هذا كانه قال مطرنا في وقت كذا والاظهر انه مكروه كراهة
 تنزيه لانه كله موهمة مترددة بين الكفر والايمان فيسار الطن بصاحبها ولا بها شعار اهل
 الجاهلية والقول الثاني كفران لعنة الله تعالى لاقتصاره على اضافة لعنت الى الكوكب كذا
 في المرات وتقال في العالم كثرية ويكره ان يقول الرجل سقياسوء التريا او طلح سحبل غير ذلك

عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ما يرسل الله من السماء من بركة الا اصبح
 فريق من الناس بها كافرين ينزل الله العيث فيقولون يكوك كذا وكذا رواه
 مسلم وعنه ابي سعيد قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لو امسك الله العظم
 عن عباده خمس سنين ثم ارسله لاصححت طائفة من الناس كافرين يقولون
 سقبا تنوء المجدح رواه السائي.

كتاب الرؤيا

وقول الله عز وجل لهم السرى في الحياة الدنيا وفي الآخرة عن ابي هريرة
 قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا يرفى من النوبة الا المبشرات فالوا وما
 المبشرات قال الرؤيا الصالحة رواه البخاري واما مالك برواية عطاء بن سار
 يراها الرجل المسلم او ترى له وعن انس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم الرؤيا

= لان سهيلا لا يأتي بالحرو والبرد ١٢

له قوله لهم السرى لهم قال بعض المفسرين معنى الرؤيا الصالحة يراها الانسان او ترى له
 في الدنيا وفي الآخرة رآه الله تعالى كذا في تعبير الامام في تفسير المصالح ١٢
 ثم قوله الرؤيا الصالحة حرام من ستة واربعين حرام من السوء قيل معناه انها تحيى على
 موافقة السوء لا انها حرام باق من السوء والاحرام على احد في الاحد نظام هذا القول
 فان حرام من السوء لا يكون سبوا كما ان حرام من الصلوة على الانفراد لا يكون صلوه وكذلك عمل
 من اعمال الحرم وشعبه من شعب الايمان والاعمال تحدد الاحراء بسنة واربعين
 فأنهى ذلك عما يجب العمل فيه ويملق بالمسلم فان ذلك من علوم السوء التي لا تضال =

عليه السلام من اقتبس بابا من علم النجوم لعبر ما ذكر الله فقد اقتبس شعبة من
 السحر المحم كاهن والكاهن ساحر والساحر كاهن رواه ابن وهب عن قتادة قال
 خلق الله تعالى هذه النجوم لتلات جعلها رية للسماء ورواها للسياطين وعلما
 يهتدى بها فمن تأول فيها بعير ذلك اخطأ واضاع نصيبه وكلف ما لا يعلم رواه
 البخاري تعليقا وفي رواية ابن وهب وكلف ما لا بعينه وما لا علم له وما عجز
 عن علمه الا شياء والملائكة وعن الربيع مثله ورواه الله ما جعل الله في محم حياة
 احدا ولا سره ولا مونه وانما يعرفون على الله الكذب وسعطلون بالحكم وعن
 زيد بن خالد الهذلي قال صلى لنا رسول الله صلى الله عليه وسلم صلاة الصبح بالحديبية
 على ان ترسماء كانت من الليل فلما انصرف اقبل على الناس فقال هل تدرون ماذا
 قال ربكم قالوا الله ورسوله اعلم قال قال اصبح من عبادي مؤمن بي وكافر واما
 من قال مطرنا بفضل الله ورحمته فذلك مؤمن بي كافر بالكوكب واما من قال
 مطرنا بنوء كذا وكذا فذلك كافر بالكوكب مصنف عليه وعن ابن هب

له قوله فذلك كافر مؤمن بالكوكب قال النووي واختلَفوا في كفر من قال مطرنا بنوء كذا على قولين
 أحدهما هو كفر بالله سبحانه سالب لاصل الايمان ومنه وجهان أحدهما انه من قاله معتقدا
 بان الكوكب فاعل ما يرستى للمطر كرم اهل الجاهلية فلا شك في كفره وهو قول المشافعي و
 الجاهيز وثانيهما انه من قال معتقدا ماته من الله تعالى بصله وان النوء علامة له ومطه بدول
 الصمت فهذا لا يكفر لانه بقوله هذا كانه قال مطرنا في وقت كذا او الاطهر انه مكروه كراهة
 تنزيه لانه كلمة موهمة مترددة بين الكفر والايمان فيسار الظن بصاحبها ولا بها شعار اهل
 الجاهلية والقول الثاني كفر ان لعمرة الله تعالى لاقتصاره على اضافة الصمت الى الكوكب كذا
 في المرات وقال في العالم كبريه ويكره ان يقول الرجل سقياسوء الترياء وطلع سحبل عود النبل

عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ما يرسل الله من السماء من بركة الا اصبح فريق من الناس بها كافرين ينزل الله العت فيقولون نكوك كذا وكذا رواه مسلم وعن ابي سعيد قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لو امسك الله القطر عن عباده خمس سنين ثم ارسله لا صبحت طائفة من الناس كافرين يقولون سقيبا تنوء المجدح رواه السائي.

كتاب الرؤيا

وقول الله عز وجل لهم السرى في الحياة الدنيا وفي الآخرة عن ابي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لعريق من النبوة الا المبشرات فالوا وما المبشرات قال الرؤيا الصالحة رواه البخاري واما مالك برواية عطاء بن سائر يراها الرجل المسلم او ترى له وعن انس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم الرؤيا

= لان سهيلا لا تأتي بالحذر والبر ١٢

له قوله لهم السرى لهم قال بعض المفسرين تعنى الرؤيا الصالحة يراها الانسان او ترى له في الدنيا وفي الآخرة وانه الله تعالى كذا في تعطي الامام في تعبير المنام ١٣
له قوله الرؤيا الصالحة حرة من ستة واسمعين حرة من السوء قيل معناه انها تحي على موافقة السوء لا انها حرة من السوء ولا حرة على احد في الاحد نظام هذا القول فان حرة من السوء لا يكون سوة كما ان حرة من الصلوة على الاصل لا يكون صاوه وكذلك عمل من اعمال المحم وسعة من شعب الايمان والاهل بوجه تحديده الاحراء بسنة واسم بعض قارئ دلت مما يجنب القول فيه ويتفق به مسلم فان دلت من علوم السوء التي لا تقاس =

الصالحه جزء من ستة واربعين جزءا من النوره متفق عليه وعن ابي هريره
العقيلي قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم رؤيا المؤمن جزء من ستة و
اربعين جزءا من النوره وهي على رجل طائر ما لم يحدث بها فاد احدث بها
وقعت واحسبه قال لا تحدث الا حيا او ليما رواه الترمذي وفي رواية
ابي داود قال الرؤيا على رجل طائر ما لم تعبر فاد اعبرت وقعت واحسبه قال
ولا تقصها الا على واد اودى رأيي وعن ابي هريره قال قال رسول الله صلى الله
عليه وسلم ادا اقترب الرمان لم يكذب بكذب رؤيا المؤمن ورؤيا المؤمن جزء من

بالاسباط ولا يسعها له بالقياس وقيل اساقص الاجزاء على ستة واربعين لان ما من الوحي
كان تلاتا وعشرين سنة وكان اول ما بدئ به من الوحي الرؤيا الصالحه وذلك في ستة اشهر
من سبي الوحي ونسبة ذلك الى سائر ما سبه جزء الى ستة واربعين جزءا التقطته من المرقا ١٢
له قوله لا تحدث الا حيا او ليما اي عا فلا فانه اما ان يعبر بالمحسوب او بسكت عن المكروه
فاله في المرات وقال في العالم كبريه وان رأي رؤيا يحيبه حمد الله تعالى لانيها لعمه ثم
ان شاء قصها على من يتقنه وان شاء لم يقصها كذا في الوحي للكبر ١٢

ثم قوله اذا اقترب الرمان الخ قال صاحب الفائق فيه تلاتة افاويل احدها انه اراد
آخر الرمان واقترب الساعة لان الشئ اذا قل وتقاصر تقاربت اطرافه ومنه قيل للمقصد
مقارب ويقولون تقاربت ابل فلان اذا قلت ويعصده قوله صلى الله عليه وسلم في آخر الرمان
لا يكاد رؤيا المؤمن يكذب وثانيها انه اراد به استواء الليل والنهار ليعم العاين ان اصدق
الارمان لوفوع العاصاة وقت الاتفاق الانوار وتمازج الادراك الاتعاض وحيث يسوي الليل
والنهار وثالثها انه من قوله صلى الله عليه وسلم يقارب الرمان حتى تكون السنة كالشهر
والشهر كالجمعة والجمعة كالنوم والنوم كالساعة قالوا يريد به من خروج المهدي ونسط =

سنة واهل عين حزم من النبوة وما كان من النبوة فانه لا يكذب قال محمد بن سيرين وانا اقول الرؤيا ثلاث حديث النفس وتحويل الشيطان وليتبرى من

العدل وذلك انما يستقصر الاستدلال فيتنقش اطرافه قلت ويمكن ان يراد به من الدجال واما ما جرح وما حوج فانه من كثرة النخب والآلام وعدم الشعور بما منة اللهاى والامام تقارب اطرافه في الاعوام وايضا يحتاج المؤمن حشد الى ما يسد له على مطلوبه ويستأنس به في طريق محروبه فيعان له محروم من احراء النبوة وشعة من شعب الامام الولاء كذا في المرقاة ١٢

ثم قوله الرؤيا ثلاث الم في شرح السنة فيه ان ليس كل ما يراه الانسان في منامه يكون صحيحا ويحور تعبده انما الصحيح منها ما كان من الله تعالى ما تيك به ملك الرؤيا من صحة امر الكتاب وما سوى ذلك اضعاف احلام لا تأويل لها وهي على ادواع كذا في المرقاة و قال في موضع آخر منه والخاصل ان الرؤيا مختلفة باختلاف الراى فانه قد يكون سالكا من مسالك طريق الدنيا وقد يكون سائرا في مسائر صراط العقى ولكل تأويل يلين به وياسب بحاله ومقامه وهذا امر غير منضبط ولد المر محفل السلف منه ما ليعا مستقلا حامعا شاملا كذا فلا لانواع الرؤيا وانما تكلموا في بعض ما وقع لهم من القصا بالولدا لم تلتق معبرين يكومان في تعبدهما الشئ متفقين كذا في المرقاة ١٢

ثم قوله حدث النفس كسسه العاشق والمعتوق ومنه قل ما ترى الهرة في نومها الا الفأرة ومن هذا القبيل كما يعتون تمربون وكما تتوتون تحشرون وكل اراء يترشح بما فيه كذا في المرقاة ١٢

ثم قوله وتحويل الشيطان اى ان يكدر عليه وقت الصا في فريه في النوم انه قطع رأسه مثلا كذا في المرقاة ١٢

الله فمن رأى شيئاً يكرهه فلا يقصده على أحد ولبقم فليصل قال فكان
 يكره الغل في اليوم ولعصهم القند ويقال القيد تناف في الدين متفق عليه
 قال البخاري رواه قتادة وبنو نيس وهنسم وابو هلال عن ابن سيرين عن
 ابن هريرة وقال بولس لا احسنه الا عن النبي صلى الله عليه وسلم في القند وقال
 مسلم لا ادرى هو في الحديث ام قاله ابن سيرين وفي رواية نحوه وادرج
 في الحديث قوله واكره الغل الى تمام الكلام وروى النزمدي والدارمي
 عن ابن سعبد عن النبي صلى الله عليه وسلم قال اصدق الرؤيا بالاسم
 وعن ابن قتادة مريض الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم
 الرؤيا الصالحة من الله والحلم من الشيطان فاذا رأى أحدكم ما يحب
 فلا يحدث به الا من يحب واذا رأى ما يكره فلينعود بالله من شرها
 ومن شر الشيطان ولينقل ثلاثاً ولا يحدث بها احداً فانها ان تصره
 مسق عليه وعن جابر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا رأى
 أحدكم الرؤيا يكرهها فليصم عن يساره ثلاثاً وليستعد بالله من الشيطان
 ثلاثاً وليتحول عن حسه الذي كان عليه رواه مسلم وعنه قال جاء رجل الى
 النبي صلى الله عليه وسلم فقال رأيت في المنام كأن رأسي قطع قال فصيح النبي
 صلى الله عليه وسلم وقال اذا لعب الشيطان بأحدكم في منامه فلا يحدث به
 الناس رواه مسلم وعن ابن عمر ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال من
 ادرى المعري ان يرى الرجل عيبيه ما لم يربا رواه البخاري وعن عائشة
 قالت سئل رسول الله صلى الله عليه وسلم عن ورقه فقال له حديثه انه كان
 حد صدقك ولكن مات قبل ان يظهر قتال رسول الله صلى الله عليه وسلم
 امرينه في المنام وعنه تناف بعض ولو كان من اهل النار لكان عليه ناس

غير ذلك رواه احمد والترمذي وعنه امر العلاء الانصاري قال قلت لابي
لعثمان بن مطعون في اليوم عينا نجري فقصصتها على رسول الله صلى الله
عليه وسلم فقال ذلك عمله يجري له رواه البخاري وعنه انس قال قال
رسول الله صلى الله عليه وسلم رأيت ذات ليلة فيما يرى النائم كأنني داه
عقبة بن رافع فأتبنا رطب من رطب ابن طاب فأولت ان الرفعة لما
في الدنيا والعاقبة في الآخرة وان ديسا قد طاب رواه مسلم وعنه
ابي موسى عن النبي صلى الله عليه وسلم قال رأيت في المنام اني اهاجر من
مكة الى ارض بها نخل فذهبت واهلي الى انها اليمامة او هجر فاداهي
المدينة فترت ورأيت في رؤياي هذه اني هزرت سيفا فانقطع صدره فاذا
هو ما اصيب من المؤمنين يوما حدثتم هزرتة اخرى فعاد احسن ما
كان فاذا هو ما حاء الله به من القم واجتمع المؤمنين متفق عليه وعنه
ابي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم بيانا اني اخرجت من
الارض فوضع في كفي سواران من ذهب فكبرا على فاحي الى ان انفخهما
فنفختهما فذهبا فاولتهما الكدا بين اللذين انابيهما صاحب صعاء و
صاحب اليمامة متفق عليه وفي رواية الترمذي يقال احداهما سلمة
صاحب اليمامة والعسي صاحب صعاء وعنه سمرة بن جندب قال كان

له قوله كان العي صلى الله عليه وسلم اذا صلى اقبل علينا بوجهه قال النووي منه تسمية على استحباب
اقبال الامام بعد سلامه على اصحابه وعلى استحباب السؤال عن الرؤيا وعلى مبادرة المعذر
الى تأويلها اول البها ر قبل ان يتشعب ذهبه بالتسعاله في معاشته في الدنيا ولان عهد الرائي
قريب ولم يطرأ عليه ما تشوشها ولانه قد يكون منها ما يستحب تهيله كالبحث على خير

الذي صلى الله عليه وسلم اذا صلى اقبل علينا بوجهه فقال من رأى منكم الليلة
 رؤيا قال فان رأى احد فصفا فيقول ما شاء الله فسا لنا بوما فقال هل
 رأى منكم احدا رؤيا قلنا لا قال لكى رأيت الليلة مرحلين اتيا في قاحدا
 بيدي فاخرجا في الى ارض مقدسة فاذا راى رجل جالس وراى قائم بيده
 كروب من حديد يدخله في سدده فيشفه حتى يبلع قعاء ثم يعمل بشدة
 الآخر مثل ذلك ويلتئم سدقه هذا فعود فبصع مثله قلت ما هذا قال
 اطلق فاطلعا حتى ايسا على راى رجل مصطحج على قعاء وراى قائم على
 رأسه نهر او صحرة يشتد خزيه رأسه فاذا صر به ندهه الحجر فاطلق
 اليه لباخذه فلا يرجع الى هذا حتى يلتئم رأسه وعاد رأسه كما كان
 فعاد اليه وضربه فقلت ما هذا قال انطلق فاطلقنا حتى ايسا الى تقب
 مثل التور اعلاه صيق واسفله واسع تتوقد تحته نار فاذا راى نعت
 امر تقعر حتى كاد ان يخرجها منها واذا حدث مر حواقنها وحبها رجا
 ويساء عراة فعل ما هذا قال اطلق فاطلقنا حتى اتسا على نهر من دم
 فيه راى رجل قائم على وسط النهر وعلى شط النهر راى رجل بين يديه حجارة فاقبل
 الرجل الذي في النهر فاذا اراد ان يخرج رعى الرجل بحرفي فيه فردته حبت

والتحذير عن معصية وفيه ابحاث الكلام في العلم وتعمد الرؤيا بعد صلوة الصبح وان
 استند بها القلة في حلوسه للعلم او غيره حائر قلت هو العلم اقول ان لو يصور
 الاستقبال مع الاقبال وفي الحطة متعين على كل حال واما استقباله في عدهما
 فمستحب لما ورد عن ابن عباس مرفوعا على ما رواه الطبراني ان شرف المحاسن
 ما استقباله القلة كذا في المرات ١٢

كان فجعل كلما حاء يخرج راحتي فيه بجرف فيرجع كما كان فقلت ما هذا قال لا
 اطلق فاطلقنا حتى انتهينا الى روضة خضراء فيها شجرة عظيمة و
 في اصلها شئخ وصبيان واذا من رجل قريب من الشجرة بين يديه تاروقدها
 فصعدا في الشجرة فادخلا في دارا وسط الشجرة لهما رقط احسن منها فيهما
 راحا شيوخ وشباب ولساء وصبيان ثم احرحنا في منها فصعدا في
 الشجرة فادخلا في دارا هي احسن وافضل منها فيها شيوخ وشباب
 فقلت لهما انكما قد طوّتما في الليلة فاحبدا في عما رأيت قالان نعم اما
 الرجل الذي رأته يتسوق سدقه وكذاب يحدث بالكذبة فتحمل عنه
 حتى تلجم الآفاق فيصنعه ما يرى الى يوم القيامة والذي رأيت له شدح
 رأته فرجل علمه الله القراء فامرعه بالليل ولم يعمل بما فيه بالنهار
 بفعل به ما رأيت الى يوم القيامة والذي رأيت في المقب فهم الزبالة و
 الذي رأيت في النهار آكل الرما والشئخ الذي رأيت في اصل الشجرة
 ابراهيم والصبيان حوله قالوا الناس والذي يوقد النار مالك خازن
 النار والدار الاولى التي دخلت دار عامة المؤمنين واما هذه الدار
 فدار الشهداء وانا حذريل وهذا ميكائيل فامرعه رأسك فرفعت
 رأسي فاذا في مثل السحاب وفي رواية مثل الرابضة البيضاء قال
 ذاك من رلك قلت دعاني اذ حل منزلي قال انه نقي لك عمر لم تستكمله
 فلو استكملته اتيت من رلك رواه البخاري وعنه قال كان رسول الله
 صلى الله عليه وسلم مما يكثر ان يقول لا صحابه هل رأى احد منكم من
 رؤيا فيقص عليه من شاء الله ان يقص وانه قال لتادان عداة انه اتاني
 الليلة اثنيان وانهما ابتعثاني وانهما قالوا لي اطلق واني اطلقت معهما

وذكر مثل الحديث الذي تقدم بطوله وفي حديث سمرة هذان زيادة ليست
في الحديث المذكور قبله وهي قوله صلى الله عليه وسلم فأنينا على روضه معتمة
فيها من كل يوم الربيع واذا بين طهرى الروضة رجل طويل لا أكاد
أرى رأسه طولاً في السماء واذا حول الرجل من أكثر ولدان رأيتهم
قطلت لهما ما هذا ما هؤلاء قال فالألى اطلق فانطلقنا فأنتهينا الى
روضه عظيمة لمرار روضه قط اعظم منها ولا احسن قال قالالى
ارق فيها قال فارتقبنا فيها فأنتهينا الى مدينة مبنية بلبن ذهب و
لبن فضه فابينا باب المدينة فاستفتحنا فقم لنا احد حلناها فنلقاها فيها
مرحال شطر من خلقهم كأحسن ما انت راء وشطر منهم كأقبح ما انت
راء قال فالألى لهم اذهبوا فقعوا في ذلك النهر قال واذا نهر معترض
بحرى كأن ماءه المحض فى البياض عذبوا فوقعوا فيه ثم رجعوا اليسا
قد ذهب ذلك السوء عنهم فصاروا فى احسن صورة وذكرنى تفسير
هذه الريادة واما الرجل الطويل الذى فى الروضة فانه ابراهيم واما
الولدان الذين حوله فكل مولود مات على الفطرة قال فقال بعض المسلمين
يا رسول الله واولاد المشركين فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم واولاد

له قوله واولاد المشركين الخ قال ابن الهمام رحمه الله تعالى فى مسأله وقد اختلف
فى سؤال اطفال المشركين وفى دخولهم الجنة او النار وتتردد منهم ابو حنيفة
وغیره وقد وردت فيهم اخبار متعارضة والسبل تفويض امرهم الى الله
تعالى وقال محمد بن الحسن اعلم ان الله لا يعذب احدا بلادى هو
قال تلميذه اس اى شريف فى شرحه وقد نقل الامر بالامساك عن الكلام فى

المشركين واما القوم الذين كانوا يسطرونهم حسن ويطرونهم قبيح فانهم قوم قد اخطوا عملا صالحا واخرو سيئا تحاور الله عنهم رواه البخاري وعن ابي هريرة ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال من رآني في المنام

= حكمهم في الآخرة مطلقا عن القاسم بن محمد وعروة بن الربيع من رؤس التابعين وغيرهما وقد ضعف ابو اليركاب النسفي رواية التوقف عن ابي حنيفة وقال الرواية الصحيحة عنه انهم في المشيئة لطاهر الحديث الصحيح الله اعلم بما كانوا عاملين وقد حكى فيهم الامام النووي ثلاثة مداخل الاكثر انهم في المار الثاني التوقف الثالث الذي صححه انهم في الجنة الحديث كل مولود يولد على الفطرة ويميل اليه ما من عن محمد بن الحسن وفيهم اقوال أخر ضعيفة اهكذا في رد المحتار ١٢ له قوله من رآني في المنام فقد رآني اى فكأنه قد رآني في عالم الشهود والبطامكن لا يشي عليه الاحكام لم يصير منه من الصيانة ولعل بما سعيه في تلك الحالة وقيل هو بمعنى الاحياء اى من رآني في المنام واخبروه بان رؤيته حقيقة و جهة ليس ما صنعت اخلامه صلى الله عليه وسلم اذا رآني على صفته المسطورة وهيئة المعروفة المذكورة فلا يحتاج الى تأويل بل يقال انه قد رآه صلى الله عليه وسلم على وجه الاطلاق واما اذا رآه على غير صفته كما اذا رآه مستأى وطعه من ارض المسجد على ما حكى عن بعض المتأخرين انه رآه كذلك فاحتاج الى تأويل وتعبير بما قل ان تلك المصعة من ارض المسجد معصوبه او مملوكة غير صحيحة على قواعد شريعة صلى الله عليه وسلم فكأنه أمت في تلك البقعة ومن احيائها فكأنما احيى الناس جميعا وكذلك ما رآه امامنا الأعظم في ميامه الاكرم من جمع اعظمه المساركة المتفرقة وعبر له اس سيدين يا ملك نصر امام المسلمين وجامعا لمعاني الاحاديث المختلفة

فقد رأي في فان الشيطان لا يتمثل في صورتي متفق عليه وعن ابي قتادة روى
 الله تعالى عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من رأى في فقد رأى
 الحق متفق عليه وعن ابي هريرة رضى الله تعالى عنه قال قال رسول الله
 صلى الله عليه وسلم من رأى في المنام فسييرا في اليقظة ولا يتمثل الشيطان في
 متفق عليه وعن ابن خزيمة بن ثابت عن عمه ابي حزيمة انه رأى في فما
 يرى الناثم انه سجد على جهة النبي صلى الله عليه وسلم فاحدثه فاصطحبه له وقال
 صدق رؤياك فسجد على جبهته رواه في شرح السنة .

بين الصحابة والمتبعة بين التابعين وقد يرجع الاختلاف الى اختلاف حال الراح
 بحسب ايمانه ونياته وامره الماطية التقطته من المرات ۱۲

له قوله فقد رأى الحق المراد بالحق هنا الصدق الذي صدقه الكذب اى فقد صدقت رؤياه
 فانه قد رأى لغيره وبديل عليه ما في رواه اخرى من قوله فقد رأى الحق اى رؤية الحق
 او معناه فقد رأى رؤيا الحق كذا في المرات ۱۲

له قوله فسراني في اليقظة اى في الدنيا وفي الآخرة قال النووي فيه احوال احدها ان
 يراد به اهل عصره ومعناه ان من رآه في اليوم ولم يكن ها حرو فقه الله للهجرة ورؤيته صلى الله
 عليه وسلم في اليقظة عيانا وثانيها انه يرى صديق تلك الرؤيا في اليقظة في الدار الآخرة
 لأنه يراه في الآخرة جميع امته وثالثها انه يراه في الآخرة رؤية خاصة في القرب منه
 وحصول شفاعته ومحو ذلك كذا في المرات ۱۲

== (تكملة الجزء الثالث ويليه الجزء الرابع اوله كتاب الآداب) ==

(كتبة محمد اصغر الحيد آبادي)

CENTRAL LIBRARY

مؤلف مدوح کے دیگر تصانیف

۱۔ تفسیر سورہ سیدنا یوسف علیہ السلام کی ایک بسوط تفسیر ہے آیات و گلدستہ طریقت کی مفید توضیح، روزمرہ کے مسائل کے حل کے علاوہ سالکین کے لئے

سلوک طریقت کے مضامین بطور پند و نصیحت بکثرت موجود ہیں۔ اسی وجہ سے اس کا دوسرا نام گلدستہ طریقت کھا گیا

۲۔ کتاب المحبت کتاب کے ابتدائی حصہ میں انسان کے حقیقی مقام، مقصد زندگی اور اس کی وجہ تخلیق کو بڑی خوبی سے واضح کیا گیا ہے۔ اس کے بعد قرآنی آیات کے ذریعہ حب الہی حاصل کرنے کے ذرائع بڑے اچھے انداز میں بتائے گئے ہیں۔

۳۔ گلزار اولیاء مشائخ نقشبندیہ رحمۃ اللہ علیہم کا تذکرہ ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے تشرع کر کے آخر تک ہر ایک شیخ طریقت کے حالات زندگی، ارشادات اور نصائح کو جمع کیا گیا ہے۔

۴۔ علاج سالکین کتاب کا موضوع نام سے ظاہر ہے۔ سالکین کا ایک، اچھا رہبر ہے اصحاب سلوک کے لئے یہ کتاب بیحد مفید ہے۔

۵۔ موعظ حسنہ قطع پاپ رائل، ضخامت ۳۹۴ صفحات، ہدیہ، (نور) (جلد اول) مولف محترم مولوی سید عبدالرؤف صاحب نے بڑی محنت و جانفشانی سے بلحاظ حروف تہجی اس کی بڑی اچھی ترتیب فرمائی ہے۔ کتاب بے شمار شحوس علمی، دینی اور سلوک کے معلومات کا ایک نادر ذخیرہ ہے۔

۶۔ قیامت نامہ قطع پاپ رائل، ضخامت ۱۵۰، ہدیہ، (عائ) مولوی سید رحمت اللہ صاحب نے خلف حضرت مدوح نے حضرت والامدظلہ العالی کے حوالے سے موعظ جس میں قیامت صغریٰ (موت) قیامت کبریٰ متعلق جو تفصیلات سنائے ہوئی ہیں ان کو کتابی شکل میں ترتیب دیکر قیامت نامہ کے نام سے شائع فرمایا ہے۔ فخر اللہ سعید صاحب

۷۔ معراج نامہ۔ زیر طبع ۸۔ نور المصابیح ترجمہ روز جاجہ المصابیح، زیر طبع

مکملہ کا۔ یہ کان حقیر مدوح مولانا مولوی ابوالخات سید عبدالرشید صاحب قادیان نقشبندی مدرسہ علمی علم۔ بارہ علی حسد رشاد دکن

یطلب کتاب من المؤلف مد ظله العالی بهذا العنوان

مولانا ابوالحسن السید عبد اللہ الحیدر آبادی الحنفی

دار البرید الجویلی (۲) حسینی علم

حیدر آباد الدکن (ہند)

ست دہیات

تمن کتاب

THE BOOK CAN BE HAD FROM —

Maulana Abul Hasnath

Syed Abulillah Shah Sahib

PARADISE (INDIA)

علامہ مدوح حضرت ابوالحسن السید عبد اللہ شاہ صاحب کتاب

حسب ذیل پتہ پر طلب فرمائی جاسکتی ہے

محمد حسینی علم جویلی پوسٹ آفس (۲)

حیدر آباد دکن (ہند)

چھپو پریس

قیمت

